قرآن واحادیث سے ماخوذ، معلومات سے لبریز
متانت سے آراستہ تقاریر کا خوبصورت مجموعہ

المواعظ العظیمہ

معروف بہ

خطباتِ برکات

جلد اول

مصنف
ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی

خواجہ بک ڈپو
دہلی

قرآن واحادیث سے ماخوذ، معلومات سے لبریز،
متانت سے آراستہ تقاریر کا خوبصورت مجموعہ

المواعظ العظیمہ

معروف بہ

خطبات برکات

مصنف

ابوالعطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی

(تاراپٹی ۸، دھنوشہ نیپال)

ناشر

خواجہ بک ڈپو

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام : خطبات برکات

مصنف : ابوالعطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی (تاراپٹی، دھنوشہ نیپال)

تصحیح : مفتی محمد احمد رضا ثقافی صدر المدرسین دار العلوم حنفیہ اشرفیہ (لہان)

حضرت علامہ مولانا محمد علاء الدین منظری (تاراپٹی ۹)

محرک : میکش رضا حضرت مولانا محمد علاء الدین برکاتی مصباحی (بہوارو ا)

کمپوزنگ : حضرت حافظ وقاری محمد عقیل احمد سیتا مڑھی (بہار)

باہتمام : حضرت مولانا غلام حسن صاحب (دہلی)

تاریخ تکمیل : ١١/ماہ فاخر ربیع الآخر ١٤٣٨ھ

سن اشاعت : ستمبر ٢٠١٨ء

صفحات : ٤٠٠

قیمت :

ملنے کے پتے

- کمال بک ڈپو، گھوسی، ضلع مئو
- صوفی کتب خانہ رائے چور، کرناٹک
- نوری کتب خانہ بڑوالی چوکی، اندور
- برکاتی بک سیلر، چھترپور (ایم پی)
- عبد الرحمٰن بک سیلر، پچپیڑوا بازار، ضلع بلرام پور
- مکتبہ باغ فردوس مبارک پور، اعظم گڑھ

اجمالی خاکہ

سرعش پر ہے تیری گزر	۲۹
دل فرش پر ہے تیری نظر	۴۴
ذکر خدا سیرت مصطفی کے حوالے سے	۵۷
فضائل درود شریف	۶۶
ذکر کی فضیلت	۷۶
ذکر اللہ کے فائدے	۸۹
مجالس ذکر کی فضیلت	۱۰۱
دینی محفلوں کی اہمیت وافادیت	۱۱۱
ذکر اور کلمات ذکر	۱۲۳
سبحان اللہ اور الحمد للہ کی فضیلت	۱۳۳
لاحول ولاقوۃ الا باللہ کی فضیلت	۱۴۱
فرشتہ اور ذکر وعبادت	۱۵۰
استغفار کی فضیلت وفائدہ	۱۵۹
بسم اللہ شریف کی فضیلت	۱۷۰
کھانے پر بسم اللہ پڑھنے کی برکت	۱۷۷
بعد وفات کام آنے والے اعمال	۱۸۴
صدقہ کے فضائل وبرکات	۱۹۳
صدقہ کے فوائد	۲۰۵

صدقہ کی قسمیں مع فضائل وبرکات	۲۱۶
کھلانے اور پلانے کی فضیلت	۲۲۳
اولاد کا پہلا حق	۲۳۴
محمد اور احمد نام کی فضیلت	۲۴۲
نصیحت خیز حکایات وواقعات	۲۴۹
شعبان المعظم کے فضائل ومعمولات	۲۵۹
شب براءت کی فضیلت	۲۷۵
شب براءت عبادت وبندگی کی رات	۲۸۵
شب براءت میں محروم رہنے والے	۲۹۵
بیس رکعت تراویح کی فضیلت	۳۱۸
بیس رکعت تراویح کا ثبوت	۳۲۹
اعتکاف کے فضائل ومسائل	۳۴۱
تلاوت قرآن کی فضیلت وبرکت	۳۵۴
قرآن سننے کی فضیلت وبرکت	۳۶۴
شب بیداری کی فضیلت	۳۷۴
فضائل عشرۂ ذی الحجہ	۳۸۳
عشرۂ ذی الحجہ کے معمولات ووظائف	۳۹۲

تفصیلی فہرست مضامین

خطبات برکات سے بیان کرنے کا طریقہ	۱۵
استبراک	۱۹
انتساب	۲۰
دعاے برکت	۲۰
دعاے آل رسول	۲۱
دعاے مقبول	۲۲
احسان شناسی	۲۳
جو میں نے دیکھا	۲۶
(۱) **پہلی تقریر**	۲۹
سرعش پر ہے تیری گزر	۲۹
مشرق ومغرب نگاہ نبوت کے سامنے	۳۱
عرش کی حرکت	۳۳
مدینہ سے جدہ کی خبر	۳۳
حضرت عباس کا راز فاش	۳۴
حوض کوثر پر نگاہ نبوت	۳۶
صدیق اکبر کا خواب	۳۷
شام وفارس اور یمن کے محلات	۳۸
قبروں کے حالات	۳۹
ایک دوسری روایت	۴۰
حضور ﷺ کی سواری کی تیز نگاہ	۴۱

سامعین کی عدالت میں	۴۲
آسمان پر تیری نظر	۴۲
(۲) **دوسری تقریر**	۴۴
دل فرش پر ہے تیری نظر	۴۴
حضرت قباث کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ	۴۶
خشوع وخضوع کا علم	۴۷
آپ سے کوئی راز پوشیدہ نہیں	۴۷
رحمت عالم ﷺ کا تحفہ	۴۸
علی کیسے آنا ہوا؟	۴۹
حضرت وابصہ کی دل کی بات	۵۰
انصاری اور ثقفی کے دل کی باتیں	۵۱
رسول اللہ ﷺ کو قتل کا ارادہ	۵۳
حضرت حذیفہ کا نبی کریم کے پیچھے نماز پڑھنے کا مقصد	۵۴
فضالہ کے دل کی بات	۵۵
(۳) **تیسری تقریر**	۵۷
ذکر خدا سیرت مصطفی کے حوالے سے	۵۷
حضور ﷺ ہر وقت ذکر الٰہی کرتے	۵۹
حضور ﷺ کثرت سے ذکر اللہ کرتے	۵۹

حضور ﷺ ذکر کے لیے دعا کرتے	۶۱
پہلے سجدہ پہ روز ازل سے درود	۶۱
محبوب اگر آپ چاہیں تو؟	۶۲
سونے کے وقت کا معمول مصطفی ﷺ	۶۳
سوتے وقت حضور کون سی دعا پڑھتے؟	۶۴
نیند سے بیدار ہونے کی دعا	۶۴
دائیں پہلو سونا سنت ہے	۶۵
(۴) **چوتھی تقریر**	۶۶
فضائل درود شریف	۶۶
درود ذکر خدا بھی ہے اور ذکر مصطفی بھی ہے	۶۷
خدا کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں	۶۷
قیامت کے دن شفاعت	۶۸
قیامت کی ہولناکیوں سے نجات	۶۸
درود محبت کا اجر	۶۸
جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کا ثواب	۶۹
فرشتہ کی ڈیوٹی درود پڑھنے والے کی قبر پر	۷۰
مشکل کشائی	۷۱
پل صراط سے گذر	۷۴
نیکی کا پلڑا بھاری	۷۴
(۵) **پانچویں تقریر**	۷۵
ذکر کی فضیلت	۷۵
ذکر کی فضیلت قرآن کی روشنی میں	۷۷
ذکر کس طرح کیا جائے	۷۸
ذکر الٰہی سے دل کو سکون ملتا ہے	۷۹
رحمت الٰہی کا سایہ	۸۰
ذکر اللہ عزوجل بہترین عبادت	۸۱
ذکر کرنے اور نہ کرنے والے کی مثال	۸۲
محبوب و مردود کی پہچان	۸۳
واقعہ	۸۳
ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہو	۸۴
ایک سوال کا جواب	۸۵
ذکر بہتر عمل بھی ہے اور بہتر صدقہ بھی	۸۶
ذکر افضل العبادات کیوں؟	۸۸
(۶) **چھٹی تقریر**	۸۹
ذکر اللہ کے فائدے	۸۹
ذکر کیا ہے	۹۰
مقام افسوس	۹۰
تم مجھے یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا	۹۱
ذکر ایمان کی علامت ہے	۹۲
ذکر اللہ کے چار فائدے	۹۳
پہلا فائدہ	۹۳
دوسرا فائدہ	۹۳
تیسرا فائدہ	۹۴
چوتھا فائدہ	۹۴

چار نعمتیں	۹۵
اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہے	۹۵
ذکر درہم خرچ کرنے سے بھی بہتر ہے	۹۶
بہترین ایمان	۹۷
الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کا مقام	۹۸
نور عرش کا سایہ	۹۸
دل کی نکھار ذکر الٰہی میں ہے	۹۹
(۷) **ساتویں تقریر**	۱۰۱
مجالس ذکر کی فضیلت	۱۰۱
مجالس ذکر کیا ہیں؟	۱۰۲
ذکر کرنے والے پر چار انعام	۱۰۲
گناہوں کی جگہ نیکیاں	۱۰۳
فرشتوں کے بیچ اللہ تعالیٰ کا اظہار فخر و مباہات	۱۰۳
مجلس ذکر میں فرشتوں کا نزول	۱۰۴
مجلس ذکر میں بیٹھنے والوں کی عزت قیامت کے دن	۱۰۸
عزت والے	۱۰۸
مجلس ذکر کی غنیمت (فائدہ)	۱۱۰
(۸) **آٹھویں تقریر**	۱۱۱
دینی محفلوں کی اہمیت وافادیت	۱۱۱
دینی محفل بے شمار نیکیوں کی جامع ہوتی ہے	۱۱۲
وضاحت	۱۱۳
دینی مجلس میں کیا ہوتا ہے؟	۱۱۳
عبرتناک حکایت	۱۱۴
کیا خوب دعاؤں کا سلیقہ ہے ہمارا	۱۱۶
دینی محفل میں کس امید کے ساتھ جائیں؟	۱۱۷
حسن ظن جنت کی کنجی ہے	۱۱۸
جنت کا خوبصورت محل	۱۱۸
دینی محفل بنام علمی مجلس	۱۲۰
مسجد نبوی میں علمی مجلس	۱۲۰
لقمان حکیم کی نصیحت بیٹے سے	۱۲۱
(۹) **نویں تقریر**	۱۲۳
ذکر اور کلمات ذکر	۱۲۳
دل کا علاج	۱۲۵
بلند درجات	۱۲۶
ذکر سے غفلت کا انجام	۱۲۶
ویل کیا ہے؟	۱۲۷
بازار میں داخل ہوتے وقت کا ذکر	۱۲۸
کلمات ذکر مع فضائل	۱۲۹
گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے درخت سے پتے	۱۲۹
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سلام امت محمدیہ کے نام	۱۳۰

اللہ اکبر کہنے کی فضیلت	۱۳۱
تنگ قبر کشادہ ہوگئی	۱۳۱
اللہ اکبر کہنا سو دینار صدقہ کرنے سے بہتر ہے	۱۳۲
(۱۰) **دسویں تقریر**	۱۳۳
سبحان اللہ اور الحمد للہ کی فضیلت	۱۳۳
ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں	۱۳۵
اللہ عزوجل کا محبوب کلام	۱۳۵
قیامت میں سب سے پہلے بلایا جائے گا	۱۳۶
بہترین بندے	۱۳۶
گناہ درخت کے پتوں کی طرح گرتے ہیں	۱۳۶
صبح وشام سبحان اللہ پڑھنے کا ثواب	۱۳۷
تسبیح فاطمی	۱۳۸
(۱۱) **گیارھویں تقریر**	۱۴۱
لاحول ولا قوۃ الا باللہ کی فضیلت	۱۴۱
اللہ عزوجل سے محبت کی پہچان	۱۴۲
ذکر کرنے والے کو بے مانگے عطا کیا جاتا ہے	۱۴۳
لاحول ولا قوۃ الا باللہ ذکر اللہ ہے	۱۴۳
ننانوے بیماریوں کا علاج	۱۴۴
جنت کا خزانہ	۱۴۴
جنت کا دروازہ	۱۴۵
بلائیں دور	۱۴۵
سرکش جن سے حفاظت	۱۴۶
واقعہ	۱۴۷
(۱۲) **بارھویں تقریر**	۱۵۰
فرشتہ اور ذکر وعبادت	۱۵۰
مقدس دربار کے فرشتوں کی تعداد	۱۵۱
ایک عجیب الخلقت فرشتہ کی عبادت وذکر	۱۵۳
آسمان فرشتوں سے بھرا ہوا ہے	۱۵۵
روح نامی فرشتہ	۱۵۶
کتنی مرتبہ روزانہ وہ فرشتہ ذکر کرتا ہے؟	۱۵۷
آسمان والے فرشتوں کی عبادت	۱۵۷
(۱۳) **تیرھویں تقریر**	۱۵۹
استغفار کی فضیلت وفائدہ	۱۵۹
گناہ کا علاج استغفار ہے	۱۶۰
استغفار کرنے والے کو بخش دیا جاتا ہے	۱۶۱
استغفار کشادگی رزق کا سبب ہے	۱۶۲
دعائے استغفار	۱۶۳
سات سو گناہ بخش دیے جائیں گے	۱۶۳
استغفار ہر مشکل کا حل ہے	۱۶۴
روز ستر بار استغفار کرے	۱۶۵
مسلمانوں کے لیے دعائے مغفرت کا ثواب	۱۶۵
استغفار کرنے والا عذاب سے محفوظ رہے گا	۱۶۶

ہر نماز کے بعد ستر مرتبہ استغفار کرنے کی برکت	۱۶۶
سید الاستغفار	۱۶۶
ایک سوال کا جواب	۱۶۷
(۱۴) **چودھویں تقریر**	۱۷۰
بسم اللہ شریف کی فضیلت	۱۷۰
بسم اللہ کے بغیر شروع کیا گیا کام ادھورا	۱۷۱
برکتوں کا نزول	۱۷۱
بسم اللہ میں انیس حروف ہیں	۱۷۲
استاذ وشاگرد اور والدین کی نجات	۱۷۲
بارہ ہزار نیکیاں	۱۷۲
بسم اللہ لکھنے کا ثواب	۱۷۳
بسم اللہ والا کاغذ اٹھانے کا اجر	۱۷۳
فرعون کا دروازہ	۱۷۴
نکتہ	۱۷۵
نیکیاں ہی نیکیاں	۱۷۵
درد سر فوراً ختم	۱۷۶
(۱۵) **پندرھویں تقریر**	۱۷۷
کھانے پر بسم اللہ پڑھنے کی برکت	۱۷۷
جنت کی چار نہریں	۱۷۸
کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھا جائے	۱۷۹
بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو یاد آنے پر کیا کرے؟	۱۸۱
کھانا سے فارغ ہونے کے بعد کی دعا	۱۸۲
دو شیطان کی ملاقات	۱۸۲
(۱۶) **سولھویں تقریر**	۱۸۴
بعد وفات کام آنے والے اعمال	۱۸۴
عزت کا تاج	۱۸۶
قبر کا ساتھی	۱۸۸
وضاحت	۱۸۸
قبر میں خوشبو	۱۸۹
ایک خطا کار کی مغفرت بوسیلہ ایمان	۱۹۰
(۱۷) **سترھویں تقریر**	۱۹۳
صدقہ کے فضائل وبرکات	۱۹۳
صدقہ کی فضیلت قرآن کی روشنی میں	۱۹۵
لطیفہ	۱۹۷
چار چوکے سولہ	۱۹۸
دوزخ سے آزادی	۲۰۰
حکایت	۲۰۰
صدقہ سے اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے	۲۰۱
کیا صدقہ سے مال کم ہوتا ہے؟	۲۰۲
بادل سے آواز	۲۰۲
قیامت کے دن صدقہ سایہ بن جائے گا	۲۰۳

(۱۸)اٹھارھویں تقریر	۲۰۵
صدقہ کے فوائد	۲۰۵
صدقہ بری موت کو ٹال دیتا ہے	۲۰۶
کالا زہریلا سانپ	۲۰۷
بلائیں ٹل جاتی ہیں	۲۰۹
بیڑا پار	۲۰۹
کوڑھ اور سفید داغ کا علاج	۲۱۰
درندہ سے بچ گیا	۲۱۱
صدقہ کیا کہتا ہے؟	۲۱۱
جہنم کا سجدۂ شکر	۲۱۲
حوران جنت کی مہر	۲۱۳
پوشیدہ صدقہ کی فضیلت	۲۱۳
سب سے طاقتور مخلوق	۲۱۴
(۱۹)انیسویں تقریر	۲۱۶
صدقہ کی قسمیں مع فضائل وبرکات	۲۱۶
صدقہ کی قسمیں	۲۱۷
آگ پانی اور نمک دینا بھی صدقہ ہے	۲۱۸
راستہ سے تکلیف دہ چیزیں بھی ہٹانا صدقہ ہے	۲۱۹
جنت میں	۲۲۰
پریشان حال کی مدد بھی صدقہ ہے	۲۲۰
بھوک سے نڈھال سیدہ کا واقعہ	۲۲۱
(۲۰)بیسویں تقریر	۲۲۳
کھلانے اور پلانے کی فضیلت وبرکت	۲۲۳
اہل وعیال اور خادم کو کھلانا بھی صدقہ ہے	۲۲۴
دوزخ سے نجات	۲۲۵
محبوب عمل	۲۲۶
کھلانا بخشش کا ذریعہ ہے	۲۲۶
درجے بلند ہوتے ہیں	۲۲۷
ایک گنہگار کی مغفرت اور بلند درجہ	۲۲۷
کھانا کھلانا جنت میں لیجانے والا عمل ہے	۲۲۸
جنت میں تین انعام	۲۲۹
ایک عابد اور گنہگار کا واقعہ	۲۳۰
نسخۂ بے مثال	۲۳۲
حوض کوثر کے کنارے	۲۳۲
(۲۱)اکیسویں تقریر	۲۳۴
اولاد کا پہلا حق	۲۳۴
اولاد عظیم نعمت ہے	۲۳۵
نعمت پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرے	۲۳۶
عدالت فاروقی میں باپ بیٹے کا مقدمہ	۲۳۸
کون سا نام رکھا جائے؟	۲۳۹
کیا نام رکھا جائے؟	۲۴۰
صالحین کے نام پر نام رکھا جائے	۲۴۰
(۲۲)بائیسویں تقریر	۲۴۲

محمد اور احمد نام کی برکتیں	۲۴۲
قیامت تک برکت جاری رہے گی	۲۴۴
جنت میں داخل ہوجا	۲۴۵
باپ بیٹا دونوں جنتی	۲۴۵
بیٹا ہونے کا نسخہ	۲۴۶
ایک سال کی عبادت کا ثواب	۲۴۷
بیٹی کا نام کیا رکھیں؟	۲۴۷
(۲۳)تئیسویں تقریر	۲۴۹
نصیحت خیز حکایات وواقعات	۲۴۹
حضرت آسیہ کا ایمان اور فرعونی ظلم	۲۵۱
عداوت محبت میں بدل گئی	۲۵۳
سنت مصطفی ﷺ پر عمل کرنے کا اجر قبر میں	۲۵۶
(۲۴)چوبیسویں تقریر	۲۵۹
شعبان المعظم کے فضائل ومعمولات	۲۵۹
شعبان کے فضائل	۲۶۰
شعبان کے لیے حضور ﷺ دعا کرتے	۲۶۲
شعبان کی فضیلت دوسرے مہینوں پر	۲۶۳
شعبان میں صحابہ کا معمول	۲۶۳
حکمت	۲۶۴
روزۂ شعبان کے فضائل	۲۶۵
حضور ﷺ شعبان میں کثرت سے روزے رکھتے تھے	۲۶۵
ایک روزہ کا ثواب	۲۶۷
حضور کے کثرت روزہ کی وجہ	۲۶۸
معمولات ووظائف	۲۶۹
پہلا معمول ووظیفہ	۲۶۹
دوسرا معمول ووظیفہ	۲۷۰
تیسرا معمول ووظیفہ	۲۷۱
چوتھا معمول ووظیفہ	۲۷۱
پانچواں معمول ووظیفہ	۲۷۲
چھٹا معمول ووظیفہ	۲۷۳
مخصوص وظیفہ	۲۷۴
(۲۵)پچیسویں تقریر	۲۷۵
شب براءت کی فضیلت	۲۷۵
سب سے بڑی فضیلت	۲۷۷
شب براءت کیا ہے؟	۲۷۷
بھلائی کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں	۲۷۸
رجسٹر فرشتے کے حوالے	۲۷۹
رحمت وبخشش کی رات	۲۷۹
صدائے رحمت	۲۸۱
آزادی کی رات	۲۸۲
(۲۶)چھبیسویں تقریر	۲۸۵
شب براءت عبادت وبندگی کی رات	۲۸۵
حضور ﷺ کا معمول	۲۸۶

جنت واجب	۲۸۸
کتنی رکعات پڑھی جائے	۲۸۹
سورکعت نفل نماز	۲۸۹
سورکعت کی فضیلت	۲۸۹
کرم ہی کرم	۲۹۰
تین ہزار دوسونوے حوریں	۲۹۱
رحمت کی ستر نظر	۲۹۲
دورکعت نفل نماز کا اجر	۲۹۲
شب براءت دعا کی رات	۲۹۳
شب براءت اور زیارت قبور	۲۹۴
(۲۷) **ستائیسویں تقریر**	۲۹۵
شب براءت میں محروم رہنے والے	۲۹۵
شعبان کی وجہ تسمیہ	۲۹۶
بیس منتخب چیزیں	۲۹۶
سعادت سے محروم رہنے والوں کی فہرست	۲۹۷
(۱) مشرک	۲۹۹
تین بڑے گناہ	۳۰۱
شرک سے بچنے کا اجر	۳۰۱
(۲) کینہ رکھنے والا	۳۰۱
(۳) رشتہ توڑنے والا	۳۰۳
رحمت نہیں اترتی	۳۰۳
رزق وعمر میں برکت	۳۰۴

(۴) کپڑا لٹکا کر چلنے والا	۳۰۴
زمین میں دھنسا دیا گیا	۳۰۵
اوندھے منہ جہنم میں	۳۰۶
(۵) ماں باپ کا نافرمان	۳۰۶
والدین کی نافرمانی گناہ کبیرہ ہے	۳۰۶
ماں کے قدموں میں جنت ہے	۳۰۷
باپ جنت کا دروازہ ہے	۳۰۷
والدین کی نافرمانی کی سزا دنیا میں ہی مل جاتی ہے	۳۰۸
(۶) شراب کا رسیا	۳۰۸
شرابی جنت میں نہیں جائے گا	۳۰۹
چالیس دن کی نماز رد	۳۱۰
(۷) کاہن	۳۱۰
کاہن جہنم میں	۳۱۰
کاہن کی نماز قبول نہیں ہوتی ہے	۳۱۱
توبہ سے محروم	۳۱۲
(۸) جادوگر	۳۱۲
جادو کرنے والا ہم میں سے نہیں ہے	۳۱۳
(۹) زانی	۳۱۳
زنا کی حالت میں ایمان نہیں رہتا	۳۱۴
زنا محتاجی کا باعث ہے	۳۱۴
(۱۰) تصویر کھینچنے اور کھنچوانے والا	۳۱۴

قیامت کے دن سخت عذاب دیا جائے گا	۳۱۵
آخری بات اور ایک نسخہ	۳۱۶
شب براءت کی دعا	۳۱۷
(۲۸) **اٹھائیسویں تقریر**	۳۱۸
تراویح کی فضیلت	۳۱۸
خطبہء نبوی	۳۱۹
شب بیداری کرنے والا جنت میں جائے گا	۳۲۰
گناہوں کی بخشش	۳۲۰
رمضان کا مہینہ مسلمانوں کے حق میں نفع بخش ہے	۳۲۱
فائدہ	۳۲۲
تراویح پڑھنے والوں کے ساتھ فرشتے ہوتے ہیں	۳۲۴
وضاحت	۳۲۵
حضور ﷺ تراویح پر ابھارتے تھے	۳۲۵
وضاحت	۳۲۶
وضاحت	۳۲۸
(۲۹) **انتیسویں تقریر**	۳۲۹
بیس رکعت تراویح کا ثبوت	۳۲۹
بیس رکعت تراویح حضور ﷺ کے عہد میں	۳۳۰
بیس رکعت تراویح حضرت عمر کے زمانے میں	۳۳۱

بیس رکعت تراویح حضرت علی کے زمانے میں	۳۳۲
ابن حجر کا موقف	۳۳۳
ملا علی قاری کا موقف	۳۳۳
علامہ بدرالدین عینی کا موقف	۳۳۳
ابن نجیم مصری کا موقف	۳۳۴
محدث دہلوی کا موقف	۳۳۴
غیر مقلدین کے امام کا موقف	۳۳۴
غیر مقلدین وہابیوں کی دلیل اور اس کا جواب	۳۳۵
غیر مقلدین کی پہلی دلیل	۳۳۵
غیر مقلدین کی پہلی دلیل کا جواب	۳۳۶
غیر مقلدین کی دوسری دلیل کا جواب	۳۳۸
پوری رات عبادت کرنے کا ثواب	۳۴۰
(۳۰) **تیسویں تقریر**	۳۴۱
اعتکاف کے فضائل ومسائل	۳۴۱
اعتکاف کرنے والے کی مثال	۳۴۴
اعتکاف کی تعریف اور قسمیں	۳۴۴
(۱) اعتکاف واجب	۳۴۵
(۲) اعتکاف سنت موکدہ	۳۴۵
(۳) اعتکاف مستحب	۳۴۵
گناہوں کی بخشش	۳۴۵

حکایت	۳۴۵
اعتکاف سنت مصطفی ﷺ ہے	۳۴۶
فائدہ	۳۴۷
تین خندق	۳۴۸
وضاحت	۳۴۸
دو حج اور عمرہ کا ثواب	۳۴۹
ایک مسئلہ کی وضاحت	۳۴۹
مایوسی کیوں؟	۳۵۰
مسلمان کی حاجت روائی کا ثواب	۳۵۱
پچھتر ہزار نورانی فرشتوں کا سایہ	۳۵۲
اعتکاف کے فائدے	۳۵۲
(۳۱) اکتیسویں تقریر	۳۵۴
تلاوت قرآن کی فضیلت و برکت	۳۵۴
ایک حرف پر دس نیکیاں	۳۵۵
مردوں کی شفاعت	۳۵۷
دلوں کا زنگ دور	۳۵۷
قرآن شریف دیکھ کر پڑھنے اور بے دیکھے پڑھنے کا ثواب	۳۵۸
امام احمد کا خواب	۳۵۸
آنکھوں کی حفاظت	۳۵۹
ایک نابینا کا واقعہ	۳۵۹
ایک نوجوان کا واقعہ	۳۶۰
جس گھر میں قرآن پڑھا جاتا ہے اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا ہے	۳۶۲
(۳۲) بتیسویں تقریر	۳۶۴
قرآن سننے کی فضیلت و برکت	۳۶۴
قرآن کا فریاد	۳۶۵
قرآن کا پڑھنا مردہ دل کو زندہ کر دیتا ہے	۳۶۷
ایک آیت سننا سونے کے خزانہ سے بہتر ہے	۳۶۷
حضور ﷺ نے بھی قرآن سنا:	۳۶۸
حضور ﷺ نے قرآن پڑھ کر بھی سنایا	۳۶۸
صحابہ نے قرآن سننے اور سنانے کی مجلس منعقد کی	۳۶۹
قرآن سننے سے نیکیاں ملتی ہیں اور گناہ مٹتے ہیں	۳۷۱
قرآن سننا سونے کا پہاڑ صدقہ کرنے سے بہتر ہے	۳۷۲
حضرت فضیل کی توبہ کا واقعہ	۳۷۲
(۳۳) تینتیسویں تقریر	۳۷۴
شب بیداری کی فضیلت	۳۷۴
فرض کے بعد بہترین نماز	۳۷۵
راتوں میں پڑھی جانے والی نفل نمازوں کے فائدے	۳۷۵
مقام خلت	۳۷۸

دوزخ حرام	۳۷۸
یہ کرم نہیں تو کیا ہے	۳۷۸
ذوق عبادت	۳۷۹
جنت کا درخت	۳۸۰
فرض کا ثواب نفل سے زیادہ ہے	۳۸۱
(۳۴) چونتیسویں تقریر	۳۸۳
فضائل عشرۂ ذی الحجہ	۳۸۳
عبادت و روزے	۳۸۵
ایک روزے کا ثواب سال بھر کے برابر	۳۸۶
چار چیزیں حضور ﷺ ترک نہیں فرماتے تھے	۳۸۶
ایام عشر کی فضیلت کی وجہ	۳۸۷
چار منتخب چیزیں	۳۸۸
ایک جوان کا واقعہ	۳۸۹
(۳۵) پینتیسویں تقریر	۳۹۲
ایام عشر کے معمولات و وظائف	۳۹۲
چار مخصوص عمل	۳۹۳
خاص وظیفے	۳۹۴
پہلا وظیفہ تہلیل	۳۹۵
دوسرا وظیفہ تکبیر	۳۹۵
تیسرا وظیفہ تحمید	۳۹۵
چوتھا وظیفہ تسبیح	۳۹۵
یوم عرفہ کی نماز	۳۹۶
ایام عشر کی تعظیم کے فائدے	۳۹۷

خطبات برکات سے بیان کرنے کا طریقہ

از: ابو الفیضان حضرت مولانا محمد علاء الدین برکاتی مصباحی (بہوآروا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْحَبِیْبِ الْعَالِی الْقَدْرِ الْعَظِیْمِ الْجَاہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔

عام طور پر نیپال وہندوستان کے شہروں اور دیہاتوں میں وعظ ونصیحت کے لیے تین طرح کی محفلیں منعقد ہوتی ہیں:

(۱) **جلسۂ عام یا کانفرنس:** جس میں ملک و بیرون ملک اور دور دراز سے خطباو واعظین کی شرکت ہوتی ہے اور انہیں سننے کے لیے سامعین کا ازدحام کثیر ہوتا ہے۔ ایسی محفلوں اور جلسوں میں بیان کرنے والے مقررین کو اختیار ہے کہ:

☆ کتاب ہٰذا سے وقت کی نزاکت کے پیش نظر کسی بھی موضوع کا انتخاب کر کے نہایت ہی متانت وسنجیدگی سے بیان کریں۔

☆ بالترتیب بیان کریں یا موضوع منتخب کے خاص خاص حصوں سے۔

(۲) **خاص موقع سے:** مثلاً (۱) بچے کی ولادت پر (۲) کسی کے انتقال ہوجانے پر، (۳) کوئی نعمت حاصل ہونے پر (۴) عقیقہ وختنہ کے موقع پر (۶) شادی بیاہ کے موقع پر، (۷) کسی بڑی مصیبت وحادثہ سے بچ جانے پر شکرانے کے طور پر، (۸) زیارت حرمین شریفین کے موقع پر، (۹) حفظ وعالمیت کی دستار کے موقع پر، (۱۰) کسب معاش کے لیے دوسرے ملک جانے کے وقت یا صحت وسلامتی کے ساتھ واپسی کے وقت۔ (۱۱) بیماری سے شفا یابی پر اور (۱۲) خاص مہینوں اور راتوں میں جیسے محرم الحرام کے دس دن، عرس اعلیٰ حضرت کے موقع سے، بارہ ربیع الاول شریف کے موقع سے، گیارہوں شریف، چھٹی شریف، شب معراج النبی ﷺ، شعبان المعظم کی پندرہویں شب تک، رمضان شریف۔ وغیرہ ذلک۔

☆ ایسے موقعوں پر بیان کرنے کے لیے جو موضوع مناسب ہو اسے کتاب سے منتخب کر کے بیان کریں۔

- اگر موضوع طویل ہو تو پھر محلہ میں جب بھی کوئی محفل ہو اس کی تکمیل کردیں۔
- کسی بھی موضوع کو چند قسطوں میں بیان کریں یہ طریقہ زیادہ بہتر ہے۔
- عام محفلوں میں بیان کرنے کے لیے ہی ذکر کے موضوع پر کئی ایک بیان تحریر کیے گئے ہیں۔ لہٰذا عام محفلوں میں بیان کرنے کے لیے تقریر نمبر ۳/سے تقریر نمبر ۱۴ تک کا انتخاب کریں، تقریر نمبر ۱/اور ۲/اور تقریر نمبر ۲۲ بھی بیان کی جاسکتی ہے۔
- اسی طرح رسول اکرم ﷺ کے علم پاک کے موضوع پر دو طویل تقریریں ہیں جنہیں کسی بھی موقع سے بیان کیا جاسکتا ہے اور خاص طور پر ربیع الاول شریف کے موقع سے بولنا زیادہ مناسب رہے گا۔ یعنی تقریر نمبر ایک اور دو۔ ان دو تقریروں کو چار قسطوں میں بیان کیا جائے۔
- بچہ کی ولادت یا عقیقہ وختنہ کے موقع پر تقریر نمبر ۲۰/اور ۲۱/ بیان کریں۔
- رجب المرجب کے مہینہ میں بیان کرنے کے لیے تقریر نمبر ۱۷/اور ۱۸ کا انتخاب کریں۔
- تقریر نمبر ۱۶/ نیز ۱۷/اور ۱۸ کا انتخاب ایصال ثواب کی مجلس کے موقع پر بیان کرنے کے لیے کیا جائے۔
- شعبان المعظم کے مہینہ میں شروع ماہ سے اختتام ماہ تک بیان کرنے کے لیے تقریر نمبر ۲۳/تا ۲۶ کا انتخاب کریں۔
- رمضان شریف میں بیان کرنے کے لیے تقریر نمبر ۲۷، ۲۸اور ۲۹ کا انتخاب کریں اور قسطوں میں بیان کریں۔
- ذی القعدہ کے آخری ہفتہ اور ذی الحجہ کے پورے مہینہ کے لیے تقریر ۳۳/اور ۳۴ کو قسطوار بیان کریں۔
- تقریر نمبر ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۳۰، اور ۳۲ کو کسی بھی ماہ اور موقع پر جمعہ ہو یا عام محفل بیان کیا جاسکتا ہے۔

(۳) **جمعہ مبارکہ:** جس دن بغیر کسی دعوت و اہتمام خاص کے کثیر تعداد میں مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے۔اس کا بھر پور فائدہ اٹھاتے ہوئے معلومات سے لبریز نہایت ہی شائستہ اور شستہ انداز میں بیان کیا جائے۔

- جمعہ کے دن کسی ماہ سے متعلق بیان کریں تو اس ماہ سے متعلق جتنے موضوع ہیں بالترتیب ان موضوع کو چند جمعہ تک بیان کریں تا کہ بھر پور معلومات لوگوں کو حاصل ہوں۔
- اگر کوئی موضوع طویل تفصیلی ہو تو اسے قسطوں میں بیان کریں۔ یا جمعہ میں ادھورا رہ جائے اور اتفاق سے آنے والے جمعہ سے قبل محلہ میں کوئی محفل منعقد ہو جائے تو اس میں تکمیل کر دی جائے۔جیسے شعبان المعظم کے لیے مختلف عنوان سے کئی ایک موضوع تحریر کئے گئے ہیں۔تو انہیں بالترتیب ہی بیان کریں جمعہ ہو یا محلہ کی کوئی محفل۔
- مذکورہ طریقے سے بیان کرنے کے لیے ہی خاص طور پر خطبات برکات تصنیف کی گئی ہے۔پہلی جلد سے مقصد کے ایک تہائی حصہ کی تکمیل ہوگی اور مقصد کے باقی حصوں کی تکمیل آنے والی پانچ جلدوں سے ہوگی۔الحمد للہ پہلی جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے اور دوسری جلد پر بہت حد تک کام ہو چکا ہے، اسی طرح یکے بعد دیگرے باقی جلدیں بھی ان شاء اللہ الرحمٰن ترتیب دے کر زیور طبع سے آراستہ ہونے کے بعد قارئین کی خدمت میں پیش کی جائیں گی۔دعا کریں کہ اللہ عزوجل اپنے حبیب لبیب ﷺ کے صدقہ و طفیل تکمیل کی توفیق عطا فرمائے اور مصنف کے علم و عمر میں رب کریم برکت عطا فرمائے اور اپنے دین کی تبلیغ و توسیع کے مواقع عطا فرمائے۔اور اس فقیر کو تا عمر ایسے رفیق کی رفاقت اور ان کی معاونت و وفا سے بہرہ ور فرمائے اور ہم دونوں کی بیچ جو گہری اور قابل فخر دوستی ہے اسے سدا قائم و دائم رکھے۔

در اصل یہ کتاب اس بے نوا اور باوفا یار کی فرمائش پر ہی ترتیب دی گئی ہے جس کا اظہار میرے پیارے دوست نے احساس شناشی میں کیا ہے، جب میں قطر سے نیپال آنے کا ارادہ کیا تو میں نے ان سے کہا کہ اب نیپال ہی میں رہنا ہے اس لئے میرے لے کچھ تقاریر ترتیب دیدیں بس میرا عرض کرنا تھا ادھر حضرت قلم برداشتہ ہوئے اور کچھ

وقت نکال نکال کر 35 تقاریر کا ایک خوبصورت گلدستہ تیار کر دیا جو آج میرے ہی لے نہیں بلکہ تمام علما و طلبا کے لے مفید تر ثابت ہوگا۔میں مصنف کا میری فرمائش کی تکمیل اور امت کے لے حسین گلدستۂ تقاریر ترتیب دینے پر بے حد ممنون و مشکور ہوں اور صمیم قلب سے دعا گو ہوں کہ میرے عزیز و معتمد دوست کی عمر و علم اور صحت و تندرستی میں اللہ کریم بے پناہ برکتیں نازل فرمائے اور انہیں ہر مرض سے شفائے کلی عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین۔

مصنف کی گزارش

میں اپنی گفتگو مصنف موصوف کی اس تحریر عاجزانہ پر بس کرنا چاہوں گا:

اہل علم سے مؤدبانہ عاجزانہ گزارش ہے کہ اس کتاب میں جہاں کہیں کسی طرح کی خامی نظر آئے تو للہ طعن و تشنیع کرنے کی بجائے خامیوں کی نشاندہی فرما کر مطلع فرمائیں ان شاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں ضرور اصلاح کر دی جائے گی۔رب غفار عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ یا رب العلمین تیرے اس حقیر و خاطی بندہ سے اس کتاب میں اگر کوئی خطا ہوگئی ہو، جانے انجانے میں تو میں تیرے حضور معافی طلب کرتا ہوں، اپنی شان غفاری کے طفیل معاف فرمادے اور مجھے، میرے اساتذہ، والدین اور تمام امت مسلمہ کی مغفرت و بخشش فرما کر اپنی رضا کا حق دار بنا۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ،سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ وصحبہ اجمعین۔

استبراک

- سید الانبیاء والمرسلین، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین، انیس الغریبین، حضور پرنور جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم
- خلیفہ اول یار غار سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- خلیفہ دوم، مطلوب مصطفی سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- خلیفہ سوم پیکر حیا سیدنا حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- خلیفہ چہارم فاتح خیبر سیدنا حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- شبیہ مصطفی، پارۂ جگرِ حضرت فاطمہ وعلی مرتضیٰ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- پیکر صبر ووفا، نواسۂ محبوب خدا، شہید کربلا سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- امام الائمہ، امام اعظم حضرت نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- سلطان الاولیا، سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- سلطان الہند سیدنا شیخ معین الدین چشتی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- شبیہ غوث اعظم، مفتی اعظم ہند سیدنا مصطفی رضا خان نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- جملہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، محدثین، مشائخ معظمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

انتساب

- امام السلسلہ، قطب برکات، سیدنا شاہ برکت اللہ عشقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- تاج العلما، سراج العرفا سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- سید العلما، سراج الاولیا حضرت سید شاہ آل مصطفی قادری برکاتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- احسن العلما، سراج الاصفیا حضرت سید شاہ مصطفی حیدر حسن برکاتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- سید ملت، حضرت سید شاہ حسنین میاں نظمی قادری برکاتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- تاجدار نیپال، حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی دامت برکاتہم القدسیہ

دعائے بابرکت

گل گلزار قادریت وچشتیت، رنگ وبوئے گلشن سادات، آل رسول مقبول، پیر طریقت، حضرت صوفی سید مرتضیٰ علی شاہ حسینی قادری المعروف سید افسر پاشا دامت برکاتہم القدسیہ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بحمدہ تعالیٰ جلسۂ برکات النبی کے حسین موقع پر لہنہ شریف حاضر ہوا، اسی موقع سے عزیزم مفتی محمد عبد السلام صاحب سلمہ المنان کی تصنیف لطیف ”خطبات برکات“ کا جا بجا مطالعہ کیا، اسلوب تحریر بے حد پرکشش اور مدلل پایا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ موصوف کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور اس کتاب کو مقبول خاص وعام فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین

صوفی سید مرتضیٰ علی شاہ حسینی قادری المعروف صوفی سید افسر علی شاہ حسینی قادری عفی عنہ ابن سید شاہ کرامت اللہ حسینی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سجادہ نشین عثمان آباد)

۲۳/رجب المرجب ۱۴۳۸ھ بروز جمعہ

دعاے اٰل رسول

آل رسول ،جگر پارۂ بتول حضرت سید شاہ محمد آفاق علی دام ظلہ علینا

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اولاً یہ کہ میں اس لائق نہیں کہ اپنے استاذ کے لئے کچھ دعائیہ کلمات لکھوں ،لیکن کسی نسبت کے سبب استاذ صاحب نے کچھ دعائیہ کلمات لکھنے کے لئے اس فقیر کو یاد کیا، لہٰذا الامر فوق الادب کے تحت کچھ لکھنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

فاضل علوم معقول و منقول حضرت علامہ مفتی عبد السلام صاحب اطال اللہ عمرہ کی کتاب نایاب اور تصنیف لطیف میں طائرانہ نظر ڈالنے کی سعادت حاصل کی ہے اور اپنے استاذ کی اس کتاب کو مطالعہ کر کے اپنے دل کو پرنور کیا ،جس کے بعد بخوبی پتہ چلا کہ میرے استاذ کی تالیف اپنے موضوع اور مواد کے اعتبار سے بہت اہم ہے اور اپنی جامعیت کے اعتبار سے کامل ،مکمل و اکمل ہے۔ اس کی زبان عام فہم اور انداز ناصحانہ اور مبلغانہ ہے ،جس کے سبب آسانی کے ساتھ اس کتاب سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ ان کی یہ شاہکار کتاب ہر خاص و عام کے لئے وافی بالمرام ہے۔

اللہ کریم سے دعا گو ہوں کہ میرے استاذ کو اس کا اجر جزیل عطا فرمائے اور اللہ کریم میرے استاذ کو دنیا و آخرت میں عظیم سے عظیم تر جزائے خیر عطا فرمائے۔ ساتھ ہی ساتھ علم و عمل اور عمر و عافیت میں مزید برکتیں عطا فرمائے اور ان کا سایہ اللہ کرم ہم پر تادیر تادیر قائم و دائم رکھے اور اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں قبولیت سے سرفراز فرمائے اور ہر مسلمان کو اس کا مطالعہ کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

محمد آفاق علی قادری (کلکتہ)

جامعۃ المدینہ تاجپور شریف مہاراشٹر

دعاے مقبول

نواسۂ رسول ،گلشن سیدہ کے پھول حضرت سید شاہ محمد بلال قادری دام ظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استاذ محترم حضرت مفتی عبد السلام دامت برکاتہم العالیہ کی مختلف تقریری عنوانات پر مشتمل تصنیف کے مطالعہ کی سعادت حاصل ہوئی۔ بحمدہ تعالیٰ جس طرح اللہ جل علا نے آپ کی تقریر و تدریس میں تازگی و چاشنی عطا فرمائی ہے اسی طرح آپ کی تحریر میں تازگی و چاشنی ، حلاوت و سلاست عطا فرمائی ہے۔

آپ کی اس تصنیف کی خصوصیات میں سے ہے کہ خطبات قرآن و احادیث کے نصوص کو جامع اور حشو و زوائد سے خالی ہیں ۔ بالخصوص احادیث کریمہ کی کثرت سے معطر و معنبر ہیں۔ اللہ جل و علا سے دعا ہے کہ حضرت موصوف کو اس پر اجر عظیم عطا فرمائے ،ہر عام و خاص میں مقبول فرمائے ، ان کے علم و عمل ، زہد و تقویٰ میں برکتیں ہی برکتیں عطا فرمائے۔ اسی طرح اور کتابیں لکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور سنتوں سے بھری طویل زندگی عطا فرمائے۔ آمین

بجاہ طٰہٰ و یٰسٓ

محمد بلال قادری (حیدرآباد)

جامعۃ المدینہ تاجپور شریف مہاراشٹر

احسان شناسی

الحمدللہ عزوجل یہ خالق کائنات اللہ وحدہ لاشریک لہ کا بے پایاں احسان ،اس کے حبیب پاک ،صاحب لولاک ،شفیع امم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذرہ نوازی ،پیرلاثانی ،محبوب سبحانی ،قندیل ربانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور معین بے کساں ،سلطان ہندوستاں سیدنا شیخ معین الدین چشتی سجزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روحانی فیض ہے کہ فرمان باری تعالیٰ ’’اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ الۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ‘‘ اور ارشاد رسالت مآب ’’بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً‘‘ کے مطابق خطبات برکات کی شکل میں حسب استطاعت تبلیغی خدمات کا فریضہ انجام دینے کی سعی کی ہے۔اللہ جل شانہ کے حضور دعا ہے کہ اپنے حبیب لبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ وطفیل اس ادنی وناقص سعی کو ’’سعی مشکور‘‘ کے اعزاز سے سرفراز فرمائے۔(آمین ثم آمین)

یہ میرے پیرومرشد،مربی ومحسن پیر طریقت ،محدث اعظم نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی دامت برکاتہم القدسیہ ،نائب شیر نیپال حضرت مفتی احمد حسین برکاتی زید مجدہ السامی، حافظ احادیث کثیرہ مفتی محمد امین الدین نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ، والدمحترم حضرت مولانا محمد ضمیرالدین قادری دام ظلہ العالی ، والدۂ محترمہ عفت مآب عظیمہ خاتون اطال اللہ عمرھا،عم محترم حضرت مولانا محمد ذاکر حسین نوری اور میرے برادران جناب محمد امام الدین صاحب ، جناب محمد نظام الدین صاحب اور خصوصا برادر خوش خو،میری ہمت ، میرا کمال،میری رونق، میرا اجمال، میری عزت ، میرا وقار حضرت مولانا محمد کلام الدین برکاتی اور میری دونوں بہنیں مشفقہ تنزیلہ خاتون وزرینہ خاتون، میرے ہردل عزیز دوست میرا یار،میرا رفیق ،میرا مونس، میرا غمگسار،میری نکہت ، میری بہار،میری زندگی میرا سنسار حضرت مولانا محمد علاء الدین میکش رضا برکاتی کی دعاؤں کا ثمرہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے ان محسنوں کی دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرمایا اور آج ایک عظیم تحفہ علما وطلبہ اور خطبا وائمہ مساجد کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

تحریری خدمات کا جو بھی تھوڑا بہت سلیقہ ہے یہ میرے ہمدم، میرے یار دل دار کی ترغیب وتحریض کی ہی برکت ہے۔جو ہر موقع پر میری معاونت کرتے رہے اور جنہوں نے یاری اور رفاقت کا پورا حق ادا کیا۔جب میں جامعہ امجدیہ میں زیر تعلیم تھا اور پیسے کی قلت ہو جاتی تو روپے بھیج دیتے تھے جب کہ ان کو خود روپے کی سخت حاجت ہوتی تھی۔میرے دونوں بھائیوں نے میرے لیے بڑی قربانی دی ہے اور میرے حوصلوں کو بلند بھی کیا۔اور سچ تو یہ ہے کہ اگر یہ دونوں نہ ہوتے تو شاید ہی میں اس منزل تک پہنچ سکتا۔ والد صاحب قبلہ نماز میں میرے لیے اشکبار آنکھوں سے دعا کرتے رہے اور والدہ محترمہ کا تو اتنا احسان ہے کہ میری پوری زندگی ان کے احسانات میں شرابور ہے۔اور ایک سچی حقیقت یہ ہے کہ میری زندگی میں بہاروں ، برکتوں ،رحمتوں اور عروج وارتقا کی بارش اس وقت سے ہو رہی ہے جب سے میری دونوں بیٹیاں شگفتہ فاطمہ عرف ترنم فاطمہ اور حسنیٰ فاطمہ میرے صحن چمن میں جلوہ بار ہوئیں۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ میرے والدین ، بھائی ،بہنیں دوست و احباب اور جملہ مسلمانان اہل سنت پر رحم وکرم کا سایہ دراز فرمائے۔اے اللہ کریم! میرے والدین کو حرمین شریفین کی حاضری کا شرف عطا فرما،ان کی رضا سدا مجھے عطا فرما،ان کی ناراضگی سے بچا،نزع کے وقت ایمان کی سلامتی عطا فرما اور انہیں ان ستر ہزار لوگوں میں شامل فرما جو تیرے کرم سے بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے طفیل مجھے بھی۔اور میرے معذور وبیمار بیٹے محمد معین الدین عرف محمد دلشاد سلمہ المنان کو شفائے کامل و عاجل عطا فرما۔آمین بجاہ حبیبہ الکریم ﷺ

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں ادیب شہیر خلیفہ محدث کبیر حضرت علامہ مفتی محمد رحمت علی امجدی برکاتی شیخ الحدیث جامعہ اہل سنت صادق العلوم ناسک ،قاضی ضلع سرہا حضرت علامہ مفتی محمد احمد رضا ثقافی لہان، حضرت مولانا احمد حسین تاراپٹی، رفیع القدر محب گرامی حضرت علامہ غلام غوث رضوی دہلی، برادر مخلص حضرت مولانا محمد منظور احمد صاحب قادری تاراپٹی، حضرت مولانا محمد عبد الرحیم برکاتی حنفی تاراپٹی، حضرت مولانا محمد علاء الدین مغربی محلہ تاراپٹی، حضرت مولانا محمد سعید نوری سکرون، حضرت مولانا محمد عظیم الدین رضوی کسان پور، حضرت مولانا حافظ محمد عطاء الرحمن برکاتی لہان، خلیفہ حضور شیر نیپال حضرت مولانا محمد فیروز چمن برکاتی امام وخطیب دولے گوڑا

(نیپال)، حضرت مولانا محمد قلب حسین مصباحی سندر پور، حضرت مولانا الحاج غلام یاسین برکاتی لہان، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد العزیز مصباحی ،حضرت مولانا سراج احمد برکاتی قطر ،حضرت مولانا محمد ہاشم رضوی بندھی، حضرت مولانا عبد الرازق برکاتی روضہ شریف ،حضرت مولانا عبد الصمد فریدی تاراپٹی اور حضرت مولانا محمد مظفر حسین رضوی کا ذکر نہ کروں ،جن کی دعاؤں اور ہمت افزائیوں کی برکت سے زیر نظر کتاب تکمیل کو پہنچی ۔ دعا ہے کہ اللہ عز وجل ان محسنین اور کرم فرماؤں کے علم وعمر میں بے پناہ برکتیں نازل فرمائے اور زمینی وآسمانی بلاؤں سے حفاظت فرمائے۔

استغفر اللہ ربی من کل ما وقع من الزلل والخطاء سهوا او عمدا واتوب الیہ۔

یَا رَبِّ بِالْمُصْطَفٰی بَلِّغْ مَقَاصِدَنَا
وَاغْفِرْلَنَا مَامَضٰی یَا وَاسِعَ الْکَرَمِ

طالب دعا

ابو العطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی
(تاراپٹی ۸،ضلع دھنوشہ، جنکپور، نیپال)

جو میں نے دیکھا

ازقلم: حضرت مولانا محمد علاء الدین منظری (تاراپٹی ۹،نیپال)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی انزل علیٰ عبدہ الکتاب والصلاۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ الیٰ یوم الحساب

بحمدہ تعالیٰ آج اہل سنت وجماعت کے جید علمائے کرام کی کتب تقاریر وخطبات تعدادِ کثیر میں طبع شدہ موجود ہیں، جو واقعات وحکایات، لطائف ونکات سے مرصع ہیں اور پروئے ہوئے آبدار موتیوں کی طرح الفاظ وکلمات ہیں اور سبھی لائق داد وتحسین ہیں ۔لیکن کتاب مستطاب ''خطبات برکات'' کا بنظر غائر، بصیرت افروز مطالعہ کے بعد اس نتیجہ تک رسائی ہوئی کہ بے تامل یہ کہے بغیر نہ رہ سکا '' آفریں صد آفریں یا ادیب شہیر''۔

دراصل تحریر وتالیف کی مقبولیت محرر ومولف کی صلاحیت واستعداد اور وسعت کتب بینی پر منحصر ہے۔قَدْرُ الْمُؤَلَّفِ بِقَدْرِ الْمُؤَلِّفِ۔کتاب کا مصنف جتنا ہی عظیم شخص ہو کتاب اتنی ہی عظمت کی حامل ہوتی ہے اور قدر ومنزلت کی نگاہ سے پڑھی اور سنی جاتی ہے۔اور یہ حقیقت پر مبنی ہے مبالغہ آرائی نہیں کہ خلیفہ حضور محدث کبیر، ادیب شہیر محترم المقام، واجب الاحترام حضرت علامہ مولانا مفتی عبد السلام امجدی برکاتی مدظلہ العالی کی ذات پر ایک نگاہ عالمانہ ڈالیے موجودہ وقت کے ہم عصر سر برآوردہ منتخب علما میں آپ کا مقام بلند نظر آتا ہے۔اللہ رب العزت جل جلالہ نے موصوف کو علم وحکمت جیسی لازوال نعمتوں سے نوازا ہے اور اتنا نوازا کہ خدمت دین اسلام کے لیے سینہ کشادہ اور قلب وجگر کو منور کردیا ہے۔اللہ تعالیٰ کے بعض مقبول بندے ایسے ہیں جن کی عظمت قرآن مجید میں خود رب نے اعلان فرمایا''فمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علیٰ نور من ربہ''یعنی وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے

کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے۔اور انہیں مقدس ہستیوں کے نور حکمت و خدمت دین سے آج ہمارا معاشرہ ضوفشاں ،ضیابار ہے۔موصوف خدمت دین کے لیے ہمہ وقت کمر بستہ وکوشاں رہتے ہیں اور گونا گوں مصروفیات کے باوجود کچھ نہ کچھ تصنیفی و تالیفی خدمات انجام دیتے ہی رہتے ہیں۔تقریباً ایک درجن کتابیں تصنیف فرما چکے ہیں،جن میں بعض کتابیں شائع بھی ہوگئی ہیں اور شرف قبولیت حاصل کرتی ہوئی عامۃ المسلمین میں اپنی حیثیت منوا چکی ہیں۔مثلاً جنت کی خوشبو، جہنم کی ہولناکیاں، تاجدار نیپال، حیات امین شریعت،سورہ اخلاص اور کلمہ شریف کے فضائل، برکت والی رات، ماہ رمضان آیا، آؤ نماز سیکھیں،تجلیات محدث اعظم نیپال۔علاوہ ازیں تصنیف وتالیف کا سلسلہ جاری ہے۔پیش نظر کتاب ’’خطبات برکات‘‘ موضوع کے اعتبار سے کوئی جدید تو نہیں لیکن انداز بیان خوبصورت ،طرز تحریر بے مثال اور بہت ہی عمدہ اور لا جواب ہے۔’’خطبات برکات‘‘ فن تقریر کے شائقین خطباوطلبہ وائمہ مساجد، مقررین ومبلغین حضرات کے حق میں خوب سودمند ثابت ہوگی۔وہ حضرات جو اپنی خطابت فقط واقعات، قصوں اور لطیفوں ہی میں سمیٹ کر قیمتی وقت ضائع کر دیتے ہیں اور کما حقہ محافل ومجالس میں معتکف عوام الناس سامعین وہ استفادہ نہیں کر پاتے جس کی انہیں ضرورت ہے۔مثلاً روزمرہ پیش آنے والے مسائل شرعیہ کا علم، صوم وصلاۃ کا صحیح طریقہ، آداب محافل ،فضائل ذکر واذکار وغیرہ۔

بعض خطیبوں کو دیکھا گیا کہ سامعین کے پژمردہ قلوب کو مزید مضحکہ خیز بیان سنا کر مردہ دل بنا دیتے ہیں۔جبکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ”فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا“ کم ہنسو اور روؤ زیادہ۔حدیث پاک ہے:’’سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم جانتے وہ جو میں جانتا ہوں تو تھوڑا ہنستے اور بہت روتے۔مگر آج اس قدر ہنستے ہنساتے ہیں گویا کہ محفل ہنسی ہے۔اور یہ عدیم الفہم عوام الناس بھی ایسی ہی تقریر کے خواہاں ہوتے ہیں جب کہ ذکرو اذکار اور محافل مولود النبی ﷺ میں مضحکہ خیز لطائف وواقعات سے گریز واجتناب چاہیے۔

مصنف کتاب نے ’’خطبات برکات‘‘ کو قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں مستحکم دلائل وسند کے ساتھ ترتیب دے کر پیش کرنے کی بھرپور سعی کی ہے، تاکہ سامعین شریعت مطہرہ پر عمل کرتے رہیں۔ان شاء اللہ امید قوی ہے کہ مصنف کی دیگر کتابوں کی طرح

’’خطبات برکات‘‘ بھی قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھی جائے گی۔

احقر العباد کی دعاء نیک ہے کہ رب کائنات رحمۃ للعلمین ﷺ کے صدقہ وطفیل موصوف کو اور زیادہ سے زیادہ زور قلم، علم وعمل، زہد وتقویٰ، طویل العمر، رزق وسیع عطا فرمائے اور حاسدین کے حسد اور تمام مصائب وآلام سے محفوظ وما مون رکھے۔آمین ثم آمین
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم۔وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ وحزبہ وجنودہ اجمعین۔

طالب دعا

محمد علاء الدین منظری

تاراپٹی ۹، دھنوشہ (نیپال)

۷؍جمادی الاولیٰ بروز اتوار ۱۴۳۸ھ

پہلی تقریر

سرعرش پر ہے تیری گزر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ ۝ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ ۝ امابعد!

فاعوذباللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ (رحمٰن ۱۔۴)

ترجمہ: رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا، انسانیت کی جان محمد ﷺ کو پیدا کیا، ما کان وما یکون (ماضی ومستقبل) کا بیان انہیں سکھایا۔

حضرات! آئیں سب سے پہلے ہم اور آپ اپنے آقا و مولیٰ، مرکز عقیدت، گنبد خضریٰ کے مکیں، طٰہٰ و یٰسین، سید الانبیاء والمرسلین، رحمۃ للعٰلمین، شفیع المذنبین، رحمت عالم، نور مجسم، سید عرب وعجم، مکی آقا مدنی داتا، حضور پرنور جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کی بارگاہ عالی جاہ میں جھوم جھوم کر باآواز بلند عقیدت ومحبت کے ساتھ بصد ادب واحترام درود شریف کا نذرانہ پیش کریں:

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد بارك وسلم صلاۃ وسلاما علیك یارسول اللہ۔

خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے ۔۔۔ دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے
کروں عرض کیا تجھ سے اے عالم السّر ۔۔۔ کہ تجھ پر میری حالت دل کھلی ہے

نبی سرور ہر رسول و ولی ہے ۔۔۔ نبی راز دار مع اللہ لی ہے

اور ایک دوسرے مقام پر سرکار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

سرعرش پر ہے تری گزر دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

میرے پیارے سنی مسلمان بھائیو!

آج کی اس نورانی اور مقدس محفل میں آپ کے سامنے قرآن کریم کی سورۂ رحمٰن کی جس آیت کریمہ کو اپنا موضوع سخن بنایا ہے اس کا عنوان ہے ''سرعرش پر ہے تیری گزر،، میں اس عنوان کے تحت کچھ دیر حضور ﷺ کے علم پاک کی وسعت پر روشنی ڈالوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب دانائے غیوب کو کتنا وافر علم وآگہی سے سرفراز فرمایا ہے جس کو اللہ تعالیٰ سکھائے اس کے علم کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟ اس کے بحر علم کی گہرائی کا پتہ کون لگا سکتا ہے؟ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب آخری نبی محمد عربی ﷺ کو تمام اوصاف وکمالات اور خوبیوں کا جامع بنا کر پیدا فرمایا اور تمام علوم وحکمت سے نواز کر آپ کو بے مثل و بے مثال بنایا۔ زمین وآسمان، عرش اعظم، دور ونزدیک، پیش دیوار، پس دیوار اور ماضی ومستقبل میں ہونے والے تمام واقعات کا علم اللہ رب العزت نے آپ کو عطا فرما دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ (رحمٰن ۱۔۴)

یعنی رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا، انسانیت کی جان محمد ﷺ کو پیدا کیا، ما کان و ما یکون یعنی جو ہو چکا اور آئندہ جو کچھ ہوگا اس کا بھی بیان انہیں سکھا دیا۔

تفسیر خازن اور تفسیر صاوی میں اس آیت کے تحت ہے کہ انسان سے مراد محمد ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ اس لئے کہ آپ ہی انسان کامل ہیں۔ اور بیان سے مراد ما کان وما یکون کا علم ہے۔ یعنی جو کچھ گزشتہ زمانہ میں ہو چکا اور مستقبل میں جو کچھ ہوگا اللہ تعالیٰ کی عطا سے حضور ﷺ ان سب باتوں کو جانتے ہیں:

لِاَنَّہٗ ﷺ یُنْبِئُ عَنْ خَبَرِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَنْ یَوْمِ الدِّیْنِ۔

کیوں کہ آپ ﷺ اگلوں، پچھلوں اور قیامت کے دن کی خبریں دیتے ہیں۔

(خازن ج ۴ ص ۲۰۸، صاوی ج ۴ ص ۱۲۹)

جو ہو چکا جو ہوگا حضور جانتے ہیں
تیری عطا سے خدایا حضور جانتے ہیں

محترم حضرات! اس آیت کریمہ اور اس کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا، قیامت کا علم عطا فرمادیا، گزشتہ اور آئندہ کا علم عطا فرمادیا، حال میں کیا ہو رہا ہے حضور ﷺ اسے بھی جانتے ہیں۔ آسمان کے اوپر کیا ہو رہا ہے، زمین کے نیچے کیا ہے اور آدمی کے دل میں کیا خیال و تصور گزر رہا ہے مصطفی ﷺ خدا کی عطا سے ان سب کا علم رکھتے ہیں اور بیک وقت عرش و فرش، لوح و قلم، جنت و دوزخ، حوران و غلمان، زمین و آسمان، مالک و رضوان، وحوش و طیور، مشرق و مغرب اور کل کائنات کا علم رکھتے ہیں۔ سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

سر عرش پر ہے تری گزر دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

عزیزان گرامی!

ہم سنیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ خدا کی عطا اور اس کے بتانے سے ہر چیز کا علم رکھتے ہیں، دیوار کے پیچھے کا بھی علم رکھتے ہیں اور دیوار کے سامنے کا بھی۔ زمین کے نیچے کا بھی علم رکھتے ہیں اور آسمان و عرش کا بھی، قریب کا بھی علم رکھتے ہیں اور بعید کا بھی، مکہ کا بھی علم رکھتے ہیں اور مدینہ کا بھی، روم و فارس کا بھی علم رکھتے ہیں اور عراق و شام کا بھی اور جس جماعت کا اس عقیدہ کے خلاف یہ عقیدہ ہو کہ معاذ اللہ محمد ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں تو وہ بارگاہ رسالت مآب میں گستاخوں اور بے ادبوں کی جماعت ہے، اس جماعت کے بارے میں اعلیٰ حضرت کی زبان میں یہی کہا جائے گا کہ ؎

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب — اس برے مذہب پہ لعنت کیجیے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل — یا رسول اللہ کی کثرت کیجیے

مشرق و مغرب نگاہ نبوت کے سامنے

صحابی رسول حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے

فرمایا:

اِنَّ اللہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَھَا وَ مَغَارِبَھَا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو لپیٹ دیا تو میں نے اس کے مشارق و مغارب، زمین کے پورب پچھم کو دیکھ لیا۔ وَاِنَّ اُمَّتِیْ سَیَبْلُغُ مُلْکُھَا مَا زُوِیَ لِیْ مِنْھَا۔ عنقریب میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک میرے لیے زمین لپیٹی گئی۔ (مسلم ج ۴ ص ۲۲۱۵، ۲۸۸۹، ترمذی ج ۴ ص ۴۷۲، ۲۱۷۶، ابوداؤد ج ۴، ص ۱۷، ۴۲۵۲)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا:

اَتَانِیْ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ میرا رب میرے پاس نہایت اچھی صورت میں آیا اور فرمایا، اے محمد ﷺ، میں نے عرض کی میرے رب! میں حاضر ہوں۔ قَالَ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی؟ عالم بالا کے فرشتے کس بات پر جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی میرے پروردگار میں نہیں جانتا۔ فَوَضَعَ یَدَہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ حَتّٰی وَجَدْتُ بَرْدَھَا بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَعَلِمْتُ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا اور میں نے اپنے سینے میں اس کی ٹھنڈک محسوس کی اور میں نے وہ سب کچھ جان لیا جو مشرق و مغرب کے درمیان ہے۔

(ترمذی ج ۵ ص ۳۶۶ حدیث نمبر ۳۲۳۳، مسند احمد ج ۱ ص ۳۶۸، حدیث نمبر ۳۴۸۴)

اور ایک روایت میں ہے:

فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ۔ میں جان گیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔

حضرات! دیکھیے میرے نبی ﷺ کے علم پاک کی شان و وسعت کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے لیے زمین کو لپیٹ کر اس کے مشرق و مغرب کا علم عطا فرمایا اور جب خداوند قدوس نے اپنا دست کرم محبوب کے کندھوں کے درمیان رکھا تو اس کی برکت سے مشرق و مغرب ہی نہیں بلکہ زمین و آسمان کی ہر چیز روشن و ظاہر ہوگئی، اب مصطفی کریم کی نگاہ سے نہ مشرق و مغرب کی کوئی چیز مخفی ہے اور نہ زمین و آسمان کا کوئی گوشہ اوجھل ہے ؎

خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے — دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

عرش کی حرکت

معزز سامعین! ایک اور ایمان افروز اور وہابیت سوز روایت سماعت کریں، جس سے یہ بات بخوبی واضح وروشن ہوجائے گی کہ محبوب رب کائنات ﷺ دیوار کے پیچھے کا ہی علم نہیں رکھتے بلکہ حضور کو عرش کی حرکت کا بھی علم ہے اور جو کچھ عرش اعظم پر ہورہا ہے خدا کی عطا سے اسے حضور صاف وشفاف آئینہ کی مانند ملاحظہ فرماتے ہیں۔

حضور ﷺ کے ایک پیارے صحابی حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں آپ کا وصال ہوا تو خوشی سے عرش الٰہی جھوم اٹھا اور جب عرش نے فرط خوشی سے حرکت کی ہے تو رسول خدا ﷺ نے صحابہ کرام سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا:

هٰذَا الَّذِي تَحَرَّكَ لَهُ الْعَرْشُ وَفُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَشَهِدَهُ سَبْعُونَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ لَقَدْ ضُمَّ ضَمَّةً ثُمَّ فُرِّجَ عَنْهُ۔

یہ وہ ہستی ہے جس کی وفات سے عرش بھی ہل گیا، آسمان کے دروازے کھل گئے اور ستر ہزار فرشتے اس کے جنازے میں شریک ہوئے، ایک دفعہ قبر نے محبت سے اسے دبایا پھر کشادہ کردی گئی۔ (نسائی، ج ۴ ص ۱۰۰، ۲۰۰، سنن کبریٰ، ج ۱، ص ۶۶۰، ۸۱۸۲، مسند احمد ج ۶ ص ۱۱۲ حدیث نمبر ۱۴۸۷۹ عن جابر، جامع صغیر ج ۸ ص ۴۳ حدیث نمبر ۲۴۳۱۸ عن ابن عمر)

اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ الْعَرْشَ اهْتَزَّ أَعْوَادُهُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ۔ (المعجم الکبیر ج ۱ ص ۲۰۴ حدیث نمبر ۵۵۳)

ترجمہ: سعد بن معاذ کی موت پر عرش کے ستون ہلنے لگے۔

اس حدیث پاک سے غیب کی چند باتیں ثابت ہوئیں۔

(۱) عرش کو حرکت کرتے دیکھ لینا۔ (۲) آسمان کے دروازے کھل جانا (۳) ستر ہزار فرشتوں کا جنازہ میں شریک ہونا (۴) قبر کا پیار سے دبانا اور پھر (۵) قبر کا کشادہ ہوجانا۔

مدینہ سے جدہ کی خبر

مدینہ منورہ سے جدہ کی مسافت کئی سو کلومیٹر کی ہے مگر رب کریم نے اپنے محبوب عظیم محمد

عربی ﷺ کو ایسا علم عطا فرمایا کہ مدینہ میں رہ کر بھی حضور جدہ کی خبر رکھتے ہیں۔ مدینہ اور جدہ کے درمیان کتنے پہاڑ، صحرا، مکانات وکھنڈرات اور کتنی دیواریں حائل ہیں مگر قربان جایئے حضور کی نگاہ نبوت اور علم کی وسعت پر کہ نہ کوئی دیوار حائل ہورہی ہے اور نہ کوئی پہاڑ ومکان بلکہ وہاں کی ہر شئی کو حضور ﷺ اس طرح ملاحظہ فرماتے ہیں گویا وہ مدینہ میں آپ کے سامنے ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن حارث بن نوفل کی روایت میں ہے کہ جنگ بدر میں جب نوفل بن حارث کو قید کرلیا گیا اور سرکار کی بارگاہ اقدس میں انہیں پیش کیا گیا تو حضور سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا:

اِفْدِ نَفْسَكَ يَا نَوْفَلُ! اے نوفل! اپنا فدیہ ادا کر کے آزاد ہوجاؤ۔ اس نے اپنا مال چھپاتے ہوئے کہا میں کس چیز سے فدیہ ادا کروں، میرے پاس تو کوئی مال ہی نہیں جسے فدیہ میں دے کر میں خود کو آزاد کرالوں؟ جب نوفل کی بات حضور سرور کائنات ﷺ نے سنی تو ہر چیز کی آگاہی رکھنے والے نبی نے ارشاد فرمایا:

اِفْدِ نَفْسَكَ مِنْ رِمَاحِكَ الَّتِي بِجُدَّةَ۔ اپنے ان نیزوں کو فدیہ میں ادا کرو جو جدہ میں ہیں۔ تو جیسے ہی نبی غیب داں کی زبان سے اس راز کو کھلتے ہوئے نوفل نے دیکھا جس کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا تو حضور ﷺ کی حقانیت اس پر واضح ہوگئی، حضور کی رسالت اور دین اسلام کی صداقت کا یقین ہوگیا تو نبی اکرم ﷺ کے بحر علم کی بے کرانیوں کو دیکھ پکارا اٹھا:

وَاللّٰهِ مَا عَلِمَ أَحَدٌ أَنَّ لِي بِجُدَّةَ رِمَاحًا بَعْدَ اللّٰهِ غَيْرِي أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ : خدا کی قسم اللہ عزوجل کے بعد میرے سوا کسی کو اس بات کا علم نہیں کہ میں نے جدہ میں نیزے چھپا کر رکھے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ یا رسول اللہ! بے شک آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ پھر اس نے جدہ میں رکھے مال سے فدیہ ادا کردیا اور خود کو آزاد کرلیا۔ اور جدہ میں ان کے ایک ہزار کی تعداد میں نیزے تھے۔

(مستدرک للحاکم ج ۳ ص ۲۷۴ حدیث نمبر ۵۰۴۷، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۲۰۷)

حضرت عباس کا راز فاش

اسی طرح کا واقعہ حضرت عباس کا بھی ہے جو حضور علیہ السلام کے چچا ہیں۔ جنگ بدر

میں حضرت عباس کافروں کے ساتھ لڑائی میں شریک تھے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے فتح و کامیابی عطا فرمائی بہت سے مشرکین مارے گئے، شکست سے دو چار ہونے کے بعد بہت کفار جان بچا کر بھاگ نکلے اور کچھ لوگ لشکران اسلام کے ہاتھ قید کر لیے گئے اور سب کو مصطفی جان رحمت ﷺ کی عدالت میں پیش کیا گیا، ان قیدیوں میں کچھ لوگ لشکران اسلام کے رشتہ دار اور متعلقین بھی تھے۔ انہیں میں حضور ﷺ کے حقیقی چچا عباس بن عبدالمطلب تھے۔ سارے قیدی اس فکر میں ہیں کہ اب انہیں تہہ تیغ کر دیا جائے گا، شمشیر وخنجر کی دھار سے ان کے تن سے ان کی گردنیں الگ کر دی جائیں گی، اب ان کے بچے یتیم کر دیے جائیں گے، ان کی عورتیں بیوہ ہو کر کس مپرسی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دی جائیں گی۔ مگر انہیں کیا معلوم کہ وہ کس کی عدالت میں کھڑے ہیں، وہ جو رحمت للعالمین بن کر تشریف لائے ہیں، وہ جنہیں اللہ نے رؤف و رحیم کا خطاب دیا ہے، وہ جو یتیموں کا سہارا ہیں اور بیواؤں کا غمگسار ہیں، پتھر کھا کر بھی دعائیں دینے والے ہیں، راہ میں کانٹے بچھانے والے کی زندگی سے غم واندوہ کے کانٹوں کو نکالنے والے ہیں۔ مشورہ کے بعد طے پایا کہ فدیہ لیکر قیدیوں کو رہا کر دیا جائے، جو فدیہ نہیں دے سکتا مگر وہ لکھنا پڑھنا جانتا ہے تو وہ مسلمان کے بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دے۔ چنانچہ لوگ فدیہ دے کر آزاد ہوتے رہے۔ اب باری آئی سرکار دو عالم ﷺ کے چچا حضرت عباس کی تو انہوں نے عرض کیا "فدیہ دینے کے لیے میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے، جسے دے کر میں آزاد کر دیا جاؤں،، جیسے ہی نبی غیب داں نے ان کی باتیں سنیں تو فرمایا:

فَاَیْنَ الْمَالُ الَّذِی دَفَنْتَهُ اَنْتَ وَاُمُّ الْفَضْلِ؟ چچا وہ مال کہاں ہے جسے آپ نے اور ام الفضل نے زمین میں دبا کر رکھا ہے؟ اور گھر سے نکلتے وقت کہا تھا کہ اگر میں اس سفر میں مارا گیا تو یہ مال میرے بیٹوں کی بھلائی کے لیے ہوگا چچی ام فضل، عبداللہ اور قثم کے لیے ہوگا۔ یہ سنتے ہی حضرت عباس بول اٹھے،، اللہ کی قسم! اب مجھے یقین ہو گیا کہ آپ اللہ کے رسول برحق ہیں۔ وَاللہِ اِنَّ هٰذَا الشَّیْئَ مَا عَلِمَهُ اَحَدٌ غَیْرِیْ وَغَیْرُ اُمِّ الْفَضْلِ،، خدا کی قسم میرے اور میری بیوی ام الفضل کے علاوہ کسی کو بھی میرے اس خزانے کا علم نہ تھا۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۲۰۷، دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۳ ص ۱۴۲، مستدرک للحاکم ج ۳ ص ۳۶۷ حدیث نمبر ۵۴۰۹، مسند احمد حدیث نمبر ۳۳۱۰، تاریخ طبری ج ۲ ص ۴۲)

حوض کوثر پر نگاہ نبوت

محترم حضرات!

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو حوض کوثر جیسا بے مثل و بے نظیر اور لاجواب تحفہ عطا فرمایا۔ روایتوں میں ہے کہ کوثر جنت میں ایک ایسا نہر ہے جس کے کنارے موتیوں کے خیمے ہیں، جس کی مٹی مشک کی ہے، اس کی کنکریاں موتیوں کی طرح ہیں، اس کے کناروں پر زمرد اور موتی کے محل بنے ہوئے ہیں۔ اس کے کنارے پر لمبی لمبی گردن والے خوبصورت اور عمدہ ذائقہ والے پرندے بیٹھے ہوئے ہیں، اس سے کستوری کی خوشبو آتی ہے، اس کا پانی یاقوت اور موتیوں پر جاری ہے، اس کا پانی دودھ اور برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے، اس حوض سے جام پینے کے لئے اس کے چاروں طرف آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر خوبصورت برتن رکھے ہوئے ہیں۔ جب سرکار کی امت کے لوگ قیامت میں میدان محشر میں پیاس سے جاں بلب ہوں گے تو حضور ﷺ اپنی امت کو جام کوثر اپنے مبارک ہاتھوں سے پلائیں گے اور جو ایک بار اس سے پی لے گا وہ کبھی پیاس کی شدت محسوس نہیں کرے گا۔ اسی حوض اور سرکار دو عالم ساقی کوثر ﷺ کی عنایت وشفقت اور کرم نوازی کا ذکر کرتے ہوئے سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

دل نکل جانے کی جا ہے آہ کن آنکھوں سے وہ
ہم سے پیاسوں کے لئے دریا بہاتے جائیں گے
سوختہ جانوں پہ وہ پر جوش رحمت آتے ہیں
آب کوثر سے لگی دل کی بجھا لیتے جائیں گے

اللہ اللہ! میرے آقا کریم ﷺ کا علم تو دیکھیے کہ زمین پر رہ کر اس جنتی حوض کی خبر رکھتے ہیں اور جس طرح فرش کی کوئی چیز آپ کی نگاہ نبوت سے پوشیدہ نہیں اسی طرح عرش وماوراء کی کوئی شئی میرے آقا کریم ﷺ کے علم سے باہر نہیں حضور نے حوض کوثر کے حوالے سے ارشاد فرمایا:

وَاِنِّیْ وَاللہِ لَاَنْظُرُ اِلٰی حَوْضِی الْآنَ وَاِنِّیْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ

خدا کی قسم !یقینا میں اپنے حوض (کوثر) اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کر دی گئی ہیں۔

(بخاری ج ۳،ص ۱۳۱۷،ص ۳۴۰۱، مسلم ج ۴،ص ۱۷۹۵، ۲۲۹۶)

صدیق اکبر کا خواب

یار غار، خلیفہ اول، افضل خلق بعد انبیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ازلی سعادت منداور وہ خوش نصیب انسان ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ نے معراج کی رات آسمانوں کی سیر کی، مقام دنیٰ فتدلیٰ قاب قوسین او ادنیٰ سے سرفراز کیے گئے، امت کے لیے پانچ وقت کی نمازوں کی شکل میں ایک عظیم اور خوبصورت تحفہ لے کر واپس تشریف لائے اور کفار مکہ سے اس واقعہ عظیمہ کے بارے میں بتایا تو کافروں نے مذاق اڑانا اور جھٹلانا شروع کر دیا مگر حضرت ابوبکر نے اس کی تصدیق کی تو آپ صدیق کہلائے۔آپ کی عفت و پارسائی اور توحید پرستی کا عالم یہ ہے کہ زمانہ جہالت میں بھی کبھی آپ نے نہ شراب پی، نہ زنا سے قریب ہوئے اور نہ کبھی کسی بے بس پتھروں کی بتوں کے سامنے ماتھا ٹیکا، ان کی عظمت پر قربان جایئے، حضور فرماتے ہیں کہ جب مجھے معراج کی رات آسمان پر لے جایا گیا تو ہر آسمان پر میں نے یہ لکھا ہوا دیکھا "مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ وَاَبُوبَکرِ الصِّدِّیقُ خَلْفِی" یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں اور ابوبکر صدیق میرے خلیفہ ہیں۔جی یہی ابوبکر صدیق ہیں کہ جن کے اسلام لانے کا واقعہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح بیان فرمایا ہے: کہ آپ ملک شام تجارت کے سلسلے میں گئے ہوئے تھے، اس وقت تک حضور علیہ السلام نے اپنی نبوت کا اعلان نہیں فرمایا تھا۔ وہاں آپ نے ایک رات خواب دیکھا وہ خواب شام کے ایک مشہور ومعروف اور آسمانی کتابوں کے عالم بحیرا راہب سے سنایا۔اس نے پوچھا مِنْ اَیْنَ اَنْتَ؟ قَالَ مِنْ مَّکَّۃَ ۔ آپ کہاں سے آئے ہیں؟ آپ نے جواب دیا مکہ سے۔اس نے پوچھا مکہ کے کس قبیلہ سے آپ کا تعلق ہے؟ آپ نے جواب دیا قبیلہ قریش سے۔اس نے مزید پوچھا" آپ کیا کام کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا،، میں تاجر ہوں،، یہ سن کر راہب بولا:

صَدَقَ اللّٰہُ رُؤْیَاكَ فَاِنَّہٗ یُبْعَثُ نَبِیٌّ مِنْ قَوْمِكَ تَکُوْنُ وَزِیْرَہٗ فِی حَیَاتِہٖ

وَخَلِیْفَتَہٗ بَعْدَ مَوْتِہٖ۔ خدا کرے تمہارا خواب سچا ہو! مجھے یقین کامل ہے کہ آپ کی قوم میں ایک نبی پیدا ہوگا اور آپ کو اس کی زندگی میں وزیر بننے اور بعداز وصال اس نبی کا خلیفہ ہونے کا شرف نصیب ہوگا۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ راز سینے میں محفوظ رکھا اور کسی سے ظاہر نہ کیا۔یہاں تک کہ جب حضور نبی رحمت ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق ایک لمحہ کی تاخیر کیے بغیر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

مَا الدَّلِیْلُ عَلیٰ مَا تَدَّعِیْ؟ یارسول اللہ آپ کے دعویٔ نبوت کی دلیل کیا ہے؟ یہ سن کر مصدر علم وعرفان، داعی برحق، پیغمبر اعظم، نبی غیب داں، دور ونزدیک کی خبر وعلم رکھنے والے آقا نے ارشاد فرمایا: اَلرُّؤْیَا الَّتِی رَأَیْتَ بِالشَّامِ،، اے ابوبکر! میری نبوت کی دلیل وہ خواب ہے جو تم نے شام میں دیکھا تھا۔جیسے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خواب کا ذکر مصطفی جان رحمت ﷺ کی زبان پاک سے سنا جس کو انہوں نے مکہ سے سینکڑوں میل دور ملک شام میں دیکھا تھا:

فَعَانَقَہٗ وَقَبَّلَ مَا بَیْنَ عَیْنَیْہِ وَقَالَ اَشْھَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰہِ،، وارفتگی کے عالم میں محبوب رب العالمین ﷺ سے لپٹ گئے، آپ کو گلے لگا لیا اور حضور کی مقدس پیشانی کو بوسہ دینے لگے اور بول اٹھے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں،،۔

(خصائص کبریٰ ج ۱،ص ۲۹، الریاض النضرہ ج ۱ ص ۸۳)

شام وفارس اور یمن کے محلات

معزز سامعین !اب تک جتنی روایتیں آپ نے سنیں ان سے تو یہ بات بخوبی روشن ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی حضور سرور کائنات ﷺ کو اپنی قدرت سے اتنا وسیع علم عطا فرمایا ہے کہ کوئی شئی حضور کی نگاہ نبوت سے مخفی نہیں ذرے ذرے پر حضور کی نگاہ ہے چاہے کتنی ہی دوری پر کیوں نہ ہو حضور ﷺ کو سب کا علم ہے اور پورے روئے زمین کو حضور ہتھیلی کی مانند دیکھتے ہیں۔ آیئے مزید یقین میں اضافہ کرنے اور ایمان میں جلا بخشنے کے لیے حدیث پاک ملاحظہ کریں۔

غزوۂ خندق کے موقع پر صحابۂ کرام اپنے قائد وہادی حضور مخبر صادق محمد عربی ﷺ کے ساتھ خندق یعنی گڈھا کھود رہے تھے۔حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

کہ خندق کی کھدائی کے درمیان ایک دفعہ ایسی سخت چٹان آ گئی کہ ہماری کدالیں جواب دے گئیں۔ ہم نے حضور سے شکایت کی۔ آپ نے چٹان کو ملاحظہ فرمانے کے بعد کدال ہاتھ میں لی اور بسم اللہ پڑھ کر ایسی ضرب لگائی کہ چٹان کا تیسرا حصہ ٹوٹ گیا اور حضور نے فرمایا:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ الشَّامِ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلٰی قُصُوْرِھَا الْحُمْرِ ،، اللہ سب سے بڑا ہے، مجھے شام کی چابیاں عطا کر دی گئیں۔ اللہ کی قسم! میں شام کے سرخ محلات کو دیکھ رہا ہوں۔

پھر حضور ﷺ نے دوسری ضرب لگائی تو چٹان کا ایک اور تہائی حصہ کٹ کر گر پڑا اور حضور نے فرمایا:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ فارس وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَبْصُرُ قَصْرَ الْمَدَائِنِ الْاَبْیَضِ۔ اللہ سب سے بڑا ہے، مجھے فارس کی چابیاں عطا کر دی گئیں خدا کی قسم! میں مدائن کا سفید محل دیکھ رہا ہوں۔

اس کے بعد جب حضور ﷺ نے تیسری ضرب لگائی تو چٹان کا باقی حصہ ٹوٹ گیا اور حضور ﷺ نے فرمایا: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ الْیَمَنِ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَبْصُرُ اَبْوَابَ الصَّنْعَاءِ مِنْ مَّکَانِیْ السَّاعَۃَ،، اللہ سب سے بڑا ہے۔ مجھے یمن کی چابیاں بھی عطا فرمادی گئی ہیں۔ اور خدا کی قسم میں اس وقت بھی یہاں سے صنعا کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔

(خصائص کبریٰ ج ۱، ص ۲۲۸، مسند احمد حدیث نمبر ۱۸۶۹۴، سنن کبریٰ حدیث نمبر ۸۸۰۷، الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ج ۱۷ ص ۷۴)

قبروں کے حالات

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سرکار مدینہ ﷺ مدینہ یا مکہ کے باغات میں سے کسی باغ میں تشریف لے گئے۔

فَسَمِعَ صَوْتَ اِنْسَانَیْنِ یُعَذَّبَانِ فِیْ قُبُوْرِھِمَا۔ تو دو آدمیوں کی آواز سنی جن پر قبر میں عذاب ہو رہا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ ثُمَّ قَالَ بَلٰی کَانَ اَحَدُھُمْ لَایَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِہٖ وَکَانَ الْاٰخِرُ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَۃِ۔ ان دونوں پر

عذاب ہو رہا ہے مگر کسی بڑی بات پر نہیں یعنی جس گناہ کے سبب ان پر عذاب ہو رہا ہے وہ ایسا گناہ نہیں جس سے بچنا بڑا مسئلہ تھا۔ پھر فرمایا ہاں! ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب (کے چھینٹوں) سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھایا کرتا تھا، پھر آپ ﷺ نے کھجور کی ایک تر (گیلی) شاخ یعنی ٹہنی منگوائی اور اس کے دو ٹکڑے کیے اور ہر ایک قبر پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ یہ منظر دیکھ کر ایک صحابی نے عرض کیا:

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لِمَ فَعَلْتَ ھٰذَا؟ قَالَ لَعَلَّہٗ اَنْ یُّخَفَّفَ عَنْھُمَا مَالَمْ یَیْبَسَا یارسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا امید ہے کہ جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہو جائیں ان دونوں پر عذاب میں تخفیف (کمی) رہے گی۔ (بخاری ج ۱، ص ۳۵، مسلم ج ۱، ص ۱۴۱، ترمذی ج ۱، ص ۱۱، نسائی ج ۱، ص ۱۲، ابوداؤد ج ۱ ص ۴-۵، ابن ماجہ ص ۲۹، مسند احمد ج ۶ ص ۱۴، دارمی ج ۱، ص ۲۰۵، بحوالہ صحاح ستہ اور علم غیب ص ۴۳)

ایک دوسری روایت

صحابی رسول حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بقیع غرقد میں تشریف لائے اور دو قبروں کے پاس کھڑے ہو گئے جن کی مٹی ابھی نرم اور گیلی تھی۔ پھر فرمایا! کیا تم نے یہاں فلاں مرد اور فلاں عورت کو یا فلاں فلاں مردوں کو دفن کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا جی ہاں،، آپ ﷺ نے فرمایا فلاں شخص کو بٹھا کر اب مارا جا رہا ہے۔ پھر فرمایا: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَدْ ضُرِبَ ضَرْبَۃً سَمِعَھَا الْخَلَائِقُ اِلَّا الثَّقَلَیْنِ وَلَوْلَا تَمْرِیْجٌ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَتَزَیُّدُکُمْ فِی الْحَدِیْثِ لَسَمِعْتُمْ مَا اَسْمَعُ،، قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اس آدمی کو ایسی زوردار ضرب لگائی گئی ہے کہ اس کے چیخنے کی آوازیں جن و انس کے علاوہ ہر چیز نے سنیں، اگر تمہارے دلوں میں تشکیک اور زبانوں میں بات بڑھانے کی عادت نہ ہوئی تو تم بھی وہ کچھ سن لیتے جو میں سن رہا ہوں۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا،، اب دوسرے شخص کو مارا جا رہا ہے۔ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَدْ ضُرِبَ ضَرْبَۃً مَابَقِیَ مِنْہُ عَظْمٌ اِلَّا انْقَطَعَ وَلَقَدْ تَطَایَرَ قَبْرُہٗ نَارًا،، قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اسے ایسی زوردار ضرب لگائی کہ اس کی

ہر ہڈی ٹوٹ گئی ہے اور اس کی قبر میں آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ قَالُوا یَارَسُولَ اللّٰہِ !مَاذَنْبُھُمَا؟ قَالَ اَمَّا ھٰذَا فَاِنَّهٗ کَانَ لَایَسْتَبْرِئُ مِنَ الْبَوْلِ وَاَمَّا ھٰذَا فَاِنَّهٗ کَانَ یَأْکُلُ لُحُوْمَ النَّاسِ۔ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا گناہ کیا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان میں سے ایک شخص کا صرف یہ گناہ تھا کہ وہ پیشاب کے قطروں سے نہیں بچتا تھا جب کہ دوسرا شخص لوگوں کا گوشت کھاتا تھا یعنی غیبت کیا کرتا تھا۔ (خصائص کبریٰ ج ۲،ص ۸۹)

رفیقان گرامی!

ان دو احادیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل کی عطا سے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلا شبہ غیب کا علم ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ غیبت وچغلی کرنا اور پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا عذاب قبر کا سبب ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ غیبت وچغلی سے بچیں اور ان حدیثوں سے وہ نوجوان اسلامی بھائی عبرت حاصل کریں جو کھڑے کھڑے پیشاب کرتے ہیں جس کی وجہ سے پیشاب کے باریک چھینٹے ان کے کپڑوں پر پڑتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کی تیز نگاہ

حضرات! یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم ونگاہ اور بصارت ہے کہ جس سے قبر کے حالات پوشیدہ نہیں ذرا اس سواری کی نگاہ کہاں تک دیکھتی ہے جس پر میرے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہوتے تھے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خچر پر سوار تھے۔ آپ نبونجار کے باغ میں تشریف لے گئے۔ اِذْحَادَتْ بِهٖ فَکَادَتْ تُلْقِیَهٗ وَاِذَا اَقْبُرٌسِتَّةٌ اَوْخَمْسَةٌ اَوْ اَرْبَعَةٌ۔ اچانک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خچر بدک گیا اور ہمیں یہ ڈر لگا کہ کہیں وہ آپ کو گرا نہ دے۔ وہاں چار پانچ یا چھ قبریں تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَنْ یَعْرِفُ اَصْحَابَ ھٰذِهِ الْاَقْبُرِ؟ ان قبروں والوں کو کون پہچانتا ہے؟ ایک آدمی نے عرض کی جی حضور! میں انہیں جانتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا یہ کب فوت ہوئے تھے؟ اس نے عرض کیا یہ اس وقت فوت ہوئے جب ہر طرف شرک کا دور دورہ تھا،، فَقَالَ اِنَّ ھٰذَا الْاُمَّةُ تُبْتَلٰی فِیْ قُبُوْرِھَا فَلَوْلَا اَنْ لَّاتَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ یُّسْمِعَکُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِیْ اَسْمَعُ۔ تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ لوگ

عذاب قبر میں مبتلا ہیں۔ اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ تم ایک دوسرے کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں بھی عذاب قبر کی چیخ وپکار سنا دے جو میں سن رہا ہوں۔''

(خصائص کبریٰ ج ۲،ص ۸۸)

سامعین کی عدالت میں

میرے سنی مسلمان بھائیو! اب میں آپ حضرات سے پوچھنا چاہوں گا کہ جس سواری پر حضور تشریف فرما ہوں اس کی نگاہ کی تیزی کا یہ عالم کہ زمین کے نیچے کیا ہو رہا ہے اسے دیکھ لے تو جس سواری کا سوار غیب داں نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں ان کی نگاہ اور آپ کی وسعت علم کا کیا عالم ہوگا؟ اب اس کے بعد بھی کوئی یہ لکھے، چھاپے اور کہے کہ معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں،، (براہین قاطعہ ص ۵۱) اس کے ایمان واسلام کے بارے میں کیا فیصلہ ہونا چاہیے کیے اس کا جواب میں آپ کی عدالت سے چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور کی محبت میں زندہ رکھے۔ آمین

آسمان پر تیری نظر

حضرات! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم ونگاہ سے متعلق ایک اور ایمان افروز حدیث ملاحظہ کرتے چلیں اور دیکھیں کہ میرے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ کہاں تک پہنچی ہے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنِّیْ اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ وَ اَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ اِنَّ السَّمَآءَ اَطَّتْ وَحُقَّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ مَافِیْهَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهٗ سَاجِدًا لِلّٰهِ۔

بے شک میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے، اور میں وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ آسمان چڑچڑاتے ہیں اور انہیں چڑچڑانے کا حق ہے۔ کیونکہ ان پر چار انگلی جگہ بھی ایسی نہیں ہے جہاں کسی فرشتے نے اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی پیشانی سجدے میں رکھی ہوئی نہ ہو۔ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا وَلَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَی الْفُرُشَاتِ وَ لَخَرَجْتُمْ اِلَی الصُّعُدَاتِ تَجْأَرُوْنَ اِلَی اللّٰهِ۔ اللہ کی قسم! جو کچھ میں

جانتا ہوں اگر تم بھی جانتے تو یقیناً ہنستے بہت کم اور روتے بہت زیادہ، اور بیویوں سے بستروں پر لطف اندوز نہ ہوتے اور راستوں میں نکل کر رب کی بارگاہ خوب گریہ وزاری کرتے۔

(ترمذی حدیث نمبر ۲۳۱۲، ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۱۹۰، مسند احمد حدیث نمبر ۲۱۵۶، شفا شریف، ج ۲، ص ۱۱۱۔ ۱۱۲، تفسیر قرطبی ج ۵ ص ۴۲۸)

میرے بزرگو اور دوستو! معتبر اور مستند روایتوں سے ثابت ہو گیا کہ میرے آقا کریم ﷺ ہر چیز کو صاف وشفاف آئینہ کی طرح ملاحظہ فرماتے ہیں، جس طرح سامنے کی چیزوں کو دیکھتے ہیں اسی طرح پیچھے کی چیزوں کو بھی دیکھتے ہیں۔ اب نہ دیوار کے سامنے کی چیزیں اوجھل رہ سکتی ہیں نہ دیوار کے پیچھے کی۔ چنانچہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِیْ، بے شک میں تمہیں پیٹھ کے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔ (شفا شریف ج ۲، ص ۵۶)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ فخر دو عالم ﷺ نے فرمایا:

اِنِّیْ لَاَنْظُرُ مِنْ وَّرَائِیْ كَمَا اَنْظُرُ اِلٰی مِنْ بَيْنِ يَدَیَّ، بے شک میں اپنے پیچھے والوں کو اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح آگے کے لوگوں کو دیکھتا ہوں۔

(شفا شریف ج ۲، ص ۵۶)

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا　　اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

جَزَی اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهٗ

وما علینا الا البلاغ

☆☆☆

دوسری تقریر

دل فرش پر ہے تری نظر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ خَالِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّهِ الْمُخْتَارِ ۝ يَعْلَمُ مَا خَفِیَ مِنَ الْاَسْرَارِ ۝ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الْاَخْيَارِ ۝ امابعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ۔ (تکویر ۲۴)

محترم حضرات! آیت کریمہ پر روشنی ڈالنے اور موضوع منتخب پر تفصیلی و تحقیقی گفتگو کرنے سے پہلے ہم سب مل کر عقیدت ومحبت کے ساتھ اپنے آقا ومولیٰ مظہر کل، مفخر رسل، صدر جہاں فخر زماں، شفیع عاصیاں، سرور سروراں، مالک ہر دو جہاں، مہر زمیں، ماہ یقیں، اشرف الاولیں، افضل الانبیاء والمرسلین حضور رحمۃ للعلمین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ وآلہ وسلم کی رحمت ونکہت سے بھری بارگاہ میں درود وسلام کا ہدیہ باآواز بلند پیش کریں۔

اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد معدن الجود والکرم وعلیٰ آلہ وبارك وسلم

خدا کا فضل اعظم تم پر ہے　　سکھا سب کچھ حق نے تمہیں دیا ہے
نہ منت تم پہ استادوں کی رکھی　　تمہارا امی ہونا معجزہ ہے
ہتھیلی کی طرح پیش نظر ہے　　ہوا جو ہوگا جو کچھ ہو رہا ہے
چھپا تم سے رہے کیوں کر کوئی راز　　خدا بھی تو نہیں تم سے چھپا ہے
مسلط غیب پر تو کیوں نہ ہوتا　　نبی و مجتبیٰ و مرتضیٰ ہے

(تاج الشریعہ)

حضرات باوقار! ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ ہر چیز کا مالک وخالق عالم وخبیر اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ہے۔ وہ ہر کمال وخوبی کا مالک ہے، وہ اپنی ہر صفت و وصف میں ممتاز وبے مثال ہے۔ جس طرح اس کی ذات میں کوئی شریک نہیں اسی طرح اس کی کسی صفت میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کی ہر صفت ذاتی، اس کا ہر کمال وخوبی ذاتی ہے۔ اس کا علم ذاتی، اس کا حکم ذاتی، اس کا رحیم وکریم ہونا ذاتی ہے، اس کا سمیع وبصیر ہونا بھی ذاتی ہے۔ اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ اپنی عطا سے اپنے محبوب بندوں کو اپنے صفات وکمالات کا مظہر بنا دیتا ہے۔ اب جس کے اندر جو بھی خوبی ہوگی اسی کی عطا کرنے سے ہوگی۔ جو علیم ہوگا اس کی عطا سے ہوگا، جو خبیر ہوگا اسی کی عطا سے ہوگا، جو عالم غیب ہوگا اسی کی عطا سے ہوگا، جو مخبر ماضیات ومستقبلات ہوگا اس کی عطا سے ہوگا، اور اس مرتبہ پر وہی فائز ہوگا جو اس کا محبوب ہوگا، جو اس کا چنیدہ اور پسندیدہ ہوگا۔ اور اس کے تمام بندوں میں محبوب وپسندیدہ انبیائے کرام پھر اس کے صالحین بندے ہیں۔ اور تمام رسولوں میں، کل نبیوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ومعظم، منتخب ومحتشم ہمارے اور تمہارے نبی رحمت عالم، سرور دوعالم حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

خلق سے اولیا اولیا سے رسل   اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
سارے اچھوں میں اچھا سمجھتے جسے   ہے ان اچھوں میں اچھا ہمارا نبی

حضرات! اللہ تبارک وتعالیٰ نے خاتم الانبیا سید الاتقیا، حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے کمالات وصفات کا مظہر بنایا ہے، اپنے جود وسخا کا مظہر بنایا ہے، اپنی سخاوت وفیاضی کا مظہر بنایا ہے، اپنے فضل وکرم کا مظہر بنایا ہے اور ہر چیز کا علم عطا فرما کر مخلوق کے رازوں کا معدن ومنبع بنا کر، علمی کمال وسخاوت کی ایسی اونچی چوٹی پر فائز فرمایا ہے کہ اس تک عقل انسانی کی رسائی ممکن نہیں۔ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی علمی فیاضی کے بارے میں ارشاد فرمایا:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ (تکویر)

ترجمہ وتشریح: میرا محبوب غیب کی باتیں جانتے اور غیب کی باتیں بتانے میں بخیلی نہیں کرتے کہ غیب کی خبر دینے میں میرے نبی حد درجہ سخی وکریم ہیں۔ اب اے لوگو! تم میرے محبوب سے آسمان وزمین کے بارے میں پوچھو گے میرا محبوب بتا دیں گے، لوح وقلم اور کرسی

کے بارے میں پوچھو گے میرا محبوب تمہیں بتا دیں گے، کائنات کی جس چیز کے بارے میں سوال کرو گے میرا محبوب بتا دیں گے ارے! میرے محبوب کے علم کی شان یہ ہے کہ میری عطا سے میرا محبوب اسے بھی جانتے ہیں جو تم ظاہر کرتے ہو اور اسے بھی جانتے ہیں جسے تم اپنے دل میں چھپاتے ہو یا جس کا تم دل میں قصد وارادہ کرتے ہو میرا محبوب اسے بھی جانتے ہیں۔

حضرات! اللہ کے رسول، دانائے خفایا وغیوب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ایسا علمی مقام عطا فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسان کے دل میں گزرنے والے خیال وارادے کو بھی جانتے ہیں گویا حضور انسان کے دلوں کی باتیں اس طرح ملاحظہ فرماتے ہیں جس طرح کوئی اپنی ہتھیلی کو۔ اعلیٰ حضرت سرکار نے فرمایا:

سر عرش پر ہے تری گزر دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت وملک میں کوئی شئی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

حضرت قباث کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ

صحابہ کرام کی فہرست میں ایک نام حضرت قباث بن اشیم لیثی کا بھی آتا ہے۔ ان کے قبول اسلام کا واقعہ یوں ہے کہ ایک دفعہ ان کے پاس چند عربی آئے اور بولے کہ:

اِنَّ مُحَمَّدًا اَخْرَجَ يَدْعُو اِلَى غَيْرِ دِيْنِنَا، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے دین سے نکل گئے ہیں۔ وہ کسی اور دین کا پرچار کر رہے ہیں، وہ لوگوں کو ایک نئے دین دین اسلام کی دعوت دے رہے ہیں۔ یہ سن کر قباث اٹھے اور سیدھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ پہنچے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِجْلِسْ يَا قُبَاثُ! اے قباث بیٹھ جاؤ۔ وہ غمزدہ ہو کر چپ چاپ بیٹھ گیا۔ ابھی قباث نے اپنے دل کی بات ظاہر بھی نہیں کی تھی کہ دل کی باتوں سے آگاہ غیب داں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَنْتَ الْقَائِلُ لَوْ خَرَجَتْ نِسَاءُ قُرَيْشٍ بِاَكُمَّتِهَا رَدَّتْ مُحَمَّدًا وَاَصْحَابَهُ؟ کیا تم نے کہا تھا کہ اگر قریش کی عورتیں نقاب اوڑھ کر نکلتیں تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں (صحابہ) کو مار بھگاتیں؟ جیسے ہی قباث نے اپنے دل کی وہ باتیں رسول خدا، محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے سنیں جو ابھی اس نے زبان پر نہیں لایا تھا صرف دل میں سوچا تھا تو پکار اٹھا:

وَالَّذِيْ بَعَثَ بِالْحَقِّ مَا تَحَرَّكَ بِهِ لِسَانِيْ وَلَا تَزَمْزَمَتْ بِهِ شَفَتَايَ وَمَا سَمِعَهُ مِنِّيْ أَحَدٌ وَمَا هُوَ إِلَّا شَيْءٌ هَجَسَ فِيْ نَفْسِيْ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَأَنَّ مَا جِئْتَ بِهِ حَقٌّ۔

اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے یہ بات کبھی بھی میری زبان پر نہیں آئی نہ کبھی میرے ہونٹوں سے ادا ہوئی اور نہ مجھ سے یہ بات کسی نے سنی۔ یارسول اللہ! میرے دل میں محض خیال سا پیدا ہوا جسے میں نے کبھی زبان پر لایا بھی نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول برحق ہیں اور آپ جو دین (اسلام) لے کر تشریف لائے ہیں وہ بلاشبہ حق ہے۔

(خصائص کبریٰ، ج۱، ص۲۰۸، المعجم الاوسط للطبرانی حدیث نمبر ۳۰۵۱، المعجم الکبیر ج۱۹ ص۳۵ عن سلیمان، مجمع الزوائد ج۸ ص۲۸۹، مستدرک للحاکم ج۳ ص۲۴۷ حدیث نمبر ۶۶۲۵، البدایہ والنہایہ ج۳ ص۳۱۰ لابن کثیر)

خشوع وخضوع کا علم

دل کی کیفیت کا نام خشوع ہے جس پر کوئی مطلع نہیں ہوسکتا مگر حضور رحمت عالم ﷺ انسان کی دلی کیفیت یعنی اس کے خشوع وخضوع سے بھی واقف ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فَوَاللّٰهِ مَا يَخْفٰى عَلَيَّ خُشُوْعُكُمْ وَلَا رُكُوْعُكُمْ إِنِّيْ لَأَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِيْ كَمَا أَرَاكُمْ۔ (بخاری ج۱ ص۵۹، مسلم ج۱ ص۱۸۰)

خدا کی قسم! تمہارا نہ رکوع مجھ سے پوشیدہ ہے اور نہ تمہارا خشوع مجھ سے پوشیدہ ہے، میں پیٹھ کے پیچھے بھی تمہیں دیکھتا ہوں۔

آپ سے کوئی راز پوشیدہ نہیں

حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور

کریم نبی رؤف ورحیم ﷺ نے مجھے ایک عورت کو پیغام نکاح دینے کے لیے بھیجا۔ میں اس خاتون کے پاس گئی، انہیں دیکھا اور پھر واپس حضور اکرم ﷺ کے پاس آ گئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے پوچھا تم نے اسے کیسا پایا؟ انہوں نے عرض کیا حضور! میں نے اس میں کوئی فضیلت کی بات نہیں دیکھی۔ کوئی ایسی خوبی تو تھی نہیں جس کی وجہ سے آپ اس کے ساتھ نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: لَقَدْ رَأَيْتِ خَالًا بِخَدِّهَا اقْشَعَرَّتْ ذَوَائِبُكِ۔ اے عائشہ! تم نے اس کے رخسار پر تل دیکھا جس سے تمہارے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ حضرت عائشہ نے حضور سے عرض کیا! مَا دُوْنَكَ سِرٌّ وَمَنْ يَّسْتَطِيْعُ أَنْ يَّكْتُمَكَ۔ یا رسول اللہ! آپ سے کوئی راز مخفی نہیں، بھلا کون ہے جو آپ سے کوئی بات چھپا سکے۔ (خصائص کبریٰ ج۲، ص۱۰۷، طبقات کبریٰ لابن سعد ج۸ ص۱۶۱، الاصابہ ج۴ ص۳۴۱)

رحمت عالم ﷺ کا تحفہ

حضرات! آیئے ایک اور حدیث ملاحظہ فرماتے چلیے تاکہ آپ کے ایمان میں پختگی پیدا ہو جائے اور آپ کے یقین میں اضافہ ہو جائے کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضور رحمت عالم ﷺ دل کے رازوں اور باتوں سے آگاہ ہیں اور انسان کے دل کی کوئی بات حضور ﷺ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام ابو المقدام بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک قاصد کو تحفہ دے کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھیجا کہ جاؤ اور یہ مبارک تحفہ میرے پیارے عثمان کو دے آؤ۔ نبی ﷺ کا قاصد تحفہ لے کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور سرکار دو عالم ﷺ کا بھیجا ہوا مبارک تحفہ پیش کیا۔ وہاں سے واپس ہونے میں کچھ زیادہ تاخیر ہوگئی۔ جب تاخیر سے بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے تو رسول خدا ﷺ نے ان سے تاخیر سے آنے کی وجہ پوچھی۔ پھر خود ہی ارشاد فرمایا:

إِنْ شِئْتَ أَخْبَرْتُكَ بِمَا حَبَسَكَ كُنْتَ تَنْظُرُ إِلٰى عُثْمَانَ مَرَّةً وَإِلٰى رُقَيَّةَ مَرَّةً أَيُّهُمَا أَحْسَنُ؟ اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ تمہارے تاخیر سے آنے کی وجہ کیا ہے؟ تم کبھی عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتے تھے اور کبھی میری بیٹی رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تاکہ

تمہیں یہ معلوم ہو جائے کہ ان دونوں میں سے زیادہ حسین کون ہے۔ قاصد نے عرض کیا: اِیۡ وَالَّذِیۡ بَعَثَكَ بِالۡحَقِّ اَنَّهُ الَّذِیۡ حَبَسَنِیۡ ۔ جی ہاں! قسم اس ذات عالی کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میری تاخیر کی یہی وجہ ہے کہ میں حضرت عثمان ورقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے چہروں کے حسن و جمال آرا کو دیکھ کر یہ سوچتا تھا کہ دونوں میں زیادہ حسین کون ہیں اور اسی دیکھنے اور سوچنے میں مجھے تاخیر ہوگئی۔

(خصائص کبریٰ ج ۲، ص ۱۰۶، سبل الھدیٰ والرشاد ج ۱۰ ص ۵۴)

علی کیسے آنا ہوا؟

فاتح خیبر، خلیفۂ چہارم، حضور سرور کائنات ﷺ کے چچازاد بھائی اتنی نسبتوں، شرافتوں اور خوبیوں کی جامع شخصیت کا نام حضرت علی شیر خدا مشکل کشا ہے، جن کے بارے جنگ خیبر کے موقع پر حضور غیب داں نبی ﷺ نے فرمایا، کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جن کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا، جنہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محبوب رکھتے ہیں اور وہ اللہ عزوجل و رسول اللہ ﷺ کو۔ ابھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح خاتون جنت،، جگر گوشۂ رسول، مخدومۂ کائنات، جنتی عورتوں کی سردار سیدہ طاہرہ فاطمہ رضی اللہ تالیٰ عنہا سے نہیں ہوا ہے۔ وہ خود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حضور کی پیاری صاحبزادی سیدۃ نساء اھل الجنۃ کی خاطر پیغام نکاح آیا تو میری کنیز نے مجھ سے کہا تم رسول اللہ ﷺ کے پاس اس سلسلے میں کیوں نہیں جاتے؟ جا کر حضور ﷺ کی خدمت میں حضرت فاطمہ کے ساتھ نکاح کا پیغام دیجیے تا کہ آپ کو حضور ﷺ کی پیاری بیٹی کے ساتھ شرف زوجیت حاصل ہو۔ چنانچہ میں اس مقصد کے لیے حاضر خدمت رسالتمآب ہوا، مگر حضور ﷺ کا رعب وجلال دیکھ کر کچھ بولے بغیر چپ چاپ آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔

فَوَ اللّٰہِ مَا اسۡتَطَعۡتُ اَنۡ اَتَکَلَّمَ فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ مَا جَاءَ بِكَ،، اللہ کی قسم! میں کوئی بات نہ کر سکا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یا علی کیسے آنا ہوا؟ سرکار نے آنے کی وجہ مجھ سے پوچھی مگر میں پھر بھی خاموش رہا اور میں نے آنے کی وجہ اور اپنے دل کی بات ظاہر نہ کی۔ حضور ﷺ میرے دل کی بات بھانپ گئے اور فرمایا: لَعَلَّكَ جِئۡتَ تَخۡطُبُ فَاطِمَةَ قُلۡتُ

نَعَمۡ ؛ کیا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کے متعلق بات کرنے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا جی حضور! میں اسی لیے حاضر خدمت ہوا ہوں۔ (خصائص کبریٰ ج ۲، ص ۱۰۲)

دہر میں ہے کیا شئے تم سے جو نہاں ہے — تم پر حال اختر بالیقیں عیاں ہے
بس مری خموشی ہی مری زباں ہے — کیا کروں شکایت یا رسول اللہ

(سفینۂ بخشش)

حضرت وابصہ کی دل کی بات

محترم حضرات! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مصطفی کریم ﷺ کو ایسا علم و معرفت عطا فرمایا ہے کہ جس طرح زمین و آسمان، فرش وعرش اور قلم و کرسی کی کوئی شئ نگاہ نبوت اور علم رسالت پناہ سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی اسی طرح کسی کے دل کی سوچی ہوئی بات بھی مخفی نہیں رہ سکتی۔ آنے والا کس مقصد سے آیا ہے، کس غرض و ارادہ سے آیا ہے وہ اپنا مقصد، اپنی نیت و ارادہ ظاہر کرے یا نہ کرے مگر مصطفی جان رحمت ﷺ ہر آنے والے کی نیت و ارادہ اور حاجت وضرورت سے باخبر ہیں۔ کیا خوب فرمایا ہے سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ؎

عالم علم دو عالم ہیں حضور — آپ سے کیا عرض حاجت کیجیے

صحابی رسول حضرت وابصہ اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ التسلیم کی خدمت اقدس میں اس لیے حاضر ہوا کہ: لِاَسۡاَلَ النَّبِیَّ ﷺ عَنِ الۡبِرِّ وَالۡاِثۡمِ ،، تا کہ میں آپ سے نیکی اور گناہ کے متعلق پوچھوں کہ نیکی کیا ہے اور گناہ کیا ہے؟ ابھی میں نے اپنے سوال کا آغاز نہیں کیا تھا کہ حضور ﷺ نے میرے پوچھنے سے پہلے ہی فرمادیا: یَا وَابِصَةُ ! اُخۡبِرُكَ بِمَا جِئۡتَ تَسۡاَلُنِیۡ عَنۡهُ ؛ اے وابصہ! تم جو بات مجھ سے پوچھنے آئے ہو کیا میں بتادوں؟ قُلۡتُ اَخۡبِرۡنِیۡ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ ! میں نے عرض کی حضور! آپ بتادیں۔ قَالَ جِئۡتَ تَسۡاَلُنِیۡ عَنِ الۡبِرِّ وَالۡاِثۡمِ ؛ اے وابصہ! تم مجھ سے نیکی اور گناہ کے بارے میں پوچھنے آئے ہو۔ میں نے عرض کی،، اَیۡ وَالَّذِیۡ بَعَثَكَ بِالۡحَقِّ،، قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں آپ سے یہی بات پوچھنے کے لیے

حاضر ہوا ہوں۔ پھر ہادی عالم کونین حضور ﷺ نے فرمایا:

اَلْبِرُّ مَا انْشَرَحَ لَهُ صَدْرُكَ وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ وَاِنْ اَفْتَاكَ عَنْهُ النَّاسُ۔ نیکی وہ ہے جس کو انجام دیتے وقت تمہارے سینہ میں کشادگی، مسرت وشادمانی اور اطمینان کا احساس پیدا ہو۔ اور گناہ وہ ہے جس کی وجہ سے تمہارے دل میں بے چینی گھٹن اور خلش پیدا ہو اگرچہ لوگ تمہیں اس کے جواز کا فتویٰ بھی دے دیں۔ (خصائص کبریٰ ج۲ ص ۱۰۱)

اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے ہیں ؎

فضل خدا سے غیب شہادت ہوا انہیں
اس پر شہادت آیت ووحی واثر کی ہے

انصاری اور ثقفی کے دل کی باتیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا۔ حضور کے پاس دو آدمی کچھ دریافت کرنے کے لیے آئے، ان میں سے ایک انصاری تھا اور دوسرا ثقفی تھا، حضور اقدس ﷺ نے ثقفی سے فرمایا:

سَلْ عَنْ حَاجَتِكَ وَاِنْ شِئْتَ اَنْبَأْتُكَ بِالَّذِي جِئْتَ تَسْئَلُ عَنْهُ؟ اپنی حاجت کے بارے میں مجھ سے پوچھو، اور اگر چاہو تو میں تمہیں تمہاری حاجت کے بارے بتادوں کہ تم کس لیے یہاں آئے ہو؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ آپ ہی بتادیں تاکہ میری مزید تسلی ہو جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

فَاِنَّكَ جِئْتَ تَسْأَلُ عَنْ صَلٰوتِكَ بِاللَّيْلِ وَعَنْ رُكُوعِكَ وَعَنْ سُجُودِكَ وَعَنْ صِيَامِكَ وَغُسْلِكَ مِنَ الْجَنَابَةِ۔ تم اس لیے آئے ہو تاکہ تم مجھ سے رات کی نماز، رکوع، سجود، روزوں اور غسل جنابت کے متعلق سوالات پوچھو۔ اللہ اکبر! ایک ساتھ حضور ﷺ نے پانچ پانچ راز کو ظاہر فرمادیا اور جن پانچ چیزوں کے بارے میں پوچھنے آیا تھا ہر ایک کے بارے میں مصطفی ﷺ نے اس کے بتائے بغیر بتادیا۔ اس کے باوجود جو یہ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ حضور ﷺ کو غیب کا علم نہیں تھا تو اس کی عقل پر ماتم کرنا چاہیے اور ایسے خیال رکھنے والے انسان سے دور رہنا چاہیے جس کا عقیدہ قرآن واحادیث کے خلاف ہو۔ بہر حال جب اس کے دل کی ساری

باتیں ظاہر ہوگئیں اور اس کے آنے کا مقصد مصطفی ﷺ نے ظاہر فرمادیا تو یہ سن کر ثقفی بولا: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنَّ ذٰلِكَ الَّذِي جِئْتُ اَسْئَلُكَ عَنْهُ۔ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! میں آپ سے یہی باتیں پوچھنے آیا ہوں۔

اس کے بعد حضور رحمت عالم ﷺ نے انصاری شخص کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

سَلْ وَاِنْ شِئْتَ اَنْبَأْتُكَ بِالَّذِي جِئْتَ تَسْئَلُ عَنْهُ؟ تم پوچھو کیا دریافت کرنا چاہتے ہو؟ لیکن اگر تم چاہو تو میں تمہیں بھی بتا دیتا ہوں کہ تم کیا پوچھنے آئے ہو؟ انصاری نے عرض کی حضور! یہ تو بہت بہتر ہے کہ آپ ہی بتادیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَاِنَّكَ جِئْتَ تَسْئَلُ عَنْ خُرُوجِكَ مِنْ بَيْتِكَ تَؤُمُّ الْبَيْتَ الْعَتِيقَ وَتَقُولُ مَا ذَا لِي فِيهِ؟ وَعَنْ وُقُوفِكَ بِعَرَفَاتٍ وَعَنْ حَلْقِكَ رَأْسَكَ وَعَنْ طَوَافِكَ بِالْبَيْتِ وَعَنْ رَمْيِكَ الْجِمَارَ۔ تم پوچھنے آئے ہو کہ اگر تم بیت اللہ شریف کے حج کا ارادہ کرکے اپنے گھر سے نکلو تو اس کا کتنا ثواب ہے؟ نیز عرفات میں ٹھہرنے، سر کا حلق کرانے، خانہ کعبہ کا طواف کرنے اور جمروں کو کنکریاں مارنے کے متعلق دریافت کرنا چاہتے ہو۔ یہ سن کر انصاری نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! ﷺ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنَّ ذٰلِكَ الَّذِي جِئْتُ اَسْئَلُ عَنْهُ۔ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، میں یہی مسائل پوچھنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ (خصائص کبریٰ ج ۲، ص ۱۰۱، دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶ ص ۲۹۳۔ ۲۹۴، دلائل النبوۃ لسعید بن عبد القادر ص ۱۱۵۵ حدیث نمبر ۱۱۵۹)

محترم حضرات! دیکھا آپ نے میرے آقا ومولیٰ حضور غیب داں نبی محمد رسول اللہ ﷺ کے علم کا فضل وکمال کہ ایک نشست میں انسان کے دل کے دس رازوں کو ظاہر فرمادیا۔ اور کیوں نہ ہو کہ جس ذات کو اللہ تعالیٰ علم اولین وآخرین بلکہ جمیع ما کان وما یکون کا علم عطا فرمادے اس کی نگاہ نبوت اور علم ومعرفت سے کسی انسان کے سینے میں چھپی ہوئی باتیں اور بھید کس طرح پوشیدہ رہ سکتی ہیں۔ جس نبی کے علم کی شان یہ ہے کہ ؎

ان پر کتاب اتری بیانا لکل شئ
تفصیل جس میں ماعبر وماغبر کی ہے

ہے ان کے ہاتھ میں کیا کیا تجھے خبر نہ مجھے خبر
خدا نے کتنا نوازا حضور جانتے ہیں

رسول اللہ ﷺ کو قتل کا ارادہ

صحابی رسول حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: مَنْ اَنْتَ قَالَ اَنَا نَبِیٌّ۔ آپ کون ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: میں نبی ہوں۔ اس نے پھر پوچھا نبی کون ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: نبی اللہ کا رسول ہوتا ہے۔ انھوں نے مزید پر چھا قیامت کب آئے گی؟ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

غَیْبٌ وَلَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا اللہُ، یہ غیب کی بات ہے اور غیب کو بلا واسطہ بالذات صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اس نے حضور ﷺ سے کہا مجھے اپنی تلوار دکھایئے۔ حضور ﷺ نے اسے اپنی تلوار دیدی۔ اس نے تلوار کو فضا میں لہرایا اور پھر واپس کر دیا۔ اسے کیا معلوم جس ارادے اور نیت سے وہ آیا ہے اس کا علم حضور ﷺ کو ہے، اس کے دل کا راز حضور اقدس ﷺ پر ظاہر ہو چکا ہے۔ نبی کریم رؤف رحیم مصطفی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اَمَا اِنَّكَ لَمْ تَكُنْ تَسْتَطِیْعُ الَّذِیْ اَرَدْتَ۔ تم اپنا ارادۂ قتل چھپاتے کیوں ہو؟ تم جو ارادہ لے کر آئے تھے اسے عملی جامہ نہیں پہنا سکو گے، تم اپنے مشن اور مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جب اس شخص نے دیکھا کہ اس کے دل کا راز، اس کی نیت و ارادہ کا حال مصطفی کریم ﷺ پر ظاہر ہو چکا ہے تو اعتراف کرتے ہوئے عرض کیا: واقعی میرا کچھ ارادہ تھا۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ هٰذَا اَقْبَلَ فَقَالَ آتِیْهِ فَاَسْئَلُهُ ثُمَّ اٰخُذُ السَّیْفَ فَاَقْتُلُهُ ثُمَّ اَغْمِدُ السَّیْفَ۔ جب یہ شخص میرے پاس آیا تو اس کا خیال تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر پہلے ان سے کچھ چند سوالات کروں گا پھر ان کی تلوار لے کر ان کا کام تمام کر دوں گا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے اپنی تلوار نیام میں ڈال لی۔ (خصائص کبریٰ ج ۲، ص ۱۰۰)

مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ؎

خدا نے غیب تمہارے لیے حضور کیا
جو راز دل میں چھپے ہوں تمہیں خبر ہو جائیں

حضرت حذیفہ کا نبی کریم کے پیچھے نماز پڑھنے کا مقصد

حضور ﷺ کے ایک پیارے صحابی حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ وہ اپنی والدہ کی خدمت میں مصروف رہا کرتے تھے جس کی وجہ سے کہیں آنا جانا بہت کم ہوتا تھا۔ اور حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں بھی حاضری کا شرف روزانہ یا کثرت کے ساتھ نہ ہونے کی وجہ یہی تھی۔ ایک دن ان کے ذہن میں یہ تدبیر آئی کہ والدہ سے عرض کرے کہ حضور کی خدمت میں آج اس مقصد کے لیے حاضری دوں گا کہ ان کے لئے اور اپنے لیے سرکار ﷺ سے دعا مغفرت کراؤں گا۔ چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ: قُلْتُ لِاُمِّیْ دَعِیْنِیْ اٰتِی النَّبِیَّ ﷺ فَاُصَلِّیْ مَعَهُ الْمَغْرِبَ وَ اَسْاَلُهُ اَنْ یَّسْتَغْفِرَلِیْ وَلَكِ۔ میں نے اپنی والدہ سے کہا مجھے اجازت دیں تا کہ میں سرکار ﷺ کے پاس حاضر ہوں اور آپ کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کروں اور اپنے لیے اور آپ کے لیے مغفرت کی دعا کراؤں۔ چنانچہ میری والدہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے اور آپ کی اقتدا میں نماز مغرب پڑھنے کی اجازت دے دی۔ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَصَلَّیْتُ مَعَهُ الْمَغْرِبَ فَصَلَّی الْعِشَاءَ۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور نماز مغرب آپ کی اقتدا میں ادا کی۔ پھر حضور ﷺ نماز کے بعد نوافل میں مصروف ہو گئے یہاں تک کہ عشا کا وقت ہو گیا۔ مؤذن نے اذان دی۔ سرکار نے عشا کی امامت فرمائی، میں نے بھی حضور ﷺ کی اقتدا میں عشا کی نماز ادا کی۔ پھر نماز عشا سے فراغت کے بعد کاشانۂ نبوت کی طرف جانے لگے۔

فَتَبِعْتُهُ فَسَمِعَ صَوْتِیْ فَقَالَ مَنْ هٰذَا حُذَیْفَةُ؟ قُلْتُ نَعَمْ! تو میں بھی سرکار ﷺ کے پیچھے ہو لیا تو آپ نے میرے چلنے کی آواز سن کر فرمایا کون ہے؟ میرے جواب دینے سے پہلے سرکار نے خود فرمایا حذیفہ ہو؟ مَا حَاجَتُكَ؟ تمہاری ضرورت کیا ہے کیا بات ہے؟ یعنی کیسے آنا ہوا؟ ابھی میں نے اپنے آنے کا مقصد و ارادہ حضور ﷺ سے بتایا نہیں کہ میرے آنے کا مقصد اور دل کی بات بھانپتے ہوئے ارشاد فرمایا:

غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَلِاُمِّكَ، اللہ تعالیٰ تیری اور تیری ماں کی مغفرت فرمائے۔

پھر آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ هٰذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الْاَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ اِسْتَاْذَنَ رَبَّهٗ اَنْ يُسَلِّمَ عَلَيَّ وَيُبَشِّرَنِيْ بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔ یہ فرشتہ میری خدمت میں ہے جو اس سے پہلے کبھی زمین پر نہیں آیا، اس نے اپنے رب سے اجازت طلب کی کہ یہ مجھے سلام کریں اور مجھے اس بات کی بشارت دے کہ میری بیٹی فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۵۷۱، ترمذی حدیث نمبر ۳۷۸۱، مسند احمد ج ۲۲ ص ۱۲۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے دل کی بات اور نیت کا بھی علم عطا فرمایا ہے اور حضور انسان کے خیال و ارادے خوب جانتے ہیں۔

خدا نے تجھ کو آگاہ سب سے کیا
دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

فضالہ کے دل کی بات

محترم حضرات! اب میں موضوع منتخب یعنی حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دلوں کے راز خدائے تعالیٰ کی عطا سے جانتے ہیں اس موضوع پر میں ایک آخری حدیث بیان کر کے اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانۂ کعبہ کا طواف فرما رہے تھے کہ فضالہ بن عمیر لیثی آپ کو شہید کرنے کے ارادے سے آتا ہے۔ جب فضالہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَفُضَالَةُ؟ قَالَ نَعَمْ! يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فضالہ ہے؟ عرض کی ہاں یا رسول اللہ میں فضالہ ہوں۔ پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا: مَاذَا كُنْتَ تُحَدِّثُ بِهٖ نَفْسَكَ؟ فضالہ تم اپنے دل میں کیا سوچ رہے تھے؟ قَالَ لَا شَيْءَ كُنْتُ اَذْكُرُ اللّٰهَ۔ کچھ نہیں یا رسول اللہ! میں تو اللہ کا ذکر کر رہا تھا۔ جب سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ فضالہ میرے قتل کے جس ارادہ سے آیا ہے اسے چھپا رہا ہے تو آپ مسکرا پڑے اور فضالہ کو شرمسار کیے بغیر فرمایا: اِسْتَغْفِرِ اللّٰهَ استغفار کرو۔

ثُمَّ وَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى صَدْرِهٖ فَسَكَنَ قَلْبُهٗ۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا مبارک ہاتھ ان کے سینے پر رکھا تو ان کے دل کا دھڑکنا بند ہوگیا اور دل کو سکون و قرار حاصل ہوگیا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت فضالہ کہا کرتے تھے: وَاللّٰهِ مَا رَفَعَ يَدَهٗ عَنْ صَدْرِيْ حَتّٰى مَا مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْهُ، اللہ کی قسم! ابھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست اقدس کو میرے سینہ سے ہٹایا بھی نہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے نزدیک اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق سے زیادہ محبوب و عزیز ہو گئے۔ (سیرت ابن ہشام ج ۲، ص ۴۱۷ بحوالہ البدایہ والنہایہ ج ا ص ۶۶۰، الاصابہ ج ۳ ص ۲۰۷، الشفاج ا ص ۳۵۳)

اعلیٰ حضرت سرکار فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ؎

سر عرش پر ہے تری گزر دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئ نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهٗ

وما علینا الا البلاغ

تیسری تقریر

ذکر خدا سیرت مصطفیٰ کے حوالے سے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا وَمَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اِلٰى بَقَائِهٖ۔ امابعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾ (الحجر ۹۹)

مرحبا صد مرحبا رتبہ مرے سرکار کا
چوما ہے جبریل نے تلوہ مرے سرکار کا
جب فلک پر چاند دیکھا تو صحابہ نے کہا
چاند سے بھی ہے حسیں چہرہ مرے سرکار کا
رحمۃ للعالمین کا دیکھ کر خلق عظیم
دشمنوں نے بھی پڑھا کلمہ مرے سرکار کا

اور ایک شاعر نے اس طرح خراج عقیدت پیش کیا ہے ۔

آمنہ کے چاند جیسا دوسرا کوئی نہیں — انبیا تو اور بھی ہیں مصطفی کوئی نہیں
ایک دن سرکار سے جبریل یہ کہنے لگے — میں نے ہر عالم کو دیکھا پر جچا کوئی نہیں

محترم حضرات! خطبۂ مسنونہ کے بعد جس آیت عظیمہ کریمہ شریفہ کی میں نے تلاوت

کر کے اور آپ حضرات نے سماعت فرما کر اپنے آپ کو مشرف کیا ہے اس کی روشنی میں کچھ عرض کرنے سے پہلے اپنے آقا و مولیٰ سرور کائنات، رونق بزم حیات، زینت ارض وسماوات حضور پرنور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں جھوم جھوم کر ہدیہ صلاۃ وسلام پیش کریں اور پڑھیں باآواز بلند: اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد بعدد ما فی علمك وبعدد ما فی خلقك۔

سامعین محترم! آج میری تقریر کا عنوان ’’ذکر خدا سیرت مصطفیٰ کے حوالے سے‘‘ ہے۔ انشاء اللہ الرحمن اس عنوان کے تحت قرآن واحادیث کی روشنی میں کچھ باتیں عرض کروں گا جن سے آپ کے دلوں میں سیرت مصطفی اور حیات مصطفی کے سایہ میں زندگی گزارنے کا جذبہ بھی پیدا ہوگا اور عبادت وبندگی اور ذکر اللہ کا جوش بھی پیدا ہوگا۔ اللہ جل مجدہ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ سے ارشاد فرماتا ہے:

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾ (الحجر ۹۹)

ترجمہ: تو اپنے رب کو سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور سجدہ والوں میں ہو اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو۔ (کنزالایمان)

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب پاک صاحب لولاک ﷺ کو اپنا ذکر اور عبادت وبندگی کرنے کا حکم دیا۔ اور مصطفی ﷺ نے اپنے پروردگار کی ایسی عبادت کی اور ایسی بندگی کی کہ ویسی عبادت نہ کسی نبی نے کی، نہ کسی رسول نے کی، نہ کسی فرشتہ نے کی اور نہ کسی قطب وولی نے کی۔ جیسا ذکر میرے آقا ﷺ نے اپنے رب جل جلالہ کا کیا ویسا ذکر بھی کسی مخلوق نے نہیں کیا۔ ذرا نگاہوں کے سامنے سفر معراج کو رکھیے کہ جب بیت المقدس میں تمام انبیائے کرام کا اجتماع ہوا اور سب نے اپنے خالق کی تعریف میں خطبہ پیش کیا پھر جب اخیر میں حضور ﷺ نے اپنے رب عزوجل کی تعریف کی ہے تو تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے کہا جیسی تعریف محمد عربی ﷺ نے اپنے رب عزوجل کی کی ہے ویسی تعریف کسی نے نہیں کی وہ ہم سب پر سبقت وفوقیت لے گئے۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ عبادت کرنے میں بے مثال اور ذکر خدا عزوجل کرنے میں بھی

بے مثال اور ہر میدان میں ہر چیز میں عبادت و بندگی اور ذکر الٰہی میں بھی وہ ہمارے لیے بہترین نمونہ اور لاجواب آئیڈیل ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۱﴾ (احزاب ۲۱)

بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے اس کے لئے کہ اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ذکر و عبادت کا حکم دیتے ہوئے ایک مقام پر یوں فرمایا:

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا (مزمل ۸) اور اے محبوب اپنے رب کا نام یاد کیجیے اور سب سے کٹ کر اسی کے رہیں۔

حضور ﷺ ہر وقت ذکر الٰہی کرتے

حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آقا کریم ﷺ کے معمولاتِ روز و شب کے بارے میں فرماتی ہیں: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهٖ۔

(ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۷۴ ابواب الدعوات، ۶ فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۱۸۲ غیر مترجم)

یعنی نبی کریم ﷺ اکثر اوقات اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔

حضور ﷺ کثرت سے ذکر اللہ کرتے

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ الذِّكْرَ وَ يُقِلُّ اللَّغْوَ وَيُطِيْلُ الصَّلَاةَ وَيُقْصِرُ الْخُطْبَةَ وَلَا يَاْنَفُ اَنْ يَّمْشِيَ مَعَ الْاَرْمِلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ فَيَقْضِيَ لَهُ الْحَاجَةَ۔

(مشکوٰۃ ص ۵۲۱، حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۳۲۹)

رسول اللہ ﷺ ذکر زیادہ کرتے تھے اور دنیاوی کلام بہت کم کرتے تھے، نماز لمبی پڑھتے تھے، خطبہ چھوٹا پڑھتے تھے، بیواؤں اور یتیموں کے ساتھ چلنے میں عار نہیں سمجھتے تھے بلکہ ان کی حاجت پوری فرما دیتے تھے۔

اس حدیث پاک سے جہاں حضور انور ﷺ کے دوسرے اخلاق عالیہ کا ہمیں علم ہوا وہیں پر یہ بات اور حضور ﷺ کی یہ عادت کریمہ بھی معلوم ہوئی کہ حضور اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ کیا کرتے تھے۔ اس لیے ہمیں بھی مصطفی ﷺ کی سنت و سیرت پر عمل کرتے ہوئے دنیاوی باتوں کی بجائے کثرت کے ساتھ ذکر اللہ کرنا چاہیے تاکہ اللہ کی عبادت و بندگی اور ذکر اللہ کا ثواب بھی حاصل ہو جائے اور حضور کی سیرت و سنت پر عمل کرنے کا اجر بھی مل جائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَاَنْ اَقُوْلَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ۔

(ترمذی ج ۲ ص ۱۹۹ ابواب الدعوات حدیث نمبر ۳۵۹۸، مسلم ج ۲ ص ۱۲۴۱ حدیث نمبر ۲۶۹۵)

مجھے سبحان اللہ، الحمدللہ، لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہنا دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے زیادہ پسند ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَلَّمَ مِنْ صَلَاتِهٖ يَقُوْلُ بِصَوْتِهِ الْاَعْلٰى لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ۔ (مشکوٰۃ ص ۸۸)

ترجمہ: جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ پڑھتے تھے۔

اور ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُهَلِّلُ بِهِنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ۔ (مسلم ج ۱ ص ۲۱۸)

یعنی رسول خدا ﷺ ہر نماز کے بعد لا الہ الا اللہ پڑھتے تھے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سرور کائنات ﷺ کا معمول اور آپ کی سیرت کا ایک خاص حصہ یہ تھا حضور اکرم ﷺ اللہ تبارک و تعالیٰ کا خوب کثرت کے ساتھ ذکر کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و تعریف میں مصروف رہتے تھے، اس کی نعمتوں پر اس کا خوب شکر ادا فرماتے تھے، اللہ تعالیٰ سے خوب خوف و خشیت رکھتے تھے۔ اور سوتے اٹھتے، بیٹھتے، جاگتے، نماز میں نماز کے بعد ہر وقت ہر حال میں اللہ عزوجل کا ذکر کرتے رہتے تھے۔

حضور ﷺ ذکر کے لیے دعا کرتے

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رب کی بارگاہ میں یوں دعا کیا کرتے تھے:

رِبِّ اجْعَلْنِي لَكَ شَكَّارًا ، لَكَ ذَكَّارًا ، لَكَ رَهَّابًا ،لَكَ مِطْوَاعًا ، لَكَ مُخْبِتًا ، اِلَيْكَ اَوَّاهًا مُّنِيْبًا ۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الدعا باب دعا رسول اللہ ﷺ ، ترمذی ج ۵ ص ۹۴ ۳حدیث نمبر ۳۳۸۴)

یعنی اے میرے پرور دگار! تو مجھے اپنا سب سے بڑا شکر گزار بنا، کثرت کے ساتھ تو اپنا ذکر کرنے والا بنا، تو اپنی خوب اطاعت کرنے والا بنا، تو اپنی بارگاہ میں عاجزی کرنے والا بنا اور تو اپنی طرف رجوع کرنے اور توبہ کرنے والا بنا۔

پہلے سجدہ پہ روز ازل سے درود

حضرات گرامی! ان تمام احادیث عظیمہ شریفہ سے معلوم ہوا کہ کثرت کے ساتھ ہر وقت ، ہر آن ذکر اللہ عزوجل کرنا یہ مصطفی کریم ﷺ کا معمول اور حضور ﷺ کی سیرت کریمہ کا ایک اہم حصہ ہے، جس کے مطابق ہمیں زندگی گزارنا چاہیے اور ذکر اللہ عزوجل میں مشغول رہنا چاہیے۔ یہی نہیں بلکہ ہمارے آقا کریم ﷺ جب اپنی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم مبارک میں جلوہ بار ہوئے اس وقت بھی اللہ کے ذکر میں مشغول رہتے، اور جب آپ اپنی والدہ کے شکم مبارک سے چودھویں رات کے چاند کی طرح جگمگاتے ہوئے دنیا میں تشریف لائے تو اس وقت بھی رسول کریم ﷺ کی زبان مبارک پر اللہ عزجل کا ذکر تھا۔ چنانچہ خود حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

كُنْتُ نُورًا بَيْنَ يَدَىْ رَبِّيْ قَبْلَ خَلْقِ آدَمَ بِأَرْبَعَةِ عَشَرِ اَلْفِ عَامٍ وَكَانَ يُسَبِّحُ ذٰلِكَ النُّوْرُ وَتُسَبِّحُ الْمَلاَئِكَةُ بِتَسْبِيْحَةٍ فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ اَلْقِيَ ذٰلِكَ النُّوْرُ فِي صُلْبِهٖ۔ (روح البیان ج ۲ ص ۳۷۶، مواہب لدنیہ ج ۱ ص ۷۴)

یعنی میں اپنے رب کے یہاں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار سال پہلے نور کی شکل میں موجود تھا اور وہ نور اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا تھا یعنی اس وقت بھی سبحان

اللہ سبحان اللہ کا ورد کرتا تھا۔ اور اس کے ساتھ فرشتے بھی تسبیح پڑھتے تھے۔ پھر جب حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ نور ان کی پشت میں رکھ دیا گیا۔

اور تاریخ خمیس ج ا ص ۲۰۳ پر ہے:

لَمَّا وَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ رَفَعَ رَأْسَهُ وَقَالَ بِلِسَانٍ فَصِيْحٍ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

یعنی جب حضور علیہ السلام پیدا ہوئے تو زمین پر تشریف لائے تو اپنا مبارک سر اٹھایا اور فصیح اور صاف زبان میں کہا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں۔

پہلے سجدہ پہ روز ازل سے درود یادگاریٔ امت پہ لاکھوں سلام

حضور رحمت عالم نور مجسم ﷺ کی والدہ محترمہ حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رات کو میں لیٹنے کے لئے بستر پر جاتی تو میں اللہ اللہ کی آواز سنتی تھی، یہ آواز سن کر میں گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگتی کہ یہ آواز کہاں سے آرہی ہے؟ میں آواز تو سنتی مگر آواز دینے والا، اللہ کے نام کا ذکر کرنے والا نظر نہیں آتا۔ جب میں حیران ہوگئی تو ایک غیبی آواز سنائی دی کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا اے آمنہ! تیرے شکم میں جو اللہ کے حبیب ہیں انہیں کی یہ آواز ہے۔ سبحان اللہ میرے نبی ماں کے پیٹ میں اللہ کا ذکر کررہے ہیں۔ (مولد العروس لابن جوزی ص ۸)

اے مسلمانو! یہ اس نبی کی شان ہے جس نبی کا ہم کلمہ پڑھتے ہیں کہ ماں کے پیٹ میں ہیں تو ذکر اللہ کررہے ہیں اور جب ماں کے پیٹ سے دنیا میں تشریف لا رہے ہیں تو اور بچے تو روتے ہوئے پیدا ہوتے مگر مصطفی جان رحمت ﷺ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے رب کی پاکی بیان کرتے ہوئے اور خدا کی بڑائی کرتے ہوئے پیدا ہو رہے ہیں۔ اور اسی نبی کی حیات و سیرت کی پیروی کرنے کا حکم اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو دیا تو آیئے عہد کریں کہ ہم بھی نبی کی سیرت واسوۂ حسنہ کے مطابق ذکر اللہ کرنا اپنی زندگی کا معمول بنائیں۔

محبوب اگر آپ چاہیں تو؟

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو میں

مکے کی پتھریلی زمین کو آپ کے لیے سونا بنادوں، تو میں نے عرض کی اے میرے پروردگار! میں یہ چاہتا ہوں کہ:

اَشْبَعُ یَوْمًا وَّاَجُوْعُ یَوْمًا فَاِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ اِلَیْكَ وَذَكَرْتُكَ فَاِذَا شَبِعْتُ شَكَرْتُكَ وَحَمِدْتُكَ۔ (مواہب لدنیہ ج ۴ ص ۳۲۲)

ایک دن آسودہ رہوں اور ایک دن بھوکا رہوں، جب بھوکا رہوں تو تیری طرف گریہ و زاری کروں اور تجھے یاد کروں، تیرا ذکر کروں۔ اور جب آسودہ رہوں تو تیرا شکر ادا کروں اور تیری تعریف کروں۔

کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے ؎

اور کبھی تھوڑے چھوارے کھانا پانی پی کر پھر رہ جانا
دو دو مہینے یوں ہی گزارا صلی اللہ علیہ وسلم
جس کی تمنا روز نہ کھانا اک دن فاقہ اک دن کھانا
جس دن کھانا شکر کرنا صلی اللہ علیہ وسلم

سونے کے وقت کا معمول مصطفی ﷺ

حضور اکرم ﷺ کو اللہ رب العزت کے ذکر سے اس قدر لگاؤ تھا کہ جب اپنے بستر مبارک پر آرام فرمانے کے لیے تشریف لے جاتے تو اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے یعنی قرآن شریف کی کسی سورت کی تلاوت فرماتے تھے یہی نہیں بلکہ امت کو بھی اس کا حکم فرمایا تاکہ امت سوتے وقت بھی اللہ کا ذکر کر کے سوئے اور پوری رات ہر بلا سے محفوظ رہے۔

عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ رَجُلٍ يَأْوِىْ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَيَقْرَأُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اِلَّا بَعَثَ اللّٰهُ اِلَيْهِ مَلَكًا يَحْفَظُهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْهِ حَتّٰى يَهُبَّ مَتٰى هَبَّ۔ (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۸۵، ترمذی حدیث نمبر ۳۴۰۷)

ترجمہ: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص سونے کے لیے بستر پر آئے اور قرآن شریف سے کچھ پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ کو بھیجتا ہے جو نیند سے بیدار ہونے تک ہر تکلیف دینے والی چیز سے اس

کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔

بلکہ آپ ﷺ کا روز کا یہ معمول تھا کہ قرآن شریف سے کچھ پڑھ کر سوتے۔ تاکہ آپ کی سیرت وحیات کا یہ باب بھی امت کے لیے نمونہ عمل بن جائے اور اس سنت وطریقہ پر امت عمل کر کے خیر کثیر اور ثواب عظیم حاصل کر سکے۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا فَقَرَأَ فِيْهِمَا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلٰى رَأْسِهٖ وَوَجْهِهٖ وَمَا اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔

(بخاری ج ۲ ص ۷۵۰، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۲۵۲، ترمذی حدیث نمبر ۳۴۰۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ ہر رات جب بستر پر آرام فرمانے کے لیے تشریف لے جاتے تو آپ اپنی ہتھیلیوں کو جمع کرتے اور پھر ان میں پھونکتے، تو آپ ﷺ ان میں سورہ اخلاص، سورہ فلق اور سورہ ناس پڑھتے تھے۔ پھر ان دونوں کو اپنے جسم پر پھیر دیتے تھے جہاں تک ہاتھ پہنچتے۔ آپ اس کا آغاز سر سے کرتے پھر چہرہ اور اپنے جسم کے سامنے والے حصہ پر پھیرتے تھے یہ عمل تین بار کرتے تھے۔

سوتے وقت حضور کون سی دعا پڑھتے؟

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰى وَاِذَا قَامَ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ۔

(بخاری ج ۲ ص ۹۳۴)

ترجمہ: حضرت حذیفہ ابن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بستر پر سونے کے لیے تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے:

”بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰى“ یعنی اے اللہ! میری موت وحیات تیرے ہی نام سے ہے۔

نیند سے بیدار ہونے کی دعا

اور جب حضور اکرم نور مجسم ﷺ نیند سے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ" یعنی تمام تعریف اس خدا کے لیے جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی بخشی اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

(بخاری ج ۲ ص ۹۳۴)

دائیں پہلو سونا سنت ہے

ایک اور حدیث بخاری شریف کی سنتے چلیے:

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَوٰی اِلٰی فِرَاشِهٖ نَامَ عَلٰی شِقِّهِ الْاَیْمَنِ ثُمَّ قَالَ:

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر جاتے تو اپنی داہنی کروٹ پر لیٹتے پھر یوں کہتے:

اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِیْ اِلَیْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْكَ وَاَلْجَأْتُ ظَهْرِیْ اِلَیْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَیْكَ لَا مَلْجَاَ وَمَنْجَاَ اِلَّا اِلَیْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ انزلت و نبیك الذی اَرْسَلْتَ۔

ترجمہ: الٰہی میں نے اپنی جان تیرے سپرد کی اور اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کیا اور اپنا کام تیرے سپرد کیا، تیرے کرم پر ٹیک لگائی، تیری طرف رغبت کرتے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے۔ نہ کہیں پناہ ہے نہ رہائی سوائے تیری طرف کے، میں تیری اتاری کتاب پر اور تیرے بھیجے ہوئے رسول پر ایمان لایا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ قَالَهُنَّ ثُمَّ مَاتَ تَحْتَ لَیْلَتِهٖ مَاتَ عَلَی الْفِطْرَةِ۔ جو یہ کلمات کہہ لے پھر اسی رات میں مرجائے تو ایمان پر مرے گا۔ (بخاری ج ۲ ص ۹۳۴)

محترم حضرات! انہیں باتوں کے ساتھ اب میں رخصت چاہتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو حضور ﷺ کی سیرت وسنت اور اسوۂ حسنہ پر چلتے ہوئے ذکر اللہ کی توفیق بخشے اور کہنے سننے میں جو غلطی ہوگئی ہو اسے معاف فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین۔

جَزَی اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهٗ

وما علینا الا البلاغ

چوتھی تقریر

فضائل درود شریف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْعَرَبِیِّ الْمَکِّیِّ الْهَادِیِ الْاَمِیْنِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿۵۶﴾ (الاحزاب ۳۳)

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام۔

عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی — دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی
قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے — جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی
وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا — ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی
خاک ہوکر عشق میں آرام سے سونا ملا — جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی
اے رضا خود صاحب قرآں ہے مداح حضور — تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

حضرات گرامی! آج میری تقریر کا عنوان "فضائل درود شریف" ہے۔ آیئے اس موضوع پر قرآن واحادیث کی روشنی میں کچھ سننے اور سنانے سے قبل ایک بار رہبر عالم، مرشد اعظم، عظمت والے نبی، برکت والے رسول، رب کے حبیب، بیمار دلوں کے طبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں درود وسلام کا ہدیہ پیش کریں:

صلی اللہ علی النبی الامی وآلہ وصحبہ بارك وسلم صلاۃ وسلاما علیك یارسول اللہ

درود ذکر خدا بھی ہے اور ذکر مصطفی بھی ہے

درود شریف کے فضائل وبرکات بے شمار ہیں اس کی فضیلت کے لیے اتنا کافی ہے کہ اس کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور رب قدیر خود اپنے محبوب پر درود پاک پڑھتا ہے۔ درود شریف ایک ایسا عمل اور مقبول وظیفہ اور ذکر ہے کہ دوسرے اعمال کے قبول ہونے میں تردد تو ہوسکتا ہے مگر درود شریف کی قبولیت میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ اور اس سے بڑھ کر یہ کہ درود شریف ذکر مصطفی بھی ہے اور ذکر خدا بھی ہے۔

چنانچہ حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

جَعَلْتُ تَمَامَ الْاِیْمَانِ بِذِکْرِكَ مَعِی وَقَالَ اَیْضًا جَعَلْتُكَ ذِکْرًا مِنْ ذِکْرِی فَمَنْ ذِکَرَكَ ذَکَرَنِی۔ (شفا شریف ج ۱ ص ۱۲ بحوالہ ذکر جمیل ص ۲۶)

یعنی میں نے ایمان کا مکمل ہونا اس بات پر موقوف کردیا ہے کہ (اے محبوب) میرے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر بھی ہوگا اور میں نے تمہارے ذکر کو اپنا ذکر قرار دیا ہے تو جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔

درود شریف پڑھنے والا دارین کی سعادتوں سے مالا مال ہوتا ہے، رحمت خدا عزوجل درود شریف بھیجنے والے پر اور اس کے گھر پر صبح وشام جھما جھم برستی ہے، اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ ﷺ کی رضا حاصل ہوتی ہے، مصطفی کریم ﷺ کی شفاعت نصیب ہوتی، گناہ بخش دئے جاتے ہیں، درجے بلند کردئے جاتے ہیں، دنیا اور آخرت کی پریشانیوں اور غموں سے نجات حاصل ہوتی ہے، قیامت تک فرشتہ دعائے مغفرت کرتا رہتا ہے۔ الغرض بے شمار فائدے اور برکتیں درود شریف کی ہیں۔

خدا کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مصطفیٰ کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰى عَلَیَّ صَلَاۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحُطَّتْ عَنْہُ عَشْرُ خَطِیْئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ۔ (سنن کبریٰ ج ۱ ص ۳۸۵، مسند احمد ج ۳ ص ۱۰۲)

جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، اس کے دس گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے دس درجات بلند فرما دیتا ہے۔

قیامت کے دن شفاعت

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰى عَلَیَّ حِیْنَ یُصْبِحُ عَشْرًا وَحِیْنَ یُمْسِی عَشْرًا اَدْرَکَتْہُ شَفَاعَتِی یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۲۰)

ترجمہ: جو شخص مجھ پر صبح وشام دس مرتبہ درود شریف پڑھے قیامت کے دن اسے میری شفاعت نصیب ہوگی۔

قیامت کی ہولناکیوں سے نجات

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا:

یٰاَیُّہَا النَّاسُ اِنَّ اَنْجَاکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنْ اَھْوَالِھَا وَمَوَاطِنِھَا اَکْثَرُکُمْ عَلَیَّ صَلَاۃً فِی دَارِ الدُّنْیَا۔ (مسند الفردوس ج ۵ ص ۲۷۷)

ترجمہ: اے لوگو! قیامت کے دن تمہیں قیامت کی ہولناکیوں اور اس کے پرخطر مقامات سے سب سے زیادہ نجات دلانے والا عمل تمہارا دنیا میں مجھ پر کثرت کے ساتھ درود پڑھنا ہے۔

اس حدیث سے پاک سے معلوم ہوا کہ درود شریف ایک ایسا عمل ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عمل محبوب کے سبب درود پڑھنے والے کو قیامت کی ہولناکیوں اور محشر کے عذاب سے نجات عطا فرمائے گا۔

درود محبت کا اجر

اور ایک بہت ہی پیاری حدیث ہے سنیے گا تو دل مچل جائے گا۔ حضور پرنور سید عالم

ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

خدا کا ایک فرشتہ ہے کہ اس کا ایک بازو مشرق (پورب) میں اور دوسرا مغرب (پچھم) میں۔ جب کوئی شخص مجھ پر محبت کے ساتھ درود بھیجتا ہے وہ فرشتہ پانی میں غوطہ کھا کر (ڈبکی لگا کر) اپنے پر جھاڑتا ہے، خدائے تعالیٰ ہر قطرہ سے جو اس کے پروں سے ٹپکتا ہے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو قیامت تک درود پڑھنے والے کے لیے استغفار کرتے ہیں۔

(الھدایۃ المبارکۃ فی خلق الملائکۃ ص ۸)

حضرات محترم! درود شریف کا یہ فیضان اور یہ برکت ہے جو آپ نے سنا کہ نیکیاں ملتی ہیں، گناہ مٹا دیے جاتے ہیں، درجات بلند ہوتے ہیں اور قیامت میں مصطفیٰ ﷺ کی شفاعت بھی نصیب ہوگی۔ اس لیے ہم عاشقان مصطفیٰ کو چاہیے کہ کثرت کے ساتھ درود شریف بھیج کر اللہ اور اس کے رسول معظم ﷺ کا ذکر جمیل کریں اور اس کثرت سے درود بھیجیں کہ اگر گھر میں داخل ہو تو اس وقت بھی درود شریف پڑھنا نہ بھولیں۔ چنانچہ خود آقا کریم ﷺ نے فرمایا:

اِذَا دَخَلْتَ الْبَيْتَ فَسَلِّمْ اِنْ كَانَ فِيْهِ اَحَدٌ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ بِهٖ اَحَدٌ فَسَلِّمْ عَلَيَّ۔ (الجامع لاحکام القرآن ج ۲۲ ص ۵۶۶ تفسیر رازی ج ۲۳ ص ۱۷۴)

جب گھر میں داخل ہو تو جو اس میں موجود ہو اسے سلام کرو اور اگر کوئی نہ ہو تو مجھ پر سلام بھیجو۔
معلوم ہوا کہ ہر سنی مسلمان کے گھر میں مصطفیٰ ﷺ کا جلوہ ہوتا ہے۔ شاعر کہتا ہے ؎

کون کہتا ہے کہ وہ صرف مدینے میں رہتے ہیں
وہ تو ہر عاشق کے سینے میں رہتے ہیں

جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کا ثواب

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مَلَائِكَةً فِي الْاَرْضِ خُلِقُوْا مِنَ النُّوْرِ لَا يَهْبِطُوْنَ اِلَّا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ بِاَيْدِيْهِمْ اَقْلَامٌ مِّنْ ذَهَبٍ وَدَوَاةٌ مِّنْ فِضَّةٍ وَقَرَاطِيْسُ مِنْ نُوْرٍ۔ لَا يَكْتُبُوْنَ اِلَّا الصَّلَاةَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ۔

(مسند الفردوس ج ۱ ص ۱۸۴، جمع الجوامع حدیث نمبر ۹۶۷۶)

ترجمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ کے کچھ ایسے فرشتے زمین پر ہیں جو نور سے پیدا کیے گئے ہیں۔ وہ فرشتے زمین پر صرف جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات ہی میں اترتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں سونے کے قلم، چاندی کی دوات اور نور کے کاغذ ہوتے ہیں۔ جو شخص اپنے نبی محمد عربی ﷺ پر درود بھیجتا ہے تو وہ فرشتے سونے کے قلم سے اور چاندی کی دوات سے نور کے کاغذ پر درود شریف کا اجر و ثواب لکھتے ہیں۔

فرشتہ کی ڈیوٹی درود پڑھنے والے کی قبر پر

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّيْ عَلَيَّ صَلَاةً اِلَّا عَرَجَ بِهَا مَلَكٌ حَتّٰى يَجِيْئَ بِهَا وَجْهَ الرَّحْمٰنِ فَيَقُوْلُ عَزَّ وَجَلَّ اِذْهَبُوْا بِهَا اِلٰى قَبْرِ عَبْدِيْ لَتَسْتَغْفِرَ لِقَائِلِهَا وَتَقِرَّ بِهَا عَيْنُهُ۔ (جامع کبیر ج ۸ ص ۴۵۴، الاتحافات السنیہ ص ۱۸۵ حدیث نمبر ۷۱۲)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندۂ مومن مجھ پر درود بھیجتا ہے تو ایک فرشتہ اس درود کو لے کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس درود کو لے کر میرے اس بندے کی قبر پر چلے جاؤ اور قیامت تک اس شخص کے لیے مغفرت کی دعا کرو تا کہ میرے بندے کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور اسے خوشیاں حاصل ہوں۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جو مصطفی پر درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس درود کو قبول فرما لیتا ہے اور اس بندہ کو بھی اپنی بارگاہ میں مقبول بنا لیتا ہے اور اس درود کی برکت سے فرشتے کو یہ ڈیوٹی لگا دی جاتی ہے کہ درود پڑھنے والے کے لیے قیامت تک بخشش کی دعا کرتا رہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قبر پر جانا اور صاحب قبر کے لیے دعا کرنا یہ شرک و بدعت نہیں جیسا کہ آج کل کے کچھ مولویوں کا عقیدہ ہے۔ کیونکہ اگر شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس فرشتہ کو درود پڑھنے والے کی قبر پر جانے اور قیامت تک دعائے مغفرت کرنے کا حکم نہیں دیتا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّيْ عَلَيَّ صَلَاةً تَعْظِيْمًا لِحَقِّيْ اِلَّا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ ذٰلِكَ الْقَوْلِ مَلَكًا لَهٗ جَنَاحٌ

بِالْمَشْرِقِ وَجَنَاحٌ بِالْمَغْرِبِ وَيَقُولُ لَهُ صَلِّ عَلٰى عَبْدِىْ كَمَا صَلّٰى عَلٰى نَبِيِّىْ فَهُوَ يُصَلِّىْ عَلَيْهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ (الصلوٰۃ والبشر علیٰ خیر البشر ص ۴۹)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مومن بندہ مجھ پر میری تعظیم کرتے ہوئے درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس درود کی برکت سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جس کا ایک پر پورب میں ہے اور ایک پر پچھّم میں۔ اور اللہ رب العزت اس فرشتہ سے فرماتا ہے میرے اس بندے پر تو درود پڑھتا رہ جس طرح اس نے میرے پیارے نبی ﷺ پر درود بھیجا ہے چنانچہ وہ فرشتہ قیامت تک اس پر درود پڑھتا رہتا ہے۔

مشکل کشائی

وقت کے جلیل القدر عالم ربانی، مقبول بارگاہ یزدانی حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں خانہ کعبہ کی زیارت کے لیے مکہ معظّمہ پہنچا، وہاں جا کر میں خانہ ءکعبہ کے طواف میں مشغول ہوگیا، جب میں بیت اللہ شریف کا طواف کر رہا تھا، میں نے دیکھا کہ ایک شخص کعبہ کا طواف بھی کر رہا ہے اور ہر قدم پر ساری کائنات کے مرکز عقیدت حضور رحمت عالم ﷺ پر درود بھی پڑھ رہا ہے۔ میں نے کہا کہ یہاں تو تسبیح و تہلیل پڑھنی چاہیے، سبحان اللہ الحمدللہ کہنا چاہیے لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ. کا نعرہ بلند کرنا چاہیے مگر تم اس کی جگہ ہر قدم پر درود پڑھ رہے ہو اس کی کیا وجہ ہے؟ آخر بات کیا ہے؟ تو اس نے کہا ایک سال میں اور میرے والد حج کو جا رہے تھے، راستہ میں میرے والد بیمار ہوگئے، میں ان کی دیکھ بھال کرتا رہا، یہاں تک کہ ایک رات ان کے سرہانے بیٹھا ہوا تھا کہ ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی، ان کا انتقال ہو گیا۔ انتقال کے بعد میں دل دہلا دینے والا منظر دیکھ کر حیرت زدہ اور پریشان ہو گیا۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے والد کا چہرہ بالکل سیاہ اور کالا ہو گیا ہے، یہ منظر دیکھ کر میں بیحد رنجیدہ اور غمگین ہوا، اسی پریشانی کے عالم میں مجھے نیند لگ گئی۔ خواب میں میں نے ایک نورانی چہرے والے بزرگ کو دیکھا۔ وہ بزرگ اتنے حسین و جمیل اور خوبصورت تھے کہ:

لَمْ اَرَ اَحْسَنَ مِنْهُ وَجْهًا وَلَا اَنْظَفَ مِنْهُ ثَوْبًا وَلَا اَطْيَبَ مِنْهُ رِيْحًا۔ میں نے ان جیسا حسین و جمیل چہرہ والا کبھی نہ دیکھا ہوگا، نہ ان جیسا پاکیزہ کپڑا والا کسی کو دیکھا ہوگا اور

نہ ان جیسا خوشبو والا کسی کو دیکھا ہوگا۔ ان کا چہرہ بارونق اور نور سے جگمگا رہا تھا اور کپڑا نہایت پاکیزہ اور صاف ستھرا تھا اور جسم مبارک سے خوشبو کی لپیٹیں آ رہی تھیں۔ وہ بزرگ میری طرف تشریف لا رہے تھے، جب میرے والد کی نعش (لاش) قریب ہوئے:

فَكَشَفَ الْاِزَارَ عَنْ وَجْهِهٖ وَمَسَحَ عَلٰى وَجْهِهٖ فَصَارَ اَشَدَّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ۔

اس نورانی چہرے والے بزرگ نے میرے والد کے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور اپنا نورانی ہاتھ میرے والد کے چہرے پر پھیرا جیسے ہی اس بزرگ نے اپنا دست مبارک اور نورانی ہاتھ پھیرا میرے والد کا چہرہ دودھ سے زیادہ سفید ہو گیا اور میرے والد کا چہرہ چمکنے اور دمکنے لگا۔

جو خیال آیا تو خواب میں وہ جمال اپنا دکھا گئے
یہ مہک لہک تھی لباس میں کہ مکان سارا بسا گئے
ہمیں دام غم سے چھڑا گئے ہمیں معصیت سے بچا گئے
وہ نبی محمد مصطفی کہ جو سوئے عرش عُلا گئے

پھر وہ مقدس اور نورانی چہرے والے بزرگ واپس تشریف لے جانے لگے تو میں ان کے دامن سے لپٹ کر عرض کرنے لگا:

يَا عَبْدَ اللّٰهِ مَنْ اَنْتَ الَّذِىْ مَنَّ اللّٰهُ عَلٰى وَالِدِىْ فِىْ اَرْضِ الْغُرْبَةِ؟ اے اللہ کے بندے! آپ کون ہیں جنہیں اللہ نے گھر سے دور، وطن سے دور اس مصیبت کی گھڑی میں بھیج کر مجھ پر اور میرے والد پر آپ کے ذریعہ احسان فرمایا ہے؟ آپ اپنا نام تو بتاتے جائیں؟ تو اس بزرگ نے فرمایا:

اَوَمَا تَعْرِفُنِىْ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ صَاحِبُ الْقُرْاٰنِ اَمَا اِنَّ وَالِدَكَ كَانَ مُسْرِفًا عَلٰى نَفْسِهٖ وَلٰكِنْ كَانَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ عَلَىَّ فَلَمَّا نَزَلَ بِهٖ مَا نَزَلَ اِسْتَغَاثَ بِىْ وَاَنَا غِيَاثٌ لِّمَنْ اَكْثَرَ الصَّلَاةَ عَلَىَّ۔ کیا تو مجھے نہیں پہچانتا میں بے سہاروں کا سہارا اللہ کا پیارا عبداللہ کی آنکھوں کا تارا تمہارا نبی محمد بن عبداللہ ہوں۔

غمزدوں کو رضا مژدہ دیجے کہ ہے
بیکسوں کا سہارا ہمارا نبی ﷺ

سنو! تمہارا باپ مجرم و گنہگار ضرور تھا مگر دنیا میں وہ کثرت کے ساتھ مجھ پر درود شریف پڑھا کرتا تھا۔ جب اس پر نزع کی کیفیت طاری ہوئی، جاں کنی کا وقت آیا، زندگی کی آخری سانس لے رہا تھا اور اس پر مصیبت آپڑی تو اس نے اس وقت مجھ سے فریاد کی، مجھ سے مدد طلب کیا، مدد کے لیے مجھے پکارا اور سنو! میں ہر اس شخص کا فریاد رس ہوں، میں ہر اس شخص کی مدد کرتا ہوں جو کثرت کے ساتھ مجھ پر درود پڑھتا ہے۔ اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے ہیں ؎

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو
واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ پھر اس شخص نے کہا کہ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو میں نے دیکھا کہ میرے والد کا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا تھا۔

(تنبیہ الغافلین ص ۲۳۱، روح البیان ج ۷ ص ۲۲۵، الصلوات والبشر علیٰ خیر البشر ص ۱۲۴)

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت فرماتے ہیں ؎

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

معلوم ہوا کہ جو دنیا میں کثرت کے ساتھ حضور رحمت عالم ﷺ پر درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے موت کے وقت اور موت کے بعد بھی مصیبت سے نجات عطا فرمائے گا اور خود مصطفی جان رحمت، غم خوار امت ﷺ اس کی مدد کو پہنچتے ہیں۔ اسی لیے میرے بھائیو! جہاں آخرت کے لیے دوسرے نیک عمل کرو وہیں حضور پر درود بھی کثرت سے پڑھو۔

سجا لو اپنے دامن میں درود پاک کے جگنو
اندھیری قبر میں تم کو اجالے کی ضرورت ہے

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما۔ نحن عباد محمد صلی علیہ وسلم

پل صراط سے گذر

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

رَأَیْتُ رَجُلاً مِنْ اُمَّتِیْ یَزْحَفُ عَلَی الصِّرَاطِ اَحْیَانًا وَّیَحْبُوْ اَحْیَانًا وَّیَتَعَلَّقُ اَحْیَانًا فَجَاءَتْہُ صَلَاتُہٗ عَلَیَّ فَاَقَامَتْہُ عَلٰی قَدَمَیْہِ وَمَضَی الصِّرَاطَ۔

ایک امتی کو میں نے پل صراط پر کبھی رینگتے اور کبھی گھسٹتے ہوئے دیکھا تو اس کا مجھ پر درود شریف پڑھنے نے اس کی دستگیری کی، اسے سیدھا کھڑا کر دیا اور وہ اس پر آسانی سے چلنے لگا۔

(الصلوات والبشر علیٰ خیر البشر ص ۴۶، ابن کثیر ج ۲، روح البیان، التذکرہ فی احوال المولیٰ وامور الآخرۃ ص ۲۴۰۔۲۴۲)

نیکی کا پلڑا بھاری

قیامت کے دن جب بندوں کے اعمال میزان عمل میں وزن کیے جائیں گے تو ایک بندہ لایا جائے گا تاکہ اس کی بھی نیکیاں اور برائیاں میزان عمل میں تولے جائیں، تو جب اس کے نیک و بد دونوں اعمال تولے جائیں گے اس کی نیکیوں والا پلڑا ہلکا ہوگا اور بدیوں والا بھاری۔ کملی والے آقا بھی وہیں جلوہ افروز ہوں گے، تو حضور اکرم ﷺ کاغذ کا ایک ٹکڑا اس کی نیکیوں والے پلڑے میں ڈال دیں گے تو وہ پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ تو اب وہ بندہ جسے جہنم میں جانے کا حکم ہوا تھا اب اسے جنت میں لے جانے کا آرڈر ہوگا۔ صرف اسی ایک پرچہ کی وجہ سے جس کو مزمل و مدثر چادر والے آقا نے اس کی نیکیوں کے پلڑے میں ڈال کر بھاری کر دیا تھا۔ تو وہ عرض کرے گا:

بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ مَا اَحْسَنَ وَجْھَكَ وَاَحْسَنَ خُلُقَكَ مَنْ اَنْتَ؟ میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں ہے اور آپ کا خلق کتنا بلند ہے، آپ کون ہیں؟ میری مشکل میں کام آنے والے؟

یَقُوْلُ اَنَا نَبِیُّكَ وَھٰذِہٖ صَلَاتُكَ الَّتِیْ كُنْتَ تُصَلِّیْ عَلَیَّ۔ تو حضور اکرم ﷺ فرمائیں گے کہ میں تیرا نبی محمد ﷺ ہوں اور یہ تیرا درود پاک ہے جو تو نے فلاں وقت مجھ

پر پڑھا تھا اور آج میں نے تیری حاجت پوری کر دی۔

(درمنثور ج۶ص۳۲۷ مقام نبوت ص۱۵۱ بحوالہ تفسیر کبیر ج۴،الصلوات و البشر علیٰ خیر البشر علیٰ خیر البشر ص۱۲۳)

گنہگارو نہ گھبراؤ عدالت ان کے گھر کی ہے
گنہگاروں کو بخشوالینا یہ عادت ان کے گھر کی ہے

اور اعلیٰ حضرت سرکار، بریلی کے تاجدار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں ؎

برسے کرم کی بھرن پھولیں نِعم کے چمن
ایسی چلادو ہوا تم کروروں درود
کعبے کی بدر الدجیٰ تم پہ کروروں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروروں درود

جَزَی اللّٰہُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهٗ

وما علینا الا البلاغ

پانچویں تقریر

ذکر کی فضیلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَبَّحَ لَهٗ مَا فِی الْاَرْضِیْنَ وَالسَّمٰوَاتِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اِنْتَقَلَ نُوْرُهٗ مِنْ اَصْلَابِ الطَّاهِرِیْنَ اِلٰی اَرْحَامِ الطَّاهِرَاتِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ ذِی الْفَضْلِ وَالْکَرَامَاتِ۔ امابعد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (انفال ۴۵)

صدق اللہ العلی العظیم

رحمت و نور کی برسات بھلی لگتی ہے — شہر طیبہ کی ہر اک بات بھلی لگتی ہے
نوشہ کون و مکاں اور صحابہ کا ہجوم — ماہ و انجم کی یہ بارات بھلی لگتی ہے
ایک معبود سے بندے کا تعلق ہے نماز — شب معراج کی سوغات بھلی لگتی ہے
مملکت والو گدا بن کے چلو طیبہ میں — در سرکار کی خیرات بھلی لگتی ہے

(بیکل اتساہی)

قابل صد احترام سامعین!

آج کی اس پر کیف، روح پرور، نور و نکہت اور رحمت و برکت میں ڈوبی ہوئی ساعت میں ذکر خدا عزوجل کی فضیلت پر آیت کریمہ کی روشنی میں جس کی میں نے تلاوت کی ہے کچھ عرض کروں گا اور پوری کوشش کروں گا کہ میں اپنی باتیں آپ تک اس انداز میں پہنچاؤں کہ آپ سمجھ سکیں اور آپ کچھ حاصل کر کے ہی یہاں سے اپنے گھروں کو لوٹیں۔ آیئے کچھ سننے اور سنانے سے قبل معمول کے مطابق وفور الفت، جوش عقیدت، پیار، محبت اور نہایت ہی

ادب واحترام کے ساتھ سرور کائنات، سید موجودات، بدر الدجیٰ، نور الھدیٰ، خیر الوریٰ، شمس الضحیٰ، خواجہ کونین، نبی الحرمین، رسول الثقلین، ندیم خلوت خانہ قاب قوسین، جد الحسن والحسین، زینت گلشن رسالت، سرور چمن نبوت، خورشید سیمائے ملاحت، حضور پرنور جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کی بارگاہ ناز میں درود پاک کا نذرانہ پیش کریں اور پڑھیں باآواز بلند:

صلی اللہ علی النبی الامی وآلہ وبارک وسلم صلاۃ وسلاما علیک یارسول اللہ

محترم سامعین حضرات! اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں زندگی بخشی اور اپنے کرم سے طرح طرح کی رنگ برنگ کی نعمتیں عطا فرمائیں، اولاد دیا، مال ودولت عطا کیے، جینے کے لیے سانس، زندگی بسر کرنے کے لیے خوبصورت گھر، بدن چھپانے کے لیے عمدہ کپڑے دِیے اور نہ جانے اور بھی کتنی عمدہ عمدہ نعمتیں عطا فرمائیں، جن کا ہم شمار نہیں کر سکتے اور کرم بالائے کرم یہ کہ وہ کبھی ہمیں فراموش نہیں کرتا۔ تو بندوں پر ضروری ہے کہ اس کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کریں اور ہر وقت، ہر آن، ہر لحظہ، ہر دم، ہر ساعت، ہر گھڑی صبح ہو کہ شام، رات ہو کہ دن، میدان کارزار ہو کہ گہوارۂ امن وامان، سخت سردی کے ایام ہوں کہ شدت کی گرمی کی گھڑیاں، دکھ ہو کہ سکھ، اضطرابی حالتیں ہوں کہ سکون کے پل، مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹے کہ خوشیوں کے لمحات ملے، مکان ہو کہ دکان، دالان ہو کہ کھلیان، رہ گزر ہو کہ بازار، خلوت ہو کہ جلوت، تنہائیاں ہوں کہ دوستوں کی بزم آرائیاں، بستر مرگ وعلالت ہو کہ بستر صحت وراحت، دفتر ہو کہ گھر، کھڑے ہوں کہ بیٹھے، چت لیٹے ہوں کہ پہلو کے بل غرض کہ ہر وقت، ہر جگہ اور ہر حالت میں رب کائنات جل جلالہ کے ذکر و یاد میں ہمیں مشغول ومصروف رہنا چاہیے۔

ذکر ہردم ہو خفی ہو یا جلی　　خود بخود کھلنے لگے دل کی کلی
دل تو دل ہے سانس کی لہر لہر سے　　اللہ اللہ کی صدا اٹھنے لگے

ذکر کی فضیلت قرآن کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ

تُفْلِحُوْنَ (انفال ۴۵)

ترجمہ: اے ایمان والو جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کی یاد بہت کرو کہ تم مراد کو پہنچے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جو آدمی اللہ رب العزت کا ذکر خوب کثرت سے کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے کامیابی عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ ایک دوسرے مقام پر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ذکر کرنے والے کو بشارت ومژدہ دیتے ہوئے فرمایا:

(۲) فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (جمعہ ۱۰)

ترجمہ: جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو زمین پر پھیل جاؤ اور اپنے حلال کاروبار میں لگ کر اللہ کا فضل تلاش کرو اور بکثرت اللہ کا ذکر کرو تاکہ تم کامیاب ہو۔

ذکر کس طرح کیا جائے

جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں تو اس کی عظمت وجلال کو پیش نظر رکھیں، ہمہ تن متوجہ ہو کر اشکبار آنکھوں سے کریں، بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور دل ذکر الٰہی کے لیے نرم ہو جائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

(۳) اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ (زمر ۲۳)

ترجمہ: اللہ نے ایسا عمدہ کلام نازل فرمایا جس کی تمام آیتیں ایک جیسی ہیں، بار بار دہرائی ہوئی ہیں (یعنی بار بار ان کی تلاوت کی جاتی ہیں) جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں اس کلام سے ان کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، پھر ان کی کھالیں اور دل اللہ کے ذکر کے لیے نرم ہو جاتے ہیں۔

اس لیے حدیث میں آیا ہے کہ جب قرآن کی تلاوت کرو تو اس کی تلاوت کے دوران روؤ فَاِنْ لَّمْ تَبْكُوْا فَتَبَاكَوْا اگر رو نہ سکو، آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے نہ بہہ سکیں تو کم سے کم رونے جیسی صورت ہی بنالو۔ اور جب آدمی اس کیفیت اور اس انداز میں رب تعالیٰ کا

ذکر کرتا ہے تو حکم ہوتا ہے:

(۴) وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿٣٤﴾ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ ۔ (حج ۳۴-۳۵)

ترجمہ: اور اے محبوب تواضع کرنے والوں کو خوش خبری سنا دیں جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل کانپ جاتے ہیں۔

ذکر الٰہی سے دل کو سکون ملتا ہے

حضرات! آج ہمارے پاس خوبصورت بنگلے، بڑی بڑی تجارت گاہیں، زمین جائیداد، سونے چاندی کے زیورات، ہیرے موتیوں کے انبار، اور خوبصورت اعلیٰ کوالیٹی کی بیش قیمت گاڑیاں ہیں، عیش وعشرت کے سارے سامان موجود ہیں مگر اس کے باوجود ہم ایک پل بھی سکون سے نہیں رہ پاتے، دادِ عیش دینے کے لیے ساری چیزیں دستیاب ہونے کے باجود سکون وچین کے لیے ترس رہے ہیں، دل میں ایک عجیب الجھن ہے، ذہن ودماغ میں کھلبلی مچی ہوئی ہے، ٹینشن ہے، تناؤ ہے مگر سکون نہیں۔ آخر آپ نے کبھی غور کیا کہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی ہم سکون کا پل کیوں نہیں گزار پا رہے ہیں؟ اگر مال ودولت سے سکون نہیں ملے گا، بنگلے کوٹھیوں سے آرام نہیں ملے گا، بیوی بچوں اور عیش وعشرت کی ان چیزوں سے قلب وجگر، ذہن وفکر کو راحت اور چین وسکون، سرور واطمینان میسر نہیں ہوگا تو وہ کون سی چیز ہے جس میں دل ودماغ، جسم وروح اور قلب وجگر کو اطمینان وسکون مل سکتا ہے؟ تو آؤ رب کی کتاب قرآن عظیم کی چوکھٹ پر حاضری دیتے اور پوچھتے ہیں کہ اے خداوند قدوس کی آخری اور مبارک کتاب! ہم کیا کریں کہ ہمیں سکون ملے، وہ کون سا نسخہ کیمیا ہے جس سے ہمارے دل اور ذہن ودماغ کی بے چینی دور ہو جائے اور ہمیں سکون واطمینان کی دولت نصیب ہو؟ تو قرآن رہنمائی کرتے ہوئے فرمائے گا: اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴿٢٨﴾

سنو! دنیا کی کسی چیز سے، بنگلوں گاڑیوں اور ایئر کنڈیشنڈ آفس میں بیٹھنے سے سکون نہیں ملے گا بلکہ سکون تمہیں اللہ اللہ کرنے اور رب کے ذکر میں مشغول رہنے سے ملے گا۔

نہ دولت سے نہ دنیا سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

رحمت الٰہی کا سایہ

معزز سامعین کرام! کون نہیں جانتا کہ قیامت کا دن بڑا ہی بھیانک اور جاں سوز ہوگا، جس دن نفسی نفسی کا عالم ہوگا، اس کا ایک دن دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا، پسینوں میں لوگ شرابور ہوں گے، کسی کے ٹخنہ تک تو کسی کے گھٹنے تک پسینہ ہوگا، کوئی سینہ تک اور کوئی سر تک پسینہ میں ڈوبا ہوگا، سورج بالکل سر کے قریب ہوگا جس کی سخت دھوپ اور تپش سے ایسا محسوس ہوگا کہ دماغ کھول رہا ہے، زمین تانبے کی ہوگی اس دن کوئی کسی کا یار ومددگار اور پرسان حال نہ ہوگا مگر اس اذیت ناک اور تکلیف سے بھری ہوئی ساعتوں میں اللہ رب العزت کے کچھ بندے ایسے ہوں گے جو ہر چیز سے بے خوف ہوکر، ہر گھبراہٹ سے بے پرواہ ہوکر اللہ تعالیٰ کے سایہ رحمت میں ہوں گے، ان کے سروں پر رب کی رحمتوں کا شامیانہ ہوگا اور جن کے سروں پر رحمت الٰہی کا سایہ ہو وہ خوف محشر سے کیوں گھبرائیں۔ ان خوش نصیبوں میں سے ایک وہ شخص ہے جو اللہ کے ذکر میں اس طرح دنیا میں مصروف ہوتے ہیں کہ ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے ٹپکنے لگتے ہیں۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کائنات جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَاَ فِيْ عِبَادَةِ رَبِّهٖ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اِجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ اِخْفَاءً حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ۔ (بخاری ج ۱ ص ۹۱)

ترجمہ: سات آدمی اس دن اللہ تعالیٰ کے سائے میں ہوں گے جس دن اللہ رب العزت کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا:

(۱) انصاف کرنے والا بادشاہ (۲) اپنے رب کی عبادت کرنے والا جوان (۳) وہ آدمی جس کا دل ہمیشہ مسجد میں لگا رہے (۴) وہ دو شخص جو آپس میں ایک دوسرے سے محبت اللہ

کے لیے کرتے ہیں، اسی پر اکٹھے ہوتے ہیں اور اسی پر جدا ہوتے ہیں (۵) وہ شخص جسے جاہ و منصب والی خوبصورت عورت گناہ کی دعوت دے اور وہ کہے کہ میں اللہ عزوجل سے ڈرتا ہوں (۶) وہ شخص جو چھپ کر دائیں ہاتھ سے صدقہ دے یہاں تک کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی علم نہ ہو اور (۷) وہ شخص جو تنہائی میں اللہ عزوجل کا ذکر کرے اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو آدمی اللہ رب العزت کا ذکر کرتا ہے اور اس کیفیت کے ساتھ کہ ذکر کے وقت اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اپنی رحمت کا سایہ عطا فرمائے گا۔ اور اتنا ہی نہیں اگر ذکر کے وقت خوف الٰہی سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں کو جہنم کی بھڑکتی آگ سے نجات بھی عطا فرمائے گا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

عَیْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ عَیْنٌ بَکَتْ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ وَعَیْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔ (ترمذی ج ۴ ص ۹۲ حدیث نمبر ۱۶۳۹)

ترجمہ: دو آنکھوں کو آگ نہیں چھوئے گی ایک وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئے اور دوسری وہ آنکھ جس نے اللہ کی راہ میں پہرہ دے کر رات گزاری۔

اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مدینے کے تاج دار، رسولوں کے سردار، شفیع روز شمار ﷺ نے فرمایا:

مَنْ ذَكَرَ اللّٰهَ فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ حَتّٰی یُصِیْبَ الْاَرْضَ مِنْ دُمُوْعِهٖ لَمْ یُعَذِّبْهُ اللّٰهُ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔

ترجمہ: جس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور خوف الٰہی سے اس قدر رویا کہ اس کے آنسو زمین تک پہنچ گئے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے عذاب نہیں دے گا۔

(مستدرک ج ۴ ص ۲۸۹، المعجم الاوسط ج ۲ ص ۱۷۸)

ذکر اللہ عزوجل بہترین عبادت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مصطفی کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم سے سوال کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ!

اَیُّ الْعِبَادِ اَفْضَلُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ؟ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک بندوں میں کس کا درجہ سب سے افضل اور بڑھ کر ہوگا؟ تو حضور رحمت عالم نور مجسم ﷺ نے فرمایا:

اَلذّٰاكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمِنَ الْغَازِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قَالَ لَوْ ضَرَبَ بِسَیْفِهٖ فِی الْكُفَّارِ وَالْمُشْرِكِیْنَ حَتّٰی یَنْكَسِرَ وَیَخْتَضِبَ لَكَانَ الذّٰاكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا اَفْضَلَ مِنْهُ دَرَجَةً۔

ترجمہ: خوب کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے سے بھی زیادہ؟ آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص کفار اور مشرکین پر تلوار چلائے یہاں تک کہ اس کی تلوار ٹوٹ جائے اور وہ خون سے رنگین ہو جائے پھر بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کا درجہ اس سے زیادہ افضل ہوگا۔

(ترمذی ص ۴۸۶، مسند احمد ج ۳ ص ۷۵، ترغیب وترہیب ج ۲ ص ۲۵۴)

ذکر کرنے اور نہ کرنے والے کی مثال

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَثَلُ الَّذِیْ یَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْكُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ۔ (بخاری ج ۲ ص ۹۴۸)

ترجمہ: جو شخص اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور جو ذکر نہیں کرتا ان کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ ذکر کرنے والا، اللہ کو یاد کرنے والا زندہ ہوتا ہے اور جو ذکر اللہ سے غافل ہو جاتا ہے تو اگرچہ وہ زندہ ہوتا ہے مگر وہ حقیقت میں لطف زندگی سے محروم ہوتا ہے۔ اسی طرح جس گھر میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے رب کے ذکر کی محفلیں منعقد ہوتی ہیں اس گھر میں رحمت خداوندی کا نزول ہوتا ہے اور جس گھر میں رب کا ذکر نہ ہو تو وہ گھر قبرستان ہوتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَثَلُ الْبَیْتِ الَّذِیْ یُذْكَرُ اللّٰهُ فِیْهِ وَالْبَیْتُ الَّذِیْ لَا یُذْكَرُ اللّٰهُ فِیْهِ مَثَلَ

اُلْحَيِّ وَالْمَيِّتِ۔ (مسلم ج ا ص ۲۶۵)

یعنی جس گھر میں اللہ کا ذکر کیا جائے اور جس گھر میں اللہ کا ذکر نہ کیا جائے ان کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمۃ والرضوان مرآت شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

یعنی جس طرح زندہ کا جسم روح سے آباد ہے مردہ کا غیر آباد، ایسے ہی ذاکر کا دل ذکر سے آباد ہے غافل کا دل ویران۔ یا جیسے شہروں کی آبادی زندوں سے ہے مردوں سے نہیں ایسے ہی آخرت کی آبادی ذاکرین سے ہے غافلین سے نہیں۔ یا جیسے زندہ دوسروں کو نفع نقصان پہنچا سکتا ہے مردہ نہیں ایسے اللہ کے ذاکر سے نفع و نقصان خلق حاصل کرتی ہے غافلین سے نہیں۔ یا جیسے مردے کو کوئی دوا وغیرہ مفید نہیں ایسے ہی غافل کو کوئی عمل وغیرہ مفید نہیں، اللہ کا ذکر کرو پھر دوسرے اعمال۔ ذاکر مر کر بھی جیتا ہے غافل زندہ رہ کر بھی مردہ ہے۔

آباد وہی دل ہے جس میں تمہاری یاد ہے
جو یاد سے غافل ہوا ویران ہے برباد ہے

(مرآت المناجیح ج ۳ ص ۳۰۶)

محبوب ومردود کی پہچان

حضرات محترم! آپ نے ابھی سماعت فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اس کی مثال زندوں کی طرح ہے اور جو ذکر نہیں کرتا اس کی مثال مردوں کی طرح ہے اگرچہ وہ زندہ کیوں نہ ہو۔ اب ذرا یہ واقعہ عبرت کے طور پر ملاحظہ کرتے چلیے اور غور کیجیے کہ جو ذکر کرتا ہے اس کا مقام اللہ رب العزت کے نزدیک کتنا اونچا ہے اور جو ذکر نہیں کرتا اس سے اللہ تعالیٰ کس قدر ناراض ہوتا ہے۔

واقعہ

ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کی مولیٰ

تعالیٰ! میں یہ پہچاننا چاہتا ہوں کہ تو کس بندہ کو محبوب رکھتا ہے اور کس سے تو ناراض ہے۔ اے میرے مولا! میں کیسے پہچانوں کہ تو فلاں بندہ سے محبت رکھتا ہے اور فلاں بندہ کو ناپسند کرتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ جب میں کسی بندے سے محبت کرتا ہوں تو میں اس میں دو نشانیاں پیدا کر دیتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی مولیٰ! وہ نشانیاں کیا ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلْهِمُهُ ذِكْرِي لِكَيْ اُذَكِّرَهُ فِي مَلَكُوتِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْصِمَهُ عَنْ مَحَارِمِي وَسُخْطِي كَيْ لَا يَحِلَّ عَلَيْهِ عَذَابِي وَنَقْمَتِي يَا مُوسٰى۔

اے موسیٰ! میرے محبوب بندے کی نشانیاں اور علامتیں یہ ہیں کہ میں اس کے دل میں اپنے ذکر کی محبت ڈال دیتا ہوں تاکہ میں آسمان و زمین کی بادشاہت میں اس کے چرچے کرادوں۔ اور دوسری نشانی یہ ہے کہ میں حرام میں پڑنے سے اسے محفوظ کر دیتا ہوں، اپنی ناراضگی سے بچا لیتا ہوں تاکہ وہ میرے انتقام اور عذاب و سزا کی گرفت سے بچ جائے۔ اور جب میں کسی بندے کو ناپسند کرتا ہوں تو اس میں بھی دو علامتیں پیدا کر دیتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا مولیٰ! وہ دو علامتیں کیا ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اُنْسِيهِ ذِكْرِي وَاُخَلِّيْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ نَفْسِهِ لِكَيْ يَقِعَ فِي مَحَارِمِي بِسُخْطِي فَيَحِلَّ عَلَيْهِ عَذَابِي وَنَقْمَتِي۔ وہ بندہ میرا ذکر کرنا چھوڑ دیتا ہے، میرے ذکر سے غافل ہو جاتا ہے۔ اس کے اور اس کے نفس کے درمیان ایسی راہیں آجاتی ہیں کہ وہ خواہشات کی راہوں پر چل کر حرام کاری میں اس طرح مبتلا ہو جاتا ہے کہ میرے عذاب اور غضب وانتقام کا حقدار و مستحق بن جاتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین ص ۲۲۵)

ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہو

حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! فرائض کے علاوہ اسلام کے جو دوسرے احکام یعنی نفلی احکام ہیں میرے لیے وہ بہت زیادہ ہیں، سب پر عمل کرنا مشکل ہے تو حضور! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ جس پر میں پابندی سے عمل کروں؟ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

فرمایا: لَایَزَالُ لِسَانُکَ رَطْبًا مِّنْ ذِکْرِ اللہِ۔ (ترمذی ص ۴۸۶)

تمہاری زبان پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر رہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا تَزَالُ اَلْسِنَتُھُمْ رَطْبَۃً مِّنْ ذِکْرِ اللہِ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ وَھُمْ یَضْحَکُوْنَ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۱۱۱، درمنثور ج ۱ ص ۳۶۶)

ترجمہ: جن لوگوں کی زبانیں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہتی ہیں وہ مسکراتے ہوئے جنت میں داخل ہوجائیں گے۔

ایک سوال کا جواب

حضرات گرامی! ہوسکتا ہے کہ آپ میں سے کسی کے ذہن میں سوال پیدا ہو رہا ہوگا اور یہ بات کھٹک رہی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ذکر الٰہی کرنے کا حکم دیا ہے اور حضور سرور کائنات کی حدیثیں ذکر کی فضیلت میں آئی ہیں تو جس ذکر کا اتنا بڑا مقام اور اتنی بڑی فضیلت قرآن وحدیث میں آئی ہے تو آخر خدا کا ذکر کس طرح کیا جائے؟ تو آیئے ذکر کی فضیلت میں مزید روایات پیش کرنے سے پہلے میں آپ کو بتادوں کہ ذکر کس طرح اور کن الفاظ کرنا چاہیے۔ اس سے پہلے ایک بار درود شریف پڑھیں:

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما۔ نحن عباد محمد صلی علیہ وسلم

سامعین کرام! ذکر کا معنی ہے یاد کرنا اور ذکر الٰہی کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا تو جن الفاظ وکلمات سے اللہ تعالیٰ کی تعریف ہو، اس کی عظمت کا اظہار ہو، اس کی پاکی کا بیان ہو، بڑائی کی جائے تو ان الفاظ وکلمات کا ورد و وظیفہ کرنا ذکر الٰہی ہوگا۔ مثلاً لا الٰہ الا اللہ، اللہ اکبر، سبحان اللہ، الحمد للہ اور کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، سوتے جاگتے کی جو دعائیں ہیں انہیں پڑھنا یہ سب ذکر الٰہی میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ذکر کے کلمات اور ان کی فضیلت ان شاء اللہ پھر کسی موقع پر بیان کروں گا فی الحال اختصار کے ساتھ حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ ارشاد سماعت فرماتے چلیں:

تنبیہ الغافلین ص ۲۳۶ پر فرماتے ہیں:

مَنْ حَفِظَ سَبْعَ کَلِمَاتٍ فَھُوَ عِنْدَ اللہِ شَرِیْفٌ وَعِنْدَ الْمَلَائِکَۃِ شَرِیْفٌ وَغَفَرَ اللہُ لَہٗ ذُنُوْبَہٗ وَاِنْ کَانَتْ مِثْلَ زُبُدِ الْبَحْرِ وَیَجِدُ حَلَاوَۃَ الطَّاعَۃِ وَتَکُوْنُ حَیَاتُہٗ وَمَمَاتُہٗ خَیْرًا لَّہٗ۔

یعنی جو شخص ان سات باتوں کی پابندی کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اور فرشتوں کے نزدیک معزز ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ان کلمات کی بدولت سمندر کی جھاگ کے برابر گناہوں کی بخشش فرمادیتا ہے، ان باتوں کی پابندی کرنے والا عبادت وبندگی کی میٹھاس پاتا ہے اور اس کا جینا مرنا اس کے لیے بہتر ہوجاتا ہے۔

(۱) ہر چیز کی ابتدا یعنی شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا

(۲) کوئی بھی کام مکمل کرے تو الحمد للہ کہے

(۳) زبان پر جب کوئی لغو وبیکار بات آجائے تو کم ہو یا زیادہ اس کے بعد استغفر اللہ کہنا

(۴) آئندہ دن میں کیے جانے والے کام کے بارے میں انشاء اللہ کہنا

(۵) جب کوئی ناپسندیدہ کام کا سامنا ہو تو لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہنا

(۶) جانی یا مالی مصیبت پیش آئے تھوڑی ہو یا زیادہ اس وقت انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا۔ اور

(۷) صبح وشام زبان پر لا الٰہ الا اللہ جاری رکھنا۔

ذکر بہتر عمل بھی ہے اور بہتر صدقہ بھی

معزز سامعین کرام!

ذکر الٰہی ایک ایسا عمل اور ایسی عبادت ہے جو اللہ تعالیٰ کو بے حد پسند اور محبوب ہے۔ جو ذکر خدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دونوں جہان میں کثیر اجر وثواب اور اعلیٰ درجات ومقامات پر فائز فرماتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ ذکر الٰہی عبادت تو ہے ہی یہ بہترین صدقہ بھی ہے گویا ذکر کرنے والا ذکر اللہ کی سعادت بھی حاصل کرلیتا ہے اور صدقہ کا بھی ثواب حاصل کرلیتا ہے۔ چنانچہ:

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَاَزْکَاھَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَاَرْفَعِھَا فِیْ دَرَجَاتِکُمْ

وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوا اَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوا اَعْنَاقَكُمْ ؟

کیا میں تم کو یہ خبر نہ دوں کہ تمہارا کون سا عمل سب سے اچھا ہے اور تمہارے رب کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ ہے، جس کی وجہ سے تمہارے درجات سب سے زیادہ بلند ہوں، جو تمہارے لیے سونے چاندی خرچ کرنے سے بہتر ہے اور اس سے افضل ہے کہ تمہارا دشمنوں سے مقابلہ ہو اور تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں؟ تو صحابہ کرام نے عرض کیا حضور! ضرور بتائیں کہ وہ کونسا عمل ہے جو اتنی فضیلت اور برکت رکھتا ہے۔ تو حضور سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ عمل ذکر اللہ جو اللہ عزوجل کو بہت پسند ہے، جس سے تمہارے درجے بلند ہوتے ہیں، سونے چاندی خرچ کرنے اور جہاد کرنے سے بھی زیادہ افضل و بہتر ہے وہ ذکر الٰہی ہے۔

(ترمذی ص ۴۸۷، مسند احمد ج ۵ ص ۲۳۹، مستدرک ج ۱ ص ۶۷۳)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے ایک شخص نے عرض کیا:

اَیُّ الْجِهَادِ اَعْظَمُ ذِكْرًا قَالَ اَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ذِكْرًا قَالَ فَاَیُّ الصَّالِحِيْنَ اَعْظَمُ اَجْرًا قَالَ اَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ذِكْرًا ثُمَّ ذَكَرَ الصَّلٰوةَ وَ الزَّكٰوةَ وَالْحَجَّ وَالصَّدَقَةَ كُلُّ ذٰلِكَ وَرَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ اَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ذِكْرًا۔

ترجمہ: کس جہاد کا اجر و ثواب زیادہ ہے؟ آپ نے فرمایا جس جہاد میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا زیادہ ذکر ہو۔ اس نے کہا عمل صالح کرنے والوں میں زیادہ اجر و ثواب پانے والا کون ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا جو اللہ تبارک وتعالیٰ کا زیادہ ذکر کرتا ہے اسے زیادہ اجر و ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ پھر اس شخص نے نماز، زکوٰۃ، حج اور صدقہ ہر ایک کے متعلق یہی سوال کیا کہ کس میں زیادہ اجر و ثواب ہے؟ تو حضور اقدس ﷺ نے یہی جواب دیا کہ جو اللہ تبارک وتعالیٰ کا زیادہ ذکر کرتا ہے۔ جب اتنا آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

يَا اَبَا حَفْصٍ ذَهَبَ الذَّاكِرُوْنَ بِكُلِّ خَيْرٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَجَلْ۔ اے ابو حفص ذکر کرنے والے ہر خیر کو لے گئے۔ تو حضور نے فرمایا ہاں۔ (مجمع الزوائد ج۱۰ ص ۷۴)

ذکر افضل العبادات کیوں؟

محترم حضرات!

احادیث میں آیا ہے کہ ذکر الٰہی تمام عبادتوں میں افضل ہے، تمام اعمال سے بڑھ کر ہے اور خود اللہ تعالیٰ سورہ عنکبوت آیت ۴۵ میں فرماتا ہے:

وَلَذِكْرُ اللهِ اَكْبَرُ۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑھ کر ہے۔ تو اس کی وجہ کیا ہے۔ تو سنیے حضرت امام نصر بن محمد فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

اچھی طرح جان لو کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر افضل عبادت ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام عبادتوں کے لیے مقدار اور اوقات مقرر کیے ہیں، جب کہ ذکر الٰہی کے لیے نہ تو کوئی وقت مقرر ہے نہ کوئی مقدار بلکہ اللہ تعالیٰ نے بغیر مقدار کے کثرت سے ذکر کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا (احزاب ۴۱) اے ایمان والو یاد کیا کرو اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یعنی ہر حال میں کثرت سے ذکر الٰہی کرو۔

(تنبیہ الغافلین ص ۲۲۵)

جَزَى اللهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهُ

وما علينا الا البلاغ

☆☆☆

چھٹی تقریر

ذکراللہ کے فائدے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى (الاعلیٰ ۱۴)

ترجمہ: بے شک اس نے فلاح پائی جس نے اپنے آپ کو پاک کیا وہ اپنے رب کے نام کا ذکر کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔

سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ؎

عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے
جان مراد اب کدھر ہائے تیرا مکان ہے
عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے
وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے
خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفےٰ
تیرے لیے امان ہے تیرے لیے امان ہے

(حدائق بخشش)

برادران ملت اسلامیہ! آج میری تقریر کا عنوان ”ذکراللہ کے فائدے“ ہے۔ ذکراللہ کی فضیلت وبرکت کے موضوع پر کلمات ذکر اور مجالس ذکر کی فضیلت وعظمت پر آپ بیان

سن چکے ہیں۔ آج انشاء اللہ ذکراللہ کے فائدے پر کچھ روشنی ڈالوں گا۔ آیئے اس سے پہلے ہم تمامی عاشقان غوث وخواجہ ورضا، دیوانگان مصطفی عقیدت والفت کے ساتھ شافع روز قیام، مرجع ہرخاص وعام، سیدالانام، شہنشاہ دوعالم، زینت گلزار طیبہ، حضور پرنور جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں درود شریف پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ صَلٰوةً دَائِمَةً بِدَوَامِ مُلْكِ اللّٰهِ

ذکر کیا ہے؟

رفیقان گرامی! ذکر کا معنیٰ ہے یاد کرنا، چرچا کرنا، جپنا۔ اللہ وحدہ لاشریک جس نے ہمیں پیدا کیا، زندگی بخشی، مال وزر سے نوازا، ہم پر بے حدو بے شمار انعامات واحسانات کیے اس خداوند قدوس کو زبان ودل سے یاد کرنے، اس کی نعمتوں پر اس کا احسان ماننے اور ان پر اس کا شکر بجالانے اور اپنے وجود کو اس کی اطاعت وفرماں برداری میں لگا دینے کو ذکر کہتے ہیں۔ ذکر زبان سے بھی ہوتا ہے، دل سے بھی اور بدن کے دوسرے اعضا اور حصوں سے بھی ہوتا ہے۔ زبان سے ذکر یہ ہے کہ اس خداوند قدوس کی پاکی بیان کی جائے، اس کی بڑائی کی جائے، اس کی عظمت وجلالت کا اظہار کیا جائے، لا الٰہ الا اللہ کی ضربیں لگائی جائیں، تقدیس و تحمید کے نغموں سے زبان کو تر رکھا جائے۔ یہی ذکر الٰہی کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔ اللہ رب العزت اپنے ذکر کرنے والے بندوں سے خوش ہوکر انہیں اپنی رحمتوں کا سایہ اور برکتوں کا خزانہ عنایت فرماتا ہے۔ اور جہاں بھی محفل ذکر منعقد ہوتی ہے اس میں شریک ہونے والوں کو محفل برخاست اور ختم ہونے سے قبل ندا دے کر یہ بشارت دی جاتی ہے کہ تم اس حال میں اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ، تمہاری مغفرت وبخشش کر دی گئی ہے اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیا گیا ہے۔

مقام افسوس

عزیزان ملت اسلامیہ! مجالس ذکر جہاں رحمت کے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے، فرشتے ان مجلسوں میں ذکر کے لیے بیٹھنے والوں کو اپنے نورانی پروں میں چھپا لیتے ہیں اور مجلس ذکر

میں موجود ہر شخص سعادتوں، برکتوں سے مالا مال ہوتا ہے اس سے بڑھ کر اور خوشی وسعادت کی بات کیا ہوسکتی ہے۔خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو مجلس ذکر اور محفل میلاد پاک میں حاضر ہوکر اللہ اور اس کے رسول کریم کا ذکر کرتے ہیں اور ذکر ونعت اور علما کے نورانی عرفانی، روحانی بیان سے محظوظ ہوتے ہیں۔مگر افسوس اس بات کا ہے کہ آج اکثر جگہ لوگوں کا حال یہ ہوگیا ہے کہ ذکر کی مجلس میں حاضر نہیں ہوتے ہیں یا وہی لوگ آتے ہیں جنہیں کھانے کی دعوت ہوتی ہے، ان میں بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو صلاۃ وسلام کے وقت یا کھانے کے وقت حاضر ہوتے ہیں۔دکان میں بیٹھ کر یا چوراہوں پر کھڑے ہوکر فضول باتیں کرتے ہیں، گھروں میں بیٹھ کر فلمیں دیکھتے رہتے ہیں مگر انہیں ذکر کی محفل میں شرکت کی توفیق نہیں ملتی۔

اے میری ملت کے نوجوانو اور بزرگو آپ اپنی حالت بدلو اور ہر مجلس پاک میں شریک ہوکر ثواب دارین سے اپنے دامن کو بھرلو انشاء اللہ آپ کی زندگی میں خیر و برکت اور رحمت ہی رحمت نازل ہوگی۔

تم مجھے یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا

عزیزانِ ملت اسلامیہ! ذکر اللہ کا سب سے عظیم فائدہ یہ ہے کہ جو انسان اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے، اس کا ذکر کرتا ہے تو اللہ عزوجل بھی اس کا چرچا کرتا ہے۔چنانچہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ تم مجھے یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا۔تم مجھے اطاعت سے یاد کرو میں تمہیں رحمت سے یاد کروں گا، تم مجھے دعا سے یاد کرو میں تمہیں عطا سے یاد کروں گا تم مجھے ثنا اور اطاعت سے یاد کرو میں تمہیں ثنا اور نعمت سے یاد کروں گا، تم مجھے دنیا میں یاد کرو میں تمہیں آخرت میں یاد کروں گا، تم مجھے زمین پر یاد کرو میں تمہیں قبر میں یاد کروں گا، تم مجھے آبادی اور مکانوں میں یاد کرو میں تمہیں جنگلوں اور وحشت کے میدانوں میں یاد کروں گا، تم مجھے راحت میں یاد کرو میں تمہیں بلا میں یاد کروں گا، تم مجھے مجاہدہ سے یاد کرو میں تمہیں ہدایت سے یاد کروں گا، تم مجھے صدق واخلاص سے یاد کرو میں تمہیں اخلاص واختصاص سے یاد کروں گا، تم مجھے زندگی میں ربوبیت سے یاد کرو میں تمہیں مرتے وقت عبودیت سے یاد کروں گا، تم کہو یا ربی میں کہوں گا

یا عبدی، تم کہو میں گنہگار ہوں میں کہوں گا میں غفار ہوں۔(تفسیر نعیمی ج ۲ ص ۶۹)

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً۔ (مسلم ج ۲ ص ۳۴۳، بخاری حدیث نمبر ۴۷۰۵)

ترجمہ: میرا بندہ جیسا مجھ سے گمان رکھتا ہے ویسا ہی میں اس کے ساتھ برتاؤ کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے ایسے ہی یاد کرتا ہوں۔اگر مجمع عام میں یاد کرتا ہے تو میں اسے بہتر مجمع میں یاد کرتا ہوں۔اگر وہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوجاتا ہوں، اگر وہ ایک ہاتھ مجھ سے قریب ہوتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوجاتا ہوں۔اگر وہ چل کر میری طرف آئے تو میں دوڑ کر اس کی طرف جاتا ہوں۔یعنی میری رحمت اس بندے کا استقبال کرتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے نبی اکرم نور مجسم سید عرب و عجم محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اُذْكُرُونِي يَا مَعْشَرَ الْعِبَادِ بِطَاعَتِي أَذْكُرْكُمْ بِمَغْفِرَتِي۔ اے بندو! تم میری طاعت وفرماں برداری کے ساتھ مجھے یاد کرو میں تمہیں اپنی مغفرت کے ساتھ یاد کروں گا۔

(مسند الفردوس ج ۳ ص ۵۰، درمنثور ج ۲ ص ۳۷)

ذکر ایمان کی علامت ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

ذِكْرُ اللّٰهِ عَلَمُ الْإِيمَانِ وَبَرَاءَةٌ مِنَ النِّفَاقِ وَحِصْنٌ مِنَ الشَّيْطَانِ وَحِرْزٌ مِنَ النَّارِ۔ (تنبیہ الغافلین ص ۲۲۲)

ذکر الٰہی ایمان کی علامت اور پہچان ہے، نفاق سے بیزاری کا سبب ہے، شیطان سے حفاظت کا اسلحہ وہتھیار اور جہنم کی آگ سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

ذکر اللہ کے چار فائدے

سامعین کرام! اس حدیث مبارک میں حضور رحمت عالم ،مسیحائے کائنات ﷺ نے ذکر الٰہی کے چار فائدوں کا ذکر فرمایا:

پہلا فائدہ

ذکر خداوندی یہ ایمان کی پہچان ہے۔ جس طرح ہر چیز کی علامت اور اس کی پہچان ہوتی ہے جس سے اس چیز کی معرفت بڑی آسانی سے بلکہ پہلی نظر ہی میں ہوجاتی ہے۔ مثلاً ہر ملک کا اپنا ایک علامتی جھنڈا ہوتا ہے، ہندوستان کے جھنڈے پر ترنگا ہوتا ہے، پاکستان کے جھنڈے پر چاند ہوتا ہے، سعودی عرب کے جھنڈے پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوتا ہے، امریکہ کے جھنڈا پر ستارے ہوتے ہیں اور نیپال کے جھنڈے پر چاند اور سورج دونوں کا سنگم ہوتا ہے۔ ان جھنڈوں کو دیکھنے کے بعد اس بات کی شناخت ہوجاتی ہے کہ یہ فلاں ملک کا جھنڈا ہے کلمہ والا سعودی کا، ستارے والا امریکہ کا، چاند والا پاکستان کا، ترنگا والا ہندوستان کا اور چاند وسورج والا نیپال کا تو بلا تمثیل سمجھے کہ جس زبان پر اللہ کا ذکر ہوگا سمجھ لو کہ وہ سنی مسلمان ہے اور جس کی زبان پر اللہ جل جلالہ کے ذکر کی بجائے کسی بت کا نام ہو سمجھ لو وہ کوئی کافر ہے۔ اس لیے اپنی زبان پر اللہ کا ذکر جاری رکھو تا کہ دیکھنے والا سمجھ لے یہ تو خدا کا بندہ اور مصطفی ﷺ کا غلام ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

گر تو خواہی زیستن با آبرو   ذکر او کن ذکر او کن ذکر او
ہر گدا را ذکر او سلطان کند   ذکر او بس زیور ایمان بود

دوسرا فائدہ

اور ذکر کا دوسرا فائدہ جو حضور نے بتایا نفاق اور منافقت سے بیزاری ہے۔ یعنی جو اللہ کا ذکر کرتا ہے وہ منافقت ونفاق سے پاک ہوتا ہے اور خالص مومنین میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ اس لیے کہ جو منافق ہوتا ہے جس کی زبان پر کلمہ تو ہوتا ہے مگر دل میں اللہ عزوجل اور اس کے

رسول ﷺ سے بغض وعداوت ہوتی ہے وہ اللہ اور اس کے رسول کے ذکر سے اپنے سینے کو آباد نہیں کرتے۔ اگر کبھی ذکر کرتے بھی ہیں تو دل سے نہیں بلکہ مرے دل سے۔

اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے ہیں:

مومن ہے وہ جوان کی عزت پہ مرے دل سے
تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے

تیسرا فائدہ

ذکر کا تیسرا فائدہ شیطان سے حفاظت ہے۔ یعنی جو اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے ذکر کے طفیل شیطان کے شر سے اس کی حفاظت فرماتا ہے۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلشَّیْطَانُ جَاثِمٌ عَلٰی قَلْبِ ابْنِ آدَمَ فَاِذَا ذَکَرَ اللہَ خَنَسَ وَ اِذَا غَفَلَ وَسْوَسَ۔ شیطان مومن انسان کے دل پر چمٹا رہتا ہے، جب بندہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان ہٹ جاتا ہے اور جب بندہ ذکر سے غافل ہوجاتا ہے تو شیطان وسوسہ ڈالتا رہتا ہے۔
(مشکوٰۃ ص ۱۹۹)

چوتھا فائدہ

اور ذکر کا چوتھا فائدہ یہ ہے کہ ذکر کرنے والا بندۂ مومن جہنم سے نجات پالیتا ہے اگر کسی عمل کے سبب وہ جہنم کا مستحق ہو بھی جائے بلکہ جہنم میں داخل کردیا گیا ہو تب بھی اللہ رب العزت ذکر کی برکت سے اور اس کے طفیل اسے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل فرمادے گا۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

اَخْرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ ذَکَرَنِیْ یَوْمًا اَوْ خَافَنِیْ فِیْ مَقَامٍ۔
(ترمذی ص ۲۷ ۳، مستدرک ج ۱ ص ۱۴۱)

میرے اس بندے کو جہنم سے نکالو جس نے ایک دن بھی مجھے یاد کیا ہو، میرا چرچا کیا ہو، میرا ذکر کیا ہو اور کسی مقام پر مجھ سے ڈرا ہو۔

چار نعمتیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

جسے چار چیزوں کی توفیق ملی وہ چار انعامات سے نوازا جائے گا:

(۱) وَمَنْ اُعْطِیَ الذِّکْرَ ذَکَرَہُ اللّٰہُ لِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ ۔

یعنی جسے ذکر کی توفیق دی گئی تو اسے اللہ تعالیٰ بھی یاد کرتا ہے کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے تم مجھے یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا۔

(۲) وَمَنْ اُعْطِیَ الدُّعَاءَ اُعْطِیَ بِالْاِجَابَۃِ لِاَنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ۔ یعنی جسے دعا کی توفیق ملی تو اس کی دعا ضرور قبول ہوگی، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تم مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

(۳) وَمَنْ اُعْطِیَ الشُّکْرَ اُعْطِیَ الزِّیَادَۃَ لِاَنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ ۔ یعنی جسے شکر کی توفیق بخشی گئی اسے اور زیادہ عطا کیا جائے گا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اگر تم میرا شکر کرو گے تو میں تمہیں ضرور زیادہ دوں گا۔

(۴) وَمَنْ اُعْطِیَ الْاِسْتِغْفَارَ اُعْطِیَ الْمَغْفِرَۃَ لِاَنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ اِنَّہٗ کَانَ غَفُوْرًا ۔ یعنی جسے استغفار کی دولت عطا کی گئی اور رب کی بارگاہ میں استغفار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے مغفرت اور بخشش کا پروانہ عطا فرمائے گا۔

(درمنثور ج ۲ ص ۸۳، مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۴۹)

محبان گرامی! تو میں ذکر اور مجلس ذکر کی فضیلت بیان کر رہا تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جسے رب تعالیٰ کے ذکر کی توفیق ملی تو اللہ تعالیٰ بھی اسے یاد فرماتا ہے۔ یہ حد درجہ سعادت وخوش نصیبی کی بات ہے کہ خود اللہ تعالیٰ اپنے ذکر کرنے والے بندے کو یاد فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہے

صحابی رسول حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے آقا و

مولیٰ حضور رحمۃ للعالمین، مراد العاشقین ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ اَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا ھُوَ ذَکَرَنِیْ وَتَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاہُ۔

(مستدرک ج ۱ ص ۴۹۶، درمنثور ج ۲ ص ۴۶)

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے اور میرے ذکر کے ساتھ اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں۔

اللہ اکبر! ذکر کی کتنی بڑی فضیلت ہے اور ذکر کرنے والے کو کیسی سعادت و بلند قسمتی میسر ہوتی ہے کہ جب وہ ذکر الٰہی میں مصروف ومگن ہوتا ہے تو رب تعالیٰ اس کے ساتھ ہوتا ہے، اس کی تائید ونصرت اور اس کی رحمت اس بندے کے ساتھ ہوتی ہے۔ اب جس بندے کی طرف رب تعالیٰ اپنی رحمت کاملہ کے ساتھ متوجہ ہوجائے اسے گردش زمانہ کی کیا فکر ہوسکتی ہے۔ یقیناً وہ خوش نصیب ہر خوف وخطر سے مامون اور محفوظ ہوگا۔

ذکر درہم خرچ کرنے سے بھی بہتر ہے

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

لَوْ اَنَّ رَجُلًا فِیْ حِجْرِہٖ دَرَاھِمُ وَاٰخَرُ یَذْکُرُ اللّٰہَ لَکَانَ الذَّاکِرُ لِلّٰہِ اَفْضَلَ۔

(مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۷۴، درمنثور ج ۲ ص ۴۵)

ایک شخص کے کمرے میں درہم ہوں جنہیں وہ مسلسل اللہ عزوجل کے راستہ میں غربا فقرا اور محتاجوں میں تقسیم کرتا ہے اور دوسرا شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو اس ذکر کرنے والا کا مقام درہم خرچ کرنے والے سے بڑھ کر ہوگا۔

اس حدیث پاک سے صاف طور پر معلوم ہوگیا کہ سرکار کی امت کا وہ طبقہ جس کے پاس روپے پیسے اور دولت کا انبار نہیں جسے راہ خدا میں خرچ کر کے صدقہ وخیرات کا ثواب حاصل کر سکے مگر مصطفیٰ کریم ﷺ نے ان کے لیے ایسے نسخہ کی رہنمائی فرمائی کہ جس کی پابندی سے اللہ تعالیٰ صدقہ وخیرات کرنے سے بھی زیادہ اجر وثواب عنایت فرمائے گا اور وہ عمل ونسخہ ذکر الٰہی ہے۔ اس لیے اے مسلمانو! اس کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کہ دیکھنے والا تمہیں دیوانہ اور مجنوں کہنے لگے۔ چنانچہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ غمخوار امت نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰہِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ۔ (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۷۵)

ترجمہ: اس کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کہ لوگ کہیں کہ یہ دیوانہ ہے۔

میرے بھائیو! دنیا میں کوئی اپنے معشوق ومحبوب کا دیوانہ ہوتا ہے، جب کہ وہ دیوانگی فنا ہونے والی ہے۔ مگر اس ہستی کے ذکر ویاد کی دیوانگی جس نے ساری کائنات کو پیدا کیا ہے۔ یہ تو خوش نصیبی ہے کہ اس پاک پروردگار عالم جل جلالہ کے ذکر کی توفیق ہم مسلمانوں کو ملتی ہے۔ ایک حدیث میں حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اتنا کرو کہ منافق کہیں: اِنَّکُمْ مُرَاؤُنَ۔ تم ریا کار ہو، دکھاوا کر رہے ہو۔ اس طرح سے وہ تمہیں طعنہ دیں۔ اور آج جب ہم میلاد پاک کی محفل مناتے ہیں تو اس دور کے منافق کہتے کہ یہ بدعت ہے، شرک ہے۔ حضور کے زمانہ میں نہیں تھی۔ چودہ سو برس پہلے جو بات حضور ارشاد فرمائی آج وہ بات بالکل صادق آرہی ہے اور مصطفی ﷺ کا دیوانہ اللہ ورسول کے ذکر کی محفل مناتے ہیں تو یہ لوگ اسے ناجائز کہتے ہیں۔ اس لیے ان منافقوں کو چڑھانے کے لیے ہم کثرت کے ساتھ ذکر خدا اور ذکر مصطفی ﷺ کی محفل منعقد کرتے رہیں کہ ذکر مصطفی ﷺ بھی ذکر خدا ہے اور جو ذکر خدا سے مصطفی کے ذکر کو جدا کرنا چاہے وہ آنکھ اور دل دونوں سے اندھا ہے۔ اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے ہیں ؎

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو   واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے

اور

خاک ہوجائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

بہترین ایمان

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سرور کائنات ﷺ سے عرض کیا حضور! افضل ایمان کیا ہے؟ تو ارشاد فرمایا:

اَنْ تُحِبَّ لِلّٰہِ وَتُبْغِضَ لِلّٰہِ وَتُعْمِلَ فِیْ ذِکْرِ اللّٰہِ۔ (درمنثور ج ۲ ص ۵۰، مسند احمد حدیث

نمبر ۴۲۱۳۰)

افضل ایمان یہ ہے کہ تم کسی سے محبت کرو تو اللہ تعالیٰ کے لیے اور کسی سے دشمنی کرو تو اللہ تعالیٰ کے لیے اور یہ کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لگے رہو۔

معلوم ہوا کہ جو مسلمان اللہ کے لیے دوستی اور اللہ کے لیے دشمنی کے ساتھ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرتا ہے تو وہ ایمان کے افضل واعلیٰ مقام پر فائز ہوتا ہے۔

الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کا مقام

حضرات محترم! جب بات آگئی ہے اللہ عزوجل کے لیے دوستی اور اللہ عزوجل کے لیے دشمنی کی تو اس سلسلے میں ایک حدیث سماعت کرتے چلیں۔ کیونکہ آج کل آدمی کسی سے محبت کرتا ہے اللہ عزوجل کے لیے کم اپنے مفاد اور مطلب کے لیے زیادہ اسی طرح دشمنی بھی کرتا ہے تو اپنے ہی فائدہ کے لیے یا انتقام کی آگ بجھانے کے لیے۔ قرض نہیں دیا تو دشمنی، دعوت نہیں دی تو دشمنی، شادی میں نہیں بلایا تو دشمنی، کچھ مانگا اور نہیں دیا تو دشمنی اور وہ بھی مومن سے جس سے محبت کرنے کا حکم ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آقا کریم ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ لِلّٰہِ عِبَادًا یُوْضَعُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَنَابِرُ مِنْ نُوْرٍ لَیْسُوْا بِاَنْبِیَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ یَغْبِطُهُمُ الْاَنْبِیَاءُ وَالشُّهَدَاءُ فَقَالُوْا مَنْ هُمْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ هُمُ الْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰہِ۔ (تنبیہ الغافلین ص ۲۹۶)

یعنی قیامت کے دن اللہ عزوجل کے کچھ ایسے بندے ہوں گے جن کے لیے نور کے منبر رکھے جائیں گے وہ انبیا اور شہدا نہیں ہوں گے مگر ان پر انبیا اور شہدا کو بھی رشک ہوگا۔ صحابہ نے دریافت کیا حضور وہ خوش نصیب لوگ کون ہوں گے؟ فرمایا اللہ کے لیے آپس میں محبت کرنے والے ہوں گے۔

نور عرش کا سایہ

حضرت ابوالمخارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا جناب محمد رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا معراج کی رات میرا گزر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو عرش الٰہی کے نور میں چھپا ہوا تھا، میں نے پوچھا یہ کون ہے، کیا یہ کوئی فرشتہ ہے؟ تو کہا گیا نہیں! میں نے پوچھا کیا یہ نبی ہے جسے یہ مقام و مرتبہ ملا ہے؟ تو کہا گیا نہیں۔ تو میں نے پوچھا یہ نہ فرشتہ ہے نہ نبی تو یہ ہے کون؟ بتایا گیا:

هٰذَا رَجُلٌ كَانَ فِي الدُّنْيَا لِسَانُهُ رَطْبٌ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَقَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ وَلَمْ يَسْتَسِبْ لِوَالِدَيْهِ۔ (ترغیب وترہیب ج۲ ص ۳۹۵، در منثور ج ۲ ص ۴۲)

ترجمہ: یہ وہ شخص ہے جس کی زبان پر ہمیشہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا تھا، اس کا دل ہمیشہ مسجدوں میں لگا رہتا تھا اور اپنے ماں باپ کو کبھی گالی گلوچ نہیں دیا کرتا تھا۔

دل کا نکھار ذکر الٰہی میں ہے

ہر چیز کی صفائی کا کوئی نہ کوئی آلہ ہوتا ہے، مثلاً کپڑا گندا ہو جائے تو اسے صابن سے صاف کر دیا جاتا ہے کیوں کہ صابن اس کی صفائی کا آلہ ہے، لوہا زنگ آلود ہو جائے تو اسے بھٹی میں تپا کر صاف کر دیا جاتا ہے، بدن پر میل بیٹھ جائے تو پانی سے اسے دور کر دیا جاتا ہے کیوں کہ پانی بدن کی صفائی اور پاکیزگی کا آلہ ہے۔ معلوم ہوا کہ ہر چیز کی صفائی کا ایک آلہ ہوتا ہے جس سے اس چیز کی صفائی کر دی جاتی ہے۔ اسی طرح جب دل پراگندہ ہو جائے، اس پر غفلت کا میل جم جائے تو اس کی صفائی اللہ کے ذکر سے ہوتی ہے، جب بندہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اس کے دل میں نکھار پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ:

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةٌ وَاِنَّ صِقَالَةَ الْقُلُوْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا مِنْ شَيْءٍ اَنْجٰى مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔ (شعب الایمان ج ۱ ص ۳۹۶، مشکوٰۃ ص ۱۹۹)

یعنی ہر چیز کی صفائی اور نکھار ہے اور دل کی صفائی اور نکھار اللہ عزوجل کا ذکر ہے۔ اور کوئی چیز ذکر اللہ سے بڑھ کر عذاب سے نجات نہیں دیتی۔

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں:

دنیاوی الجھنیں اور گناہ آئینہ دل کو میلا کرتے رہتے ہیں اور ذکر اللہ اس میل کو دور کر کے اس آئینہ کو شفاف بناتا ہے۔ اگر انسان گناہ نہ کرے پھر ذکر اللہ کرے تو دل پر ایسی پالش ہوتی ہے کہ سارا عالم اس دل میں نظر آتا ہے۔ جیسے گھر کا سارا سامان دیوار میں لگے ہوئے شفاف آئینہ میں۔ پھر بندہ سارا عالم کو کف دست کی طرح دیکھتا ہے۔ حضور غوث اعظم فرماتے ہیں:

نَظَرْتُ اِلٰى بِلَادِ اللّٰهِ جَمِيْعًا ۔۔۔ كَخَرْدَلَةٍ عَلٰى حُكْمِ اتِّصَالِ

قرآن کریم فرما رہا ہے آصف بن برخیا نے شام سے بیٹھے ہوئے تخت بلقیس کو جو یمن تھا دیکھ بھی لیا اور اٹھا بھی لائے، عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہاوند کی جنگ کو دیکھ بھی لیا اور حضرت ساریہ کو نقشۂ جنگ سمجھا بھی دیا، یہ سب صفائی دل کے کرشمے ہیں۔ (مرآۃ المناجیح ج ۳)

تو جب دل گناہوں کے سبب میلا ہو جائے تو اسے چمکانے کے لیے ذکر اللہ اور ذکر مصطفی کیجیے اور اس کے لیے محفل ذکر و نعت اور مجلس میلاد پاک میں ضرور شرکت کیجیے کہ وہاں ذکر خدا بھی ہوتا ہے اور ذکر مصطفی بھی اور جب دونوں ذکروں میں انسان مشغول ہوتا ہے تو اس کے دل کی صفائی اور چمک میں کوئی شبہ نہیں رہتا۔

اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے ہیں:

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے
برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهٗ
وما علینا الا البلاغ

ساتویں تقریر

مجالس ذکر کی فضیلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَفَّقَنَا بِتَسْبِیْحِهٖ وَتَهْلِیْلِهٖ وَ ذِکْرِهٖ وَالصَّلٰوۃُ
وَالسَّلَامُ عَلٰی عَبْدِهٖ وَنَبِیِّهٖ وَ رَسُوْلِهٖ وَ حَبِیْبِهٖ وَاَفْضَلِ خَلْقِهٖ
وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَعِتْرَتِهٖ. امابعد

فاعوذباللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ (بقرہ ۱۵۲)

تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔

وہ صل علیٰ کا شور اٹھا وہ سارا زمانہ جھوم اٹھا
وہ نور کے بادل گھر آئے وہ وقت سہانا جھوم اٹھا
وہ پردۂ میم میں موج اٹھی انوار کی کرنیں ناچ اٹھیں
کونین کی ذاتیں جاگ اٹھیں ملنے کا ترانہ جھوم اٹھا
والنجم کے بربط کو بڑھ کر مضراب محبت نے چھیڑا
اک نغمۂ رحمت گونج اٹھا اِنَّا اَنْزَلْنَا جھوم اٹھا

محترم حضرات! تلاوت کردہ آیتِ متلوہ کی روشنی میں کچھ عرض کرنے سے قبل بہتر و مناسب سمجھتا ہوں کہ معمول اہل سنت کے مطابق ہم سب مل کر شہسوار میدان اجتبا، شہر یار ایوان اصطفا، مہبط اسرار سبحان الذی اسریٰ، مورد انوار فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ، ساجد مساجد حرم واقصیٰ، صاعد مصاعد دنیٰ فتدلیٰ، مکی، مدنی، مطلبی، ہاشمی، قرشی، حجازی رحیم و کریم آقا حضور رحمت عالم، سرور کائنات جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل اطہار کی بارگاہ میں محبت کے ساتھ درود پاک کا تحفہ پیش کریں اور پڑھیں باآواز بلند:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِیْ عِلْمِ اللّٰهِ صَلَاۃً دَائِمَۃً بِدَوَامِ مُلْکِ اللّٰهِ

حضرات محترم! آج کی اس مقدس، مکرم، معظم، نورانی، عرفانی، حقانی، ایمانی، مثالی، ربانی اور پرنور و پرسرور، معطر و معنبر اور متبرک و منور محفل میں کچھ دیر محفل ذکر کی فضیلت و عظمت اور اہمیت و برکت پر احادیث کریمہ کی روشنی میں کچھ لب کشائی کرنے کی جسارت کروں گا۔

مجالس ذکر کیا ہیں

حضرات گرامی باوقار! ذکر و ذاکرین اور مجلس ذکر کی فضیلت و برکت اور اس کی اہمیت پر احادیث بیان کرنے اور سنانے سے پہلے میں یہ بتا دینا اور سمجھا دینا چاہتا ہوں کہ جس مجلس ذکر کی فضیلت قرآن واحادیث میں آئی ہے اس سے کیا مراد ہے؟ تو علامہ ابی مالکی ایک حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ علامہ خطابی نے کہا ہے کہ جس مجلس میں اللہ تعالیٰ کا کلام، اور اس کے رسول ﷺ کی سنت، آثار صحابہ اور اقوال ائمہ کا بیان کیا جائے وہ مجلس ذکر ہے۔ اسی طرح جس مجلس میں قرآن مجید اور احادیث کی تعلیم ہو اور فقہی احکام کا بیان کیے جائیں اور لوگوں پر حلال و حرام کو واضح کیا جائے وہ بھی مجلس ذکر ہے۔ (شرح مسلم للسعیدی ج ۷ ص ۴۶۵)

ذکر کرنے والے پر چار انعام

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سرور کائنات، فخر موجودات ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ لِاَهْلِ الذِّکْرِ اَرْبَعًا یَنْزِلُ عَلَیْهِمُ السَّکِیْنَۃُ وَتَغْشَاهُمُ الرَّحْمَۃُ وَتَحُفُّ بِهِمُ الْمَلَائِکَۃُ وَیَذْکُرُهُمُ الرَّبُّ فِیْ مَلَاءٍ عِنْدَهٗ. (مسلم ج ۱ ص ۳۴۵)

ترجمہ: کسی مجلس میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کے لیے چار باتیں اور چار انعامات واکرامات ہیں (۱) ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطمینان قلبی نازل ہوتا ہے، ان کے دلوں کو سکون و چین نصیب ہوتا ہے۔ (۲) رحمت الٰہی سایہ بن کر انہیں ڈھانپ لیتی ہے (۳) فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں، فرشتے ان کے ساتھ ہوتے ہیں (۴) اللہ تعالیٰ انہیں ان

فرشتوں کے مجمع میں یاد فرماتا ہے جو اس کے پاس ہوتے ہیں۔

گناہوں کی جگہ نیکیاں

ذکر اللہ عزوجل کی برکت و رحمت کا اسی پر ختم نہیں ہوتا بلکہ جو لوگ ذکر کی مجلس میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو بخش دیتا ہے اور گناہوں کی جگہ نیکیاں لکھ دیتا ہے۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ قَوْمٍ اِجْتَمَعُوا يَذْكُرُوْنَ اللهَ لَا يُرِيْدُوْنَ بِذٰلِكَ اِلَّا وَجْهَهٗ اِلَّا نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ اَنْ قُوْمُوْا مَغْفُوْرًا لَّكُمْ وَقَدْ بُدِّلَتْ سَيِّئَاتُكُمْ حَسَنَاتٍ۔

(مسند احمد ج ۳ ص ۱۴۲، شعب الایمان ج ۱ ص ۴۰۱)

جو لوگ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کے لیے اکٹھے ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو آسمان سے ایک منادی آواز دیتا ہے اے ذکر کرنے والے کھڑے ہو جاؤ تمہاری مغفرت اور بخشش کر دی گئی ہے اور تمہارے گناہ نیکیوں میں بدل دیے گئے ہیں۔

فرشتوں کے بیچ اللہ تعالیٰ کا اظہار فخر و مباہات

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن صحابہ کرام ایک حلقہ اور محفل میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے تھے، اتنے میں حضور سرور کائنات ﷺ تشریف لائے، تو صحابہ کرام کو حلقہ میں دیکھ کر فرمایا:

مَا اَجْلَسَكُمْ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللهَ وَنَحْمَدُهٗ عَلٰى مَا هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ بِهٖ عَلَيْنَا۔ یہاں تم لوگ کس لیے بیٹھے ہو؟ صحابہ کرام نے عرض کیا ہم بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہیں اور اس بات پر اس کی حمد و تعریف کر رہیں کہ اس نے ہمیں ایمان و اسلام کی دولت عطا فرمائی اور اس کی وجہ سے ہم پر احسان فرمایا۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم یہ بات قسم کھا کر کہہ سکتے ہو کہ تم لوگ صرف ذکر الٰہی کے لیے ہی یہاں بیٹھے ہو؟ تو ان لوگوں نے عرض کیا: آللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذٰلِكَ خدا کی قسم ہم لوگ صرف اسی لیے بیٹھے ہیں کہ اللہ کا ذکر

کریں اور اسلام و ایمان کی ہدایت عطا فرمانے پر اس کی حمد و تعریف کریں۔ تب سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں نے تم سے کسی تہمت اور الزام کے سبب قسم نہیں لیا: وَلٰكِنْ اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّ اللهَ يُبَاهِيْ بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ۔ بلکہ اس بات کی خوش خبری سنانے کے لیے قسم لیا کہ ابھی ابھی میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور مجھے اطلاع دی کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے بیچ تم پر فخر کا اظہار فرما رہا ہے۔

(مسلم حدیث ۲۷۰۱، ترمذی ۳۳۷۹، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۳۰۵)

اس حدیث پاک سے تین باتیں معلوم ہوئیں:

(۱) مسجد میں حلقہ بنا کر گھیرا بنا کر ذکر کرنا جائز ہے۔

(۲) ذکر الٰہی سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور ذکر کرنے والوں پر فرشتوں کے بیچ اللہ رب العزت فخر کا اظہار فرماتا ہے۔

(۳) سب سے بڑی نعمت ایمان کی ہدایت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

بَلِ اللهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰكُمْ لِلْاِيْمَانِ۔

ترجمہ: یہ اللہ عزوجل کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت عطا فرمائی۔

اور سب سے بڑا احسان رسول اللہ ﷺ کی ذات ہے۔ اور ایمان و اسلام بھی ملا تو رسول اللہ ﷺ کی ہی بدولت۔ اس لیے حضور ﷺ کی ولادت کی محفل منانا اور اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت و احسان کا ذکر کرنا جائز اور طریقہ صحابہ کرام ہے۔ اور حضور کی ذات ایسی نعمت و احسان ہے رب قدیر کا کہ خود اللہ تعالیٰ نے احسان کرتے ہوئے فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا۔

ترجمہ: بے شک اللہ نے مومنوں پر احسان فرمایا ان میں ایک رسول بھیج کر۔

اعلیٰ حضرت سرکار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں:

رب اعلیٰ کی نعمت پر اعلیٰ درود — حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام

مجلس ذکر میں فرشتوں کا نزول

حضرات محترم! مجلس ذکر کی فضیلت پر بخاری اور مسلم شریف کی لمبی اور بڑی پیاری

حدیث سناتا ہوں انشاء اللہ اس حدیث کے سننے کے بعد آپ کا دل و دماغ روشن اور باغ باغ ہو جائے گا۔اس سے پہلے ایک بار محبت کے ساتھ بارگاہ خیر الانام میں درود شریف کا نذرانہ پیش کیجیے:

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما۔نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو ذکر کی مجلسوں کی تلاش میں روئے زمین کا چکر لگاتے رہتے ہیں۔ جب انہیں ذکر کی مجلس مل جاتی ہے تو ساتھ والے فرشتوں سے کہتے ہیں آؤ ہم جس چیز کی تلاش میں تھے ہمیں وہ چیز مل گئی ہے یعنی ذکر کی مجلس۔ پھر وہ فرشتے آسمان تک ایک دوسرے کے پر سے پر ملا کر صف در صف ہو جاتے ہیں۔زمین سے لے کر آسمان تک اس مجلس کو اپنے پروں میں ڈھانپ لیتے ہیں۔مجلس ذکر ختم ہونے کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کی طرف روانہ ہونے لگتے ہیں تو فرشتے بھی آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے سوال کرتا ہے جب کہ وہ خوب اچھی طرح جانتا ہے:

مِنْ اَیْنَ جِئْتُمْ فَیَقُوْلُوْنَ جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادِكَ فِی الْاَرْضِ یُسَبِّحُوْنَكَ وَ یُكَبِّرُوْنَكَ وَ یُهَلِّلُوْنَكَ وَ یُحَمِّدُوْنَكَ۔ اے فرشتو! تم لوگ کہاں سے آرہے ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں مولیٰ تعالیٰ! ہم زمین پر تیرے ان بندوں کے پاس سے آرہے ہیں جو تیرا ذکر کر رہے تھے، وہ تیری پاکی بیان کر رہے تھے، تیری بڑائی کر رہے تھے، لا الٰہ الا اللہ پڑھ رہے تھے اور تیری حمد و تعریف کر رہے تھے (مسلم) وَیُمَجِّدُوْنَكَ اور تیری بزرگیاں بیان کر رہے تھے۔ (بخاری) وَیَسْئَلُوْنَكَ اور تجھ سے طلب کر رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَاذَا یَسْأَلُوْنِیْ قَالُوْا یَسْئَلُوْنَكَ جَنَّتَكَ۔ وہ مجھ سے کیا طلب کر رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں وہ تجھ سے جنت طلب کر رہے تھے۔ (مسلم)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا میرے بندوں نے جنت دیکھی ہے؟ کیا میرے بندوں نے جنت اور اس کی نعمتوں کو دیکھا ہے، اس کی بہاروں کو دیکھا ہے، جنت کی حوروں کو دیکھا ہے، غلمان جنت کو دیکھا ہے، جنت کے نہروں کو دیکھا ہے، جنتی حوض کو دیکھا ہے، جنت کے

بازاروں کو دیکھا ہے، جنت کے خوب صورت محلوں اور باغوں کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں! مولیٰ! انہوں نے جنت اور اس کی نعمتوں کو نہیں دیکھا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَكَیْفَ لَوْ رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ عَلَیْهَا حِرْصًا وَاَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَاَعْظَمَ فِیْهَا رَغْبَةً۔ اگر جنت، اس کی نعمتوں اور اس کی بہاروں کو دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہوگا؟ عرض کرتے ہیں مولیٰ! اگر وہ جنت کو دیکھ لیں تو جنت کی طلب اور اس کی رغبت اور اس کا شوق اور بڑھ جائے گا۔ (بخاری)

قَالَ فَمِمَّ یَتَعَوَّذُوْنَ قَالَ یَقُوْلُوْنَ مِنَ النَّارِ قَالَ یَقُوْلُ فَهَلْ رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ یَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُ فَكَیْفَ لَوْ رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَاَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے فرشتو! وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں وہ جہنم اور اس کے عذابوں سے تیری پناہ مانگ رہے تھے۔اللہ رب العزت فرماتا ہے کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے، اس کے سخت عذابوں کو دیکھا ہے، اس کی وادیوں کو دیکھا ہے، جہنم کے اونٹ کی مانند بچھو اور سیکڑوں کلو میٹر لمبے لمبے سانپوں کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں مولیٰ! تیری قسم نہیں دیکھا ہے۔اللہ جل جلالہ فرماتا ہے اگر دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہوگا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اگر دیکھ لیں تو وہ جہنم سے بہت دور بھاگیں گے اور اس سے بہت ڈریں گے۔یعنی وہ ایسا کام کرنے سے دوری اختیار کریں گے جن کی وجہ سے جہنم میں داخل ہونا پڑے۔

قَالَ فَیَقُوْلُ هَلْ رَاَوْنِیْ قَالَ فَیَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَوْكَ قَالَ فَیَقُوْلُ كَیْفَ لَوْ رَاَوْنِیْ قَالَ فَیَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْكَ كَانُوْا اَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَاَشَدَّ لَكَ تَمْجِیْدًا وَاَكْثَرَ لَكَ تَسْبِیْحًا (بخاری)۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو! کیا میرے بندوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں مولیٰ بخدا انہوں نے تجھے نہیں دیکھا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہوگا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں مولیٰ! اگر وہ تیرا دیدار کر لیں تو وہ خوب خوب تیری عبادت و بندگی کرنے لگیں گے، تیری خوب تسبیح و بزرگی بیان کرنے لگیں۔

قَالَ فَیَقُوْلُ فَاُشْهِدُكُمْ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ یَقُوْلُ مَلَكٌ مِنَ

الْمَلَائِكَةِ فِيهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ قَالَ هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَى جَلِيسُهُمْ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فرشتو! میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا ہے۔ ایک فرشتہ عرض کرتا ہے ان میں فلاں شخص بھی تھا جو ذکر کرنے والوں میں نہ تھا، ذکر اللہ سننے نہیں آیا تھا بلکہ وہ تو کسی کام کے لیے جا رہا تھا راستہ میں اس مجلس میں نظر پڑی تو کچھ دیر کے لیے بیٹھ گیا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے ذکر کرنے والے ایسے ہم نشیں ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھ جانے والا بھی محروم نہیں رہتا۔ (بخاری حدیث نمبر ۶۴۰۸)

اور مسلم شریف کی روایت میں اتنا اور ہے کہ فرشتے عرض کرتے ہیں:

يَسْتَغْفِرُونَكَ فَيَقُولُ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ فَأَعْطَيْتُهُمْ مَا سَأَلُوا وَأَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوا قَالَ يَقُولُونَ رَبِّ فِيهِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ وَإِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَهُمْ قَالَ فَيَقُولُ وَلَهُ غَفَرْتُ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ۔

(مسلم ج ۲ ص ۳۴۴، مشکوٰۃ ص ۱۹۷، بیہقی ۴۴۴)

یعنی اے اللہ تیرے بندے تجھ سے مغفرت طلب کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میں نے انہیں معاف کر دیا اور جو انہوں نے مجھ سے مانگا اور طلب کیا میں نے انہیں وہ عطا کر دیا اور جس چیز سے نجات طلب کر رہے تھے میں نے انہیں اس سے نجات دیدی۔ فرشتے عرض کرتے ہیں اے میرے رب! ان میں ایک ایسا گنہگار بندہ بھی تھا جو ذکر کے لیے نہیں آیا تھا بلکہ وہ گذر رہا تھا تو مجلس میں بیٹھ گیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اسے بھی معاف کر دیا کیونکہ ذکر کرنے والوں کی صحبت میں بیٹھنے والا محروم نہیں رہتا۔

محترم حضرات! اس لمبی اور پیاری حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ:

(۱) ذکر اللہ کی محفل میں شریک ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے بہت خوش نصیب ہوتے ہیں۔

(۲) اللہ عزوجل کے وہ مقبول ومحبوب بندے ہوتے ہیں۔

(۳) ذکر اللہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے مقرب فرشتوں میں فرماتا ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ ان سب کی مغفرت وبخشش فرما دیتا ہے اور اس بات پر اپنے نورانی فرشتوں کو گواہ کر دیتا ہے۔

(۵) ذکر اللہ کی مجلس کو فرشتے تلاش کرتے رہتے ہیں۔

(۶) یہی نہیں بلکہ جو آدمی ذکر اللہ کرنے والوں کے ساتھ بیٹھتا ہے خواہ وہ کتنا ہی بڑا گناہ گار کیوں نہ ہو اسے بھی اللہ تعالیٰ مغفرت وبخشش سے نوازتا ہے۔

تو اسی لیے میرے بزرگو اور ساتھیو! ذکر کی محفل میں، مجلس میلاد میں ضرور شرکت کیجئے تا کہ اس محفل میں بیٹھنے کی برکت سے آپ کے گناہ معاف کر دئے جائیں اور آپ پر بھی رحمت وانوار کی بارشیں نازل ہوتی رہیں۔

مجلس ذکر میں بیٹھنے والوں کی عزت قیامت کے دن

حضرت ابودردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرور قلب وسینہ ﷺ نے فرمایا:

لَيَبْعَثَنَّ اللّٰهُ أَقْوَامًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِي وُجُوهِهِمُ النُّورُ عَلَى مَنَابِرِ اللُّؤْلُؤِ يَغْبِطُهُمُ النَّاسُ لَيْسُوا بِأَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ۔

اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو قیامت کے دن موتیوں کے منبروں پر اٹھائے گا، ان کے چہروں پر نور ہوگا، لوگ انہیں دیکھ کر رشک کریں گے، جبکہ وہ لوگ نہ نبی ہوں گے اور نہ شہید ہوں گے۔ ایک اعرابی یعنی دیہات کے رہنے والا اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کی یا رسول اللہ ہمارے لیے ان لوگوں کا حال وحلیہ بیان کر دیں تا کہ ہم انہیں دیکھ کر پہچان لیں؟ تو سرکار علیہ السلام نے فرمایا:

هُمُ الْمُتَحَابُّونَ فِي اللّٰهِ مِنْ قَبَائِلَ شَتَّى وَبِلَادٍ شَتَّى يَجْتَمِعُونَ عَلَى ذِكْرِ اللّٰهِ يَذْكُرُونَهُ۔

یہ وہ لوگ ہیں جو مختلف قبیلوں اور مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی خاطر، اس کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور اکٹھے ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۷۷، ترغیب وترہیب ج ۲ ص ۲۶۲، درمنثور ج ۲ ص ۴۸)

عزت والے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ سَيَعْلَمُ أَهْلُ الْجَمْعِ مَنْ أَهْلُ الْكَرَمِ

یَارَسُولَ اللّٰہِ قَالَ مَجَالِسُ الذِّکْرِ فِی الْمَسَاجِدِ۔

اللہ عز وجل بروز قیامت فرمائے گا عنقریب اہل محشر عزت والوں کو جان لیں گے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ عزت والے کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا مسجدوں میں ذکر کی مجلس منعقد کرنے والے اور اس مجلس میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرنے والے۔

(مجمع الزوائد ج ۱۰، ص ۷۶، مسند احمد ج ۳ ص ۶۸)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ مسجد میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں، قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور حضور ﷺ پر درود شریف پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان لوگوں کو عزت وعظمت سے نوازے گا۔ مگر افسوس کہ بات یہ ہے کہ مسجد جس میں اللہ کا ذکر ہونا چاہیے، عبادتیں کرنی چاہیے اسی مسجد میں کچھ لوگ ذکر وتلاوت، درود اور عبادت وبندگی کی بجائے دنیاوی باتیں کرتے ہیں، فضول باتیں کرتے ہیں اور مسجد کی عظمت وتقدس پامال کرتے ہیں، مسجد میں ڈاک بولتے ہیں، سامان مثلاً مرغا، انڈے، لوکی، کدو اور دوسری چیزیں خریدتے اور بیچتے ہیں۔ جب کہ مسجد میں خریدنا، بیچنا یا ڈاک بولنا سب حرام وممنوع اور گناہ کے کام ہیں ایسے لوگ کان کھول کر مصطفی کریم ﷺ کا یہ فرمان سن لیں کہ:

یَاْتِیْ عَلٰی اُمَّتِیْ زَمَانٌ یَکُوْنُ حَدِیْثُھُمْ فِیْ مَسَاجِدِھِمْ لِاَمْرِ دُنْیَاھُمْ لَیْسَ لِلّٰہِ فِیْھِمْ حَاجَۃٌ فَلَا تُجَالِسُوْھُمْ۔ (تنبیہ الغافلین ص ۱۷۵)

میری امت پہ ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ دنیاوی باتیں مسجدوں میں کریں گے اور اپنے دنیاوی امور وہاں انجام دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں کی کوئی ضرورت نہیں، تم ایسے لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھنا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

مسجد میں دنیا کی مباح (جائز) باتیں کرنے کو بیٹھنا نیکیوں کو کھا جاتا جیسے آگ لکڑی کو۔

مدارک میں حدیث نقل کی ہے:

اَلْحَدِیْثُ فِی الْمَسْجِدِ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ الْبَھِیْمَۃُ الْحَشِیْشَ۔ مسجد میں دنیا کی بات نیکیوں کو اس طرح کھاتی ہے جیسے چوپایہ گھاس کو۔

غمز العیون میں خزانۃ الفقہ سے ہے:

مَنْ تَکَلَّمَ فِی الْمَسَاجِدِ بِکَلَامِ الدُّنْیَا اَحْبَطَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَمَلَ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً۔ جو مسجدوں میں دنیا کی بات کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے چالیس برس کے عمل اکارت فرما دیتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۴۰۳)

مجلس ذکر کی غنیمت (فائدہ)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سرور سروراں، مالک کون و مکاں، سیاح لامکاں، زینت بزم دوجہاں حضور ﷺ سے میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ مَا غَنِیْمَۃُ مَجَالِسِ الذِّکْرِ۔ ذکر کی مجلسوں کی غنیمت یعنی نفع کیا ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: غَنِیْمَۃُ مَجَالِسِ الذِّکْرِ اَلْجَنَّۃُ۔ ذکر کی مجلسوں کا نفع اور غنیمت جنت ہے جنت ہے۔

(در منثور ج ۲ ص ۵۴، ترغیب وترہیب ج ۲ ص ۲۶۱، مسند احمد ج ۱۱ ص ۲۳۲ حدیث نمبر ۶۶۵۱)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ۔ تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا۔

سکون و ضبط کی منزل ملی حیات ملی
زہے نصیب جہان کو نبی کی ذات ملی
نبی کے نقش قدم جس کو مل گئے بیکل
قسم خدا کی اسے دائمی نجات ملی

جَزَی اللّٰہُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا ھُوَ اَھْلُہٗ

وما علینا الا البلاغ

آٹھویں تقریر

دینی محفلوں کی اہمیت وافادیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ۔ امابعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ
(المجادلۃ ۱۱)

ترجمہ: اے ایمان والو جب تم سے کہا جائے مجلسوں میں جگہ دو تو جگہ دو اللہ تمہیں جگہ دے گا۔ (کنزالایمان)

بزم میلاد میں جو شامل ہوگا — ہے یقیں مجھ کو وہ خلد میں داخل ہوگا
گل رخسار محمد کا اگر ہوگا ذکر — باغ میں صل علیٰ شور عنادل ہوگا
ہر لب زخم سے نکلے گا درود اور سلام — آپ کی تیغ محبت کا جو گھائل ہوگا

اور

مومنو اب محفل مولود میں آنا چاہیے — دفتر عشاق میں نام اپنا لکھانا چاہیے
آئیں گے اس بزم میں رحمۃ للعٰلمین — عطر ملنا چاہیے خوشبو لگانا چاہیے

پیارے اسلامی بھائیو! آج کی اس نورانی اور سہانی رات میں آپ لوگوں کی موجودگی میں دینی محفل کی فضیلت واہمیت اور اس کے فائدے پر کچھ روشنی ڈالنے کی جرأت کروں گا۔ تاکہ وہ لوگ جو دینی پروگرام اور اللہ عزوجل اور اس کے رسول مقبول ﷺ کے ذکر کی محفل سے جی چراتے ہیں، غفلت برتتے ہیں اور آنے سے کترا کر ثواب سے محروم رہتے ہیں وہ دینی محفل کی اہمیت اور فائدے سمجھ لیں تاکہ وہ بھی اس محفل میں شریک ہوکر ثواب دارین

حاصل کرسکیں۔ اس سے قبل آئیں ہم اور آپ بڑی ہی عقیدت ومحبت کے ساتھ عشق ومستی میں ڈوب کر اور جھوم کر اپنے اور ساری کائنات کے محسن ومربی، رب کے محبوب، عاشقوں کے مطلوب، فخر آدم وبنی آدم، سرور دوجہاں، خاتم مرسلاں حضور پرنور جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کی بارگاہ ناز میں درود وسلام کا نذرانہ پیش کریں اور بلند آواز سے پڑھیں:

اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ محمد کما تحب و ترضیٰ بان تصلی علیه

برادران ملت اسلامیہ! آج ہماری قوم کی حالت بہت ہی افسوسناک اور بد سے بدتر ہوتی جارہی ہے، غفلت وکوتاہی اور سستی ولاابالی عقل وشعور کے پردوں پر برف کی طرح جمتی جارہی ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آج ہماری مسجدیں بھی ویران ہورہی ہیں اور دینی محفلیں بھی سونی ہوتی جارہی ہیں۔ جو لوگ پوری رات کلبوں تھیٹروں، سینما گھروں، ہوٹلوں، تماشہ گاہوں، شراب وکباب کے اڈوں اور چوک چوراہوں پر گزار دیتے ہیں اگر انہیں کہا جائے کہ دینی محفلوں میں چل کر اللہ ورسول کا ذکر سنیں اور ثواب سے مالامال ہوں تو اس کے لیے ان کا وقت تنگ نظر آتا ہے اور تھوڑی دیر اس مبارک محفل میں بیٹھ کر دینی باتیں سننے کی فرصت نہیں ملتی۔

اور اس سے بھی تعجب وافسوس کی بات یہ ہے کہ کچھ بہانہ بازوں کو یہ بھی کہتے سنا کہ آج کل میلاد کی محفلیں مائک سے ہوتی ہیں، گھروں میں آواز پہنچتی ہیں، دور سے ہی شعرا کی نعت خوانی اور مقررین کے بیانات سن سکتے ہیں اس لیے پروگرام میں جانے کی ضرورت کیا ہے؟ گھر میں بیٹھ کر سن لیں گے، ثواب مل جائے گا۔

دینی محفل بے شمار نیکیوں کی جامع ہوتی ہے

میرے آقا کریم ﷺ کے پیارے دیوانو! اس طرح کی باتیں وہی لوگ کرتے ہیں جن کو دینی محفلوں سے دلچسپی نہیں ہوتی، جنہیں دین واسلام کی باتیں سیکھنے سے کوئی رغبت نہیں ہوتی۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ محفلوں میں جاکر سننے اور گھر میں بیٹھ کر سننے میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ کیونکہ دینی محفل میں جتنے قدم چل کر جائیں گے ہر ہر قدم پر ثواب لکھا جائے گا، بیٹھیں تو ثواب، سنیں تو ثواب، سبحان اللہ کہنے کا ثواب، اللہ اکبر کہنے کا ثواب، علما کی زیارت کا ثواب اور سب سے بڑی بات یہ کہ دینی محفل جنت کی کیاری ہوتی ہے تو گویا محفل میں

شریک ہونے والا جنتی کیاری میں بیٹھ کر اپنا نصیبہ چمکا تا ہے، جہاں اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ وَاَبِی سَعِیْدٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَ غَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّكِیْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْمَنْ عِنْدَهُ۔ (مسلم ج ۲ ص ۳۴۵، ترمذی ج ۲ ص ۱۷۳ مطبوعہ مجلس برکات)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بھی اور جہاں بھی بیٹھ کے کچھ بندگان خدا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو لازمی طور پر فرشتے ہر طرف سے ان کے گرد جمع ہوجاتے ہیں اور ان کو گھیر لیتے ہیں اور رحمت الٰہی ان پر چھا جاتی ہے اور ان کو اپنے سایہ میں لے لیتی ہے اور ان پر سکینہ کی کیفیت نازل ہوتی ہے اور اللہ اپنے ملائکہ مقربین میں ان کا ذکر فرماتا ہے۔

وضاحت

اس حدیث سے صراحتاً معلوم ہوا کہ اللہ کے کچھ بندے ایک ساتھ جمع ہوکر اللہ عزوجل کا ذکر کریں تو اس پوری جماعت پر اللہ جل شانہ کا خاص فضل وکرم اور انعام ہوتا ہے۔

جہاں ذکر خدا ہوتا ہے نازل وہاں فضل خدا ہوتا ہے

دینی مجلس میں کیا ہوتا ہے؟

دینی مجلس وہ مبارک و پاک مجلس ومحفل ہے جہاں قرآن کی تلاوت ہوتی ہے، توحید ورسالت کے نعرے لگتے ہیں، اللہ اکبر اور سبحان اللہ کی صدائیں بلند ہوتی ہیں، نعت مصطفیٰ کے نغمے گائے جاتے ہیں، رسول اللہ کی بارگاہ مقدس میں درود وسلام کا نذرانہ محبت پیش کیا جاتا ہے، جہاں دینی باتیں سیکھی اور سیکھائی جاتیں ہیں، رب کی رحمتوں کی موسلادھار بارش ہوتی ہے، اصلاح عقائد واعمال کی باتیں ہوتی ہیں، حسن اخلاق و کردار کی باتیں ہوتی ہیں، اللہ والوں کی صحبت میسر ہوتی ہے، علمائے ربانیین کے مبارک چہروں کی زیارت ہوتی ہے اور یارو! یہ وہ باتیں ہیں جنہیں اللہ بھی پسند فرماتا ہے اور اس کے رسول بھی پسند فرماتے ہیں۔ تو

معلوم ہوا کہ جو دینی محفلوں میں شریک ہوتا ہے وہ اللہ جل شانہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کا حق دار رہوتا ہے۔

عبرت ناک حکایت

ایک شخص اپنے بیٹے کے ساتھ سفر کر رہا تھا، دونوں میں سے کوئی پڑھا لکھا نہیں تھا، بلکہ دونوں باپ بیٹے جاہل تھے۔ سفر کے دوران باپ کا انتقال ہوجاتا ہے، بیٹا تو جاہل تھا ہی، وہ بیحد پریشان اور غم گین ہوجاتا ہے۔ اور کشمکش اور پریشانی میں مبتلا ہوجاتا ہے، کیوں کہ ایسے سنسان بیابان میں اس کے باپ کا انتقال ہوجاتا ہے، جہاں کسی مسافر کا گزر نہیں۔ کسی طرح اپنے مرے ہوئے باپ کو کفن پہنا دیتا ہے اور جنازہ سامنے رکھ کر انتظار کرنے لگتا ہے کہ کوئی آئے گا تو نماز جنازہ پڑھا دے گا، اس کے بعد میت کی تدفین کردی جائے گی۔ اگر وہ پڑھا لکھا ہوتا تو خود پڑھا کر دفن کردیتا، مگر تھا تو وہ جاہل۔ اب اسے احساس ہورہا ہے کہ کاش میں پڑھا ہوتا تو اس مصیبت کا سامنا نہیں کرتا۔ بہرکیف، کافی دیر انتظار کرنے کے بعد پچھّم کی طرف سے تیس آدمی کو آتے دیکھا، انہیں دیکھ کر اس جاہل بیٹے کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ دل میں سوچتا ہے کہ یہ سب جنازہ میں شریک ہونے کے لیے آرہے ہیں۔ جب وہ تیسوں آدمی قریب آتے ہیں تو یہ شخص ان سے کہتا ہے کہ سفر کی حالت میں میرے والد کا انتقال ہوگیا ہے، کوئی نماز جنازہ پڑھانے والا نہیں ہے آپ لوگ صف لگا کر جنازہ پڑھادیں تاکہ انہیں دفن کردیا جائے۔ ان لوگوں نے کہا کہ ٹھیک ہے مگر پہلے تم اپنے باپ کا چہرہ ہمیں دیکھاؤ۔ اس نے اپنے باپ کے چہرے سے کفن ہٹایا جیسے ہی ان لوگوں نے اس میت کا چہرہ دیکھا ہے اس کے چہرے پر تھوک رکھ دیا اور بغیر نماز جنازہ پڑھائے چلتے بنے۔

اس حادثہ سے اس نوجوان پر مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا، رنج وملال میں ڈوب جاتا ہے۔ کہ ایک تو نماز نہیں پڑھائی اور دوسرے میں چہرے پر تھوک دیا۔ اللہ اکبر! اسی فکر میں تھا کہ کیا دیکھتا ہے کہ پچھّم کی جانب سے پانچ آدمی اسی کی طرف آرہے ہیں، اس کی امید پھر جاگ اٹھی اور سوچنے لگا کہ چلو ان تیس لوگوں نے نماز نہیں پڑھائی مگر یہ لوگ تو ضرور پڑھادیں گے۔ جب وہ پانچوں قریب آتے ہیں تو ان کے قدموں سے لپٹ کر عرض کرتا ہے

کہ میرے والد کی لاش پڑی ہے، نماز جنازہ کا انتظار ہے، کوئی پڑھانے والا نہیں ہے، آپ لوگ پڑھا دیجیے ۔ یہ سننے کے بعد ان پانچوں حضرات نے کہا کہ پہلے اپنے باپ کا منہ دیکھاؤ۔ اس نے چہرہ دکھا دیا مگر اللہ اکبر ان لوگوں نے بھی چہرے پر تھوک دیا اور بغیر نماز پڑھائے چل دیے۔ یہ اس کے لیے دوسرا حادثہ تھا جس کی وجہ سے اسے کافی صدمہ پہنچا اور بیحد تکلیف ہوئی ۔

وہ نوجوان غم و تکلیف کی دنیا میں کھویا ہوا تھا، اسے سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ کیا جائے ابھی اسی سوچ میں تھا کہ کیا دیکھتا ہے پچھّم کی طرف سے تین نورانی چہرہ والے بزرگ سفید کپڑے پہنے تشریف لا رہے ہیں۔ جب اس نوجوان کی نظر ان تینوں پر پڑی تو اس کے غم کا بادل چھٹنے لگا اور خوشی سے اس کا چہرہ گلاب کی طرح کھل اٹھا۔ کہ چلو ان ۳۵/لوگوں نے نماز جنازہ نہیں پڑھائی تو کیا ہوا یہ نورانی چہرہ والے بزرگ حضرات تو پڑھائیں گے۔ جب قریب ہوتے ہیں تو دامن سے لپٹ کر عرض کرتا ہے کہ میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے، کسی نے نماز جنازہ نہیں پڑھی اور نہ مجھے پڑھنے آتا ہے، اس لیے آپ حضرات پڑھا دیں آپ لوگوں سے مجھے امید ہے ۔ جب ان تینوں نے اس نوجوان کی بیکسی دیکھی، آہ و بکا اور گریہ وزاری دیکھی تو کہا چلو ہم نماز پڑھا دیتے ہیں مگر ہماری ایک شرط ہے ۔ مرتا کیا نہیں کرتا اس نوجوان نے کہا مجھے آپ کی شرط منظور ہے بتائیں وہ شرط کیا ہے؟ بولے میت کا چہرہ دکھاؤ۔ وہ سوچنے لگتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ پہلے کی طرح یہ لوگ بھی چہرہ دیکھنے کے بعد منہ پر تھوک دیں اور نماز بھی نہ پڑھائیں۔ اس نے بادل نخواستہ چہرہ دیکھا دیا ان لوگوں نے چہرہ دیکھنے کے بعد صف بندی کی اور ایک شخص آگے بڑھ کر نماز پڑھا دی اور اس کے بعد جانے لگے۔ جب جانے لگے تو اس نوجوان نے دامن پکڑ کر عرض کی کہ پہلے تیس آدمی آئے چہرہ دیکھنے کے بعد میت کے منہ پر تھوک دیا اور بغیر نماز پڑھائے چلے گئے اور اس کے بعد پانچ آدمی آئے تو انہوں نے بھی ایسا ہی کیا مگر آپ لوگوں نے ایسا نہیں کیا اور نماز پڑھا دی۔ مجھے تعجب ہو رہا ہے، آپ ذرا میرے اس تعجب کو دور فرما دیں۔ ان تینوں نے جواب دیا دیکھو پہلے جن تیس لوگوں نے تمہارے باپ کے ساتھ ایسا کیا تھا وہ کوئی اور نہیں تھا بلکہ وہ رمضان المبارک کے تیس روزے تھے جو آدمی کی شکل میں آکر مرنے کے بعد تیرے باپ کے ساتھ یہ معاملہ کر گئے کیوں کہ تمہارے باپ رمضان کے روزے نہیں رکھتے تھے۔ اور وہ پانچ آدمی کوئی اور نہیں

بلکہ روزانہ کی پانچوں کی وقت کی نمازیں تھیں ۔ چونکہ تمہارا باپ پانچوں وقت کی نماز بھی نہیں پڑھتا تھا جس کی سزا میں ان نمازوں کو آدمی کی شکل میں بھیج کر تمہارے باپ کے ساتھ یہ سلوک کیا گیا۔ اور ہم تین جنہوں نے تمہارے باپ کی نماز پڑھی اور پڑھا دی ہم کوئی آدمی نہیں بلکہ ہم تیرے باپ کی وہ نیکیاں ہیں جو دینا میں تمہارے باپ نے کی تھی، اور وہ یہ کہ ایک دن تمہارا باپ ایک دینی محفل میں گیا ایک عالم بیان کر رہا تھا اس عالم نے کہا کہ بلند آواز سے سبحان اللہ کہو تو تمہارے باپ نے سبحان اللہ کہا، عالم نے کہا الحمدللہ کہو تو تمہارے باپ نے بھی الحمدللہ کہا، عالم نے کہا اللہ اکبر کہو تو تمہارے باپ نے بھی اس عالم کی بات پر عمل کرتے ہوئے اللہ اکبر کہا۔ آج جب تمہارے باپ کی لاش اس حالت میں پڑی تھی، کوئی نماز پڑھانے والا نہیں تو تمہارے باپ کی مدد کے لیے اور ذلت سے بچانے کے لیے انہیں تین کلموں سبحان اللہ، الحمدللہ اور اللہ اکبر کو آدمی کی شکل میں بھیج دیا گیا تو ہم لوگ وہی تینوں کلمے ہیں جن کی وجہ سے تمہارا باپ اس عذاب سے نجات پا گیا۔ (کسی عالم دین سے سنا ہوا واقعہ)

محفل میلاد میں جو شامل ہوگا ہے یقیں مجھ کو وہ خلد میں داخل ہوگا

اور شاعر اسلام فرحت صابری نے کیا خوب کہا ہے ؎

قسمت کے دھنی یار وہ ہیں بے شک زمانے میں
جو بندے گھر میں اپنے مجلس میلاد کرتے ہیں

کیا خوب دعاؤں کا سلیقہ ہے ہمارا

معزز سامعین! میں شروع ہی میں بیاں کر چکا ہوں کہ دینی محفلوں کے بے شمار فائدے ہیں جو انہیں لوگوں کو حاصل ہوتے ہیں جو اس میں شریک ہوتے ہیں جن میں ایک عظیم فائدہ حضور رحمۃ للعلمین ﷺ پر درود شریف بھیجنا ہے۔ درود شریف ایک ایسی عبادت ہے جس کی برکتوں سے اللہ تعالیٰ بندہ کی دعا قبول فرماتا ہے اور انسان کی خالی جھولیوں کو مرادوں سے بھر دیتا ہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت پاک میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ میں رات میں نماز پڑھتا ہوں، اللہ کی عبادت و

بندگی کرتا ہوں اور پھر عبادت سے فارغ ہونے کے بعد آپ کی مقدس بارگاہ میں درود پڑھتا ہوں تو مجھے بتایا جائے کہ میں آپ پر درود پڑھنے کے لیے کتنا وقت مقرر کروں؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا: مَاشِئْتَ جتنا تم چاہو درود کے لیے مقرر کرلو۔ میں نے عرض کی ایک چوتھائی خاص کرلوں؟ آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ جتنا تم چاہو اگر تم اس میں کچھ اضافہ کرلو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کی حضور تو پھر آدھا حصہ درود کے لیے خاص کرلیتا ہوں۔ محبوب رب کائنات ﷺ نے فرمایا جو تم چاہو مگر اس میں کچھ اور بڑھالو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ تو دوتہائی آپ پر درود پڑھنے کے لیے مقرر کرلیتا ہوں۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا جتنا تم چاہو مقرر کرلو لیکن اگر اس میں کچھ اور اضافہ کرلو تو تمہارے بہتر ہے۔ تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ تو پورا وقت میں آپ پر درود بھیجنے کے لیے ہی خاص کرلیتا ہوں۔ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا: اِذَنْ تَکْفِی ھَمَّکَ وَ یَغْفِرُلَکَ ذَنْبَکَ۔ اگر تو ایسا کرے گا تو تجھے تمام چیزوں اور تمام مقصدوں کے لیے کافی ہوگا اور تمہارے گناہ بھی معاف کردیے جائیں گے تمہاری ہر خطا بخش دی جائے گی۔ یعنی دوسرے تو وہ پائیں گے جو مانگیں گے، انہیں وہ ملے گا جو مانگیں گے اور تو صرف درود پڑھے گا تو تجھے بن مانگے سب کچھ ملے گا۔

(ترمذی حدیث نمبر ۲۴۵۷، شعب الایمان ج ۲ ص ۲۱۵، القول البدیع ص ۲۵۶)

پڑھتے ہیں سدا صلِ علیٰ اول و آخر — کیا خوب دعاؤں کا سلیقہ ہے ہمارا
ہم جب سے سگ کوچہ سرکار ہوئے — اللہ کی جنت پہ بھی قبضہ ہے ہمارا

دینی محفل میں کس امید کے ساتھ جائیں؟

معزز حضرات! دینی محفلوں، میلاد شریف کے پروگرام میں جب شرکت کیجیے تو اس امید کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ اس دینی محفل میں آنے کے طفیل آپ کے گناہ بخش دے، کیوں کہ جو انسان اللہ تبارک وتعالیٰ سے اچھی امیدیں رکھتا ہے اور حسن ظن یعنی اچھا گمان رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ اس کے اس اچھے گمان اور اچھی نیت کے مطابق سلوک فرماتا ہے۔ چنانچہ:
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے آقا کریم ﷺ نے

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کے بارے میں فرشتے کو حکم دیا، اے فرشتے! اس آدمی کو جہنم میں ڈال دو، جب فرشتہ اس گنہگار کو جہنم کی طرف لے کر چلے اور جب وہ شخص جہنم کے کنارے پہنچا تو وہ شخص مڑا اور اللہ رب العزت کی طرف امید بھری نظروں کے ساتھ متوجہ ہوا اور عرض کی: اَمَا وَاللّٰہِ یَارَبِّ اِنْ کَانَ ظَنِّیْ بِکَ لَحَسَنًا۔ اے میرے پروردگار! خدا کی قسم! مجھے تیری ذات سے یہ امید نہیں تھی کہ تو مجھے جہنم کے عذاب میں ڈالے گا بلکہ میرا گمان تجھ سے اچھا تھا، میں نے امید رکھی تھی کہ تو مجھے جہنم میں نہیں ڈالے گا بلکہ تو اپنے کرم اور اپنی رحمت سے مغفرت فرما کر جنت عطا فرمائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ فرشتے سے فرمائے گا: رُدُّوْہُ فَاِنَّا عِنْدَ حُسْنِ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ فَغَفَرَلَہٗ۔ اے فرشتو! اسے واپس لاؤ کیوں کہ میں اپنے بندے کے اچھے گمان اور اچھی امید کے ساتھ ہوں، جو وہ میرے ساتھ رکھتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔ (کنز العمال ج ۳ ص ۱۳۴)

حسن ظن جنت کی کنجی ہے

معلوم ہوا کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھتا ہے تو اللہ رب العزت حسن ظن اور نیک گمان کے سبب اس کے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے اسی لیے بھائیو! جب میلاد کی محفلوں میں آیئے تو نیک گمان اور اچھی نیت کے ساتھ آیئے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: لَا یَمُوْتَنَّ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحْسِنَ ظَنَّہٗ بِاللّٰہِ تَعَالٰی فَاِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ بِاللّٰہِ تَعَالٰی ثَمَنُ الْجَنَّۃِ۔ (ایضاص ۱۳۷) ترجمہ: اس حال میں تمہیں موت آئے کہ تم اللہ عزوجل کے ساتھ اچھا گمان رکھو۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیک گمان رکھنا جنت کی قیمت ہے۔

اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے ہیں

دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے — پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسہ تیرا

جنت کا خوبصورت محل

دینی محفل کی ایک فضیلت وفائدہ یہ بھی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کی جاتی ہے، اللہ جل شانہ کی تعریف اور اس کی بڑائی بیان کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کے ایک معبود ہونے

کا اعلان واقرار بھی کیا جاتا ہے۔ اور یہ وہ اعمال ومعمولات ہیں جو اللہ کو بے حد پسند ہیں۔ چنانچہ دینی محفلوں میں یہ منظر دیکھا گیا ہے کہ جب شعرا نعت نبوی عشق ومستی میں جھوم جھوم کر پڑھتے ہیں، خطبا اور علماے کرام قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل تقریر کرتے ہیں تو سامعین حضرات فرط محبت میں جھوم کر سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر کی صورت میں داد وتحسین سے نوازتے ہیں اور اس انداز میں بلند آواز سے نعرہ لگاتے ہیں کہ فضاے آسمانی گونج اٹھتی ہے، ابلیس کا کلیجہ دہل جاتا ہے۔ ادھر اللہ کے نام کا نعرہ بلند ہوتا ہے ادھر اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے نام جنت کے بالا خانے میں رجسٹر فرما دیتا ہے۔

صحابی رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آقا کریم، نبی رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ فِی الْجَنَّةِ لَغُرُفًا یُرٰی ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا وَبَاطِنُهَا مِنْ ظَاهِرِهَا۔ جنت میں ایک بالا خانہ ہے جس کی خوبصورتی کا عالم یہ ہے کہ اس کے باہر کا حصہ اندر سے اور اس کے اندر کا نظارہ باہر سے دکھتا ہے۔ کسی نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت کے اس حسین وخوش نظارہ اور خوبصورت بالا خانہ میں کون رہے گا؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلَّذِیْنَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ وَیُطِیْبُوْنَ الْكَلَامَ وَیُدِیْمُوْنَ الصِّیَامَ وَیُفْشُوْنَ السَّلَامَ وَیُصَلُّوْنَ بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ۔

جو کھانا کھلاتے ہیں، اچھی گفتگو کرتے ہیں، ہمیشہ روزہ رکھتے ہیں، سلام کو عام کرتے ہیں اور جب رات کی تاریکی میں لوگ خراٹے کی نیند لے رہے ہوتے ہیں تو یہ اٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، نفل نمازیں پڑھتے ہیں اور سجدوں میں اپنی رات گزار دیتے ہیں۔ انہیں لوگوں کے لیے جنت کا یہ خوبصورت اور بے نظیر وبے مثال بالا خانہ اور محل ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! ہر کوئی تو اس عمل کی طاقت رکھتا نہیں ہے۔ تو رحمت دوعالم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَمَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ فَقَدْ اَطَابَ الْكَلَامَ وَمَنْ اَطْعَمَ اَهْلَهُ فَقَدْ اَطْعَمَ الطَّعَامَ وَمَنْ صَامَ رَمْضَانَ فَقَدْ اَدَامَ الصِّیَامَ وَ مَنْ لَقِیَ اَخَاهُ فَسَلَّمَ عَلَیْهِ فَقَدْ اَفْشَی السَّلَامَ وَ مَنْ صَلَّی الْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ وَ الْفَجْرِ فَقَدْ صَلّٰی بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ۔ کہ جس شخص نے سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہا تو گویا اس نے بہت اچھی گفتگو کی، اسے اچھی گفتگو کرنے کا ثواب ملے گا۔ اور جس نے بیوی بچوں کو کھانا کھلایا تو گویا اس نے کھانا کھلانے کا حق ادا کر دیا، جس نے رمضان المبارک کے پورے روزے رکھے گویا وہ ہمیشہ روزہ دار رہا، جس نے اپنے دینی بھائی سے ملاقات کی اور اسے سلام کیا تو اس نے سلام عام کر دیا اور جس نے عشا اور فجر کی نماز پڑھ لی گویا اس نے رات بھر نماز ادا کی جب کہ لوگ غفلت کی نیند لے رہے ہوں۔ (تنبیہ الغافلین ص ۱۹۸)

دینی محفل بنام علمی مجلس

حضرات گرامی! دینی محفلوں کے انعقاد اور ان محفلوں میں شرکت وحاضری سے ایک عظیم اور نہایت اہم دینی اور دنیوی واخروی فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ ان محافل میلاد میں رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائبین یعنی علما کا قافلہ ہوتا ہے، وارثین مصطفی کا گروہ ہوتا ہے جو قرآن کے احکام بیان کرتے ہیں، احادیث رسول اکرم کی روشنی میں دین کے پیغام سناتے ہیں اور سامعین وحاضرین ان علماے کرام کی زبانی علمی باتیں، دینی مسائل واحکام کی جانکاری حاصل کرتے ہیں۔ حلال وحرام، جائز وناجائز، مکروہ ومستحب اور فرائض وواجبات جیسے اہم دینی مسائل سے آگاہ ہوتے ہیں۔ اور مسلمانو! قسم خدا کی جس جگہ، جس محفل میں علماے کرام ہوں اور دین کی باتیں سیکھی اور سکھائی جائیں اس محفل سے بڑھ کر روئے زمین پر نہ کوئی محفل ہوسکتی ہے اور نہ کوئی جگہ ہوسکتی ہے۔

خلیفۃ الرسول حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

فَلَا تُفَارِقُوا مَجَالِسَ الْعُلَمَاءِ فَاِنَّ اللهَ تَعَالٰی لَمْ یَخْلُقْ عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ بُقْعَةً اَكْرَمَ عَلَی اللهِ مِنْ مَجَالِسِ الْعُلَمَاءِ۔ (تنبیہ الغافلین ص ۲۵۰)

تو اے لوگو! علما کی مجلسوں سے دور مت رہو کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر کوئی خطہ پیدا نہیں فرمایا جو اللہ رب العزت کے نزدیک علما کی مجلسوں سے زیادہ عزت وکرامت والا اور بہتر ہو۔

مسجد نبوی میں علمی مجلس

ایک دن میرے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف لائے، مسجد میں آپ نے دو مجلسیں

دیکھیں، ایک مجلس میں بیٹھے لوگ ذکر الٰہی میں مشغول تھے، جب کہ دوسری مجلس جو اسی مسجد نبوی میں سجی تھی وہ علمی مجلس تھی، جس میں لوگ فقہی مسائل سیکھ رہے تھے، احادیث مصطفیٰ سن اور سنا رہے تھے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا دونوں مجلسیں بہتر ہیں۔ لیکن ایک مجلس دوسری مجلس سے افضل ہے۔ جس مجلس میں اللہ کا ذکر ہو رہا ہے اس میں بیٹھنے والے لوگ ذکر اللہ کے بعد دعا مانگتے ہیں تو اگر اللہ چاہے تو انہیں عطا فرما دے اگر چاہے تو ان کی دعا رد فرما دے۔

وَاَمَّا هٰؤُلَاءِ فَيَتَعَلَّمُوْنَ وَيُعَلِّمُوْنَ الْجَاهِلَ وَاِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا فَهٰؤُلَاءِ اَفْضَلُ ثُمَّ جَلَسَ مَعَهُمْ۔ لیکن جو لوگ دوسری مجلس میں بیٹھ کر فقہی و دینی مسائل سیکھ رہے ہیں اور نہ جاننے والوں کو پڑھا رہے ہیں وہ سب سے افضل ہے، کیوں کہ میں بھی معلم بن کر دین کی تعلیم دینے والا بن کر آیا ہوں۔ پھر حضور اکرم ﷺ اسی مجلس میں بیٹھ گئے جس میں علم دین سکھا اور سیکھا یا جا رہا تھا۔ (تنبیہ الغافلین ص ۲۴۲)

مسلمانو! اب گاؤں محلہ میں جہاں کہیں بھی میلاد کی محفل ہو تو فوراً حاضر ہو جایئے، دعوت ملے یا نہ ملے، ارے سننے کی دعوت تو اللہ کی طرف سے ملی ہے تو کس دعوت کا انتظار ہے، کیا کھانے کی دعوت کا؟ ذکر اللہ عزوجل اور ذکر رسول ﷺ کی محفل میں کھانے کی دعوت کا انتظار نہیں بلکہ رب کی رحمت کے نزول اور فرشتوں کی آمد کا انتظار ہونا چاہیے، اللہ رب العزت اور تاجدار مدینہ کے ذکر سننے کی بے قراری ہونی چاہیے ؎

عاشقو کوے مدینہ کی فضا کچھ اور ہے — جنت فردوس و ماویٰ کی ہوا کچھ اور ہے
بلبلو گلزار جنت میں کہاں ایسی بہار — کوچۂ شہر محمد کی ہوا کچھ اور ہے

لقمان حکیم کی نصیحت بیٹے سے

حضرت لقمان علیٰ نبینا علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا بیٹے! جب تم ذکر کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے ساتھ بیٹھ جاؤ، اس لیے کہ تم عالم دین ہو تو تجھے تیرا علم نفع دے گا اور اگر تو جاہل ہے تو تجھے وہ تعلیم دیں گے۔ اگر ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت برسے گی تو تجھے بھی اس سے حصہ نصیب ہوگا۔ اگر تمہارا گذر ایسی قوم سے ہو جو ذکر الٰہی سے محروم ہیں تو ان کے پاس نہ بیٹھنا۔ کیوں کہ اگر تم عالم دین ہو تو تیرا علم اسے نفع نہ دے گا اور اگر تم جاہل ہو تو الٹا اس

کی صحبت سے جہالت اور گمراہی میں اضافہ ہوگا۔ بلکہ جب ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا تو تم بھی اس کے ساتھ بیٹھنے سے مارے جاؤ گے۔

(روح البیان مترجم ج ا ص ۳۳، تنبیہ الغافلین ص ۲۴۹)

مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ؎

صحبت صالح ترا صالح کند — صحبت طالح ترا طالح کند

اچھوں کی صحبت تجھے اچھا بنائے گی اور بروں کی صحبت تجھے برا بنا دے گی۔ مگر میرے بزرگو اور ساتھیو! یہ دینی محفلیں، علما اور فقہا کی مجلسیں ہمیں علم کے گوہر سے مالا مال کرتی ہیں، اللہ کے عذاب سے دور کرکے رب کی رحمتوں کی کیاریوں میں جگہ دیتی ہیں، جہالت کی بیماریوں سے شفا بخشتی ہیں، علم کا نور عطا کرتی ہیں اور سونے پہ سہاگہ یہ کہ محفل میلاد ہمارے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔ چنانچہ سینے معلم کائنات، فخر موجودات، محبوب خالق ارض و سماوات، عبداللہ کے لخت جگر، آمنہ کے نور نظر محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

اَلْمَجْلِسُ الصَّالِحُ يُكَفِّرُ عَنِ الْمُؤْمِنِ اَلْفَيْ اَلْفِ مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ السُّوْءِ۔

(تنبیہ الغافلین ص ۲۵۰)

یعنی اچھی مجلس جس میں اللہ کا ذکر ہو، رسول اللہ کا ذکر ہو، اللہ والوں کا ذکر ہو، مکہ مکرمہ کا ذکر ہو، مدینہ منورہ کا ذکر ہو، بغداد والے آقا کا ذکر ہو، اجمیر والے خواجہ کا ذکر ہو، کلیر والے صابر پیا کا ذکر ہو، دلی والے بختیار کاکی اور نظام الدین اولیا کا ذکر ہو، گنج شکر کا ذکر ہو، مخدوم کچھوچھہ کا ذکر ہو، مخدوم بہار کا ذکر ہو، بریلی کے تاجدار اعلیٰ حضرت کا ذکر ہو، روضہ شریف والے داتا گدا علی کا ذکر ہو، رحم علی کا ذکر ہو، بہار علی شاہ کا ذکر ہو، سرکار تیغ علی کا ذکر ہو، سرکار مجبی کا ذکر ہو، مفتی اعظم کا ذکر ہو، دیوی والے وارث پاک کا ذکر ہو، وارث علوم اعلیٰ حضرت تاج الشریعہ کا ذکر ہو اور اقلیم علم و حکمت، وقار مملکت، محبوب سادات مارہرہ، پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت سرکار جیش ملت شیر نیپال کا ذکر ہو تو ایسی مجلس بیس لاکھ بری مجلسوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔

جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهُ

وما علینا الا البلاغ

نویں تقریر

ذکر اور کلماتِ ذکر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْلَعَ فِیْ سَمَاءِ النُّبُوَّۃِ سِرَاجًا لَامِعًا وَّقَمَرًا مُّنِیْرًا وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَرْسَلَہٗ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اَبَدًا اَبَدًا۔ اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ ۚ
(نسا۱۰۲)

ترجمہ: پس جب تم نماز پوری کر چکو تو کھڑے ہوئے، بیٹھے ہوئے اور پہلوؤں کے بل لیٹے ہوئے اللہ کا ذکر کرو۔

سرکار اعلیٰ حضرت دریائے رحمت، کنز کرامت، مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

محمد مظہر کامل ہے حق کی شان عزت کا
نظر آتا ہے اس کثرت میں کچھ انداز وحدت کا
گدا بھی منتظر ہے خلد میں نیکوں کی دعوت کا
خدا دن خیر سے لائے سخی کے گھر ضیافت کا
نہ رکھی گل کے جوش حسن نے گلشن میں جا باقی
چٹکتا پھر کہاں غنچہ کوئی باغ رسالت کا
الٰہی منتظر ہوں وہ خرام ناز فرمائیں
بچھا رکھا ہے فرش آنکھوں نے کمخواب بصارت کا

رضائے خستہ جوش بحر عصیاں سے نہ گھبرانا
کبھی تو ہاتھ آجائے گا دامن ان کی رحمت کا

(حدائق بخشش)

عزیزانِ ملت اسلامیہ! آج میری تقریر کا عنوان "ذکر اور کلمات ذکر" ہے۔ سب سے پہلے میں آیت کریمہ کی روشنی میں ذکر کی فضیلت وعظمت بیان کروں گا اور پھر ذکر کے کلمات والفاظ کے فضائل وبرکات اور فوائد بیان کروں گا۔ اس سے قبل ہم سب مل کر اپنے اور ساری کائنات کے نبی، بیمار دلوں کے طبیب، رب کے حبیب، راحت قلوب عاشقاں، انیس بیکساں، چارۂ دردمنداں، شفیع عاصیاں، عالم اسرار جہاں، زینت زمین وآسماں، وجہ کن فکاں، صاحب قرآن وفرقاں، ہادی انس وجاں، رحمت یزداں، عالم کی روح رواں حضور رحمت عالم نور مجسم احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کی مقدس ومعطر بارگاہ میں بصد ادب واحترام درود شریف کا نذرانہ پیش کریں اور پڑھیں بآواز بلند:

اللھم صل علیٰ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ اٰل محمد فی الاولین والآخرین وفی الملأ الاعلیٰ الیٰ یوم الدین۔

باوقار سامعین! اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے: جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو خواہ بیٹھ کر ہو یا کھڑے ہو کر یا اپنے پہلوؤں کے بل لیٹ کر۔ بستر پر سونے جائے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر، سو کر اٹھے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر، کھاتے وقت، پیتے وقت، کپڑے پہنتے وقت، اتارتے وقت، آئینہ دیکھے تو، سرمہ لگائے تو، خوشبو لگائے تو، کنگھی کرے تو، چھینک آئے تو، مصیبت آئے تو، نعمت ملے تو، خوشی کی خبر سنیے تو، غمی کی خبر سنیے تو سواری پر بیٹھیے تو، سواری سے اتریے تو ہر وقت، ہر لمحہ اور ہر آن اللہ تعالیٰ کو خوب کثرت کے ساتھ یاد کیجئے۔ تنہائی میں رہیے تب بھی اور دوستوں کی انجمن اور کسی محفل میں رہیے تب بھی ذکر اللہ میں مشغول رہیے۔ کیوں کہ ذکر الٰہی سے اطمینان قلبی نصیب ہوتا ہے، فرشتوں کا نزول ہوتا ہے، ایمان میں بالیدگی، روح میں تازگی، دل مین نکھار، سیرت وکردار میں حسن وخوبی، جسم میں توانائی پیدا ہوتی ہے اور دنیا وعقبیٰ دونوں جہان میں عزت ملتی ہے۔ ہاں! ہاں! ذکر الٰہی کی کثرت اتنی ہو کہ غنچۂ قلب خود بخود مسکرانے لگے اور اس کے ایک ایک دھڑکن سے اللہ اللہ کے نغمے پھوٹنے لگیں ۔

دل تو دل ہے سانس کی ہر لہر سے
اللہ اللہ کی صدا اٹھنے لگے

غرض کہ اے بندگان خدا! نماز سے فارغ ہونے کے بعد باقی اوقات میں اگر تم کثرت کے ساتھ اپنے معبود و مسجود اور خالق و مالک کو یاد کرو گے، اس کا ذکر کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے گا اور مغفرت کا پروانہ عطا فرمائے گا۔ خود اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا۔
(احزاب ۳۰)

ترجمہ: اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں ان سب کے لیے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔ (کنز الایمان)

دل کا علاج

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ذِكْرُ اللّٰهِ شِفَاءُ الْقُلُوْبِ (فیض القدیر ج ۳ ص ۷۵۵) اللہ کا ذکر کرنے سے دل کو شفا ملتی ہے۔

یعنی جب انسان جسمانی بیماری میں مبتلا ہوجاتا ہے، بدن میں درد ہوتا ہے یا بخار میں مبتلا ہوجاتا ہے یا کسی اور بیماری میں گھر جاتا ہے، علاج کے لیے حکیموں، طبیبوں اور ڈاکٹروں کے پاس جاتا ہے اور اس کا علاج کرواتا ہے۔ تاکہ بیماری سے شفا ملے اور بدن کو صحت و تندرستی حاصل ہو۔ لیکن جب دل بیمار ہوجائے، گناہوں میں انسان مبتلا ہوجائے، خواہشات نفس کی پیروی کرنے لگے تو یہ دل کی بیماری ہے، تو جب دل بیمار ہوجائے تو اس کا علاج حکیموں کے نسخوں سے نہیں، ڈاکٹروں کی دواؤں سے نہیں بلکہ اس کا علاج طبیب حقیقی اللہ رب العزت کے ذکر سے ہوگا۔ جب بیمار دل والا انسان اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اس کے دل کو شفا ملتی ہے، دل سے نفاق ختم ہوجاتا ہے، دلوں کا زنگ اور میل دور ہوجاتا ہے۔

ذکر کرنے والے کی دعا رد نہیں ہوتی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا يَرُدُّ اللّٰهُ دُعَاءَهُمْ اَلذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ وَالْإِمَامُ الْمُقْسِطُ۔ (شعب الایمان ج ۱ ص ۴۱۹)

تین لوگوں کی دعا کو اللہ تعالیٰ رد نہیں فرماتا۔ (۱) کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرنے والے کی دعا (۲) مظلوم یعنی جس پر ظلم کیا گیا ہو اس کی دعا اور (۳) انصاف کرنے والے بادشاہ اور حاکم کی دعا۔ ان تین لوگوں کی دعا کو اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتا ہے۔

بلند درجات

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَيَذْكُرَنَّ اللّٰهَ اَقْوَامٌ فِي الدُّنْيَا عَلَى الْفُرُشِ الْمُمَهَّدَةِ يُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى۔ (صحیح ابن حبان ۳۹۸، درمنثور ج ۲ ص ۴۴)

ترجمہ: جو لوگ دنیا میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اپنے نرم بچھونوں اور بستروں پر تو کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انہیں جنت کے بلند درجات اور اونچے محلوں میں داخل فرمائے گا۔

مگر آج مسلمانوں کا حال یہ ہوگیا کہ جب وہ نرم و نازو قیمتی بستروں، گدوں اور پلنگ پر سونے کے لیے جاتے ہیں تو ذکر اللہ کرنے کی جگہ، تلاوت قرآن کرنے کی بجائے مخصوص سورتوں یا کم سے کم درود شریف اور سونے کی دعا پڑھنے کی بجائے وہ ٹی وی دیکھتے ہیں، ناٹک اور فلموں والے سیریل دیکھتے ہیں۔ اللہ کی پناہ! سچ فرمایا ہے سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

دن لہو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے
شرم نبی نہ خوف خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ذکر سے غفلت کا انجام

محبان گرامی! اللہ رب العزت جل جلالہ عم نوالہ نے ہمیں عبادت و بندگی اور ذکر الٰہی کا حکم دیا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمتیں عنایت فرماتا ہے، اپنی خوشنودی عطا فرماتا ہے، دونوں جہان کی عزت و بھلائی عطا فرماتا ہے

اور دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرما دیتا ہے۔مگر جو اللہ کے ذکر سے غافل ہوتا ہے، اس کا ذکر کرنا چھوڑ دیتا ہے تو وہ خیر سے محروم کر دیا جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کے عذاب و وعید میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

(۱) وَمَنْ یُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ یَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۝ (الجن ۱۷)

ترجمہ: اور وہ جو اپنے رب کی یاد سے منہ پھیرے وہ اسے چڑھتے عذاب میں ڈالے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ ذکر نہ کرنے والے شخص پر عذاب نازل فرمائے گا۔

اور دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

(۲) وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیْنٌ ۝ (زخرف ۳۶)

اور جو اللہ رحمن و رحیم کے ذکر سے اندھا ہو جائے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا ہے۔ یعنی جو جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کے ذکر سے اعراض کرے، ذکر اللہ سے دور بھاگے اس پر شیطان حاوی ہو جاتا ہے جو اسے بہکاتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ گناہوں کی دلدل میں پھنس کر عذاب وقہر کا مستحق ہو جاتا ہے۔

ایک جگہ اور ارشاد فرماتا ہے:

(۳) فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اُولٰٓىٕكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ (زمر ۲۲)

تو خرابی ہے ان کی جن کے دل یاد خدا کی طرف سے سخت ہو گئے ہیں وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

نفس جب خبیث ہو جاتا ہے تو قبول حق سے اس کو بہت دوری ہو جاتی ہے اور ذکر اللہ کے سننے سے اس کی سختی اور کدورت بڑھتی ہے۔ جیسے کہ آفتاب کی گرمی سے موم نرم ہوتے ہیں اور کافروں کے دلوں کی سختی اور بڑھتی ہے۔ (خزائن العرفان)

ویل کیا ہے

معزز سامعین! اللہ تعالیٰ نے ذکر اللہ سے غافل رہنے والوں کے لیے فرمایا کہ ان کے

لیے ویل ہے۔ اور ویل جہنم کی ایک وادی یا پہاڑ کا نام ہے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ جو لوگ اللہ کے ذکر سے غافل ہو جاتے ہیں ان کے لیے جہنم کا ویل نامی پہاڑ یا وادی ہے، جس کے سخت سے سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ چنانچہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّهٗ جَبَلٌ مِّنْ نَارٍ۔ (تفسیر قرطبی ج ۲ ص ۲۲۰، طبری ج ۲ ص ۱۶۴)

یعنی ویل جہنم کا ایک پہاڑ ہے۔

اور ابو سعید رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ: اَلْوَیْلُ وَادٍ فِیْ جَهَنَّمَ بَیْنَ جَبَلَیْنِ یَهْوِیْ فِیْهِ الْهَاوِیْ اَرْبَعِیْنَ خَرِیْفًا۔ (قرطبی ج ۲ ص ۲۲۰، مستدرک ج ۲ ص ۵۰۷)

ترجمہ: ویل جہنم میں دو پہاڑوں کے بیچ ایک وادی ہے جس میں گرنے والا چالیس سال کے بعد اس کی تہہ تک پہنچے گا۔

اور حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اَلْوَیْلُ وَادٍ فِیْ جَهَنَّمَ لَوْ سُیِّرَتْ فِیْهِ الْجِبَالُ لَمَاعَتْ۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۱۱)

ترجمہ: ویل جہنم کی ایک وادی ہے اگر پہاڑ بھی اس میں جلائے جائیں تو پگھل جائیں۔

اس لیے میرے محترم! اللہ کا ذکر اپنی زندگی کا معمول بنا لیجئے اور ذکر الٰہی میں کوتاہی نہ کریں بلکہ ان لوگوں کی صحبت میں بھی نہ رہیں جن کے دل ذکر اللہ سے غافل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝ (کہف ۲۸)

ترجمہ: اور اس کا کہنا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گذر گیا۔

بازار میں داخل ہوتے وقت کا ذکر

سامعین کرام! اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہر حال میں، ہر وقت اور ہر جگہ ذکر اللہ کا حکم دیا تاکہ ہر وقت ان پر اللہ کی رحمتیں اترتی رہیں اور ذاکرین گناہوں سے پاک ہوتے رہیں۔ اسی

لیے بازار جیسی جگہ میں بھی جائے تو وہاں بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ رہیں، کم سے کم بازار میں داخل ہوتے وقت اللہ کا ذکر کرلیں انشاء اللہ الرحمن آپ بیشمار اجر وثواب کے مستحق ہوں گے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص بازار میں داخل ہوتے وقت یہ دعا:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" پڑھ لے۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ حَسَنَةٍ وَمَحَا عَنْهُ اَلْفَ اَلْفِ سَيِّئَةٍ وَرَفَعَ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ دَرَجَةٍ۔

(تنبیہ الغافلین ص ۲۲۵)

ترجمہ: تو اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں دس لاکھ نیکیاں لکھ دے گا، دس لاکھ اس کے گناہ مٹا دے گا اور دس لاکھ اس کے درجات بلند کردے گا۔

کلمات ذکر مع فضائل

سامعین کرام! ذکر کی فضیلت اور اس کی برکت آپ سماعت فرما چکے ہیں اب آئیے میں آپ کو ذکر کے کلمات اس کے الفاظ اور ذکر کے طریقے بتاؤں تاکہ ذکر کرنے میں آپ کو آسانی ہو اور ان طریقوں سے آپ ذکر کی برکتیں حاصل کرسکیں۔ اس سے پہلے ایک بار جھوم کر درود شریف سنائے۔ درود شریف:

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما ۔ نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما

محترم حضرات! بسم اللہ، سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر، لاحول ولاقوۃ الا باللہ، استغفر اللہ اور درود شریف ذکر اور کلمات ذکر کے لیے بہترین نسخہ اور ذکر کے ایسے کلمات ہیں جن کا حکم خود اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب اعلیٰ ﷺ نے دیا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی کلمات ذکر ہیں جن کا ورد و وظیفہ مسلمانوں کو کرنا چاہیے۔

گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے درخت سے پتے

عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ

اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَاِنَّهُنَّ الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ وَهُنَّ يُحْطِطْنَ الْخَطَايَا كَمَا تُحِطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا وَهُنَّ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ۔

(مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۷۷)

ترجمہ: حضرت ابودردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھا کرو، کیونکہ یہ باقی رہنے والی نیکیاں ہیں اور ان کلمات کے سبب گناہ ایسے ہی جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَرَجْتُ اَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَمَرَّ بِشَجَرَةٍ قَدْ يَبِسَ وَرَقُهَا فَضَرَبَهَا النَّبِيُّ ﷺ بِعَصًا كَانَتْ مَعَهٗ فَتَسَاقَطَ وَرَقُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ يُسَاقِطْنَ الذُّنُوْبَ كَمَا تُسَاقِطُ هٰذِهِ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا۔ (کنز العمال ج ۲ ص ۲۵۵)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جارہا تھا تو ایک ایسے درخت کے پاس گذرا ہوا جس کے پتے سوکھ چکے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی مبارک عصا اس پر ماری تو اس درخت کے پتے گرنے لگے۔ تو آپ نے فرمایا بے شک سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر کہنے سے گناہ ایسے ہی جھڑتے ہیں جس طرح اس درخت سے پتے جھڑ رہے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سلام امت محمدیہ کے نام

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَأَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ الْخَلِيْلَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِقْرَأْ اُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ وَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرَابِ عَذْبَةُ الْمَاءِ وَاَنَّهَا قِيْعَانٌ وَغِرَاسُهَا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ (ایضا، المعجم الصغیر ج ۱ ص ۱۹۶)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا معراج کی رات میری ملاقات حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے ہوئی،

انہوں نے فرمایا اے محمد! آپ اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہیے گا اور انہیں بتا دیجیے کہ جنت کی مٹی پاکیزہ اور پانی میٹھا ہے اور وہاں کچھ چٹیل میدان ہیں جن کے پودے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ہے۔

اللہ اکبر کہنے کی فضیلت

تکبیر یعنی اللہ اکبر ایسا ذکر ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اظہار ہوتا ہے یہ وظیفہ اور کلمہ اللہ تعالیٰ کو بیحد پسند ہے، یہ دنیاوی آگ اور قبر و دوزخ کی بھی آگ بجھا دیتی ہے۔ گھر میں آگ لگ جائے یا کسی قبر میں آگ دیکھے تو اللہ اکبر کا ورد کریں انشاء اللہ الرحمن اس کی برکت سے دنیا کی بھی آگ اور قبر و دوزخ کی بھی آگ بجھ جائے گی۔

(۱) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَطْفِئُوا الْحَرِیْقَ بِالتَّکْبِیْرِ۔

(مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۴۷، المعجم الاوسط ۸۵۶۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا آگ کو اللہ اکبر کے ذریعہ بجھاؤ۔

(۲) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا:

اِذَا رَأَیْتُمُ الْحَرِیْقَ فَکَبِّرُوْا فَاِنَّہٗ یُطْفِئُ النَّارَ۔

(الکامل ج ۴ ص ۱۴۶۹، جامع صغیر لسیوطی ج ۱ ص ۲۱۱)

یعنی جب تم آگ دیکھو تو اللہ اکبر اللہ اکبر پڑھا کرو کہ وہ آگ کو بجھا دیتا ہے۔

تنگ قبر کشادہ ہوگئی

(۳) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

لَمَّا دُفِنَ سَعْدُ بْنُ مَعَاذٍ وَسُوِّیَ عَلَیْہِ سَبَّحَ النَّبِیُّ ﷺ وَسَبَّحَ النَّاسُ مَعَہٗ طَوِیْلًا ثُمَّ کَبَّرَ وَکَبَّرَ النَّاسُ ثُمَّ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لِمَ سَبَّحْتَ ثُمَّ کَبَّرْتَ قَالَ لَقَدْ تَضَایَقَ عَلٰی ھٰذَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ قَبْرُہٗ حَتّٰی فَرَّجَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ (مسند احمد

ج ۳ ص ۳۶۰)

یعنی جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہو چکے اور قبر درست کر دی گئی تو نبی کریم ﷺ دیر تک سبحان اللہ سبحان اللہ فرماتے رہے اور صحابہ کرام بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کہتے رہے، پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ اللہ اکبر اللہ اکبر فرماتے رہے اور صحابہ کرام بھی حضور کے ساتھ کہتے رہے۔ پھر صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ پہلے تسبیح پھر تکبیر کیوں پڑھی؟ ارشاد فرمایا کہ اس نیک مرد پر اس کی قبر تنگ ہو گئی تھی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے وہ تکلیف دور کر دی اور قبر کو کشادہ فرما دیا۔ (بحوالہ ماہنامہ اشرفیہ جنوری ۲۰۱۳ء ص ۱۸)

اللہ اکبر کہنا سو دینار صدقہ کرنے سے بہتر ہے

(۴) حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

لَاَنْ اُکَبِّرَ مِائَۃَ تَکْبِیْرَۃٍ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَتَصَدَّقَ بِمِائَۃِ دِیْنَارٍ۔ (درمنثور)

سو بار اللہ اکبر کہنا مجھے سو دینار صدقہ کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ کَبَّرَ وَاحِدَۃً کُتِبَتْ لَہٗ عِشْرُوْنَ وَمُحِیَتْ عَنْہُ عِشْرُوْنَ۔

(کنز العمال ج ۲ ص ۲۳۵)

ترجمہ: جو ایک مرتبہ اللہ اکبر کہے گا اس کے لیے بیس نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور بیس گناہ اس کے مٹا دیے جائیں گے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَالَ حِیْنَ یُصْبِحُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَعْتَقَ اللّٰہُ رَقَبَتَہٗ مِنَ النَّارِ۔

(کنز العمال ج ۲ ص ۱۵۸)

یعنی جو صبح کے وقت لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی گردن کو جہنم سے آزاد فرما دے گا۔

جَزَی اللّٰہُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا ھُوَ اَھْلُہٗ

وما علینا الا البلاغ

دسویں تقریر

سبحان اللہ اور الحمدللہ کی فضیلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یُسَبِّحُ لَہٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الَّذِیْ شَقَّ اِسْمَہٗ مِنْ اِسْمِہٖ وَھُوَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ ۝ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ تَشْتَاقُ لَھُمْ جَنّٰتُ النَّعِیْمِ ۝ ۔امابعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ (النصر ۳)

صدق اللہ مولانا العظیم وبلغنا رسولہ الکریم

فخر ازہر، وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم ہند حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں ۔

کچھ کریں اپنے یار کی باتیں — کچھ دل داغدار کی باتیں
میں بھی گذرا ہوں دور الفت سے — مت سنا مجھ کو پیار کی باتیں
مرنہ جانا متاع دنیا پر — سن کے تو مالدار کی باتیں
یوں نہ ہوتے اسیر دولت تم — سنتے گر ہوشیار کی باتیں
ہر گھڑی وجد میں رہے اختر — پہنچے اس دیار کی باتیں

حضرات گرامی باوقار! آج کی اس محفل ذکر خدا عزوجل و ذکر مصطفیٰ ﷺ میں کچھ دیر آپ حضرات کے سامنے تسبیح و تحمید یعنی سبحان اللہ اور الحمدللہ کی فضیلت و برکت پر چند احادیث کریمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا تا کہ مسلمان سبحان اللہ اور الحمدللہ کے ذریعے ذکر اللہ کی سعادت اور برکتیں حاصل کر کے اللہ عزوجل کی رضا کے مستحق وحق دار ہو جائیں۔ امید ہے کہ آپ حضرات میری بات بغور سماعت کریں گے اور قرآن واحادیث کے نور سے

اپنے قلب وجگر کو منور کریں گے۔آیئے ایک بار کونین کے دولہا پریشان حالوں کے ملجا و ماوا، مالک ارض وسما، مصداق واللیل اذا سجیٰ، محبوب کبریا، شہ ہر دوسرا، زینت بزم انبیا حضور پرنور جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدس میں جھوم جھوم کر درود و سلام کا ہدیہ پیش کریں اور پڑھیں بآواز بلند:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِیْ عِلْمِ اللّٰہِ صَلٰوۃً دَائِمَۃً بِدَوَامِ مُلْکِ اللّٰہِ

حضرات گرامی باوقار! ذکر کی بے شمار قسمیں اور طریقے ہیں جو آپ نے بارہا سماعت کیا ہوگا۔ان میں سے ایک قسم تسبیح اور ایک طریقہ تحمید بھی ہے یعنی سبحان اللہ اور الحمدللہ کہنا۔ بولنے اور سننے میں تو بہت مختصر ہیں یہ دونوں کلمات مگران دونوں کا اجروثواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتنا عطا کیا جاتا ہے کہ شمار نہیں کیا جاسکتا۔اللہ تعالیٰ نے تسبیح و تحمید کا حکم دیتے ہوئے اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرمایا:

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ (النصر ۳) یعنی اپنے رب کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کرو۔

اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا: وَاَکْثِرْ مِنَ التَّسْبِیْحِ وَالتَّکْبِیْرِ وَالتَّھْلِیْلِ (کنزالعمال ج ۱۰ ص ۲۸۸)

سبحان اللہ، اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ خوب کثرت سے پڑھا کرو۔

آیت کریمہ اور حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ سبحان اللہ اور الحمدللہ ایسا ذکر ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب پاک صاحب لولاک ﷺ نے دیا ہے اور آپ جانتے ہیں جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کرے تو اس کے لیے فوز وفلاح اور کامیابی و کامرانی اور جنت کی ضمانت ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقدس کلام مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ۔ (احزاب ۷۱)

ترجمہ: جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا تو بے شک اس کے لیے بڑی کامیابی ہے۔اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یُدْخِلْہُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا

وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۔ (نساء ۱۳)

ترجمہ: یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا اللہ اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ رہیں گے اور یہی ہے بڑی کامیابی۔

تو برادران ملت اسلامیہ! اگر آپ کامیابی چاہتے ہیں، فلاح وظفر چاہتے ہیں، جنت اوراس کی نعمتوں کی آرزو ہے تو کثرت کے ساتھ سبحان اللہ اور الحمد للہ کا ورد کرتے رہیے۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں

حضرت اسحاق بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَمَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ كُتِبَ لَهٗ مِأَةُ اَلْفِ حَسَنَةٍ وَّاَرْبَعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ اَلْفِ حَسَنَةٍ۔ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذًا لَا يَهْلِكُ اَحَدٌ مِّنَّا قَالَ بَلٰى اِنَّ اَحَدَكُمْ يَجِئُ بِالْحَسَنَاتِ لَهٗ لَوْ وُضِعَتْ عَلٰى جَبَلٍ ثَقُلَتْهُ۔ (کنز العمال ج ۱ ص ۶۱)

یعنی جس نے سبحان اللہ وبحمدہ یعنی سبحان اللہ اور الحمد للہ کہا اس کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اتنی نیکیاں عطا کی جائیں گی تو ہم میں سے کوئی ہلاک نہیں ہوگا، جہنم میں نہیں جا سکتا۔ تو سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا بے شک تم میں سے ایک آدمی اتنی نیکیوں کے ساتھ آئے گا کہ اگر ان نیکیوں کو کسی پہاڑ پر رکھ دیا جائے تو وہ نیکیاں پہاڑ سے زیادہ وزنی ہوجائیں۔

اللہ عزوجل کو محبوب کلام

(۲) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلَا اُخْبِرُكَ بِاَحَبِّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِيْ بِاَحَبِّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ فَقَالَ اِنَّ اَحَبَّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ۔

(مسلم ج ۲ ص ۱۲۵۴ حدیث نمبر ۲۷۳۲)

ترجمہ: کیا میں تجھ کو یہ نہ بتادوں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ کلام کیا ہے؟ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ضرور بتائیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک

سب سے محبوب کلام کیا ہے۔ تو سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ وبحمدہ یعنی سبحان اللہ اور الحمد للہ ہے۔

قیامت میں سب سے پہلے بلایا جائے گا

(۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَوَّلُ مَنْ يُّدْعٰى اِلَى الْجَنَّةِ الْحَمَّادُوْنَ اَلَّذِيْنَ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ۔ (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۸۵)

قیامت کے دن اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سب سے پہلے انہیں لوگوں کو بلایا جائے گا جو دنیا میں خوشی اور غم ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں یعنی الحمد للہ کہتے ہیں۔

بہترین بندے

اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَفْضَلُ عِبَادِ اللّٰهِ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الْحَمَّادُوْنَ۔ (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۸۵، المعجم الکبیر ج ۱۸ ص ۱۲۵)

ترجمہ: اللہ کے بندوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے بہتر بندہ وہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں اور الحمد للہ کا ورد کرتے ہیں۔

(۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فِيْ يَوْمٍ مِأَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زُبَدِ الْبَحْرِ۔ (بخاری ج ۲ ص ۹۴۸)

ترجمہ: جس شخص نے ایک دن میں سو بار سبحان اللہ وبحمدہ کہا اس کے گناہ مٹا دیے جائیں گے اگرچہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

گناہ درخت کے پتوں کی طرح گرتے ہیں

(۵) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَمَرَّ عَلٰى شَجَرَةٍ يَابِسَةٍ فَضَرَبَهَا بِعَصًا كَانَتْ فِيْ يَدِهٖ فَتَنَاثَرَ الْوَرَقُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ يُسَاقِطْنَ الذُّنُوْبَ كَمَا تُسَاقِطُ هٰذِهِ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا. (حلیۃ الاولیاء ج ۵ ص ۵۵)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا! سفر کے دوران حضور اقدس ﷺ کا گزر ایک سوکھے درخت کے پاس سے ہوا، حضور کے دست مبارک میں لاٹھی تھی، آپ نے درخت پر لاٹھی ماری تو اس کے پتے گرنے لگے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: بے شک سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہنے سے گناہ ایسے ہی گرنے لگتے ہیں جس طرح اس درخت سے پتے گر رہے ہیں۔

اس حدیث پاک سے سبحان اللہ اور الحمد للہ کی فضیلت و برکت کے ساتھ لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کی بھی فضیلت و فائدہ معلوم ہوگیا۔ ان مبارک کلمات کے پڑھنے سے پڑھنے والے کے جسم سے گناہ ایسے ہی جھڑنے لگتے ہیں جس طرح ایک سوکھے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔ وہ گناہوں سے پاک وصاف ہوجائیں گے اور اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عزت و سرخروئی اور کامیابی ملے گی۔

صبح و شام سبحان اللہ پڑھنے کا ثواب

(۶) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ مِاَئَةً بِالْغَدَاةِ وَ مِاَئَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ حَجَّ مِاَئَةَ مَرَّةٍ وَمَنْ حَمِدَ اللّٰهَ مِاَئَةً بِالْغَدَاةِ وَمِاَئَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ غَزَا مِاَئَةَ غَزْوَةٍ.
(المستصفی فی سنن المصطفی ص ۸۰۲، ترمذی حدیث نمبر ۳۴۷۱)

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو صبح کو سو مرتبہ اور شام کو سو مرتبہ سبحان اللہ کہے تو اسے سو حج کا ثواب عطا کیا جائے گا اور جو صبح کو سو مرتبہ اور شام کو سو مرتبہ الحمد للہ کہے گا تو اس کو اللہ کی راہ میں سو جہاد کرنے کا ثواب عطا کیا جائے گا۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ کا ذکر خاص طور پر سبحان اللہ اور الحمد للہ کے ذریعے اللہ کو یاد کرنا اتنا مقبول ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو سو مرتبہ حج اور سو بار جہاد کرنے کا

ثواب عطا فرماتا ہے۔ جب کہ حج کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَلْحَجُّ يَغْسِلُ الذُّنُوْبَ كَمَا يَغْسِلُ الْمَاءُ الدَّرَنَ. حج انسان کے گناہوں کو اس طرح دھو دیتا ہے جس طرح پانی میل کو دھو دیتا ہے۔ (کشف الغمہ ج ۱ ص ۴۱۴)

تسبیح فاطمی

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ چکی پیسنے کی وجہ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھوں میں نشانیاں پڑ گئی تھیں۔ حضور اکرم ﷺ کے پاس کچھ قیدی غلام تھے، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں تا کہ غلام حاصل کرلیں۔ مگر اس وقت حضور ﷺ کاشانہ اقدس میں موجود نہیں تھے، اس لیے حضرت فاطمہ کی ملاقات سرکار سے نہ ہوسکی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملاقات ہوئی اور انہیں سے اپنا حال اور آنے کا مقصد بتادیا اور پھر آپ گھر واپس آ گئیں۔ جب حضور علیہ السلام گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہ نے حضور ﷺ سے بتایا کہ حضرت فاطمہ آپ سے اس غرض سے ملنے آئی تھیں، آپ سے ملاقات نہیں ہوئی تو چلی گئیں۔ یہ خبر سن کر حضور اکرم ﷺ اپنی بیٹی کے گھر تشریف لائے، اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بستر پر لیٹی ہوئی تھیں۔ ہم دونوں حضور ﷺ کے لیے اٹھنے لگے تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا اپنی جگہ بیٹھے رہو۔ پھر حضور ﷺ ہمارے درمیان بیٹھ گئے۔ حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلٰى صَدْرِيْ. یہاں تک کہ میں نے اپنے سینے کے پاس نبی ﷺ کے قدموں کی ٹھنڈک محسوس کی۔ آپ نے فرمایا:

اَلَا اَدُلُّكُمَا عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ اِذَا اَوَيْتُمَا اِلٰى فِرَاشِكُمَا اَوْ اَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا فَكَبِّرَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ فَهٰذَا خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ. (بخاری ج ۲ ص ۹۳۵، مسلم حدیث نمبر ۲۷۲۷ ج ۲ ص ۱۲۵۲)

یعنی تم نے جو مجھ سے سوال کیا ہے، مانگا ہے کیا میں تم کو اس سے اچھی چیز نہ بتادوں؟ جب تم دونوں اپنے بستروں پر جاؤ تو ۳۴ بار اللہ اکبر کہو، ۳۳ بار سبحان اللہ کہو اور ۳۳ بار الحمد للہ کہو یہ تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے۔

محترم حضرات!

جو وظیفہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی بیٹی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بتایا تھا اسے تسبیح فاطمی کہا جاتا ہے۔ اس کی خوبی یہ ہے کہ کام کاج کی وجہ سے کتنی ہی تھکاوٹ کیوں نہ ہو اس وظیفہ کی برکت سے ساری تھکاوٹ انشاء اللہ الرحمن دور ہوجائے گی اور جسم ودل کو آرام وسکون ملے گا۔ اور کیوں نہ ملے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: اَلاَ بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ سنو اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان وسکون ملتا ہے۔ اس وظیفہ کریمہ کی فضیلت میں خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَبَّحَ اللّٰہَ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلاَۃٍ ثَلاَثًا وَّثَلاَثِیْنَ وَحَمِدَ اللّٰہَ ثَلاَثًا وَّثَلاَثِیْنَ وَکَبَّرَ اللّٰہَ ثَلاَثًا وَّثَلاَثِیْنَ فَتِلْکَ تِسْعَۃٌ وَّتِسْعُوْنَ وَقَالَ تَمَامَ الْمِاَۃِ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ غُفِرَتْ خَطَایَاہُ وَاِنْ کَانَتْ مِثْلَ زُبُدِ الْبَحْرِ۔ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۳۰۵ حدیث نمبر ۹۶۷ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

جو ہر نماز کے بعد ۳۳/ بار سبحان اللہ، ۳۳/ بار الحمد للہ اور ۳۳/ بار اللہ اکبر کہے اور ایک بار لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شئی قدیر کہہ کے سو کا عدد پورا کرلے تو اس کے سارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اگرچہ گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

مگر آج کی خواتین اسلام کا حال یہ ہے کہ درجنوں گانے انہیں زبانی یاد ہیں مگر قرآن کی ایک آیت بھی وہ دیکھ کر نہیں پڑھ سکتی فلمی دنیا کی ہیروئینوں کے طرز پر ان کے جسم پر ایسے باریک کپڑے ہوتے ہیں جن سے ان کے بدن کا رنگ وروپ اور بناوٹ ایسے نظر آتی ہے گویا انہوں نے کپڑے پہنے ہی نہ ہوں۔ بے پردہ مارکیٹوں میں، شاپنگ سینٹروں اور تماشا گاہوں میں گھومتی اور اپنے حسن وادا کی نمائش کرتی ہوئی نظر آتی ہیں اور یہی وجہ ہے آج ان کی عزت وعفت محفوظ نہیں۔ اے میری ماں بہنو! اگر تم عزت کی زندگی چاہتی ہو اور خود کو جہنم کی آگ سے اور اپنے بدن کو بچانا چاہتی ہو تو ایسی زندگی گزارو جیسی زندگی حضور کی پاکیزہ بیویوں نے گزاری، ایسی زندگی گزارو جیسی زندگی حضور کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ نے

گزاری، حجاب میں رہو، قرآن کی تلاوت کرو، ذکر خدا میں مشغول رہو، حضور کی بارگاہ میں درود پڑھو۔ اگر ایسی زندگی تم نے اختیار کرلی تو یقین جانو تمہیں عزت بھی ملے گی، جنت بھی ملے گی اور اللہ ورسول کی خوشنودی بھی ملے گی۔

عزت ملے گی بہنو رہو تم بھی اس طرح
رہتی تھیں جیسے فاطمہ زہرا نقاب میں
بے پردگی سے ہوتے ہیں ناراض مصطفی
اسلامی بہنو گھر سے نکلنا حجاب میں

جَزَی اللّٰہُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا ھُوَ اَھْلُہٗ

وما علینا الا البلاغ

گیارہویں تقریر

لاحول ولا قوۃ الا باللہ کی فضیلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَاشَرِیْكَ لَهُ اَللهُ اَكْبَرُ كَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی عَبْدِهٖ وَرَسُوْلِهٖ مِنْ رَبِّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ مِنَ اللهِ الْعَظِیْمِ۔ اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَاشَاءَ اللهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ۔ (الکہف ۳۹)

جائے گی ہنستی ہوئی خلد میں امت ان کی — کب گوارا ہوئی اللہ کو رقت ان کی
پار ہوجائے گا اک آن میں بیڑا اپنا — کام کرجائے گی قیامت میں شفاعت ان کی
عاصیو کیوں غم محشر میں مرے جاتے ہو — سنتے ہیں بندہ نوازی تو ہے عادت ان کی
یادکرتے ہیں عدو کو بھی دعا ہی سے وہ — ساری دنیا سے نرالی ہے عادت ان کی

(استاذ زمن)

سامعین محترم! آج میری تقریر کا عنوان ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ'' کی فضیلت و برکت ہے۔اس موضوع پر قرآن پاک کی تلاوت کردہ آیت کریمہ کی روشنی میں کچھ عرض کرنے سے پیشتر آیئے ہم سب مل کر ایک بار محبوب خلاق کائنات، خیر موجودات، سید السادات، صاحب معجزات، عالم ماضیات، مخبر مستقبلات، رحمت کائنات، دافع بلیات، حل المشکلات، رفیع الدرجات، جان بزم امکانات، منبع جود و برکات حضور پرنور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ واصحابہ بارک وسلم کی بارگاہ پر انوار میں جھوم جھوم کر درود پاک کا ہدیہ پیش کریں اور پڑھیں بآواز بلند:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِیْ عِلْمِ اللهِ صَلَاةً دَائِمَةً بِدَوَامِ مُلْكِ اللهِ

حضرات گرامی باوقار! ہم لوگ بڑے خوش نصیب ہیں کہ اللہ عزوجل کے ذکر کی محفل میں بیٹھے ہیں اور کچھ دیر اللہ تعالیٰ کا ذکر پاک سنتے اور سناتے ہیں۔محبت کی ایک علامت یہ ہے کہ جوجس سے محبت کرتا ہے اس کا ذکر کثرت کرتا ہے، اس کا چرچا بار بار اور ہر پل کرتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهُ۔ جوکسی سے محبت کرتا ہے وہ اس کا تذکرہ کثرت سے کرتا ہے۔یعنی محبوب کا ذکر زیادہ کرنا یہ محبوب سے محبت کی پہچان ہے۔توجوشخص اللہ تعالیٰ کا ذکر خوب کثرت سے کرتا ہے توسمجھ لو کہ وہ اللہ تعالیٰ کا سچا محب ہے۔اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت فرماتا ہے۔

اللہ عزوجل سے محبت کی پہچان

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَلَامَةُ حُبِّ اللهِ تَعَالٰی حُبُّ ذِكْرِ اللهِ وَعَلَامَةُ بُغْضِ اللهِ تَعَالٰی بُغْضُ ذِكْرِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ۔ (کنزالعمال ج۱ ص ۴۱۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے محبت کی علامت ذکر اللہ کو محبوب رکھنا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بغض کی پہچان اللہ تعالیٰ کے ذکر کو ناپسند کرنا ہے۔

اورحضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَكْثَرَ ذِكْرَ اللهِ اَحَبَّهُ اللهُ تَعَالٰی۔ (کنزالعمال ج۱ ص ۴۲۵)

جوبکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی بارگاہ کا محبوب بنالیتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک دفعہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی مولیٰ! اَیُّ عِبَادِكَ اَحَبُّ اِلَیْكَ؟ قَالَ اَكْثَرُهُمْ ذِكْرًا لِیْ۔ تیرے بندوں میں تیرے نزدیک کون بندہ سب سے زیادہ محبوب اور پیارا ہے؟ ارشاد فرمایا جو میرا ذکر کثرت سے کرتا ہے، سب سے زیادہ کرتا ہے وہی میرا سب سے زیادہ پیارا بندہ ہے۔(درمنثور)

ذکر کرنے والے کو بے مانگے عطا کیا جاتا ہے

اللہ تعالیٰ کثرت کے ساتھ ذکر اللہ کرنے والے بندہ کو اتنا محبوب اور پسند فرماتا ہے کہ اگر بندہ ذکر میں مشغولیت کے سبب اللہ تعالیٰ سے دعا نہ کر سکے کچھ مانگ نہ سکے تو اللہ تعالیٰ اسے بغیر مانگے ذکر کی برکت سے اتنا عطا فرما دیتا ہے کہ مانگنے والا بھی اتنا نہیں پاتا ہے۔ چنانچہ:

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مکی آقا مدنی داتا محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَنْ شَغَلَهُ ذِكْرِي عَنْ مَسْأَلَتِي أَعْطَيْتُهُ قَبْلَ أَنْ يَسْأَلَنِي۔

(کنز العمال ج ۱ ص ۴۳۴)

ترجمہ: جو میرے ذکر میں مشغول ہونے کی وجہ سے مجھ سے کچھ سوال نہ کر سکا، کچھ مانگ نہ سکا تو میں اسے سوال کرنے سے پہلے ہی عطا کر دیتا ہوں۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

خدائے غیب داں نے پہلے ہی بھر دی مری جھولی
ابھی کہنے نہ پایا تھا مری جھولی بھی خالی ہے

لاحول ولا قوۃ الا باللہ ذکر اللہ ہے

حضرات گرامی! ذکر اللہ کی بہت ساری صورتیں اور طریقے ہیں جو آپ بار ہا سنتے رہتے ہیں۔ ان میں سے ایک عمدہ ذکر لاحول ولا قوۃ الا باللہ بھی ہے۔ اس کلمہ کی بڑی فضیلتیں، برکتیں اور فائدے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ بہت محبوب ومقبول ذکر اللہ اور بہت پسندیدہ عمل اور وظیفہ ہے۔ شیطان کے وسوسوں، اس کی شرارتوں اور حملوں سے بچنے کا بہت مضبوط ہتھیار ہے۔ قرآن پاک میں اسے باقیات صالحات یعنی باقی رہنے والی نیکیاں کہا گیا ہے اور حدیث میں اسے جنت کا خزانہ اور جنت کا دروازہ بھی فرمایا گیا ہے۔ اس کا معنی ہے کہ برائی سے بچنا اور نیکی کی توفیق دونوں اللہ تعالیٰ کی قوت اور اس کی مدد سے ہی ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

أَخْبَرَنِي جِبْرِيلُ أَنَّ تَفْسِيرَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ أَنَّهُ لَا حَوْلَ عَنْ مَعْصِيَةِ اللهِ إِلَّا بِقُوَّةِ اللهِ وَلَا قُوَّةَ عَلَى طَاعَةِ اللهِ إِلَّا بِعَوْنِ اللهِ۔ (الخطیب ج ۱۲ ص ۳۶۲،)

ترجمہ: جبریل علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کا معنی یہ ہے کہ برائی سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی توفیق اللہ عزوجل کی مدد اور اسی کی نصرت سے ملتی ہے۔

ننانوے بیماریوں کا علاج

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ دَوَاءٌ مِنْ تِسْعَةٍ وَتِسْعِينَ دَاءً أَيْسَرُهَا الْهَمُّ۔ (درمنثور ج ۹ ص ۵۴۶)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ ننانوے بیماریوں کا علاج اور کامیاب نسخہ ہے۔ جن میں سے ادنیٰ بیماری غم اور پریشانی اور ٹینشن ہے۔

یعنی جو آدمی کسی رنج وغم اور ٹینشن وتناؤ میں ہو اور وہ چاہتا ہے کہ اس رنج وغم اور تناؤ سے اسے راحت ملے، آزادی نصیب ہو تو وہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کا ورد کرے۔ انشاءاللہ اس کلمہ کی برکت سے اس کا غم کافور ہو جائے گا اور اس کو راحت اور چین وسکون ملے گا۔

جنت کا خزانہ

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَرَادَ كَنْزَ الْجَنَّةِ فَعَلَيْهِ بِلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ (کنز العمال ج ۴۵۹۱)

جو جنت کا خزانہ حاصل کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا کرے (اسے جنت کا خزانہ مل جائے گا)

یعنی جو لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھے گا، اس کلمہ کا ورد کرے گا تو اسے جنت، جنت کی نعمتیں اور جنت کے خزانے عطا کر دیے جائیں گے اور وہ شخص اس کلمہ کی برکت سے جنت کا حق دار ہو جائے گا۔ یہی نہیں اللہ تعالیٰ اس کی طرف رحمت کی نظر فرمائے گا اور آپ نے بار ہا سنا ہو گا کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کی طرف رحمت کی نظر فرماتا ہے اسے

عذاب نہیں دیتا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ محبوب خدا ﷺ نے فرمایا:

اَکْثِرُوا مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ وَمَنْ اَكْثَرَ مِنْهُ نَظَرَ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَمَنْ نَظَرَ اللّٰهُ اِلَيْهِ فَقَدْ اَصَابَ خَيْرَيِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔

(کنز العمال ج۱ ص ۴۵۵)

کثرت سے لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھو کیوں کہ یہ جنت کا خزانہ ہے اور جو کثرت سے یہ وظیفہ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر کرم فرماتا ہے اور جس کی طرف اللہ تعالیٰ نظر کرم فرمادے وہ دنیا اور آخرت کی بھلائی حاصل کر لیتا ہے۔

جنت کا دروازہ

محترم حضرات! ابھی آپ نے سماعت فرمایا کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ جنت کا ایک خزانہ ہے۔ اور ایک حدیث سنیے جس میں حضور نے اس کلمہ کو جنت کا دروازہ فرمایا ہے یعنی جو اس کلمہ کا ورد کرے گا وہ جنت کے دروازے سے داخل بہشت ہوجائے گا۔ چنانچہ حدیث میں ہے:

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ قَالَ مَا هُوَ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۳ ص ۷۵۱، سنن کبریٰ حدیث نمبر ۱۰۱۸۹)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں جنت کے دروازوں سے ایک مخصوص دروازے کا پتا نہ بتادوں؟ عرض کیا گیا حضور! وہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ جنت میں لیجانے والا دروازہ ہے۔

بلائیں دور

یار غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک دوسری حدیث پاک مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ لِاُمَّتِكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ عَشْرًا عِنْدَ الصَّبَاحِ وَعَشْرًا عِنْدَ الْمَسَاءِ وَعَشْرًا عِنْدَ النَّوْمِ يُدْفَعُ عَنْهُمْ عِنْدَ النَّوْمِ بَلْوَى الدُّنْيَا وَعِنْدَ الْمَسَاءِ مَكَايِدَةُ الشَّيْطَانِ وَعِنْدَ الصَّبَاحِ اَسْوَاُ غَضَبِيْ۔

(کنز العمال ج ۲ ص ۱۷۰)

ترجمہ: اے محبوب! آپ اپنی امت سے فرمادیجیے کہ صبح کے وقت دس مرتبہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا کریں اور دس مرتبہ شام کے وقت پڑھ لیں اور سونے کے لیے جب بستر پر جائیں تو اس وقت بھی دس مرتبہ پڑھ لیں۔ کیونکہ جب وہ سونے کے وقت دس مرتبہ پڑھیں گے تو ان سے دنیا کی مصیبتوں کو دور کردیا جائے گا اور شام کے وقت پڑھنے کی برکت سے اس کو شیطان کے مکروفریب سے حفاظت ہوگی اور صبح کے وقت پڑھنے کے سبب وہ میرے قہر وغضب سے محفوظ رہیں گے۔

سرکش جن سے حفاظت

حضرت امام مندہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ملک فارس کی طرف نکلا تو میں نے کہا: ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ۔ مجھے ایک شخص نے یہ کلمہ کہتے سن لیا، اس نے کہا میں وہی کلام آج سن رہا ہوں جو میں نے آسمان میں سنا تھا اور اس کے بعد کسی سے نہیں سنا تھا۔ میں نے تعجب سے کہا تو اور آسمان کی خبر، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ اس نے کہا میں کسریٰ کے ساتھ تھا، کسریٰ نے مجھے کسی کام کے لیے باہر بھیجا میں وہاں گیا اور جب واپس گھر آیا تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ شیطان میری شکل میں موجود تھا وہ میرے سامنے آیا فَقَالَ شَارِطْنِيْ عَلٰى اَنْ يَّكُوْنَ لِيْ يَوْمٌ وَلَكَ يَوْمٌ وَاِلَّا اَهْلَكْتُكَ۔ اور اس نے یہ شرط رکھی کہ ایک دن میرے لیے ہوگا اور ایک دن تیرے لیے ورنہ میں تجھے ہلاک کردوں گا۔ میں نے بادل نخواستہ مجبورا اس کی شرط مان لی۔ اب اس کے ساتھ میری دوستی ہوگئی، اچھی جان پہچان ہوگئی، وہ میرے ساتھ بیٹھنے لگا میں اس سے باتیں بھی کرتا۔ ایک دن اس نے مجھ سے کہا کہ میں ان شیطانوں میں سے ہوں جو چوری چھپے آسمان کی باتیں سنتے ہیں۔ اور آج رات میری باری ہے کہ میں آسمان کی طرف جاؤں گا اور چوری سے آسمانی باتیں فرشتوں کی باتیں سنوں

گا۔میری اس سے تو بے تکلفی ہو ہی گئی تھی، اس کی بات سن کر میں نے کہا کیا تم مجھے اپنے ساتھ آسمان کی سیر کو لے چلو گے؟ اس نے کہا ہاں چلو تم میرے ساتھ چھپ جاؤ اور میرے ساتھ چلو، میں تمہیں آج آسمان کی دنیا کی سیر کرادوں۔ اس نے مجھے ایک عمل اپنے ساتھ لے جانے کے لیے بتا دیا تا کہ اس کی وجہ سے مجھے کوئی دیکھ نہ سکے۔ وہ مجھے اپنے ساتھ اوپر لے گیا اور اتنا اوپر لے گیا کہ میں نے آسمان کو چھولیا۔ جب میں آسمان کے بالکل قریب ہوا اور آسمان کو چھونے لگا تو میں نے ایک آواز سنی کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا ’’ماشاء اللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ‘‘ یہ کلام سنتے ہی تمام شیطان منہ کے بل اوندھے گر پڑے اور ان کے ساتھ میں بھی نیچے گر پڑا۔ میں سمجھ گیا کہ شیطان کی شر اور اس کی آفتوں سے بچنے کے لیے یہ وظیفہ بہت بڑا اسلحہ ہے۔ جب میں واپس اپنے گھر والوں کے پاس آیا تو کچھ دنوں کے بعد وہ جن شیطان بھی آگیا، جیسے وہ آیا تو میں نے بلند آواز سے ماشاءاللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہنا شروع کردیا جیسے جیسے میں اس کلام کو پڑھتا رہا وہ شیطان پگھلنے لگا حتیٰ کہ وہ مکھی کی طرح ہوگیا۔ پھر اس نے کہا تو نے اس کلمہ کی بدولت اپنی حفاظت کرلی ہے، پھر وہ شیطان میرے گھر سے چلا گیا اور اس طرح میں اس کے شر و بلا سے محفوظ ہوگیا۔ (درمنثور ج ۹ ص ۵۴۵، الاصابہ ج ا ص ۱۹۳)

واقعہ

حضرات! لاحول ولاقوۃ الا باللہ یہ ایسا وظیفہ اور طریقہ ذکر ہے جس سے اللہ رب العزت کا ذکر بھی ہوتا ہے، دنیا و آخرت کی بھلائیاں بھی جمع ہوتی ہیں، گناہ بھی جھڑتے ہیں اور مغفرت و بخشش کا پروانہ بھی حاصل ہوتا ہے، دوزخ کی آگ سے نجات بھی ملتی ہے اور جنت کا ٹکٹ بھی ملتا ہے، دنیا کا غم بھی دور ہوتا ہے اور آخرت کی پریشانیوں سے بھی چھٹکارا ملتا ہے، یہی نہیں بلکہ اس کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ جو شخص اس کلمہ کا ذکر کرتا ہے تو گھر سے جن و شیاطین کے شر سے آزادی بھی حاصل ہوتی ہے۔ اس کی بے شمار فضیلت اور برکت ہے جسے آپ احادیث کی روشنی میں سماعت فرما چکے ہیں۔ اب ایک بہت ہی پیارا واقعہ اس کی فضیلت و برکت پر بیان کرتا ہوں۔ اس سے پہلے ایک بار درود شریف پڑھ لیجیے:

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما۔ نحن عباد محمد صلی علیہ وسلم

ایک نیک بخت شخص کا گزر ایک گاؤں سے ہوا، اس گاؤں میں ایک آدمی رہتا تھا جس کے بارے میں پورے گاؤں محلہ میں مشہور تھا کہ وہ بہت ہی گنہگار اور عصیاں شعار تھا۔ اس کے گناہوں کے سبب کوئی اسے اپنے پاس نہیں بیٹھنے دیتا تھا اور نہ اسے کسی مجلس میں شرکت کی اجازت تھی۔ جب وہ نیک بخت اس گاؤں میں داخل ہوا تو سب سے پہلے اسی گنہگار شخص سے ملاقات ہوئی۔ جب اس گنہگار کی نظر اس نیک اور صالح مرد پر پڑی تو اس نے آگے بڑھ کر سلام کیا اس کے جواب میں اس بزرگ نے وعلیکم السلام کہا اور اس جواب کے ساتھ یہ بھی کہا غَفَرَ اللّٰہُ لِذُنُوبِكَ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے۔ اس گنہگار نے اس بزرگ کو اپنا مہمان بنایا اور بڑی عزت و تکریم کے ساتھ اپنے گھر لے گیا اور ان کی بڑی خاطر تواضع کی۔ اس بزرگ نے اس گنہگار سے فرمایا کہ آج میں تمہارا مہمان ہوں کیا تم میری ایک بات مانو گے؟ اس نے کہا آپ جو بھی فرمائیں گے میں اس پر عمل کروں گا۔ انہوں نے فرمایا آج رات تمہیں میرے ساتھ پاک وصاف اور باوضو ہوکر ذکر اللہ کرنا ہے۔ اس نے عرض کی میں کس طرح اللہ کا ذکر کروں گا مجھے تو کچھ آتا ہی نہیں ہے، نہ مجھے قرآن پڑھنا آتا ہے اور نہ مجھے کوئی دعا اور وظیفہ یاد ہے۔ بزرگ نے فرمایا جس طرح ذکر کرتے تم مجھے دیکھو اسی طرح تم بھی کرنا۔ چنانچہ اس بزرگ نے بعد نماز عشا قبلہ رو ہوکر لاحول ولاقوۃ الا باللہ کا وظیفہ بلند آواز سے کرنا شروع کیا۔ اس وظیفہ اور کلمہ کو اس گنہگار شخص نے یاد کرلیا اور اس نے بھی وہ وظیفہ کرنا شروع کردیا اور اس کیف و مستی میں ڈوب کر ذکر کرنے لگا کہ بار بار اس پر بیہوشی طاری ہونے لگی۔ ہوش میں آنے کے بعد اس بزرگ نے پوچھا کہ تجھے کیا ہو رہا ہے اور یہ حالت تم پر کیوں طاری ہو رہی ہے؟ اس نے جواب دیا جب میں اس کلمہ کا ورد کرتا ہوں تو مجھے ایسا لگتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوں اور مجھ سے حساب و کتاب لیا جا رہا ہے، میرے تمام گناہ میرے سامنے مجسم بن کر کھڑے ہیں اور میرے خلاف گواہی دے رہے ہیں بس میں اسی خوف سے اور اللہ قہار و جبار کی ہیبت وجلال سے بیہوش ہوجاتا ہوں۔ ایک بار اس کلمہ کے وظیفہ کے وقت اس پر ایسا رعب طاری ہوا کہ وہ بیہوش ہوکر گر پڑا۔ جب اس بزرگ نے اسے حرکت دی اس کے جسم کو ہلایا تو اس کی روح اس کے تن سے جدا ہو چکی تھی۔ اس بزرگ نے چند لوگوں کی مدد سے اسے دفن کردیا اور جب سب لوگ چلے گئے تو وہ

بزرگ رک گئے اور اس کی قبر کے پاس بیٹھ کر قبر وحشر کی منزل کو یاد کرنے لگے۔اسی حالت میں انہیں نیند آگئی ،خواب میں دیکھتے ہیں کہ وہ نوجوان جنت کے ایک ایسے محل میں ہے جس کے ہر دروازہ پر لکھا ہے:

هٰذَا لِمَنْ كَانَ يُكْثِرُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فِي الدُّنْيَا وَمَاتَ وَقَدْ كَانَتْ لِسَانُهُ رَطْبَةً مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا يَدْخُلُهُ اَحَدٌ غَيْرُهُ۔

یعنی یہ محل اس کے شخص کے لیے ہے جو دنیا میں کثرت کے ساتھ لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھتا تھا اور اسی ذکر کے ساتھ اس کا وصال ہوا ہو۔اور اس دروازہ سے اس محل میں وہی شخص داخل ہوسکتا ہے دوسرے کسی اور کو اجازت نہیں ہے۔(اعجب القصص والامثال)

جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهٗ

وماعلینا الا البلاغ

بارہویں تقریر

فرشتہ اور ذکر وعبادت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْوَلِيِّ الْمُنْعَامِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ الْاَنَامِ مِنَ الْاَزَلِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْبَرَرَةِ الْاَتْقِيَاءِ الْعِظَامِ۔ امابعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ۔
(شوریٰ ۵)

بریلی کے امام سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں۔

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے — اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے
ترے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ حیات — وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے
جناں بنے گی محبان چار یار کی قبر — جو اپنے سینہ میں یہ چار باغ لے کے چلے
رضا کسی سگ طیبہ کے پاؤں بھی چومے — تم اور آہ کہ اتنا دماغ لے کے چلے

(حدائق بخشش)

حضرات گرامی! آج میری تقریر کا عنوان ”فرشتہ اور ذکر وعبادت خدا“ ہے۔آیئے کچھ عرض کرنے سے پیشتر دل کی اتھاہ گہرائیوں کے ساتھ اپنے آقا ومولی، تاجدار مدینہ، سرور قلب وسینہ، باعث نزول رحمت وسکینہ، حضور پرنور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں مچل کر درود پاک کا نذرانہ پیش کریں اور پڑھیے بآواز بلند:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْحَبِيْبِ الْعَالِي

الْقَدْرِ الْعَظِیْمِ الْجَاہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ

رفیقان گرامی! فرشتہ اللہ رب العزت کی ایک ایسی مخلوق ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نور سے پیدا فرمایا ہے یعنی وہ نوری مخلوق ہے، جو نفس اس کی شرارتوں اور گناہوں سے محفوظ ہے، جو پلک جھپکنے کے برابر بھی کبھی اپنے رب کی نافرمانی نہیں کی، جو ایک لمحہ بھی اللہ عزوجل کی عبادت وبندگی اور اس کے ذکر و یاد سے غفلت نہیں برتتے، اللہ عزوجل نے فرشتوں میں سے جسے جس کام پر لگادیا وہ اس کام میں پوری مستعدی سے مصروف ہے۔ فرشتوں کی مشغولیت اللہ عزوجل کی عبادت وبندگی، اطاعت وفرماں برداری اور ہر لحظہ، ہر وقت اللہ عزوجل کا ذکر کرنا ہے۔ ایک لمحہ کے لیے بھی فرشتے اللہ تعالیٰ کے ذکر وعبادت سے غافل نہیں رہتے۔

مقدس دربار کے فرشتوں کی تعداد

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

إِنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی حَوْلَ الْعَرْشِ مَوْضِعًا یُسَمّٰی حَظِیْرَۃَ الْقُدُسِ وَھُوَ مِنَ النُّوْرِ فِیْھَا مَلَائِکَۃٌ لَا یُحْصِیْ عَدَدَھُمْ إِلَّا اللّٰہُ تَعَالٰی یَعْبُدُوْنَ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ عِبَادَۃً لَا یَفْتُرُوْنَ سَاعَۃً۔ (تنبیہ الغافلین ص ۱۸۷)

ترجمہ: عرش الٰہی کے ارد گرد ایک جگہ ہے جسے حظیرۃ القدس یعنی پاکیزہ باڑہ اور مقدس دربار کہا جاتا ہے، اس میں اتنے فرشتے ہیں جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا وہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی عبادت وبندگی کرتے ہیں اور ایک لمحہ کے لیے بھی عبادت سے غافل نہیں ہوتے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو حدیث سنا رہے ہیں آپ نے فرمایا اے کعب احبار ہمیں ڈرائیں! تو انہوں نے فرمایا:

وَاللّٰہِ إِنَّ لِلّٰہِ لَمَلَائِکَۃً قِیَامًا مُنْذُ یَوْمَ خَلَقَھُمُ اللّٰہُ مَا ثَنَوْا أَصْلَابَھُمْ وَآخَرِیْنَ رُکُوْعًا مَا رَفَعُوْا أَصْلَابَھُمْ وَآخَرِیْنَ سُجُوْدًا مَا رَفَعُوْا رُءُوْسَھُمْ حَتّٰی یُنْفَخَ فِی الصُّوْرِ النَّفْخَۃُ الْآخِرَۃُ فَیَقُوْلُوْنَ جَمِیْعًا سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ مَا

عَبَدْنَاکَ کُنْہَ مَا یَنْبَغِیْ لَکَ أَنْ تُعْبَدَ۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۵ ص ۳۶۸، تنبیہ الغافلین ص ۲۹)

ترجمہ: بخدا اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں کہ جب سے انہیں پیدا کیا گیا ہے حالت قیام میں ہیں، انہوں نے اپنی پیٹھ کو جھکایا تک نہیں ہے۔ اور کچھ فرشتے رکوع میں ہیں انہوں نے بھی اپنی پیٹھ کو رکوع سے نہیں اٹھایا ہے اور کچھ دوسرے فرشتے ایسے ہیں جو سجدے میں سر کو جھکائے ہوئے ہیں اور اپنے سروں کو سجدہ سے قیامت سے پہلے نہیں اٹھائیں گے۔ جب قیامت قائم ہوگی تو تمام فرشتے عرض کریں گے اے اللہ تو پاک ہے، ہم نے کما حقہ تیری عبادت نہیں کی، جیسی تیری عبادت ہونی چاہیے تھی ہم نے ویسی تیری عبادت وبندگی نہیں کی۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَالْمَلَائِکَۃُ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّھِمْ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِی الْأَرْضِ (شوریٰ ۵)

ترجمہ: اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور زمین والوں کے لیے معافی مانگتے ہیں۔ (کنز الایمان)

اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے:

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَہٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّھِمْ (المومن ۷)

ترجمہ: وہ جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے۔ (کنز الایمان)

ان دونوں آیتوں سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

(۱) فرشتے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے وہ اللہ تعالیٰ پاکی بیان کرتے ہیں یعنی سبحان اللہ سبحان اللہ اور یا سبوح یا قدوس کا وظیفہ کرتے ہیں۔

(۲) وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بھی کرتے ہیں یعنی الحمد للہ یا لک الحمد والنعمۃ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں۔

(۳) اور زمین والے مومنین کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں بھی فرشتوں کی اتباع کرتے ہوئے اللہ رب العزت کی بندگی اور خوب کثرت کے ساتھ اللہ عزوجل کا ذکر کرنا چاہیے۔ سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ۔

فرشتوں میں کچھ وہ ہیں جو حالت قیام میں ہیں، کچھ رکوع میں ہیں، کچھ سجدے میں

ہیں اور کچھ تشھد میں ہیں۔ غرضیکہ وہ ہر طرح سے اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی اور ذکر کرتے ہیں اور اپنے رب کی فرماں برداری میں لگے رہتے ہیں، تسبیح وتہلیل، حمد و ثنا، ذکر و درود، مسلمانوں کی نصرت و مدد اور مومنین کے لیے دعاے مغفرت کرنا ان کی ڈیوٹی ہے۔ جب فرشتہ جو گناہوں سے پاک وصاف ہوتے ہیں وہ اس قدر اللہ رب العزت کی عبادت و بندگی کرنے میں مصروف ہیں تو ہم گنہگار کو چاہیے کہ اللہ کی خوب عبادت و بندگی اور ذکر کریں تاکہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہماری آخرت اور انجام بہتر بنائے۔

ایک عجیب الخلقت فرشتہ کی عبادت و ذکر

معزز سامعین! آیئے ایک ایسی حدیث آپ کو سناؤں جسے سنیں گے تو ان شاء اللہ دل مچل اٹھے گا اور آپ کے اندر اللہ کی عبادت و ریاضت اور ذکر کا ذوق وشوق پیدا ہو جائے گا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ مِمَّا خَلَقَ اللّٰهُ لَاَرْضًا مِنْ لُؤْلُؤَةٍ بَيْضَاءَ مَسِيْرَةَ اَلْفِ عَامٍ عَلَيْهَا جَبَلٌ مِنْ يَاقُوْتَةٍ حَمْرَاءَ مُحْدِقٌ بِهَا فِيْ تِلْكَ الْاَرْضِ مَلَكٌ قَدْ مَلَأَ شَرْقَهَا وَغَرْبَهَا لَهٗ سِتُّ مِاَةِ رَأْسٍ فِيْ كُلِّ رَأْسٍ سِتُّ مِاَةِ وَجْهٍ فِيْ كُلِّ وَجْهٍ سِتُّ مِاَةِ اَلْفٍ وَّسِتُّوْنَ اَلْفَ فَمٍ فِيْ كُلِّ فَمٍ سِتُّوْنَ اَلْفَ لِسَانٍ يُثْنِيْ عَلَى اللّٰهِ وَيُقَدِّسُهٗ وَيُهَلِّلُهٗ وَيُكَبِّرُهٗ بِكُلِّ لِسَانٍ سِتَّ مِاَةِ اَلْفٍ وَّسِتُّوْنَ اَلْفَ مَرَّةٍ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ نَظَرَ اِلٰى عَظْمَةِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ وَعِزَّتِكَ مَا عَبَدْتُّكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ۔ (درمنثور ج ۹ ص ۱۷ سورہ نحل زیر آیت ''ویخلق مالا تعلمون)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سفید موتیوں کی ایک زمین پیدا فرمائی ہے، جس کی مسافت (لمبائی چوڑائی) ہزار سال ہے، اس پر چاروں طرف سے ایک سرخ یاقوت کا پہاڑ ہے۔ اس زمین میں ایک فرشتہ ہے جس نے زمین کے پورب اور پچھّم کو بھر رکھا ہے (اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس فرشتے کی جسامت کتنی ہوگی) اس فرشتے کے چھ سو سر ہیں، ہر سر میں چھ سو چہرے ہیں (چھ سو کو چھ سو میں ضرب دیں گے تو کل تین ہزار چھ سو چہرے ہوئے۔ (600×36000=600)، ہر چہرے میں چھ لاکھ ساٹھ ہزار منھ ہیں (اب چھ لاکھ ساٹھ ہزار کو چھتیس سو میں ضرب دیجئے تو

کل دو ارب سینتیس کروڑ ساٹھ لاکھ منہ ہوئے۔ (660000*3600=2376000000) ہر مونھ میں ساٹھ ہزار زبانیں ہیں (دو ارب سینتیس کروڑ ساٹھ لاکھ کو ساٹھ ہزار سے ضرب دیں گے تو چودہ سنکھ پچیس کھرب ساٹھ ارب زبانیں ہوئیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس ایک فرشتہ کو چودہ سنکھ پچیس کھرب ساٹھ ارب زبانیں عطا فرمایا ہے) (2376000000*60000=142560000000000)۔ ہر زبان سے وہ فرشتہ اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح اور تہلیل و تکبیر بیان کرتا ہے۔ (یعنی الحمد للہ، سبحان اللہ، لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کا ذکر کرتے ہیں) اور صرف ایک بار نہیں بلکہ ہر زبان سے وہ فرشتہ چھ لاکھ ساٹھ ہزار مرتبہ الحمد للہ، سبحان اللہ، لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کے ذریعے اللہ عزوجل کا ذکر کرتا ہے۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک رہے گا، جب قیامت کا دن ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کو دیکھے گا تو کہے گا اے اللہ! اے میرے معبود! تیری عزت کی قسم! میں تیری عبادت کا حق ادا نہیں کر سکا۔

اللہ اکبر! اتنی لمبی عبادت و بندگی اور ذکر اللہ کرنے کے باوجود وہ بھی قیامت تک پھر بھی اس فرشتے کو اپنی عبادت پر ناز نہیں بلکہ اتنی طویل ذکر و عبادت کے بعد وہ اس انداز اور تواضع کے ساتھ بارگاہ ذوالجلال میں عرض کرتا ہے کہ مولیٰ ہم نے کما حقہ تیری عبادت نہیں کی۔ اور ایک ہم ہیں کہ ہفتہ کی ایک نماز پڑھنے کے بعد اتنا اتراتے ہیں کہ لگتا ہے کہ ہم سے زیادہ دنیا میں اور کوئی عبادت گزار نہیں ہے۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

اے پیارے مسلمان بھائیو! ہفتہ کی ایک نماز، یا چند عبادتوں پر ناز نہ کرو آسمان کے فرشتوں کی عبادت و بندگی ملاحظہ کرو اور اپنے آپ کو اللہ کی عبادت میں لگا دو۔ میرے بھائیو! ہمیں تو اتنا بھی معلوم نہیں کہ ہمارا ٹھکانہ جنت ہے یا جہنم؟ وہ صحابہ جنہیں رسول اللہ ﷺ نے دنیا میں ہی جنت کی خوشخبری دیدی انہیں اپنی عبادت پر ناز نہیں تھا، شب و روز عبادت و بندگی میں رہتے اور خوف خداوندی سے ہمہ وقت روتے اور اشکبار رہتے۔ حضرت ربیعہ اسلمی جن کو مصطفی جان رحمت ﷺ نے جنت میں اپنے ساتھ رہنے کی گارنٹی عطا فرمائی ان سے بھی حضور ﷺ نے فرمایا: اَعِنِّيْ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ۔ زیادہ سجدے کرو اور کثرت کے

ساتھ سجدہ کر کے میری مدد کرو۔

آسمان فرشتوں سے بھرا ہوا ہے

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ وَھُوَ جَالِسٌ مَعَ اَصْحَابِہٖ اِذْ سَمِعَ ھَدَّۃً فَقَالَ اَطَّتِ السَّمَاءُ وَبِحَقِّھَا اَنْ تَئِطَّ قَالُوا وَمَا الْاَطِیْطُ قَالَ تَنَاقَضَتِ السَّمَاءُ وَبِحَقِّھَا اَنْ تَنْقَضَّ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ مَا فِیْھَا مَوْضَعُ شِبْرٍ اِلَّا فِیْہِ جَبْھَۃُ مَلَکٍ سَاجِدٍ یُسَبِّحُ اللّٰہَ بِحَمْدِہٖ۔ (درمنثور ج۹ ص ۱۳۵۱ اسراء ۴۴)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کہ آپ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک ایک آواز سنی، تو آپ نے فرمایا آسمان چرچرا رہا ہے اور چرچرانا اس کا حق ہے۔ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب ﷺ کی سماعت کو اتنی طاقت عطا فرمائی ہے کہ آسمان تو کیا لوح محفوظ پر قلم چلنے کی آواز بھی سن لیتے ہیں، تو جو نبی آسمان وعرش اور لوح محفوظ میں چلنے والے قلم کی آواز سن سکتے ہیں تو یقیناً دنیا کے جس حصے میں سنی مسلمان حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں باادب صلاۃ وسلام پیش کرتے ہیں آقا علیہ السلام اسے ضرور سنتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ؎

دور ونزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

اور

ہم یہاں سے پکاریں وہاں وہ سنیں
مصطفی کی سماعت پہ لاکھوں سلام

صحابہ کرام نے پوچھا حضور! آسمان کیوں چرچرا رہا ہے؟ فرمایا آسمان ٹوٹ رہا ہے اور آسمان کا ٹوٹنا حق بھی ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے آسمان میں ایک بالشت جگہ بھی ایسی نہیں ہے جہاں سجدہ کرنے والے فرشتے کی پیشانی نہ ہو۔

اے مسلمانو! جب آسمان میں ایک بالشت جگہ اللہ کی عبادت وبندگی کرنے والے

فرشتوں سے خالی نہیں تو آپ بھی تہیہ کر لو کہ انشاء اللہ آج سے ہم اپنی مسجد میں اس کثرت سے حاضر ہوں گے کہ مسجد کی ایک صف بھی محلہ کے نمازیوں سے خالی نہیں رہے گی۔

عبادت کا جذبہ جو بیدار ہو جائے
ہے یقین مجھ کو شیطان ذلیل وخوار ہو

روح نامی فرشتہ

حضرات گرامی! اللہ عزوجل کے بے شمار فرشتوں میں ایک خاص فرشتہ ہے جس کا نام روح ہے، اس فرشتہ کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ. اے محبوب! آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں (کہ روح کیا ہے؟)۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روح کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ھُوَ مَلَکٌ مِّنَ الْمَلَائِکَۃِ لَہٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ وَجْہٍ لِکُلِّ وَجْہٍ مِّنْھَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ لِسَانٍ لِکُلِّ لِسَانٍ مِّنْھَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ لُغَۃٍ یُسَبِّحُ اللّٰہَ بِتِلْکَ اللُّغَاتِ کُلِّھَا یَخْلُقُ اللّٰہُ مِنْ کُلِّ تَسْبِیْحَۃٍ مَلَکًا یَطِیْرُ مَعَ الْمَلَائِکَۃِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ۔

(ابن جریر ج۱۵ ص۱۷۱، درمنثور ج۹ ص۱۴۳۳ اسراء ۸۵)

ترجمہ: روح فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے، جس کے ستر ہزار منہ ہیں اور ہر منہ میں ستر ہزار زبانیں ہیں اور اگر ستر ہزار کو ستر ہزار میں ضرب دیں گے تو کل ایک لاکھ چالیس ہزار ہوئے۔ (140000=70000*70000) تو معلوم ہوا کہ ایک لاکھ چالیس ہزار زبانیں اللہ تعالیٰ نے روح نامی اس فرشتے کو عطا فرمائی ہے اور ہر زبان کی ستر ہزار لغتیں (بھاشائیں) ہیں اب ایک لاکھ چالیس ہزار کو ستر ہزار میں ضرب دیں گے تو نو ارب اسی کرور ہوئے (9800000000=70000*140000)، وہ ان تمام زبانوں اور بھاشاؤں میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے یعنی سبحان اللہ سبحان اللہ کا ورد کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو قیامت تک ملائکہ کے ساتھ اڑتا رہے گا۔

کتنی مرتبہ روزانہ وہ فرشتہ ذکر کرتا ہے؟

محترم سامعین! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ روح نامی فرشتے کو اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ سے زائد زبانیں دی ہے اور نو ارب سے زائد بولیوں کا علم عطا فرمایا ہے اور ہر زبان سے ہر بھاشا اور بولی میں وہ فرشتہ اللہ رب العزت کا ذکر کرتا ہے مگر کتنی بار؟ تو ایک حدیث میں آیا ہے کہ وہ فرشتہ بارہ ہزار مرتبہ اللہ عزوجل کا ذکر کرتا ہے۔ چنانچہ

حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

اَلرُّوْحُ مَلَكٌ فِي السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ وَهُوَ اَعْظَمُ مِنَ السَّمَاوَاتِ وَالْجِبَالِ وَمِنَ الْمَلَائِكَةِ يُسَبِّحُ كُلَّ يَوْمٍ اِثْنَيْ عَشَرَ اَلْفِ تَسْبِيْحَةٍ يَخْلُقُ اللهُ مِنْ كُلِّ تَسْبِيْحَةٍ مَلَكًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَجِيْئُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَفًّا وَحْدَهُ۔

(ابن جریر ج ۲۴ ص ۴۶، درمنثور ج ۱۵ ص ۲۱۲ نباء)

ترجمہ: روح چوتھے آسمان میں ایک فرشتہ ہے اور وہ آسمانوں، پہاڑوں اور فرشتوں سے بہت بڑا ہے، وہ روز بارہ ہزار مرتبہ تسبیحات کہتا ہے (یعنی سبحان اللہ کہتا ہے)۔ اللہ تعالیٰ ہر تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔ قیامت کے دن اس فرشتہ کی الگ ایک صف ہوگی۔

اب بارہ ہزار کو نو ارب اسی کرور میں ضرب دیں گے تو حاصل گیارہ سنکھ چھہتر کھرب ہوئے۔ یعنی اتنی دفعہ روز وہ فرشتہ اللہ جل شانہ کا ذکر کرتا ہے۔ سبحان اللہ

آسمان والے فرشتوں کی عبادت

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ صَلَاةِ الْمَلَائِكَةِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ اِنَّ اَهْلَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا سُجُوْدًا اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُوْنَ سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ وَاَهْلَ السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ رُكُوْعٌ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُوْنَ سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ وَاَهْلَ السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ قِيَامٌ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُوْنَ سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ۔ (ابن جریر ج ۱ ص ۵۰۲، حلیۃ الاولیاء ج ۴ ص ۲۷۷، درمنثور ج ۱ ص ۲۴۷ بقرہ ۳۰)

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے فرشتوں کی نماز کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا، پھر جبریل امین تشریف لائے اور فرمایا آسمان دنیا والے فرشتے سجدہ میں ہیں اور قیامت تک سجدہ میں رہیں گے اور سبحان ذی الملک والملکوت کہہ رہے ہیں اور دوسرے آسمان والے فرشتے رکوع میں ہیں اور قیامت تک رکوع میں رہیں گے اور وہ سبحان ذی العزۃ والجبروت کا ورد کر رہے ہیں۔ اور تیسرے آسمان والے فرشتے قیام میں ہیں اور قیامت تک قیام میں رہیں گے اور یہ کہہ رہے ہیں: سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ۔

حضرات گرامی! فرشتے معصوم مخلوق ہیں جو ہمہ وقت اتنی تعداد میں اللہ عزوجل کا ذکر کرتے ہیں جس کا شمار نہیں اور ہر وقت اس کی عبادت و بندگی میں مشغول رہتے ہیں اور اس سے خوف زدہ رہتے ہیں اور ایک لمحہ بھی خداوند قدوس کی نافرمانی نہیں کرتے ہیں تو ہم گنہگاروں کو تو اور بھی ذکر و اذکار اور اللہ عزوجل کی عبادت و بندگی اور اس کی اطاعت و فرماں برداری میں لگے رہنا چاہیے تاکہ ہمیں اس رب عزوجل کی رضا حاصل ہو جائے اور دونوں جہان کی کامیابی کی دولت سے سرفراز ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ذکر و فکر اور عبادت و بندگی کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی یاد سے غافل رہنے اور غفلت کے برے انجام سے بچا کر اپنی رحمت و کرم کا حق دار بنائیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔

جَزَى اللهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهُ

وما علینا الا البلاغ

تیرہویں تقریر

استغفار کی فضیلت وفائدہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْغَفُوْرِ الرَّحِيْمِ ○ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الرَّؤُوْفِ الْكَرِيْمِ ○ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اِلٰى يَوْمٍ عَظِيْمٍ ○ امابعد

فاعوذباللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ (مزمل ۲۰)

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت، پروانۂ شمع رسالت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ؎

اندھیری رات ہے غم کی گھٹا عصیاں کی کالی ہے
دل بیکس کا اس آفت میں آقا تو ہی والی ہے
نہ ہو مایوس آتی ہے صدا گور غریباں سے
نبی امت کا حامی ہے خدا بندوں کا والی ہے
اترتے چاند ڈھلتی چاندنی جو ہوسکے کرلے
اندھیرا پاکھ آتا ہے یہ دو دن کی اجالی ہے
ارے یہ بھیڑیوں کا بن ہے اور شام آگئی سر پر
کہاں سویا مسافر ہائے کتنا لا ابالی ہے

(حدائق بخشش)

اور ایک شاعر نے فارسی زبان میں کیا خوب کہا ہے ؎

دردمنداں گنہ را روز وشب　　شربتے بہتر از استغفار نیست

آرزو منداں وصال یار را　　چارہ غیر از نالہا و زار نیست

آیئے سب سے پہلے ہم اور آپ عقیدت ومحبت کے ساتھ صاحب خلق عظیم، محبوب رب کریم، سراج منیر، بشیر ونذیر حضور پرنور جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدس میں درود شریف کا ہدیہ پیش کریں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْحَبِيْبِ الْعَالِي الْقَدْرِ الْعَظِيْمِ الْجَاهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ

محترم حضرات! انسان جب جسمانی طور پر بیمار ہوجاتا ہے تو بیماریوں کے علاج کے لیے ڈاکٹروں کے پاس جاتا ہے، ڈاکٹر جانچ کر جو دوا تجویز کرتا ہے اور جو نسخہ بتاتا ہے اور جس طریقہ سے کھانے کو کہتا ہے مریض اگر ڈاکٹر کہنے کے مطابق دوا کھاتا ہے تو مریض مرض سے شفایاب ہوجاتا ہے، اس کا مرض ختم ہوجاتا ہے۔ لیکن جب انسان گناہ کرلیتا ہے تو اس کا علاج یہ ہے کہ رب کریم سے استغفار کرے، گناہوں سے معافی طلب کرے اور اپنے گناہوں پر شرمندہ ہوکر کثرت کے ساتھ استغفار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔ گناہ والے مرض کا یہی علاج اور نسخہ قرآن اور حدیث میں تجویز کیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ (مزمل ۲۰)

اور اللہ سے بخشش مانگو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنزالایمان)

ایک دوسری جگہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿۶۱﴾ (ھود ۶۱)

پس اپنے رب سے مغفرت چاہو اور اسی کی بارگاہ میں توبہ کرو بیشک میرا رب قریب ہے اور قبول کرنے والا ہے۔

گناہ کا علاج استغفار ہے:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ وَدَوَاءُ الذُّنُوْبِ الْاِسْتِغْفَارُ۔ (مسند الفردوس ج ۳ ص ۳۳۶) ترجمہ: ہر بیماری کا

علاج ہے اور گناہوں کا علاج استغفار ہے۔

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ وَدَوَاءُ الذُّنُوبِ الْاِسْتِغْفَارُ۔ (کنز العمال ج ۱ ص ۴۷۹)

یعنی ہر بیماری کا علاج ہے اور گناہوں کا علاج استغفار ہے۔

محترم حضرات! استغفار کے بے شمار دینی اور دنیوی فائدے اور برکتیں ہیں، استغفار کرنے والوں کی طرف اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے، استغفار کرنے والے کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے۔ آپ نے بارہا شب برأت کے موقع پر علما، خطبا سے یہ حدیث سنا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں تاریخ کو آسمان دنیا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کی رحمت بندوں کو آواز دیتی ہے: هَلْ مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ لِي فَاَغْفِرَ لَهُ ہے کوئی جو مجھ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرے اور میں اسے معاف کر دوں (ابن ماجہ)

استغفار کرنے والے کو بخش دیا جاتا ہے

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَقُولُ اللهُ عزوجل يَا عِبَادِي اِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَاَنَا اَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا وَلَا اُبَالِي فَاسْتَغْفِرُونِي اَغْفِرْ لَكُمْ۔ (مسند الفردوس ج ۵ ص ۲۳۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے خطاب کر کے فرماتا ہے اے میرے بندو! تم رات و دن گناہ پر گناہ کرتے ہو اور میں تمہارے تمام گناہوں کو بخشتا ہوں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ تو اے گنہگار بندو! تم مجھ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے رہو، استغفار کرتے رہو میں تمہیں بخش دوں گا۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ يَتَنَزَّلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ يَقُولُ مَنْ يَّدْعُونِي فَاَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يَّسْئَلُنِي فَاُعْطِيَهُ وَمَنْ يَّسْتَغْفِرُنِي فَاَغْفِرَ لَهُ۔

(بخاری ج ۲ ص ۹۳۶، ابوداؤد ص ۱۸۶ باب ای اللیل افضل)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

ہمارا پروردگار عزوجل ہر رات کو آخری تہائی حصہ میں آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے دعا کرے تاکہ میں اس کی دعا قبول کرلوں، کون ہے جو مجھ سے سوال کرتے مانگے اور میں اسے عطا کروں، ہے کوئی جو مجھ سے مغفرت وبخشش طلب کرے اور میں اسے بخش دوں۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ رمضان المبارک کی ہر رات اللہ تعالیٰ تین مرتبہ فرماتا ہے:

هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَاُعْطِيَهُ سُؤْلَهُ هَلْ مِنْ تَائِبٍ فَاَتُوبَ عَلَيْهِ هَلْ مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَهُ۔ ہے کوئی مانگنے والا جسے میں عطا کروں، ہے کوئی توبہ کرنے والا جس کی توبہ قبول کروں، ہے کوئی معافی اور مغفرت طلب کرنے والا جس کی بخشش کر دوں۔

(تنبیہ الغافلین ص ۱۸۴)

استغفار کشادگی رزق کا سبب ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللهُ لَهُ مِنْ كُلِّ هَمٍّ وَمِنْ ضِيقٍ مَّخْرَجًا وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔ (ابوداؤد ج ۲ ص ۸۵ نمبر ۱۵۱۸ باب فی الاستغفار، مستدرک ج ۴ ص ۲۹۱، مشکوۃ ص ۲۰۴) جو شخص پابندی کے ساتھ استغفار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر غم سے نجات اور ہر مشکل سے چھٹکارے کا راستہ بنا دیتا ہے اور اسے وہاں سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں اس بندے کا وہم وگمان بھی نہیں پہنچ سکتا۔

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اَكْثِرُوا مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ فَاِنَّ اللهَ لَمْ يُعَلِّمْكُمُ الْاِسْتِغْفَارَ اِلَّا وَهُوَ يُرِيدُ اَنْ يَّغْفِرَ لَكُمْ۔ (درمنثور ج ۱۴ ص ۶۰۷)

ترجمہ: حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خوب کثرت کے ساتھ استغفار کیا کرو، اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں استغفار کا حکم اس لیے دیا ہے کہ وہ چاہتا ہے تم استغفار کرو اور وہ تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے، بخش دے۔

دعاے استغفار

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص استغفار کے یہ کلمات اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ، تین مرتبہ پڑھے تو۔ غُفِرَ لَہٗ ذُنُوْبُہٗ وَلَوْ کَانَتْ عَدَدَ رَمْلِ عَالِجٍ وَغُثَاءِ الْبَحْرِ وَعَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَاءِ۔ (کنزالعمال ج ۱ ص ۴۸۲)

ترجمہ: اس کے گناہ بخش دِیے جائیں گے اگر چہ اس کے گناہ ریت کے ڈھیر، سمندر کی جھاگ اور آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر ہوں۔

سات سو گناہ بخش دِیے جائیں گے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِسْتَغْفِرُوْا قَالُوْا فَاسْتَغْفَرْنَا قَالَ اَکْمِلُوْا سَبْعِیْنَ مَرَّۃً فَاَکْمَلْنَا قَالَ اِنَّہٗ مَنِ اسْتَغْفَرَ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً غُفِرَ لَہٗ سَبْعُمِأَۃِ ذَنْبٍ قَدْ خَابَ وَخَسِرَ مَنْ عَمِلَ فِیْ یَوْمٍ وَلَیْلَۃٍ سَبْعَمِأَۃِ ذَنْبٍ۔

(کنزالعمال ج ۲ ص ۰۶۲)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا استغفار کرو، تو ہم لوگوں نے استغفار کیا۔ حضور نے فرمایا ستر مرتبہ استغفار کرو، تو ہم نے مکمل ستر مرتبہ استغفار کیا۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو ستر مرتبہ استغفار کرے گا اس کے سات سو گناہ بخش دِیے جائیں گے۔ اور وہ شخص خسارے اور نقصان میں ہے جو رات دن میں سات سو گناہ کر بیٹھے (اور استغفار کر کے اپنے گناہ نہیں بخشوا سکے)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اِسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرْنَا فَقَالَ اَتِمُّوْھَا سَبْعِیْنَ مَرَّۃً فَقَالَ اَتْمَمْنَاھَا۔

ترجمہ: اللہ کی بارگاہ میں استغفار کرو تو ہم لوگوں نے استغفار پڑھا۔ فرمایا ستر بار کہو۔ ہم نے ستر بار پڑھ کر مکمل کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ عَبْدٍ وَلَا اَمَۃٍ اِسْتَغْفَرَ اللّٰہَ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً اِلَّا غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ سَبْعَ مِأَۃِ ذَنْبٍ وَقَدْ خَابَ عَبْدٌ اَوْ اَمَۃٌ عَمِلَ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ اَکْثَرَ مِنْ سَبْعِ مِأَۃِ ذَنْبٍ۔ (جامع کبیر ج ۸ ص ۴۰، تاریخ بغداد ج ۶ ص ۹۳ ۴۳، مسند الفردوس ج ۴ ص ۱۷)

ترجمہ: مرد و عورت میں سے جو بھی روزانہ ستر بار استغفار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے سات سو گناہ بخش دیتا ہے۔ اور خسارے میں ہے وہ مرد یا عورت جو رات و دن میں سات سو سے زائد گناہ کرے۔

استغفار ہر مشکل کا حل ہے

حضرت علی بن ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت اقدس میں آیا اور کثرت عیال، پریشانی اور مال کی کمی کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا:

عَلَیْکَ بِالْاِسْتِغْفَارِ فَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یَقُوْلُ: اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا، استغفار کیا کرو کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اپنے رب سے مغفرت طلب کرو اس لیے کہ وہ بخشنے والا ہے۔ کچھ دنوں بعد وہ شخص پھر حاضر خدمت اقدس ہوا اور عرض کیا حضور! میں نے آپ کے ارشاد کے مطابق خوب کثرت سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغفار کا وظیفہ کیا مگر میں اپنی پریشانی سے چھٹکارا نہیں پا سکا وہ پریشانیاں بدستور باقی ہیں جن کی شکایت میں نے آپ سے کی تھی۔ فَقَالَ لَعَلَّکَ لَا تُحْسِنُ اَنْ تَسْتَغْفِرَ اللّٰہَ آپ نے فرمایا لگتا ہے تو نے ٹھیک سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغفار نہیں کیا ہے۔ اس نے کہا حضور! مجھے استغفار کا طریقہ بتلا دیں؟ قَالَ اَخْلِصْ نِیَّتَکَ وَاَطِعْ رَبَّکَ وَقُلِ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُکَ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ الخ۔ آپ نے فرمایا نیت درست رکھو اور اپنے رب کی اطاعت کرتے رہو اور یوں عرض کرو اے اللہ میں تجھ سے تمام گناہوں سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ استغفار کا پورا طریقہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو بتا دیا، اس نے اس کے مطابق استغفار کیا، اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کیا، اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی خدمت آیا اور عرض کیا: فَاسْتَغْفَرْتُ بِذٰلِکَ مِرَارًا فَکَشَفَ اللّٰہُ عَنِّی الْغَمَّ وَالضِّیْقَ وَوَسَّعَ

عَلَیَّ فِی الرِّزْقِ وَاَزَالَ الْمِحْنَۃَ. میں آپ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق استغفار کیا پس اللہ تعالیٰ نے میرے غم اور تنگی کو دور فرما دیا اور میرے رزق میں برکت دے دی اور میری پریشانی کو دور فرما دیا۔ (کنزالعمال ج ۲ ص ۸۵۲ ملخصا)

روز ستر بار استغفار کرے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنِ اسْتَغْفَرَ اللّٰہَ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً لَمْ یُکْتَبْ مِنَ الْکَاذِبِیْنَ نِ اسْتَغْفَرَ اللّٰہَ فِیْ کُلِّ لَیْلَۃٍ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً لَمْ یُکْتَبْ مِنَ الْغَافِلِیْنَ.

(کنزالعمال ج ۱ ص ۴۷۵)

ترجمہ: جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں روزانہ ستر مرتبہ استغفار کرے تو جھوٹوں میں اس کا نام نہیں لکھا جائے گا اور جو ایک رات میں ستر بار استغفار کرے گا تو غافلوں سے اس کا نام مٹا کر ذکر کرنے والوں میں لکھ دیا جائے گا۔

مسلمانوں کے لیے دعائے مغفرت کا ثواب

برادران ملت اسلامیہ! جب آپ اپنے لیے استغفار کریں تو اپنے مومن بھائی کے لیے بھی کریں، کیونکہ جب آپ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرما دے گا اور آپ کو مومن بھائی کے لیے دعائے مغفرت کرنے کا اجر وثواب بھی ملے گا۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنِ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ کُتِبَ لَہٗ بِکُلِّ مُؤْمِنٍ وَ مُؤْمِنَۃٍ حَسَنَۃٌ. (ایضا) ترجمہ: جو شخص مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں کے لیے استغفار کرے تو اسے ہر مومن مرد وعورت کے بدلے ایک ایک نیکی عطا کی جائے گی۔

اب اندازہ لگائیے کہ دنیا میں کتنے ارب مومن مرد وعورت ہیں ہر ایک کے بدلے جب ایک نیکی عطا کی جائے اور ایک نیکی کا اجر وثواب دس گنا سے لیکر ستر بلکہ سات سو گنا اور اس سے بھی زیادہ تک عطا کیا جاتا ہے تو تمام مومن مرد وعورت کے بدلے کتنا اجر وثواب عطا کیا

جائے گا۔ ارے اتنا نوازا جائے گا کہ شمار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے میرے محترم! جب استغفار کرو تو اپنے لیے بھی کیجئے اور دنیا کے تمام مسلمانوں کے لیے بھی کیجئے اور خاص طور پر والدین کے لیے ضرور کیجئے تاکہ آپ کو خوب زیادہ نیکیاں ملیں۔ اور اس انداز میں مغفرت کی دعا کرو جیسا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے یعنی اس طرح کہو:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ. ترجمہ: اے اللہ! میرے والدین اور تمام مومنوں کو حساب وکتاب کے دن مغفرت و بخشش عطا فرما۔

استغفار کرنے والا عذاب سے محفوظ رہے گا

حضرت یعقوب بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَایَزَالُ الْعَبْدُ اٰمِنًا مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مَا اسْتَغْفَرَ اللّٰہَ. (کنزالعمال ج ۱ ص ۴۷۹)

ترجمہ: جب تک اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا رہے گا وہ اللہ کے عذاب سے محفوظ رہے گا۔

ہر نماز کے بعد ستر مرتبہ استغفار کرنے کی برکت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنِ اسْتَغْفَرَ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلَاۃٍ غُفِرَ لَہٗ مَا اکْتَسَبَ مِنَ الذُّنُوْبِ وَلَمْ یَخْرُجْ مِنَ الدُّنْیَا حَتّٰی یَرٰی اَزْوَاجَہٗ مِنَ الْحُوْرِ وَ مَسَاکِنَہٗ مِنَ الْقُصُوْرِ. (کنزالعمال ج ۱ ص ۴۸۱)

ترجمہ: جو شخص ہر نماز کے بعد ستر مرتبہ استغفار کرے گا اس کے کیے ہوئے تمام جرم و خطا اور گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور دنیا سے اس وقت تک نہیں نکلے گا جب تک مرنے سے پہلے جنتی بیویاں حوروں کو دیکھ نہ لے اور جنتی محلوں کو نہ دیکھ لے۔

سید الاستغفار

محترم حضرات! آپ نے استغفار کی فضیلت وبرکت اور اس کے فیضان پر احادیث کریمہ سماعت کر چکے ہیں اب آئیے استغفار کا ایک ایسا وظیفہ بتاؤں جسے حدیث میں سید الاستغفار کہا جاتا ہے، جس کے پڑھنے سے گناہوں کی مغفرت ہوتی ہے اور اگر پڑھنے والا اسی

دن وفات پا جائے تو انشاء اللہ اسے مرتے ہی جنت نصیب ہوگی۔ یہ میں نہیں کہتا بلکہ یہ فرمان مصطفی بول رہا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ فرمان مصطفی فرمان خدا ہے جو کبھی جھوٹا نہیں ہوسکتا۔

ہے قول محمد قول خدا فرمان نہ بدلا جائے گا
بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سید الاستغفار یہ ہے کہ بندۂ مومن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کہے:

"اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ"

یعنی اے اللہ! تو میرا پروردگار ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں جس کی عبادت و بندگی کی جائے، تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تجھ سے کیے ہوئے وعدہ اور عہد پر طاقت بھر، استطاعت کے برابر قائم ہوں، میں اپنے کاموں کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں، مجھ پر جو تیری نعمتیں ہیں میں ان کا اقرار کرتا ہوں اور میں تجھ سے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں، اے اللہ! تو مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی اور گناہوں کو نہیں بخشتا۔

اس دعا کی فضیلت میں سرکار بیان فرماتے ہیں:

وَمَنْ قَالَھَا مِنَ النَّھَارِ مُوْقِنًا بِھَا فَمَاتَ مِنْ یَوْمِہٖ قَبْلَ اَنْ یُّمْسِیَ فَھُوَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَمَنْ قَالَھَا مِنَ اللَّیْلِ وَھُوَ مُوْقِنٌ بِھَا فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ یُّصْبِحَ فَھُوَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ۔ (بخاری ج ۲ ص ۹۳۳)

جو شخص یقین اور خلوص کے ساتھ اس کلمات کو کہے اور اسی دن شام سے پہلے فوت ہوجائے تو وہ جنتی ہوگا اور جس نے یقین واخلاص کے ساتھ ان کلمات کو رات میں کہا اور وہ صبح ہونے سے پہلے فوت ہوگیا تو وہ جنتیوں میں سے ہوگا۔

ایک سوال کا جواب

یہاں ایک سوال کسی کے ذہن میں پیدا ہوسکتا ہے کہ جنت تو مومن ہی کے لیے بنی ہے، جنت کی نعمتیں بھی مومن ہی کے لیے ہیں تو جو مومن ہوگا، ایمان کامل والا ہوگا وہ یہ وظیفہ نہیں

پڑھے گا تو بھی جنت میں داخل ہوگا۔ پھر آقا کریم ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ ان کلمات کو پڑھنے والا جنت میں جائے گا اس کا کیا مطلب؟

جواب: اس سوال کا جواب یہ ہے بات یہی ہے کہ مومن اس دعا کے بغیر بھی جنت میں جائے گا مگر اس دعا کا وظیفہ کرنے میں کئی ایک فائدے ہیں:

(۱) ان کلمات یعنی سید الاستغفار کا وظیفہ کرنے والا بندۂ مومن گنہگار ہوگا تو اسے اس گناہ کی سزا پانے کے لیے جہنم میں نہیں ڈالا جائے گا بلکہ اس وظیفہ کی برکت وفیضان سے اس کے گناہ کو بخش دیا جائے گا اور جنت کا حقدار بنا دیا جائے گا۔

(۲) جو مومن یہ کلمات کہے اور وہ کوئی ایسا گناہ کرلے جس کی وجہ سے گناہ کی سزا کاٹنے کے لیے جہنم میں داخل کیے جانے کا مستحق ہو تو اسے اس دعا کی برکت سے جہنم سے بچا لیا جائے گا اور شروع ہی میں جنت میں داخل کردیا جائے گا۔ کیونکہ کچھ مومن وہ ہیں جو شروع میں جنت میں داخل نہیں کیے جائیں گے بلکہ اپنے گناہوں کی سزا پانے کے بعد یا انبیائے کرام علیہم السلام اور خصوصیت کے ساتھ شفیع المذنبین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی شفاعت سے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کیے جائیں گے۔

اور جس کو میرے آقا کریم کی شفاعت قیامت کے دن نصیب ہوجائے خدا کی قسم وہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ خوش نصیب ہوگا، اعلیٰ مقام ومرتبہ اور سعادت والا ہوگا۔ چنانچہ حدیث میں ہے:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّہٗ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَقَالَ لَقَدْ ظَنَنْتُ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ اَلَّا یَسْئَلَنِیْ اَحَدٌ عَنْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ اَوَّلَ مِنْكَ لِمَا رَاَیْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَی الْحَدِیْثِ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ خَالِصًا مِنْ قِبَلِ نَفْسِہٖ۔ (بخاری ج ۲ ص ۹۷۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ سے میں نے عرض کیا یارسول اللہ قیامت کے دن آپ کی شفاعت کے سبب لوگوں میں سب سے بڑھ کر سعادت مند کون ہوگا؟ تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ مجھے یقین تھا کہ تجھ سے پہلے کوئی اس بارے میں مجھ سے سوال نہیں کرے گا۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ

تجھے حدیث روایت کرنے کی بڑی خواہش ہے۔سنو! قیامت کے دن میری شفاعت کے سبب سب سے زیادہ خوش نصیب وہ ہوگا جس نے سچے دل سے لا الٰہ الا اللہ کہا ہوگا۔

اور ایک حدیث میں حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِرَحْمَۃِ اللّٰہِ وَمِنْہُمْ یَدْخُلِ الْجَنَّۃَ بِشَفَاعَتِیْ۔

(مستدرک ج ۱ ص ۱۲۵، ترغیب وترہیب ج ۴ ص ۲۴۱)

کچھ لوگ اللہ کی رحمت سے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کیے جائیں گے اور کچھ لوگ میری شفاعت سے جنت میں داخل کیے جائیں گے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں ؎

شفاعت کرے حشر میں جو رضا کی
سوا تیرے کس کو یہ قدرت ملی ہے
اب آئی شفاعت کی ساعت اب آئی
ذرا چین لے میرے گھبرانے والے
پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے

(۳) اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہے، حضور کے فرمان پر عمل کرنا اور پھر اللہ رب العزت کا ذکر کرنا ہے۔ اور اطاعت نبوی اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری ہے اور جو اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کرتا ہے وہ جنت کا مستحق ہوتا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یُدْخِلْہُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا وَ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (نساء ۱۳)

ترجمہ: یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا اللہ اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ رہیں گے اور یہی ہے بڑی کامیابی۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں   یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

وما علینا الا البلاغ

چودھویں تقریر

بسم اللہ شریف کی فضیلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْاَحَدِ الصَّمَدِ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الَّذِیْ اسْمُہٗ مُحَمَّدٌ وَّ اَحْمَدُ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ مِنَ الْاَزَلِ اِلَی الْاَبَدِ۔ اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا (الدھر ۲۵)

وصف کیا لکھے کوئی اس مہبط انوار کا   مہر ومہ میں جلوہ ہے جس چاند سے رخسار کا
عرش اعظم پر پھریرا ہے شہ ابرار کا   بجتا ہے کونین میں ڈنکا مرے سرکار کا
دوجہاں میں بٹتا ہے باڑا اسی سرکار کا   دونوں عالم پاتے ہیں صدقہ اسی دربار کا
جاری ہے آٹھوں پہر لنگر سخی دربار کا   فیض پر ہر دم ہے دریا احمد مختار کا
کعبہ واقصیٰ وعرش وخلد ہیں نوری مگر   ہے نرالا سب سے عالم جلوہ گاہِ یار کا

(مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ)

حضرات گرامی وقار! آج میں آپ کے سامنے بسم اللہ شریف کی فضیلت وبرکت پر کچھ روشنی ڈالوں گا۔آیئے اس سے پہلے ایک بار ہم تمامی غلامان مصطفی ﷺ بڑی عقیدت ومحبت کے ساتھ مظہر اول، حبیب اجمل، نبی افضل، مرسل اکمل، شفیع امم، فخر آدم وبنی آدم حضور پرنور جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ ناز میں صلاۃ وسلام کا تحفہ پیش کریں اور پڑھیں بآواز بلند:

اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ اٰل محمد بارک وسلم صلاۃ وسلاما علیک یارسول اللہ

برادرانِ ملتِ اسلامیہ! بسم اللہ شریف اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور قرآن پاک کی آیت کا ٹکڑا بھی ہے۔ جو بسم اللہ شریف کا ورد کرے گا اس کو قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب بھی ملے گا اور ذکر اللہ کرنے کا اجر عظیم بھی۔ اس کے علاوہ دارین کی سعادتیں، رب کی رحمتیں اور بے شمار دنیوی اور اخروی فائدے اور برکتیں بھی۔ جو کام بسم اللہ پڑھ کر کیا جاتا ہے اس میں برکت و رحمت اور خیر کا نزول ہوتا ہے۔ اور جس کام کو بسم اللہ پڑھ کے شروع نہ کیا جائے وہ ادھورا اور برکت سے محروم رہ جاتا ہے۔ اسی لیے شریعت نے مسلمانوں کو ہر نیک کام بسم اللہ سے شروع کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ مسلمان کا ہر عملِ خیر برکت و رحمت والا ہو جائے۔

بسم اللہ کے بغیر شروع کیا گیا کام ادھورا

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: كُلُّ اَمْرٍ ذِيْ بَالٍ لَا يُبْدَأُ فِيْهِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَهُوَ اَقْطَعُ۔
(درمنثور ج ۱ ص ۴۵)

یعنی ہر وہ کام جو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر شروع نہ کیا جائے وہ ادھورا اور ناقص رہ جاتا ہے۔

برکتوں کا نزول

(۲) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

لَمَّا نَزَلَتْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هَرَبَ الْغَيْمُ اِلَى الْمَشْرِقِ وَسَكَنَتِ الرِّيْحُ وَهَاجَ الْبَحْرُ وَاَصْغَتِ الْبَهَائِمُ بِآذَانِهَا وَرُجِمَتِ الشَّيَاطِيْنُ مِنَ السَّمَاءِ وَحَلَفَ اللّٰهُ بِعِزَّتِهٖ وَجَلَالِهٖ اَنْ لَّا يُسَمّٰى عَلٰى شَيْءٍ اِلَّا بَارَكَ فِيْهِ۔

جب اللہ تعالیٰ نے بسم اللہ شریف نازل فرمایا تو بادل پورب کی طرف چھٹ گئے، ہوائیں رک گئیں، سمندر میں جوش آ گیا، جانوروں نے کان لگائے اور آسمان سے شیاطین پر پتھر برسائے گئے۔ وَحَلَفَ اللّٰهُ بِعِزَّتِهٖ وَجَلَالِهٖ اَنْ لَّا يُسَمّٰى عَلٰى شَيْءٍ اِلَّا بَارَكَ فِيْهِ۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی عزت وجلال کی قسم فرمائی کہ جس چیز پر میرا نام لیا جائے یعنی بسم اللہ پڑھا

جائے اس میں برکت ہوتی ہے۔ (درمنثور ج ۱ ص ۴۴)

بسم اللہ میں انیس حروف ہیں

محترم حضرات! بسم اللہ شریف میں کل انیس حروف ہیں اور ان حروف کی برکت یہ ہے کہ جو شخص بسم اللہ الرحمن الرحیم کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کے ان فرشتوں سے نجات عطا فرما دیتا ہے جو دوزخیوں کو عذاب دینے پر مامور ہیں۔ چنانچہ

(۳) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

مَنْ اَرَادَ اَنْ يُّنْجِيَهُ اللّٰهُ مِنَ الزَّبَانِيَةِ التِّسْعَةَ عَشَرَ فَلْيَقْرَأْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَيَجْعَلُ اللّٰهُ لَهٗ مِنْ كُلِّ حَرْفٍ مِنْهَا جُنَّةً مِنْ كُلِّ وَاحِدٍ۔
(درمنثور ج ۱ ص ۴۴، تفسیر ابن کثیر)

جو چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دوزخ کے انیس فرشتوں سے نجات دے تو وہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے۔ ہر حرف کے بدلے اللہ تعالیٰ اسے ڈھال عطا فرما دے گا۔

استاذ و شاگرد اور والدین کی نجات

(۴) حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ الْمُعَلِّمَ اِذَا قَالَ لِلصَّبِيِّ قُلْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَقَالَ كَتَبَ اللّٰهُ لِلْمُعَلِّمِ وَلِلصَّبِيِّ وَلِاَبَوَيْهِ بَرَاءَةً مِّنَ النَّارِ۔ (درمنثور ج ۱ ص ۴۵)

ترجمہ: جب استاذ بچے کو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنے کو کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ استاذ و شاگرد اور اس بچے کے ماں باپ کے لیے جہنم کی آگ سے نجات لکھ دیتا ہے۔

بارہ ہزار نیکیاں

(۵) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَرَأَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ حَرْفٍ اَرْبَعَةَ آلَافِ حَسَنَةٍ وَمَحَا عَنْهُ اَرْبَعَةَ آلَافِ سَيِّئَةٍ وَرَفَعَ لَهٗ اَرْبَعَةَ آلَافِ دَرَجَةٍ۔ (درمنثور ج ۱ ص ۴۶)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے گا اللہ رب العزت اس کے لیے ہر حرف کے بدلے چار ہزار نیکیاں لکھ دے گا اور چار ہزار اس کے گناہ مٹادے گا اور اس کے لیے جنت میں چار ہزار درجے بلند فرمادے گا۔

محترم حضرات! بسم اللہ شریف میں کل انیس حروف ہیں تو معلوم ہوا کہ جو بسم اللہ شریف پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس شخص کو چھہتر ہزار نیکیاں صرف ایک بار بسم اللہ پڑھنے پر عطا فرمائے گا اور اتنے ہی گناہ معاف فرمادے گا اور جنت میں اتنے ہی درجے بلند فرمائے گا۔
سبحان اللہ یہ ہے بسم اللہ شریف کی فضیلت و برکت۔ تو اے میرے بھائیو! آپ ہر نیک کام بسم اللہ سے شروع کرنے کا عہد کرلیجئے تاکہ اس کی برکت سے آپ کے گناہ بھی معاف ہوجائیں اور بے شمار نیکیاں بھی ملیں اور درجے بھی بلند ہوجائیں۔

بسم اللہ لکھنے کا ثواب

(۶) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ کَتَبَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَجَوَّدَہٗ تَعْظِیْمًا لِلّٰہِ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ۔ (ایضا، تاریخ اصبہان ج ۲ ص ۳۱۳)
ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اچھی طرح بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کی تعظیم کرتے ہوئے لکھے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت اور بخشش فرمادے گا۔

بسم اللہ والا کاغذ اٹھانے کا اجر

(۷) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:
مَنْ رَفَعَ قِرْطَاسًا مِنَ الْاَرْضِ فِیْہِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِجْلَالًا لِلّٰہِ اَنْ یُّدَاسَ کُتِبَ عِنْدَ اللّٰہِ مِنَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَخُفِّفَ عَنْ وَالِدَیْہِ وَاِنْ کَانَا کَافِرَیْنِ۔
(درمنثور ج ۱ ص ۵۲، روح البیان ج ۱ ص ۹)
ترجمہ: جس نے زمین پر کاغذ کا ٹکڑا دیکھا جس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا تھا اور اس

ٹکڑے کو اللہ تعالیٰ کے نام کا ادب واحترام کرتے ہوئے اس نیت سے اٹھالے کہ کہیں کسی کا پاؤں اس پر نہ پڑ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو صدیقین کا درجہ عطا فرمائے گا اور اس کے والدین کے عذاب میں تخفیف کردے گا اگرچہ اس کے والدین کافر ہوں۔
وضاحت: بسم اللہ کا ٹکڑا اٹھانے والے کے کافر والدین کے عذاب میں کمی کی جاسکتی ہے تو ذرا اندازہ لگایئے کہ جس کے ماں باپ مسلمان ہوں تو اس پر اللہ تعالیٰ کس قدر کرم فرمائے گا۔

فرعون کا دروازہ

رُوِیَ اَنَّ فِرْعَوْنَ قَبْلَ اَنْ یَّدَّعِیَ الْاِلٰہِیَّۃَ بَنٰی قَصْرًا وَاَمَرَ اَنْ یَّکْتُبَ بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی بَابِہِ الْخَارِجِ فَلَمَّا ادَّعَی الْاِلٰہِیَّۃَ وَاَرْسَلَ اِلَیْہِ مُوْسٰی علیہ السلام وَدَعَاہُ فَلَمْ یَرَ بِہٖ اَثَرَ الرُّشْدِ قَالَ اِلٰھِیْ! کَمْ اَدْعُوْہُ وَلَا اَرٰی بِہٖ خَیْرًا۔ فَقَالَ تَعَالٰی یَامُوْسٰی لَعَلَّکَ تُرِیْدُ اِھْلَاکَہٗ اَنْتَ تَنْظُرُ کُفْرَہٗ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلٰی مَا کَتَبَ عَلٰی بَابِہٖ۔ (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۱۷۴)

ترجمہ: مروی ہے کہ جب فرعون نے جب اپنی خدائی کا دعویٰ نہیں کیا تھا تو اس وقت ایک محل تعمیر کروایا اور حکم دیا کہ اس محل کے باہری دروازے پر بسم اللہ لکھا جائے۔ جب اسے شیطان نے بہکایا اور اس نے خدا ہونے کا دعویٰ کردیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تبلیغ کے لیے اس کے پاس بھیجا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے خدائی کے دعویٰ سے روکا اور ایک خدا کی عبادت و بندگی کی تبلیغ کی۔ آپ نے دیکھا کہ آپ کی تبلیغ کا اس پر کچھ اثر نہیں ہورہا ہے اور وہ بدبخت ایمان قبول نہیں کررہا ہے اور اپنے جھوٹے دعویٰ سے باز نہیں آرہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی مولیٰ! میں نے اس کو بارہا دین حق کی دعوت دی مگر اس پر اس کا کوئی اثر میں نہیں دیکھ رہا ہوں، یہ دعوت الی اللہ قبول نہیں کررہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! آپ چاہتے ہیں کہ اسے تباہ و برباد اور ہلاک کردیا جائے، آپ اس کے کفر کو دیکھ رہے ہیں اور میں اس چیز کو دیکھ رہا ہوں جو اس نے اپنے محل کے باہری دروازے پر لکھوایا ہے۔ (اس نے اپنے دروازے پر میرا نام لکھوایا ہے، بسم اللہ لکھوایا ہے بس میں اپنے نام کی برکت کے سبب اس کو ہلاک نہیں کررہا ہوں)

نکتہ

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہاں ایک بہت ایمان افروز نکتہ بیان فرماتے ہیں کہ: مَنْ کَتَبَ هٰذِهِ الْكَلِمَةَ عَلٰى بَابِهِ الْخَارِجِ صَارَ آمِنًا مِنَ الْهِلَاكِ وَاِنْ كَانَ كَافِرًا فَالَّذِیْ كَتَبَهٗ عَلٰى سُوَیْدَاءِ قَلْبِهٖ مِنْ اَوَّلِ عُمْرِهٖ اِلٰى آخِرِهٖ كَیْفَ یَكُوْنُ حَالُهٗ۔ (حوالہ سابق)

ترجمہ: جو کافر اپنے محل کے باہری دروازے پر بسم اللہ لکھ لے تو وہ ہلاکت وتباہی سے محفوظ ہو جائے تو اندازہ لگایئے کہ اس شخص کا کیا حال ہوگا جس کے دل کی تختی پر پہلے دن سے لے کر آخری دم تک بسم اللہ لکھا ہوا ہو۔

نیکیاں ہی نیکیاں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ یَا اَبَاهُرَیْرَةَ اِذَا تَوَضَّأْتَ فَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ فَاِنَّ حَفَظَتَكَ لَاتَبْرَحُ اَنْ تَكْتُبَ لَكَ الْحَسَنَاتِ حَتّٰى تَفْرَغَ وَاِذَا غَشِیْتَ اَهْلَكَ فَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ فَاِنَّ حَفَظَتَكَ لَاتَبْرَحُ اَنْ تَكْتُبَ لَكَ الْحَسَنَاتِ حَتّٰى تَغْتَسِلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَاِنْ حَصَلَ مِنْ تِلْكَ الْوَاقِعَةِ وَلَدٌ كُتِبَ لَكَ مِنَ الْحَسَنَاتِ بِعَدَدِ نَفْسِ ذٰلِكَ الْوَلَدِ وَبِعَدَدِ اَنْفَاسِ اَعْقَابِهٖ اِنْ كَانَ لَهٗ عَقَبٌ حَتّٰى لَا یَبْقٰى مِنْهُمْ اَحَدٌ۔ یَا اَبَاهُرَیْرَةُ اِذَا رَكِبْتَ دَابَّةً فَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ یُكْتَبُ لَكَ الْحَسَنَاتُ بِعَدَدِ كُلِّ خُطْوَةٍ۔ وَاِذَا رَكِبْتَ السَّفِیْنَةَ فَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ یُكْتَبُ لَكَ الْحَسَنَاتُ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْهَا۔ (تفسیر کبیر ج ا ص ۱۷۷)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی جب وضو کرو تو بسم اللہ پڑھ لو۔ کیونکہ تیرے ساتھ جو محافظ فرشتے ہیں وہ تمہارے لیے نیکیاں لکھتے رہیں گے یہاں تک کہ تم وضو سے فارغ ہو جاؤ۔ جب بیوی کے پاس جاؤ تو بسم اللہ پڑھ لو کیونکہ جب تک تم غسل نہ کر لو گے فرشتے تمہارے لیے ثواب لکھتے رہیں گے اور تمہارے نیکیوں میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ اور اگر اسی صحبت سے تمہیں اولاد عطا ہوئی تو اس

اولاد کی ہر سانس کے برابر اور اس اولاد کی اولاد کی سانس کے برابر تمہارے لیے ثواب لکھا جاتا رہے گا۔ اور یہ سلسلہ تمہاری آخری نسل تک چلتا رہے گا۔ اے ابو ہریرہ! جب تم سواری پر سوار ہو تو بسم اللہ اور الحمد للہ کہہ کر سوار ہو، اگر ایسا کرو گے تو سواری کے ہر قدم کے بدلے تمہیں اجر عطا کیا جائے گا۔ اور جب تم کشتی پر سوار ہو تو اس وقت بھی بسم اللہ اور الحمد للہ کہو کیونکہ تمہارے لیے نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی جب تک تم کشتی سے باہر نہ آ جاؤ۔

درد سر فوراً ختم

قیصر روم نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک خط لکھ کر بھیجا کہ اے امیر المؤمنین میرے سر میں درد ہے جس سے میں بے چین رہتا ہوں۔ آپ میرے لیے کوئی دوا تجویز فرما کر میرے پاس بھیج دیں تا کہ میرے سر کا درد ختم ہو اور مجھے سکون وچین نصیب ہو۔ فَبَعَثَ اِلَیْهِ عُمَرُ قَلَنْسُوَةً فَكَانَ اِذَا وَضَعَهَا عَلٰى رَأْسِهٖ یَسْكُنُ صُدَاعُهٗ وَاِذَا رَفَعَهَا عَنْ رَأْسِهٖ عَاوَدَهُ الصُّدَاعُ فَعَجَبَ مِنْهُ فَفَتَّشَ الْقَلَنْسُوَةَ فَاِذَا فِیْهَا كَاغَذٌ مَّكْتُوْبٌ فِیْهِ بِسْمِ اللّٰهِ۔ (تفسیر کبیر ج ا ص ۱۷۷، روح البیان ج ا ص ۹)

ترجمہ: تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے پاس ایک ٹوپی بھیجوائی جب بادشاہ اس ٹوپی کو سر پر رکھتا تو درد ختم ہو جاتا، اسے سکون ملتا اور جب اس ٹوپی کو سر سے اتار دیتا تو پھر درد ہونے لگتا۔ اس کو بہت تعجب ہوا کہ کیا معاملہ ہے کہ ٹوپی پہنتا ہوں تو درد میں آرام ہوتا ہے اور اتار دیتا ہوں تو پہلے کی طرح درد ہونے لگتا ہے۔ جب ٹوپی کو دیکھا گیا تو اس میں ایک کاغذ تھا جس پر بسم اللہ لکھا ہوا تھا۔ بادشاہ سمجھ گیا کہ یہ کرامت بسم اللہ کی ہے کہ جس کی برکت سے درد میں آرام ہوتا ہے۔

جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهٗ

وما علینا الا البلاغ

پندرہویں تقریر

کھانے پر بسم اللہ پڑھنے کی برکت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰہِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ﴿۶۰﴾

(البقرہ)

ترجمہ: کھاؤ اور پیو اللہ کے دِیے سے اور زمین مین فساد پھیلاتے ہوئے مت پھرو۔

ان کی مہک نے دل غنچے کھلادِیے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسادِیے ہیں
جب آگئی ہیں جوش رحمت پہ ان کی آنکھیں
جلتے بجھادِیے ہیں روتے ہنسادِیے ہیں
ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلادِیے ہیں
آنے دو یا ڈوبادو اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہیں پہ چھوڑی لنگر اٹھادِیے ہیں
میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہادئے ہیں دربے بہا دِیے ہیں

(حدائق بخشش)

حضرات گرامی! آج میں کھانا کھانے کے مختلف مدنی آداب میں سے صرف ایک

ادب کی فضیلت و برکت پر کچھ روشنی ڈالوں گا۔ یعنی ”کھانے پر بسم اللہ کی پڑھنے کی برکت“ آیئے اس عنوان کے تحت کچھ احادیث رسول سماعت کرنے سے قبل دانائے غیوب، منزہ عن العیوب، اللہ کے محبوب، عاشقوں کے مطلوب، سرور انبیا، تاجدار مدینہ حضور پرنور جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں درود شریف کا نذرانہ پیش کریں:

اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ محمد بارك وسلم صلاۃ و سلاما علیك یارسول اللہ

جنت کی چار نہریں

برادران ملت اسلامیہ! کھانے پر بسم اللہ پڑھنے کی فضیلت و برکت سے قبل بسم اللہ شریف کی فضیلت وعظمت سے متعلق ایک بہت ہی پیاری حدیث سماعت کرتے چلیں۔

مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا معراج کی رات مجھ پر جنت کے تمام باغات پیش کیے گئے، تو میں نے جنت کے باغوں میں چار نہریں بہتے دیکھا۔ ایک پانی کا، دوسرا دودھ کا، تیسرا پاکیزہ شراب کا اور چوتھا شہد کا۔ میں نے جبریل سے کہا مِنْ اَیْنَ تَجِیْئُ هٰذِہِ الْاَنْهَارُ وَاِلٰی اَیْنَ تَذْهَبُ؟ یہ نہریں کہاں سے آتی ہیں اور کہاں جاتی ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ چاروں نہریں حوض کوثر سے جاملتی ہیں اتنا تو معلوم ہے مگر کہاں سے یہ نہریں آتی ہیں مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تاکہ اللہ عزوجل آپ کو اس کے بارے میں بتادے یا آپ کو دکھادے۔ چنانچہ حضور اقدس ﷺ نے رب کی بارگاہ میں دعا کی تو ایک فرشتہ آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور سلام کیا اور پھر عرض کیا:

یَا مُحَمَّدُ غَمِّضْ عَیْنَیْكَ قَالَ فَغَمَّضْتُ عَیْنَیَّ۔ یارسول اللہ آپ اپنی آنکھیں بند کرلیجئے، حضور نے آنکھیں بند کرلیں۔ پھر اس فرشتہ نے عرض کیا اِفْتَحْ عَیْنَیْكَ۔ حضور اب آنکھیں کھولیے۔ میں نے جب آنکھیں کھولیں تو میں نے اپنے آپ کو ایک درخت کے پاس پا۔ میں نے سفید موتی کا ایک گنبد دیکھا جس کا دروازہ اور تالا سونے کا تھا۔ گنبد اتنا بڑا تھا کہ اگر دنیا اور دنیا میں جتنے جنات و انسان ہیں سب کو اس پر رکھ دیا جائے تو ایسا لگے گا جیسے پہاڑ پر کوئی پرندہ بیٹھا ہو۔ میں نے دیکھا کہ وہ چاروں نہریں اسی گنبد کے نیچے سے بہہ رہی

ہیں۔جب میں واپس ہونا چاہا تو فرشتہ نے کہا حضور! اس گنبد میں تشریف لے جائیں۔میں نے کہا اس پر تالا لگا ہوا ہے اور میرے پاس اس کی چابی نہیں ہے۔اس نے کہا اس تالا کی چابی بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے۔جب میں تالا کے قریب ہوا تو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا تالا کھل گیا۔پھر میں اس گنبد میں داخل ہوا۔فَرَأَيْتُ هٰذِهِ الْاَنْهَارَ تَجْرِيْ مِنْ اَرْبَعَةِ اَرْكَانِ الْقُبَّةِ۔ اسی گنبد کے چار ستون سے ان چار نہروں کو بہتے ہوئے میں نے دیکھا۔ وَرَأَيْتُ مَكْتُوْبًا عَلٰى اَرْبَعَةِ اَرْكَانِ الْقُبَّةِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اور اس گنبد کے چاروں ستونوں پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا ہوا دیکھا۔ پانی کا دریا بسم اللہ کی میم سے، دودھ کا دریا بسم اللہ کے ہا سے، شراب کا دریا رحمن کی میم سے اور شہد کا دریا رحیم کی میم سے بہہ رہا تھا۔

فَعَلِمْتُ اَنَّ اَصْلَ هٰذِهِ الْاَنْهَارِ الْاَرْبَعَةِ مِنَ الْبِسْمِلَةِ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا مُحَمَّدُ مَنْ ذَكَرَنِيْ بِهٰذِهِ الْاَسْمَاءِ مِنْ اُمَّتِكَ بِقَلْبٍ خَالِصٍ مِنْ رِيَاءٍ وَقَالَ بسم الله الرحمن الرحيم سَقَيْتُهُ مِنْ هٰذِهِ الْاَنْهَارِ ۔ تو میں جان گیا کہ ان نہروں کی اصل بسم اللہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد! ﷺ آپ کی امت میں سے جو مجھے ان ناموں کے ذریعہ سچے دل سے یاد کرے گا بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے گا تو میں اسے ان نہروں سے پلاؤں گا۔(روح البیان ج ۱ ص ۹)

کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھا جائے

حضرات! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ۔ یعنی اللہ کی دی ہوئی روزی سے کھاؤ اور پیو۔ یہ تو حکم الٰہی ہے۔اور کھانے کے آداب میں سے ایک اہم اور با برکت ادب یہ ہے کہ کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لیا جائے، تاکہ بسم اللہ کے ذریعے اللہ عز وجل کا ذکر کھاتے وقت بھی ہو جائے۔ کیونکہ جس کھانا پر بسم اللہ پڑھا جاتا ہے وہ کھانا شیطان سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اس میں برکتیں نازل ہونے لگتی ہے۔حدیث میں آیا ہے کہ جس کھانا میں بسم اللہ پڑھا جائے اس میں برکت ہوتی ہے اور وہ کھانا شیطان سے محفوظ ہو جاتا ہے اور جس کھانا پر بسم اللہ شریف نہ پڑھا جائے اس سے برکت اٹھالی جاتی ہے اور شیطان اس میں شریک ہو جاتا ہے۔چنانچہ حدیث میں ہے:

عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا فِيْ حُجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ۔ (مشکوٰۃ ص ۳۶۳)

حضرت عمر ابن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں چھوٹا سا بچہ تھا میں رسول اکرم ﷺ کی گود میں ہوتا، کھانے کی پلیٹ میں میں اپنا ہاتھ ادھر ادھر کرتا رہتا تو حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا بسم اللہ پڑھ کر داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ اَنْ لَا يُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔ (مشکوٰۃ ص ۳۶۳)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان اس کھانے کو اپنے لیے حلال سمجھتا ہے جس پر اللہ کا نام یعنی بسم اللہ نہ پڑھا جائے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهٗ فَذَكَرَ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُوْلِهٖ وَعِنْدَ طَعَامِهٖ قَالَ الشَّيْطَانُ لَا مَبِيْتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ وَاِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُوْلِهٖ قَالَ الشَّيْطَانُ اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَاِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ طَعَامِهٖ قَالَ اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَالْعَشَاءَ۔ (مشکوٰۃ ص ۳۶۳)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب انسان گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا ذکر کرتا ہے یعنی بسم اللہ پڑھتا ہے تو شیطان اپنے چیلوں سے کہتا ہے اس گھر میں تمہارے ٹھہرنے کی جگہ نہیں اور نہ اس کھانے میں تمہارا حصہ ہے۔اور جب گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا ذکر نہیں کیا جاتا ہے تو شیطان دوسرے شیطان سے کہتا ہے اس گھر میں تمہارے رہنے اور ٹھہرنے کا انتظام ہے اور جب کھانا پر اللہ کا نام نہیں لیا جاتا ہے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے اس کھانے میں تمہارا حصہ ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہاں کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا چاہیے وہیں گھر میں داخل ہوتے وقت بھی بسم اللہ ضرور پڑھ لینا چاہیے تاکہ شیطان اس گھر میں داخل نہ ہو سکے۔

عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقُرِّبَ طَعَامٌ فَلَمْ اَرَ طَعَامًا كَانَ اَعْظَمَ بَرَكَةً مِّنْهُ اَوَّلَ مَا اَكَلْنَا وَلَا اَقَلَّ بَرَكَةً فِيْ اٰخِرِهٖ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ

هٰذَا قَالَ اِنَّا ذَكَرْنَا اسْمَ اللّٰهِ حِيْنَ اَكَلْنَا ثُمَّ قَعَدَ مَنْ اَكَلَ وَلَمْ يُسَمِّ اللّٰهَ فَاَكَلَ مَعَهُ الشَّيْطَانُ۔ (ایضا ص ۳۶۵)

ترجمہ: حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس تھے کہ کوئی کھانا پیش کیا گیا تو میں ایسا کھانا نہ دیکھا جو ہمارے اول کھاتے وقت بہت برکت والا ہو اور آخر میں کم برکت والا ہو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیسے ہوگیا؟ فرمایا ہم نے کھانے کے وقت اس پر اللہ کے نام کا ذکر کیا تھا پھر وہ بیٹھ گیا جس نے کھایا اور اللہ کا نام نہ لیا تو اس کے ساتھ شیطان نے کھایا۔

یعنی بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کیا گیا تو اس میں برکت آگئی اور جب ایسا شخص کھانے میں شریک ہوگیا جس نے بسم اللہ نہیں پڑھا تھا تو بسم اللہ نہ پڑھنے کے سبب اس کھانا سے برکت اٹھالی گئی۔

بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو یاد آنے پر کیا کرے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ فَاِنْ نَسِيَ فِيْ اَوَّلِهٖ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ فِيْ اَوَّلِهٖ وَاٰخِرِهٖ۔ (ترمذی ج ۲ ص ۸)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لے۔ اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو یاد آتے ہی بسم اللہ فی اولہ وآخرہ کہہ لے۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ کھاتے وقت بسم اللہ ضرور پڑھ لے، اللہ کا نام ضرور لے۔ اگر بھول جائے تو یاد آتے ہی فورا بسم اللہ فی اولہ وآخرہ کہہ لے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ شیطان اس دعا کے بعد فورا رفوچکر ہوجائے گا اور اس کھانے میں برکت نازل ہونے لگے گی۔ چنانچہ

عَنْ اُمَيَّةَ بْنِ مَخْشِيٍّ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَاْكُلُ فَلَمْ يُسَمِّ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْ طَعَامِهٖ اِلَّا لُقْمَةٌ فَلَمَّا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ فِيْ اَوَّلِهٖ وَاٰخِرِهٖ فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ مَا زَالَ الشَّيْطَانُ يَاْكُلُ مَعَهٗ فَلَمَّا ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ اِسْتَقَاءَ مَا فِيْ بَطْنِهٖ (ایضا)

ترجمہ: حضرت امیہ بن مخشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص کھانا کھاتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھا اور بغیر بسم اللہ پڑھے کھانا کھانے لگا، یہاں تک کہ کھانا کا صرف ایک ہی لقمہ رہ گیا جب وہ ایک لقمہ کھانے کے لیے اپنے منہ تک لے گیا یاد آگیا اور فورا اللہ کا نام لے لیا یعنی بسم اللہ فی اولہ وآخرہ کہا۔ یہ دیکھ کر نبی اکرم ﷺ مسکرانے لگے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا شیطان اس کے ساتھ کھانا میں شریک تھا جب اس نے اللہ کا نام لیا شیطان نے پورا کھانا الٹی کردیا۔

کھانا سے فارغ ہونے کے بعد کی دعا

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهٖ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِيْنَ۔ (ایضا)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا سے فارغ ہوتے یہ دعا پڑھتے تھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِيْنَ۔ یعنی تمام تعریف اس اللہ کے لیے جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور مسلمان بنایا۔

دو شیطان کی ملاقات

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مسلمان کے ساتھ جو شیطان رہتا ہے اس کی ملاقات کافر کے ساتھ رہنے والے شیطان سے ہوئی۔ مومن کے ساتھ رہنے والے شیطان کو دبلا پتلا اور کمزور دیکھ کر کافر کے ساتھ رہنے والے شیطان نے کہا: وَيْحَكَ مَا قَدْ هَلَكْتَ ارے! تم اتنا کمزور کیوں ہو؟ تو اس نے کہا: لَا وَاللّٰهِ مَا اَصِلُ مَعَهٗ اِلٰى شَيْءٍ اِذَا طَعِمَ ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ وَاِذَا شَرِبَ ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ وَاِذَا دَخَلَ بَيْتَهٗ ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ۔ بخدا میں اس کے ساتھ کسی چیز میں شریک نہیں ہو پاتا ہوں۔ کیونکہ جب یہ کھاتا ہے تو بسم اللہ پڑھتا ہے، پیتا ہے تو بسم اللہ پڑھتا ہے اور جب گھر میں داخل ہوتا ہے تب بھی بسم اللہ پڑھتا ہے (یہی وجہ ہے کہ میں اتنا کمزور ہوگیا ہوں) تو دوسرا شیطان یعنی کافر کا شیطان کہتا ہے میں

تواس کے ساتھ کھانے ، پینے اور بستر پر شریک ہو جاتا ہوں۔اسی لیے میں موٹا تازہ ہوں اور تم دبلے پتلے اور کمزور ہو۔(مجمع الزوائد ج۵ ص ۱۱،معجم کبیر ۸۲ ۷۸)

حضرات گرامی! ان احادیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ

☆ کھانا شروع کرنے سے قبل بسم اللہ وعلی برکت اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرنے سے کھانے میں برکت ہوتی ہے اور شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔

☆ کھانا شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنے سے ذکر اللہ کا ثواب عطا کیا جاتا ہے کیونکہ بسم اللہ شریف پڑھنا بھی اللہ عزوجل کا ذکر ہے۔

☆ اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو بِسْمِ اللّٰہِ فِیْ اَوَّلِهٖ وَاٰخِرِهٖ کہہ لے تو بسم اللہ پڑھنے کا ثواب مل جائے گا اور شیطان جو پہلے شریک تھا وہ اب بھاگ جائے گا۔

☆ کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے کا ثواب بھی ملے گا۔

☆ کھانا داہنے ہاتھ سے اور سامنے سے کھانا چاہیے یہ سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

☆ کھانا سے فارغ ہونے کے بعد یہ دعا پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ۔ یعنی تمام تعریف اس اللہ کے لیے جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور مسلمان بنایا۔

☆ اگر ہو سکے تو ہر نوالہ کے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم اور یا واجد پڑھتے رہے۔

جَزَی اللّٰہُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا ھُوَ اَھْلُہٗ

وما علینا الا البلاغ

سولہویں تقریر

بعد وفات کام آنے والے اعمال

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدَ الشَّاکِرِیْنَ خَالِقِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَالْمَلَائِکَةِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَکْرَمِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْمُطَهَّرِیْنَ۔ اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَا تُقَدِّمُوا لِاَنْفُسِكُمْ مِنْ خَیْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِیْرٌ۔ (البقرۃ آیت نمبر ۱۱۰)

صدق اللہ مولانا العلی العظیم وبلغنا رسولہ الامین الکریم

مجدد دین وملت، تاجدار اہل سنت، کنز الکرامت، جبل الاستقامت، غواص بحر معرفت، رمز شناس شریعت وطریقت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ؎

راہ پرخار ہے کیا ہونا   پاؤں افگار ہے کیا ہونا ہے
دور جانا ہے رہا دن تھوڑا   راہ دشوار ہے کیا ہونا ہے
جانے والوں پہ یہ رونا کیسا   بندہ ناچار ہے کیا ہونا ہے
کیوں رضا کڑھتے ہو ہنستے اٹھو   جب وہ غفار ہے کیا ہونا ہے

(حدائق بخشش)

حضرات گرامی وقار! آئیں سب سے پہلے ہم تمامی حضرات منبع علم وحکم، سرچشمۂ فیوض و برکات، مخبر ماضیات ومستقبلات، مختار شش جہات، عالم اسرار کائنات، پیکر عدل ومساوات، شہنشاہ اقلیم نبوت ورسالت، حضور پرنور شافع یوم النشور جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ ناز میں درود وسلام کا نذرانۂ محبت پیش کریں اور مچل کر پڑھیں:

اللھم صل علیٰ سیدنا مولانا محمد صاحب الجمال والکمال، ذی العز والجلال وعلیٰ اصحابہ وجمیع الاٰل۔

محترم حضرات! خطبہ کے بعد جس آیت کریمہ کی تلاوت میں نے کی ہے اس کا ترجمہ امام اہل سنت، مجدد دین وملت سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کنزالایمان شریف میں یوں فرماتے ہیں:

اور اپنی جانوں کے لیے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے یہاں پاؤ گے، بے شک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔ (کنزالایمان)

برادران ملت اسلامیہ! اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں جو چند روزہ زندگی عطا فرمائی ہے، جو حیات بخشی ہے وہ ہمیشگی کی حیات اور زندگی نہیں ہے، بلکہ ایک نہ ایک دن فنا ہونے والی ہے۔ اللہ رب العزت نے ہمیں یہ زندگی اس لیے عطا فرمائی ہے کہ ہم اس زندگی میں آخرت کے لیے کچھ کرلیں، نیکیاں کرلیں، عبادت وبندگی کرلیں، ذکر اللہ کریں، قرآن کی تلاوت کریں، حضور پر درود شریف بھیجیں، صدقہ وخیرات کا ذخیرہ کرلیں، صلہ رحمی کریں، ماں باپ کی عزت وخدمت کریں، اچھوں کی صحبت میں بیٹھیں، دین کی باتیں سیکھیں، بھوکوں کو کھانا کھلائیں، پیاسوں کو پانی پلائیں، حج وزکوٰۃ ادا کریں، سجدوں کی کثرت سے دنیا اور آخرت کو سنواریں اور نماز پنج وقتہ کی حفاظت ومداومت کریں۔ کیونکہ دنیا میں جو بھی نیکیاں اور اچھے اعمال آپ کریں گے تو ان کا صلہ اور بہترین بدلہ آپ کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عطا فرمائے گا اور آپ اپنے کیے ہوئے نیک اعمال کا اجر وثواب رب تعالیٰ کی بارگاہ میں ضرور پائیں گے۔ اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَا تُقَدِّمُوا لِاَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيْرٌ۔ (البقرۃ آیت نمبر ۱۱۰) اور اپنی جانوں کے لیے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے یہاں پاؤ گے، بے شک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔ (کنزالایمان)

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا تُقَدِّمُوا لِاَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا۔
(ھود آیت نمبر ۲۰)

ترجمہ: اور اپنے لیے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے پاس بہتر اور بڑے ثواب کی پاؤ گے۔ (کنزالایمان)

بہت سے اعمال اور نیکیاں ہیں جو قیامت کے دن بلکہ اس سے پہلے موت کے وقت، قبر کی تاریکی میں اور حشر کے دن کام آئیں گی۔ میں مسلمان بھائیوں کی رغبت اور نیک اعمال سے دلچسپی پیدا کرنے کے لیے کچھ اعمال اور نیکیوں کا ذکر احادیث وواقعات کی روشنی میں کرتا ہوں۔ اس سے پہلے ایک بار درود شریف کا نغمہ سنائیں:

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما۔ نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما

عزت کا تاج

محترم حضرات! بارہا آپ نے علمائے کرام کی زبانی سنا ہوگا کہ قیامت کے دن ہر شخص نفسی نفسی کے عالم میں ہوگا، ہر کوئی پریشان وحیران ہوگا، قیامت کا منظر بڑا ہولناک اور جان لیوا ہوگا، سورج سر سے بہت ہی قریب ہوگا، جس کی گرمی سے مغز کھول رہا ہوگا، لوگ پسینے میں شرابور ہوں گے، کسی کے گھٹنے تک پسینہ تو کوئی کمر تک پسینہ میں ڈوبا ہوگا، قیامت کا ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا اور اس سے بھیانک منظر یہ کہ ستر ہزار ایسے فرشتے جہنم کو زنجیروں میں جکڑ کر لائیں گے کہ ہر فرشتے کے ساتھ ستر ہزار فرشتے اور ہوں گے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَعْرَقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يَذْهَبَ عَرَقُهُمْ فِي الْاَرْضِ سَبْعِيْنَ ذِرَاعًا۔ یعنی قیامت کے دن لوگ پسینہ پسینہ ہوں گے، یہاں تک کہ ان کا پسینہ ستر گز (یعنی ستر ہاتھ) زمین کے اندر چلا جائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۸۳)

مگر اللہ عزوجل کے کچھ ایسے بندے بھی ہوں گے جو اس دن بھی ہر پریشانی اور گھبراہٹ سے بے خوف وخطر ہوں گے اور بالکل اطمینان میں ہوں گے بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے انہیں عزت وکرامت کا تاج پہنایا جائے گا۔ چنانچہ حدیث پاک ملاحظہ فرمائیے:

حضرت معاذ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَرَاَ الْقُرْاٰنَ وَعَمِلَ بِهٖ اَلْبَسَ اللّٰهُ وَالِدَيْهِ تَاجًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ضَوْءُهٗ اَحْسَنُ

مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ۔ (ابوداوٗد)

جس نے قرآن پڑھا، قرآن کا علم سیکھا اور اس کے مطابق عمل کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے والدین کے سر پر ایسا تاج پہنائے گا جس کی روشنی کے سامنے سورج کی روشنی پھیکی پڑ جائے گی۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ رَجُلٍ يُعَلِّمُ وَلَدَهُ الْقُرْآنَ فِي الدُّنْيَا إِلَّا تُوِّجَ أَبُوهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِتَاجٍ فِي الْجَنَّةِ يَعْرِفُهُ بِهِ أَهْلُ الْجَنَّةِ بِتَعْلِيمِهِ وَلَدِهِ الْقُرْآنَ فِي الدُّنْيَا۔

(مجمع الزوائد ج ۷ ص ۲۴۸)

جو شخص دنیا میں اپنے بیٹے کو قرآن کی تعلیم دلائے تو قیامت کے دن اس کے والد کے سر پر ایسا تاج رکھا جائے گا کہ اہل جنت اس خاص قسم کے تاج کو دیکھ کر ہی اسے پہچان لیں گے کہ یہ وہ شخص ہے جس نے دنیا میں اپنے بیٹے کو قرآن کی تعلیم سے آراستہ کیا تھا۔

معلوم ہوا کہ اولاد کو دین کی تعلیم سے آراستہ کرنا ایک ایسا عمل ہے جو انسان کو دنیا میں بھی کام آتا ہے اور مرنے کے بعد قبر و حشر میں بھی کام آئے گا، جس کے سبب اللہ تعالیٰ اس باپ اور ماں کا درجہ بلند فرمائے گا اور عزت و عظمت سے نوازے گا جنہوں نے اپنی اولاد کو دینی تعلیم دلائی ہوگی۔

اس کے سر پر تاج زریں کیوں نہ ہو لوگو
جس کا بیٹا حافظ قرآن ہوتا ہے

مگر افسوس! آج مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ اپنی اولاد کو دنیاوی ہر طرح کی تعلیم دلا دیں گے، ڈاکٹر بنا دیتے ہیں، انجینئرنگ کی تعلیم دلاتے ہیں، اُورسیئر بناتے ہیں، وکیل بناتے ہیں، سائنس داں بناتے ہیں، پروفیسر بناتے ہیں، انگریزی پڑھنا اور بولنا سکھا دیتے ہیں مگر انہیں توفیق نہیں ہوتی کہ اپنی اولاد کو جہاں دنیاوی تعلیم دلاتے ہیں وہیں قرآن کی تعلیم دلا دیں تاکہ وضو، غسل، پاکی ناپاکی کے مسائل کم سے کم معلوم ہو جائیں۔ اے مسلمانو! دنیا کی تعلیم بھی دلاؤ مگر قرآن کی تعلیم دلانا نہ بھولو بلکہ خود بھی قرآن پڑھنا سیکھو اور اپنے بچوں کو بھی پڑھنا سکھاؤ اور اس کی تلاوت کرتے رہو۔ ذرا دھیان سے پیارے آقا ﷺ کا فرمان سنو! حضرت ابو امامہ

باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

اِقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ۔ قرآن پڑھو کیونکہ قرآن قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرے گا۔

(مسلم حدیث نمبر ۸۰۴، المتجر الرابح ج ۲ ص ۱۴)

اور ایک حدیث میں ہے کہ سرکار دو عالم فخر آدم و بنی آدم محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَاسْتَظْهَرَهُ فَأَحَلَّ حَلَالَهُ وَحَرَّمَ حَرَامَهُ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهِ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهُ فِي عَشْرٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ كُلُّهُمْ قَدْ وَجَبَتْ لَهُمُ النَّارُ۔

(مشکوٰۃ ص ۱۸۷، المتجر الرابح ج ۲ ص ۱۵)

ترجمہ: جس شخص نے قرآن پڑھا اور اسے حفظ کر لیا اور قرآن کریم کی حلال کردہ چیز کو حلال اور حرام کردہ چیز کو حرام سمجھا (یعنی قرآن کے احکام پر عمل کیا) تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کو جنت میں داخل فرمائے گا اور اس کے خاندان سے دس ایسے آدمیوں کے لیے اس کی شفاعت قبول فرمائے گا جن پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔

قبر کا ساتھی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آقا کریم ﷺ نے فرمایا آدمی کو مرنے کے بعد قبر میں رکھا جاتا ہے، جب فرشتہ اس کے سرہانے کی طرف سے اس کی طرف آنے لگتا ہے تو تلاوت قرآن اسے پیچھے ہٹا دیتی ہے اور جب ہاتھوں کی جانب سے آنے لگتا ہے تو صدقہ و خیرات آڑے آجاتے ہیں اور جب پیروں کی طرف سے آتے ہیں تو اس کا مسجدوں کی طرف جانا رکاوٹ بن جاتا ہے اور صبر کہتا ہے اگر مجھ کو جگہ ملتی تو میں بھی سامنے کھڑا ہو جاتا۔ لہٰذا وہ ایک طرف کھڑا ہو جاتا ہے۔ (شرح الصدور)

وضاحت

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ انسان دنیا میں جو بھی نیک اعمال کرتا ہے تو مرنے کے بعد قبر میں بھی اور حشر میں بھی اللہ تعالیٰ ان کے نیک اعمال کا بدلہ عطا فرماتا ہے، اور ان

نیکیوں کے سبب عذاب سے محفوظ بھی فرما دیتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بندۂ مومن جب قبر میں جاتا ہے تو وہ تنہا نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کے نیک اعمال جیسے نماز، روزہ، حج، زکوۃ، مسجدوں کو آباد کرنا اور صبر وغیرہ نیکیاں اس کا ساتھی ہوتی ہیں اور اس کی مدد کرتی ہیں۔ مسجدوں کو نماز کے لیے چل کر جانا یہ ایسا عمل ہے کہ ہر ہر قدم کے بدلے گناہ مٹا دِیے جاتے ہیں اور نیکیاں عطا کی جاتی ہیں۔

حضرت عتبہ بن عبد اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَا مِنْ عَبْدٍ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهٖ إِلٰى غُدُوٍّ وَرَوَاحٍ إِلَى الْمَسْجِدِ إِلَّا كَانَتْ خُطَاهُ خُطْوَةٌ كَفَّارَةٌ وَخُطْوَةٌ حَسَنَةٌ (جامع کبیر ج ۸ ص ۱۳۱، مسند احمد ج ۴ ص ۱۸۵، معجم کبیر ج ۷ ص ۱۳۱) یعنی جو بندۂ مومن صبح کو یا شام کو اپنے گھر سے نکل کر مسجد کی طرف جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ایک قدم کے بدلے اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور دوسرے قدم کے بدلے اس کا درجہ بلند فرما دیتا ہے۔

درود شریف: اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْحَبِيْبِ الْعَالِي الْقَدْرِ الْعَظِيْمِ الْجَاهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ

قبر میں خوشبو

حضرت عبد اللہ بن غالب اِکرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک معرکہ میں دشمنوں کے ہاتھ شہید ہوگئے۔ جب انہیں دفن کیا گیا تو ان کی قبر سے کستوری کی خوشبو محسوس ہوئی۔ ان کے بھائی نے ایک دن خواب میں انہیں دیکھا تو ان سے پوچھا بھائی آپ کے ساتھ کیا سلوک ہوا؟ انہوں نے بتایا میرے ساتھ بہت اچھا سلوک ہوا اور مجھے جنت اور اس کی نعمتوں سے نوازا گیا۔ پوچھا بھائی! جنت آپ کو کس عمل کے سبب ملی؟ اور یہ مقام و مرتبہ بعد وفات آپ کو کس وجہ سے ملا؟ انہوں نے بتایا مجھے یہ عزت و رفعت حسن یقین، تہجد گزاری کے سبب اور گرمیوں کے روزوں کی برکت سے ملی ہے۔ پھر ان سے پوچھا کہ یہ آپ کی قبر سے کیسی خوشبو آرہی ہے؟ انہوں نے جواب دیا یہ خوشبو تلاوت قرآن کریم اور روزوں میں پیاس برداشت کرنے کی بدولت ہے۔ میں دنیا میں قرآن شریف کی تلاوت کرتا تھا اور گرمی کے دنوں

میں روزہ رکھتا تو پیاس لگتی تھی تو روزے کی حالت میں اس سخت پیاس کو برداشت کرتا تھا تو آج اللہ تعالیٰ نے بعد وفات میری قبر کو خوشبو میں بسا دیا ہے اور میری قبر مشک و کستوری کی خوشبو سے معطر ہے۔ (شرح الصدور)

ایک خطا کار کی مغفرت بوسیلہ ایمان

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بصرہ میں ایک قوم کو دیکھا جو ایک میت کا جنازہ کاندھوں پر اٹھائے جا رہے ہیں، اس میت کے جنازہ کے ساتھ کوئی مشایعت کے لیے نہیں چلے۔ میں نے ان سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ اس کے ساتھ لوگ مشایعت کے لیے نہیں چلے؟ انہوں نے کہا کہ یہ بہت بڑا مجرم ہے۔ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میں نے اس کے لیے دعاے خیر کی اور اپنے ہاتھ سے اسے قبر میں اتارا۔ پھر دفن سے فراغت کے بعد ایک درخت کے نیچے سو گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے دو فرشتے نازل ہو کر اس کی قبر میں داخل ہو گئے۔ ایک فرشتہ نے اس کے قریب بیٹھ کر دوسرے فرشتہ کو کہا اسے لکھئے کہ یہ شخص جہنمی ہے۔ اس لیے کہ اس کا کوئی عضو بھی گناہ سے خالی نہیں، اس کا سراپا گناہوں میں ڈوبا ہوا ہے۔ دوسرے فرشتے نے کہا عجلت نہ کیجئے اس کی آنکھوں کو دیکھئے ممکن ہے کہ اس میں کوئی نیکی موجود ہو۔ اس نے کہا کہ میں نے اس کی آنکھوں کو بھی گناہوں سے پر پایا ہے۔ اس لیے کہ یہ ہر وقت غیر محرم کو بری نگاہ سے دیکھا کرتا تھا۔ پھر فرشتہ نے کہا اس کے کانوں کو بھی دیکھئے، اس نے دیکھا اس کے کان بھی برائیوں سے پرُ ہیں۔ اس نے کہا زبان کو بھی دیکھو، اس نے کہا کہ زبان کو بھی دیکھا ہے، زبان بھی بری بات کہنے اور حرام کھانے اور اس کی لذت پانے سے پر ہے۔ اس نے کہا اس کے ہاتھوں کو دیکھئے۔ اس نے کہا ہاتھ بھی نجاست اور برائیوں سے بھرے پڑے ہیں۔ اس نے کہا اس کے پاؤں کو دیکھئے، کہا اس کے پاؤں بھی گناہوں اور نافرمانیوں سے خالی نہیں ہیں۔ اس پر دوسرے فرشتے نے کہا پھر بھی عجلت و جلد بازی اچھی نہیں۔ مجھے بھی دیکھنے دیجئے۔ چنانچہ وہی دوسرا فرشتہ اس میت کے قریب آیا اور اس سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بھائی! تیرا ہر رگ و ریشہ جرم و خطا اور معصیت و گناہ سے ملوث ہے۔ یہ کہہ کر اس فرشتے نے اس میت کے دل کو ٹٹولا تو

اس میں ایمان موجود تھا فرشتے نے کہا اس کے دل میں ایمان موجود ہے اس لیے اسے رحمت و سعادت اور مغفرت و بخشش کا حقدار لکھا جائے۔ چنانچہ ایمان کے سبب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم نے اس کے جملہ گناہوں کو مٹا دیا اور اپنی رحمت کی آغوش میں لے لیا اور وہ شخص جہنم کی آگ سے محفوظ ہو گیا۔(روح البیان مترجم سورہ انعام پارہ ۸ ص ۶۶۳)

اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے ہیں ؎

کھڑے ہیں منکر نکیر سر پر نہ کوئی حامی نہ کوئی یاور
بتا دو آکر میرے پیمبر کہ سخت مشکل جواب میں ہے
خدائے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر
بچالو آکر شفیع محشر تمہارا بندہ عذاب میں ہے

معلوم ہوا کہ بندہ کتنا ہی گنہگار و خطا کار کیوں نہ ہو اگر اس کا خاتمہ ایمان پر ہوا، مرتے دم کلمۂ شہادت نصیب ہو گیا اور زندگی کا آخری سفر ایمان کے ساتھ ہوا تو ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ کے فضل و کرم سے وہ قبر و حشر اور دوزخ کے عذاب سے نجات پا جائے گا۔ چنانچہ میرے آقا کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ مِنَ الدُّنْيَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ (تنبیہ الغافلین ص ۱۳۶)

جس کا آخری کلام دنیا سے جاتے وقت لا الٰہ الا اللہ ہو گا وہ جنت میں داخل ہو گا۔

اور حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَذَلَّ بِهَا لِسَانُهُ وَاطْمَأَنَّ قَلْبُهُ لَمْ تُطْعِمْهُ النَّارُ۔ (شعب الایمان ج ۱ ص ۴۱)

ترجمہ: جو اخلاص و یقین کے ساتھ زبان و دل سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دے جہنم کی آگ اسے نہیں کھا سکتی ہے۔

اس لیے میرے دوستوں اپنے ایمان کی حفاظت کیجئے، کیونکہ ایمان سے بڑھ کر کوئی دولت و ثروت نہیں ہے، مسلک اعلیٰ حضرت کے سایے میں رہئے، سنیوں کی جماعت کے ساتھ رہئے جو نجات پانے والی جماعت اور جنتی جماعت ہے۔ اور بدمذہبوں سے بچ کر رہئے کہ یہ ایمان کو لوٹنے والے لوگ ہیں۔ آقا نے تو پہلے ہی فرما دیا کہ:

اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ۔ (انوار الحدیث ص ۱۰۳)

ترجمہ: بدمذہبوں سے دور رہو اور انہیں اپنے پاس آنے نہ دو تاکہ وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

اعلیٰ حضرت سرکار علیہ رحمۃ الغفار فرماتے ہیں ؎

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے
سونا بن ہے سونا زہر ہے اٹھ پیارے
تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیری مت ہی نرالی ہے

جَزَی اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهُ

وما علینا الا البلاغ

ستر ہویں تقریر

صدقہ کے فضائل و برکات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمَلِكِ الْقَهَّارِ ○ اَلْعَزِیْزِ الْجَبَّارِ ○ اَلرَّحِیْمِ الْغَفَّارِ ○ وَ
اَزْکَی الصَّلٰوۃِ وَاَطْیَبُ السَّلَامِ عَلَی النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ ○ سَیِّدِ الْاَبْرَارِ
وَالْاَخْیَارِ ○ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اُولِی الْاِقْدَامِ وَالْاَقْدَارِ ○ امابعد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ (البقرہ ۲۷۶)

وقال النبی ﷺ بَادِرُوْا بِالصَّدَقَةِ فَاِنَّ الْبَلَاءَ لَا یَتَخَطَّاهَا۔ (مشکوٰۃ ص۱۶۷)

صدق اللہ مولانا العظیم وصدق شفیعنا الکریم

جب ذکر نبی ہوتا ہے اللہ کی رحمت ہوتی ہے
اس ذکر کے سننے والوں کو جنت کی بشارت ہوتی ہے
محبوب خدا کے متوالو قربان کرتن من ان پر
مشکل میں یہی کام آتے ہیں جب کوئی مصیبت ہوتی ہے
خاموش رہو اے بے ادبو تعظیم سے محفل میں بیٹھو
محبوب خدا کی حمد و ثنا قرآں کی تلاوت ہوتی ہے
دنیا میں نہیں کچھ فکر انہیں محشر کا نہیں کچھ خوف انہیں
بے خوف وخطر ہیں وہ جن کو طیبہ کی زیارت ہوتی ہے
اے ہوش وسیلے سے ان کے جو مانگ خدا سے پائے گا
یہ فرض نمازیں ہیں جن میں ہر وقت طہارت ہوتی ہے

(مخدوم المشائخ سید عبدالحئی اشرف کچھوچھوی)

آقا کریم ﷺ کے پیارے دیوانو! آئے سب سے پہلے ہم تمامی وابستگان دامن رسول اکرم ﷺ گنبد خضرا کی جانب لولگا کر محبوب رب داور، مالک حوض کوثر، خطیب بزم محشر، رحمت ساکنان خشک وتر، حبیب خالق بحر و بر، رہنمائے جن و بشر، غربا و مساکین پرور، جد شبیر و شبر، خسروئے فاتح خیبر، محمود خالق شام وسحر حضور پرنور جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ ناز میں درود شریف کا نذرانہ خلوص پیش کریں اور پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْحَبِیْبِ الْعَالِی الْقَدْرِ الْعَظِیْمِ الْجَاهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔

معزز سامعین! آج میرا موضوع سخن ''صدقہ کے فضائل وبرکات'' ہے انشاء اللہ الرحمن قرآن واحادیث اور نورانی واقعات کی روشنی میں صدقہ کی فضیلت و اہمیت پر کچھ روشنی ڈالوں گا تاکہ ہمارے دینی سنی مسلمان بھائیوں کے دلوں میں صدقہ کرنے اور اللہ رب العزت کی راہ میں مال خرچ کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔اور انہیں اس بات کا یقین ہوجائے کہ غریبوں، مسکینوں، بیواؤں، یتیموں، مسافروں، لاچاروں، بے سہاروں، محتاجوں اور اسلامی سنی مدارس کے طلبہ پر صدقہ کرنے اور ان کا تعاون کرنے کا اجر و ثواب کیا ہے اور صدقہ کرنے والے کا مقام ومرتبہ اللہ تعالیٰ کی نظر کرم میں کیا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ (البقرہ ۲۷۶)

یعنی اللہ تعالیٰ سود کو گھٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے۔

اگرچہ بظاہر سود سے مال میں اضافہ ہوتا ہے، سودی کاروبار میں فائدہ نظر آتا ہے مگر یاد رکھئے یہ صرف ایک دھوکہ ہے سودی مال اور کاروبار میں نہ برکت ہوتی ہے اور نہ اس میں کوئی خیر ہوتی ہے۔سودی کاروبار اور سودی لین دین سے تباہی و بربادی ہوتی ہے، ایسے مال سے برکت اٹھالی جاتی ہے، جذبہ اخوت و بھائی چارہ ختم ہوجاتا ہے، انسانیت کراہنے لگتی ہے، مگر صدقہ کا مال اگرچہ ایسا لگتا ہے کہ مال میں کمی ہوگئی لیکن بخدا جس مال کا صدقہ نکالا جاتا ہے اس میں بے پناہ برکت آجاتی ہے، دنیا اور آخرت کی کامیابی ملتی ہے، اس کی نیکیاں آخرت کے لیے ذخیرہ بن جاتی ہیں، قبر کی وحشتوں سے نجات ملتی ہے، بلائیں دور ہوتی ہیں اور صدقہ کرنے والے کے مال میں برکتوں کا نزول ہونے لگتا ہے۔

اور برکتیں کیوں نہ نازل ہو جب خود اللہ تعالیٰ کا ہی اعلان ہے:

یَمۡحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَیُرۡبِی الصَّدَقٰتِ۔ (البقرہ ۲۷۶)

ترجمہ: اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقہ میں برکتیں عطا کرتا ہے۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

سود دنیا میں بڑھتا ہے اور زیادہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے آخرت میں مٹادے گا اور سود کھانے والوں کے لیے اس میں کچھ بھی باقی نہ ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ صدقہ کو صدقہ کرنے والے سے لیتا ہے قبل اس کے کہ وہ اس کے ہاتھ میں پہنچے، جس پر صدقہ کیا جارہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کو بڑھاتا رہتا ہے یہاں تک کہ صدقہ کرنے والا اپنے رب سے ملتا ہے پھر وہ اسے عطا فرمادیتا ہے، صدقہ کھجور ہو یا کوئی اور چیز ہو اللہ تعالیٰ اس کو بڑھاتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ بڑے پہاڑ کی طرح ہوگا۔ (در منثور ج ۲)

اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: سود اگر چہ زیادہ بھی اس کا انجام کمی ہی ہوگا۔

(ابن ماجہ ج۳ ص۷۹ ۲۲۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اب آیت کریمہ اور اللہ رب العزت کے فرمان کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ صدقہ کرنے والے کے مال میں گونا گوں اضافہ اور برکتیں پیدا فرماتا ہے اور صدقہ کرنے والے کو اجر عظیم اور بے حد وحساب ثواب اور نیکیاں عطا فرماتا ہے۔

صدقہ کی فضیلت قرآن کی روشنی میں

(۱) اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

وَاَنۡفِقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَ اَحَدَکُمُ الۡمَوۡتُ فَیَقُوۡلَ رَبِّ لَوۡلَاۤ اَخَّرۡتَنِیۡۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیۡبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنۡ مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ۔ (منافقون ۱۰)

ترجمہ: اور کچھ ہم نے تمہیں دیا اس میں سے خرچ کرو اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے اور پھر وہ کہنے لگے اے میرے رب تو نے مجھے کچھ دنوں کی مہلت کیوں نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں سے ہوتا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ دنیا میں صدقہ نہیں کرتے انہیں صدقہ کی اہمیت کا اندازہ اس دن ہوجائے گا جب موت کا جام پی کر دنیا سے چل بسے گا اور آرزو کرے گا کہ کاش دنیا میں صدقہ کرتا مگر چڑیا چگ گئی کھیت تو بارش کس کام کی۔

(۲) مَثَلُ الَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنۡۢبَتَتۡ سَبۡعَ سَنَابِلَ فِیۡ كُلِّ سُنۡۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ۔ (البقرہ ۲۶۱)

ترجمہ: جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانے کی طرح ہے جس نے سات خوشے (بالیاں) اگائے ہر خوشے میں سو دانے ہیں اور اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے دوگنا کر دیتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والا، بہت علم والا ہے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک روپیہ صدقہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ عطا فرماتا ہے جس کا کوئی شمار نہیں۔ اور یہ بات یاد رہے کہ اللہ عزوجل اسی مال کا صدقہ قبول فرماتا ہے اور اسی مال کے صدقہ سے خوش ہوتا ہے جو حلال مال سے صدقہ کیا گیا ہو اور حرام مال نہ کماتا ہو اور نہ اس سے صدقہ کیا گیا ہو۔ ارشاد الٰہی ہے:

(۳) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡفِقُوۡا مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبۡتُمۡ وَمِمَّاۤ اَخۡرَجۡنَا لَكُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ وَلَا تَیَمَّمُوا الۡخَبِیۡثَ مِنۡهُ تُنۡفِقُوۡنَ وَلَسۡتُمۡ بِاٰخِذِیۡهِ اِلَّاۤ اَنۡ تُغۡمِضُوۡا فِیۡهِ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیۡدٌ۔ (البقرہ ۲۶۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی کمائی ہوئی پسندیدہ چیزوں میں سے خرچ کرو اور ان چیزوں میں سے جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے پیدا کی ہے اور ردی چیزوں کے خرچ کرنے کا ارادہ نہ کرو، جن کو تم خود نہیں لیتے، مگر یہ کہ تم نے آنکھیں بند کرلی ہوں اور جان لو کہ اللہ بہت بے نیاز ہے بے حد تعریف کیا ہوا۔

محترم حضرات! اللہ تعالیٰ کا حکم تو یہ ہے کہ پاکیزہ مال سے صدقہ کیا جائے جو اپنے لیے پسند ہو، حلال مال ہی اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے مگر کچھ لوگوں کا حال یہ ہے کہ سود کا مال، دھوکہ سے حاصل کیا ہوا مال، دوسرے کا ہڑپا ہوا مال اور خراب چیزیں راہ خدا میں خرچ کرتے

ہیں فقیر فقرا کو دیدیتے ہیں جو اپنے لیے بھی پسند نہیں کرتے اور ثواب کی امید رکھتے ہیں۔کان کھول کر سن لو اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے ہیں:

محیط وعالمگیریہ وجامع الفصولین وغیرہا میں ہے:

تَصَدَّقَ عَلٰی فَقِیْرٍ شَیْئًا مِنْ مَالِ الْحَرَامِ وَیَرْجُو الثَّوَابَ یُکَفَّرُ وَلَوْ عَلِمَ الْفَقِیْرُ وَدَعَالَهٗ وَاٰمَّنَ الْمُعْطِی کَفَرَا۔

یعنی علما نے یہاں تک فرمایا کہ مال حرام فقیر کو دے کر ثواب کی امید رکھنا کفر ہے اور اگر فقیر کو معلوم ہو کہ اس نے مال حرام دیا ہے اور اس کے لیے دعا کرے اور وہ آمین کہے تو دونوں نئے سرے سے کلمۂ اسلام پڑھیں اور تجدید نکاح کریں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۷ ص ۱۰۶)

آج کچھ لوگوں کا حال تو یہ ہے کہ جو روپئے پھٹ گئے ہوں انہیں مسجدوں میں دیدیتے ہیں، چندہ دینے والے کو دیدیتے ہیں، فقیروں کے ہاتھ میں تھمادیتے ہیں، جنہیں دکان والے لینے سے انکار کردیتے ہیں ان روپیوں اور نوٹوں کو صدقہ کردیتے ہیں۔اسی طرح جب کوئی کھانے کا سامان خراب ہونے لگتا ہے، بدبودار ہوجاتا ہے یا گھر میں کوئی کھانے والا نہیں ہوتا تو اسے پھینکنے کی بجائے فقیروں، غریبوں اور مدرسوں کے طلبہ کو دیدیتے ہیں۔

لطیفہ

کسی گاؤں میں ایک امام صاحب مسجد میں امامت کرتے تھے، اسی گاؤں میں ایک عورت بہت بخیل تھی، کبھی بھی اس نے امام صاحب کو کچھ نذرو نیاز یا کھانے کا کوئی سامان نہیں دیا تھا۔ایک دن اس کا ایک چھوٹا بچہ ایک برتن میں عمدہ کھیر لیکر امام صاحب کے پاس پہنچا اور کھیر پیش کیا امام صاحب بہت خوش ہوئے اور اس عورت کا شکریہ ادا کیا اور اس کو بہت دعا دی۔کھیر کھانے کے بعد لڑکا سے پوچھا بیٹا اتنے عرصہ میں کبھی تمہاری ماں نے کھانے کا کوئی سامان نہیں بھیجوایا ہے آج کیا بات ہے تمہاری ماں نے بڑی محبت سے خوشبودار لذیذ کھیر بھیجا ہے؟ اس لڑکے نے کہا حضرت! بات یہ ہے کہ میری ماں نے اپنے کھانے کے لیے کھیر پکایا تھا اس کو گھر میں رکھ دیا اور ادھر ماں دوسرے کام میں لگ گئی اتنے میں ایک کتا آیا

اور اس نے کھیر کی ہانڈی میں منہ ڈال دیا۔ماں نے سوچا اتنی کھیر کیسے پھینکیں اچھا ہوگا کہ امام صاحب کو دیدیں تاکہ برباد نہ ہونے پائے۔امام صاحب نے جب سنا تو لاحول پڑھا اور بولے کمبخت کتے کا جوٹھا مجھے کھلاتا ہے۔

یہی حال ہماری قوم کے بعض صاحبان کا ہے کہ جو مال کوئی نہیں لیتا ہے وہ صدقہ کردیتے ہیں۔عزیزو! آپ صدقہ کرو تو پاکیزہ مال سے کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے ہی صدقہ کو قبول فرماتا ہے اور جب آپ پاکیزہ اور حلال مال سے صدقہ کریں گے تو اس کا فائدہ خود آپ کو ہی ملے گا۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

(۴) وَمَا تُنْفِقُوْنَ مِنْ خَیْرٍ فَلِاَنْفُسِکُمْ۔ (البقرہ ۲۷۲)

اور جو کچھ تم اچھی چیز خرچ کروگے تو وہ تمہارا اپنا فائدہ ہے۔

(۵) وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ۔ (سبا ۳۹)

اور جو کچھ تم خرچ کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا بہتر بدلہ عطا فرمائے گا۔

چار چوکے سولہ

صحابی رسول حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ پاک پر حاضر ہوا اور یوں عرض کرنے لگا: الٰہی مجھے صاحب مزار رحمۃ للعلمین ﷺ اور سورۂ اخلاص کے وسیلے سے چار ہزار دینار عنایت فرما۔میں نے اس شخص سے کہا دنیا کے لیے تو اللہ تعالیٰ سے اس روضہ پاک کا واسطہ دیتا ہے! وہ کہنے لگا میں ایک ہزار کا مقروض ہوں، مجھ پر ایک ہزار دینار قرض ہیں تو میں ایک ہزار دینار سے قرض ادا کردوں گا، اور میں نوجوان آدمی ہوں، ابھی میرا نکاح نہیں ہوا ہے اور میرے اندر بیوی کا نان ونفقہ اور مہر ادا کرنے کی سکت نہیں تو ایک ہزار عقد مسنون کے لیے طلب کر رہا ہوں۔اور میری کفالت میں کچھ لوگ ہیں تو ان کے مصارف واخراجات کے لیے ایک ہزار طلب کر رہا ہوں۔اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کی سربلندی اور دشمنان اسلام کی سرکوبی اور خاتمہ کا یعنی جہاد کا حکم دیا ہے اور میرے پاس اتنے مال نہیں کہ میں جہاد کے لیے گھوڑا اور اسلحہ خرید سکوں۔تو ایک ہزار سے میں گھوڑا اور اسلحہ خریدوں گا تاکہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کرسکوں۔

اس لیے میں نے اللہ تعالیٰ سے اس کے رسول اور سورۂ اخلاص کا واسطہ دیکر چار ہزار دینار کا سوال کیا ہے۔ چنانچہ حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو چار ہزار دینار کی تھیلی عطا فرمائی۔ پھر آپ مسجد نبوی کی طرف چل پڑے۔ جب آپ مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو آپ کو وہاں چار تھیلیاں ملیں، ہر تھیلی میں چار ہزار دینار موجود تھے اور ان تھیلیوں پر لکھا تھا ''یہ اسی کا بدلہ ہے جو تم راہ خدا میں خرچ کرتے ہو اور وہ بہترین روزی عطا فرمانے والا ہے۔ اور ایک پرچہ پر لکھا تھا ''اے ابوایوب! یہ تمہارے صدقہ وخیرات کا بدلہ ہے اور اس کا مزید ثواب اور صلہ وہ جنت ہے جو آخرت میں پاؤ گے۔

(نزہۃ المجالس ج ا ص ۶۶۳ بحوالہ پیغام نور العین ج ا شمارہ ۲ ص ۲۶۱)

سبحان اللہ! چار ہزار دینار کی تھیلی اللہ کی راہ میں صدقہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ہر ہزار کے عوض ایک تھیلی عطا فرمائی جو ایک ہزار دینار سے بھری ہوئی تھی یعنی پورے سولہ ہزار دینار عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ نوازتا اور عطا فرماتا ہے۔ اعلان خداوندی ہے:

وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ۔ اور اللہ جس کے لیے چاہے دوگنا کر دیتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والا اور بہت علم والا ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقۡبَلُ الصَّدَقَۃَ وَ یَاۡخُذُھَا بِیَمِیۡنِہٖ فَیُرَبِّیۡھَا لِاَحَدِکُمۡ کَمَا یُرَبِّیۡ اَحَدُکُمۡ مُھۡرَہٗ حَتّٰی اَنَّ اللُّقۡمَۃَ تَصِیۡرُ مِثۡلَ اُحُدٍ۔

(کنز العمال ج ۶ ص ۳۳۸ حدیث نمبر ۱۵۹۳۰)

جب کوئی صدقہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس صدقہ کو قبول فرماتا ہے اور اس صدقہ کو اپنے دست قدرت میں پکڑتا ہے اور اسے بڑھاتا ہے جیسے تم میں سے کوئی بچھڑے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ صدقہ کا ایک لقمہ اتنا بڑھتا ہے کہ وہ احد پہاڑ کی طرح ہوجاتا ہے۔

یعنی جس طرح ایک آدمی ایک چھوٹے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے اور دن گذرنے کے ساتھ وہ بچھڑا جوان ہوجاتا ہے اور خوب بڑا ہوجاتا ہے یہاں تک کہ اب اس کا وزن اور قد دونوں بڑھ جاتا ہے، اسی طرح آدمی اللہ کی رضا کے لیے ایک لقمہ بھی صدقہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس لقمہ کا اجر وثواب مکہ معظمہ کے ایک عظیم پہاڑ احد کے برابر ہوجاتا ہے۔

دوزخ سے آزادی

صدقہ کرنے کے بے شمار دنیاوی اور اخروی فائدے ہیں جن میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ جو انسان اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے اور مرنے کے بعد اسے جہنم کی آگ سے نجات کا پروانہ عطا فرماتا ہے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا:

تَصَدَّقُوۡا وَلَوۡ بِتَمۡرَۃٍ فَاِنَّھَا تَسُدُّ الۡجَائِعَ، تُطۡفِئُ الۡخَطِیۡئَۃَ کَمَا یُطۡفِئُ الۡمَآءُ النَّارَ۔ (کنز العمال ج ۳ ص ۳۴۱ حدیث نمبر ۱۵۹۴۱)

صدقہ کیا کرو اگرچہ ایک کھجور ہی کرو، کیونکہ صدقہ بھوکے شخص کی بھوک مٹاتا ہے اور صدقہ کرنے والے کے گناہوں کو ختم کرتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ پیغمبر آخر الزماں ﷺ نے فرمایا:

تَصَدَّقُوۡا فَاِنَّ الصَّدَقَۃَ فِکَاکُکُمۡ مِنَ النَّارِ۔ (ایضاص ۳۴۵) ترجمہ: صدقہ کرو کیونکہ صدقہ تمہارے لیے جہنم کی آگ سے آزادی اور چھٹکارے کا سبب ہے۔

حکایت

ایک گاؤں میں ایک ضعیف العمر شخص رہتا تھا، اس کے بدن، ہاتھ، پاؤں سبھی کمزور ہو چکے تھے، کہیں جاتا تو بہ مشکل لاٹھی کے سہارے چل سکتا تھا، اس کے اخلاق بڑے اچھے تھے، مزاج بڑا ہی سنجیدہ تھا، باتوں میں میٹھاس اور حسن کردار کا دھنی تھا، اسی وجہ سے محلہ کا ہر شخص بچہ بوڑھا جوان اس کی عزت وتعظیم کرتا تھا۔ کچھ دنوں کے بعد سخت علالت کی حالت میں اس ضعیف شخص کا انتقال ہوگیا جس سے محلہ کے سبھی لوگ کافی رنجیدہ اور افسردہ ہوگئے۔ اہل محلہ نے نم دیدہ آنکھوں سے نہلا کر کفنا کر دفن کر دیا۔ چند روز کے بعد اسی بستی کے ایک مرد صالح نے اسے خواب میں دیکھا کہ اس کی قبر خوشبو سے معطر ہے اور وہ شخص ایک خوبصورت باغیچہ میں ٹہل رہا ہے، جس میں قسم قسم کے پھول، پیڑ، پودے اور پھل موجود ہیں جو دنیا میں کبھی نہیں دیکھے گئے۔ پوچھا بھائی! یہ سب تمہیں کس نیکی کی وجہ سے ملا؟ اس نے کہا

میں نے چند روپے اور کچھ اناج ایک بھوکے اور محتاج پریوار والے کو دیدیا، جس سے اس کی بھوک اور محتاجی دور ہوگئی، بس اللہ تعالیٰ نے میری اس ایک نیکی کو قبول فرمالیا اور اسی صدقہ کے سبب دوزخ کی آگ سے بچالیا اور جنت کا یہ خوبصورت باغ مجھے عطا فرمایا۔ ورنہ تو مجھ سے دنیا میں ایسا گناہ سرزد ہوگیا تھا جس کی وجہ سے مجھے جہنم میں لیجانے کا حکم ہوگیا تھا۔ وَلٰكِنْ قَدْ اَنْجَانِیَ اللهُ تَعَالٰی بِالصَّدَقَةِ الَّتِیْ تَصَدَّقْتُهَا فِی الدُّنْیَا اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے جہنم سے اس صدقہ کے سبب آزاد کردیا جو میں نے دنیا میں محض اس کی رضا کے لیے ثواب کی خاطر حالت ایمان میں کیا تھا۔ (اعجب القصص والامثال)

اسی لیے تو میرے آقا کریم ﷺ نے فرمایا:

اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَنْ تُشْبِعَ كَبِدًا جَائِعًا۔ (کنز العمال ج ۶ ص ۴۲۲ عن انس)

بہترین صدقہ یہ ہے کہ تم بھوکے جگر والے کو شکم سیر کردو یعنی پیٹ بھر کھلا دو۔

صدقہ سے اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مسیحائے کائنات ﷺ ارشاد فرمایا:

اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ۔ (ایضا ص ۳۷۱)

یعنی بے شک صدقہ وخیرات اللہ تعالیٰ کے غضب وناراضگی کو بجھا دیتا ہے اور برے خاتمہ کو ٹال دیتا ہے۔ یعنی صدقہ کی برکت سے انسان اللہ عزوجل کے غضب سے محفوظ ہوجاتا ہے اور صدقہ کرنے والے کو اللہ جل شانہ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور بری موت سے حفاظت ہوتی ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ شفیع امت نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ عَبْدٍ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ يَبْتَغِیْ بِهَا وَجْهَ اللهِ اِلَّا قَالَ اللهُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَبْدِیْ رَجَوْتَنِیْ فَلَنْ اَحْقِرَكَ حَرَّمْتُ جَسَدَكَ عَلَى النَّارِ وَاُدْخِلُ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتَ۔ (کنز العمال ج ۶ ص ۳۶۹)

جو بندہ صدقہ کرتا ہے اور اس صدقہ سے مقصود رضائے الٰہی ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص سے فرمائے گا اے میرے بندے تونے مجھ سے امید رکھی تو ہرگز میں تمہیں حقیر

نہیں جانوں گا، تمہیں ذلیل و رسوا نہیں ہونے دوں گا، تیرے جسم کو دوزخ کی آگ پر حرام کردوں گا اور جنت کے دروازوں میں سے جس دروازہ سے چاہو تم داخل ہوجاؤ۔

کیا صدقہ سے مال کم ہوتا ہے؟

صدقہ وخیرات کی بے شمار فضیلتیں اور فائدے قرآن واحادیث میں ہیں جو آپ نے سماعت فرمایا ہے۔ مگر اس کے باوجود کچھ لوگ صدقہ کرنے میں بخالت کرتے ہیں اور کچھ لوگوں کا گمان تو یہ ہے کہ صدقہ کرنے سے مال میں کمی آجاتی ہے۔ بھائیو! یہ شیطانی سوچ ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ وَاللهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا۔ (البقرہ ۲۶۸)

ترجمہ: صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا ہے بلکہ اس میں برکتیں پیدا ہوجاتی ہیں۔ جیسا کہ پیارے آقا علیہ السلام نے فرمایا: مَا نَقَصَ مَالٌ مِنْ صَدَقَةٍ۔ صدقہ کرنے سے کبھی بھی مال میں کمی نہیں آتی۔ (تنبیہ الغافلین ص ۱۷۷، کنز العمال ج ۶ ص ۳۷۷)

بادل سے آواز

برادران اسلام! صدقہ کی فضیلت و فائدہ سے متعلق آخری حدیث بیان کرکے میں آپ سے رخصت ہونا چاہوں گا اس سے قبل ایک بار درود شریف کا نغمہ جھوم کر سنائیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْحَبِيْبِ الْعَالِی الْقَدْرِ الْعَظِيْمِ الْجَاهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک شخص جنگل میں تھا اس نے بادل میں سے ایک آواز سنی کہ فلاں کے باغ کو سیراب کر، وہ بادل ایک کنارہ کو ہوگیا اور اس نے پانی سنکستان یعنی پتھریلی جگہ میں گرایا اور ایک نالی نے وہ سارا پانی لے لیا، وہ شخص پانی کے پیچھے ہولیا۔ فَاِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِیْ حَدِيْقَتِهٖ يُحَوِّلُ الْمَآءَ بِمِسْحَاتِهٖ۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک آدمی اپنے باغ میں کھڑا کھرپی سے پانی پھیر رہا ہے۔ اس

نے کہا اے اللہ کے بندے ! تیرا نام کیا ہے؟ اس آدمی نے وہی نام بتایا جو بادل میں سنا تھا۔ اس نے کہا اے اللہ کے بندے! تو میرا نام کیوں پوچھ رہا ہے؟ اس نے کہا میں نے اس بادل سے جس کا یہ پانی ہے ایک آواز سنی ہے کہ وہ تیرا نام لیکر کہتا ہے کہ فلاں کے باغ کو سیراب کر۔ تو تو کیا عمل کرتا ہے کہ تیرا نام لیکر پانی بھیجا جا رہا ہے؟ اس مرد نے جواب دیا:

فَاِنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی مَا یَخْرُجُ مِنْھَا فَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثِہٖ وَاٰکُلُ اَنَا وَعِیَالِیْ ثُلُثًا وَاَرُدُّ فِیْھَا ثُلُثَہٗ۔ جو کچھ اس باغ سے پیدا ہوتا ہے اس میں سے ایک تہائی صدقہ کرتا ہوں، ایک تہائی میں اور میرے بال بچے کھاتے ہیں اور باقی ایک تہائی اس باغ میں بونے کے لیے رکھتا ہوں۔ اس نے کہا یہی وجہ ہے کہ خاص تیرا نام لیکر پانی بھیجا جاتا ہے۔

(ترغیب وترہیب ج۲ ص۷، کنز العمال ج۶ ص۳۵۹، مشکوٰۃ شریف ص ۱۶۵)

مسئلہ: زمین سے جو کچھ پیدا ہوتا ہے اگر آسمان کے پانی سے اس کی سیرابی اور سینچائی کی جائے تو اس کا دسواں حصہ اور اگر پانی خرید کر سینچائی کی جاتی ہو تو بیسواں حصہ صدقہ کرنا واجب ہے ورنہ گنہگار ہوگا۔

قیامت کے دن صدقہ سایہ بن جائے گا

حضرات محترم! جو آدمی دنیا میں اپنے حلال مال سے صدقہ کرتا ہے تو قیامت کے دن وہ صدقہ سایہ کا کام کرے گا اور صدقہ کرنے والے کو قیامت کی سخت دھوپ سے بچائے گا، جبکہ دوسرے لوگ حساب وکتاب میں الجھے ہوئے ہوں گے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الصَّدَقَۃَ لَتُطْفِئُ عَنْ اَھْلِھَا حَرَّ الْقُبُوْرِ وَاِنَّمَا یَسْتَظِلُّ الْمُؤْمِنُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فِیْ ظِلِّ صَدَقَتِہٖ۔ (کنز العمال ج۶ ص۳۴۸، مجمع الزوائد ج۳ ص ۲۱۵)

صدقہ قبر کی گرمی کو صدقہ کرنے والے سے ختم کر دیتا ہے اور بندۂ مومن قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سایہ اور چھاؤں میں ہوگا۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلرَّجُلُ فِیْ ظِلِّ صَدَقَتِہٖ حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ۔ (کنز العمال ج۶ ص۳۷۱)

یعنی ہر شخص قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سایہ میں ہوگا جب تک لوگوں کا فیصلہ نہ ہو جائے۔

اور بخاری شریف ج۱ ص۱۹۱، روح البیان ج۱ ص۴۳۳ میں ہے کہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے ایسے سخت دن میں اپنی رحمت کا سایہ عطا فرمائے گا جس دن رب کی سایہء رحمت کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ اِخْفَاءً حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُہٗ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُہٗ۔ ان سات خوش نصیبوں میں سے ایک وہ شخص ہوگا جو دنیا میں اس طرح چھپ کر اللہ کی رضا کے لیے صدقہ کرے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہونے پائے کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو صدقہ کرنے اور شریعت کے احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور تادم زیست حضور ﷺ کی محبت پر قائم رکھے اور مسلمانوں کے سفینہ حیات کو بھنور سے بچائے

جب کہا میں نے یارسول اللہ   موج کترا گیا سفینے سے
جس دل میں تیری یاد نہیں   مرنا بہتر ہے ایسے جینے سے

جَزَی اللّٰہُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا ھُوَ اَھْلُہٗ

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

اٹھارہویں تقریر

صدقہ کے فوائد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہِ الْمُرْتَضٰی وَرَسُوْلِہِ الْمُصْطَفٰی وَحَبِیْبِہِ الْمُجْتَبٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ ذَوِی الصِّدْقِ وَالصَّفَا وَصَحْبِہٖ اُولِی الْحُبِّ وَالْوَفَا ○ اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا ھِیَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْھَا وَتُؤْتُوْھَا الْفُقَرَآءَ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ ؕ وَیُکَفِّرُ عَنْکُمْ مِّنْ سَیِّاٰتِکُمْ ؕ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴿۲۷۱﴾ (البقرہ ۲۷۱)

ہم شبیہ غوث اعظم، پیکر زہد وتقویٰ، شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند سیدنا شاہ مصطفی رضا علیہ رحمۃ اللہ المولیٰ فرماتے ہیں ۔

کون ایسا ہے جسے خیر وری نہ دیا ۔۔۔ کوئی ایسا بھی ہے کیا جس کو خدا نے نہ دیا
جس کو تم نے دیا اللہ نے اس کو بخشا ۔۔۔ جس کو تم نے نہ دیا اس کو خدا نے نہ دیا
آپ کے رب نے دیا آپ کو فضل کلی ۔۔۔ وہ دیا تم جو اوروں کو خدا نے نہ دیا
کوچۂ دل کو بسا جاتی مہک سے تیری ۔۔۔ کام اتنا بھی مجھے باد صبا نے نہ دیا
کبھی بیمار محبت بھی ہوئے ہیں اچھے ۔۔۔ روز افزوں ہے مرض کام دوا نے نہ دیا

(سامان بخشش)

عزیزان ملت اسلامیہ! صدقہ وخیرات کے کئی ایک فضائل وبرکات اور کچھ فائدے قرآن واحادیث کی روشنی میں میں آپ حضرات سامنے پہلے بیان کر چکا ہوں، مجھے امید ہے کہ آپ نے بغور سنا ہوگا۔ اور آپ پر صدقہ کی اہمیت واضح ہو چکی ہوگی۔ آیئے آج تفصیل

کے ساتھ صدقہ کرنے کے فائدے ملاحظہ کرتے ہیں۔ اس سے پہلے ایک بار عقیدت ومحبت کے ساتھ انیس بے کساں، مالک جن وانساں، سرور دوجہاں، چارۂ دردمنداں، ہم غریبوں کے مددگار، سید ابرار واخیار، دونوں عالم کے مالک ومختار، کونین کے تاجدار، عرب وعجم کے سردار، سید السادات، صاحب کمالات، بہار جمالات، مجیب الدعوات، افضل الانسان، جان ایمان، حبیب الرحمن محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں درود وسلام کا ہدیہ پیش کریں اور پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْحَبِیْبِ الْعَالِی الْقَدْرِ الْعَظِیْمِ الْجَاہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔

معزز سامعین اہل سنت!

صدقہ ایک ایسی عبادت ہے جس سے اللہ تعالیٰ بے حد خوش ہوتا ہے اور اپنے فضل وکرم کی بارشیں صدقہ کرنے والوں پر نازل فرماتا ہے۔ اس کے بے شمار فائدے ہیں، بلائیں ٹلتی ہیں، گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، جہنم کے عذاب سے نجات کا پروانہ حاصل ہوتا ہے، غریبوں کی دعائیں ملتی ہیں، جنت کی نعمتیں عطا کی جاتی ہیں، درندوں کے نقصان سے بچا جاتا ہے۔ چاہے اللہ کی رضا کے لیے ظاہر کر کے صدقہ دیا جائے یا چھپ کر دیا، ہاں اتنا ضرور ہے کہ جو صدقہ چھپ کر دیا جاتا ہے اس کی فضیلت دکھا کر دیے جانے والے صدقہ سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے:

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا ھِیَ وَاِنْ تُخْفُوْھَا وَتُؤْتُوْھَا الْفُقَرَآءَ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَیُکَفِّرُ عَنْکُمْ مِّنْ سَیِّاٰتِکُمْ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ۔ (البقرہ ۲۷۱)

ترجمہ: اگر تم ظاہر کر کے خیرات دو تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر وہ تم فقیروں کو چھپا کر دو تو وہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اور اس میں تمہارے کچھ گناہ معاف کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

صدقہ بری موت کو ٹال دیتا ہے

صدقہ وخیرات کا ایک عظیم فائدہ یہ ہے کہ صدقہ کی وجہ سے آدمی بری موت کی بلا اور

مصیبت سے بچ جاتا ہے۔جیسا کہ:

حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مختار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلصَّدَقَۃُ تَدْفَعُ مِیْتَۃَ السُّوْءِ۔ (کنز العمال ج۶ ص ۱۷۳)

یعنی صدقہ بری موت کو دفع اور دور کر دیتا ہے۔

اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آقا کریم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللہَ عَزَّ وَجَلَّ لَیَدْرَأُ بِالصَّدَقَۃِ سَبْعِیْنَ مِیْتَۃً مِنَ السُّوْءِ۔ (ایضا)

بے شک اللہ عزوجل صدقہ کے سبب ستر قسم کی بری موت کو ٹال دیتا ہے۔

کالا زہریلا سانپ

حضرت ابو الفرج ازدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دیہات کے پاس سے گزرے، اس دیہات میں ایک دھوبی رہتا تھا جس کی وجہ سے لوگ بہت پریشان تھے بستی والوں نے اس دھوبی کی شکایت کرتے ہوئے کہا اے اللہ کے نبی! یہ دھوبی ہمارے کپڑے پھاڑ دیتا ہے اور اپنے پاس چھپا کر رکھ بھی لیتا ہے، ہم اس کے عمل سے بہت تنگ آ گئے ہیں، آپ اس کے لیے بارگاہ الٰہی میں بد دعا کر دیں کہ وہ اپنی گٹھری سمیت واپس نہ پلٹ پائے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس دھوبی کے لیے بد دعا کرتے ہوئے عرض کیا اے الٰہ العلمین! یہ دھوکہ باز دھوبی گٹھری سمیت واپس نہ پلٹنے پائے۔ جب دھوبی کپڑوں کی گٹھری لے کر دھونے کے لیے نکلا تو اس نے تین روٹیاں بھی ساتھ لے لیں۔ ایک عابد جو قریب کے پہاڑ میں عبادت کیا کرتا تھا جہاں دھوبی کپڑے دھونے کے لیے جایا کرتا تھا وہ اس دھوبی کے پاس آیا، سلام کیا اور کہنے لگا اے دھوبی! هَلْ عِنْدَكَ خُبْزٌ تُطْعِمُنِيْ اَوْ تُرِيْنِيْ حَتّٰى اَنْظُرَ اِلَيْهِ وَاَشُمَّ رَائِحَتَهٗ؟ تیرے پاس روٹی ہو تو مجھے کھانے کے لیے دیدو اگر کھلا نہیں سکتے تو دکھا ہی دو تاکہ میں اسے دیکھ کر اور اس کی خوشبو سونگھ کر اپنے دل کو تسلی دے لوں۔ کیونکہ ایک عرصہ سے میں نے روٹی نہیں کھائی ہے۔ دھوبی نے ایک روٹی نکال کر عابد کو دیدیا۔ عابد روٹی پا کر اس دھوبی کو دعا دی کہ اے

دھوبی! اللہ تعالیٰ تیرے گناہ معاف فرمائے اور تیرے دل کو پاک وصاف فرما دے۔ دھوبی نے دعا سن کر دوسری روٹی بھی عابد کو کھلا دیا۔ عابد نے دوسری روٹی کھانے کے بعد دعا دی اے دھوبی اللہ تعالیٰ تیرے اگلے پچھلے سارے گناہ بخش دے۔ جب عابد نے یہ دعا دی تو دھوبی نے تیسری روٹی بھی اس عابد کو دیدی۔ عابد نے خوش ہو کر اس کے لیے دعا کی: یَا قَصَّارُ بَنَى اللہُ لَكَ قَصْرًا فِي الْجَنَّةِ۔ اے دھوبی اللہ تعالیٰ جنت میں تجھے محل عطا فرمائے۔

شام کو دھوبی صحیح سلامت گھر واپس لوٹ آیا۔ بستی والوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی اے نبی اللہ! اس دھوبی کو تو کچھ بھی نہیں ہوا، اس کا تو بال بھی بیکا نہیں ہوا ہے۔ یہ تو صحیح سلامت گھر واپس لوٹا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اسے میرے پاس بلا کر لاؤ، جب وہ دھوبی حاضر خدمت اقدس ہوا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

یَا قَصَّارُ اَخْبِرْنِيْ بِمَا عَمِلْتَ الْيَوْمَ؟ مجھے بتاؤ کہ تو نے آج کون سا عمل کیا ہے؟ اس نے کہا کہ اس پہاڑ سے ایک عابد میرے پاس آیا، اس نے مجھ سے کھانا طلب کیا میں نے اسے تین روٹیاں جو میرے پاس تھیں دیدیں، اس نے ہر روٹی کے بدلے مجھے دعا دی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اچھا اپنی گٹھری میرے پاس لاؤ۔ گٹھری لائی گئی آپ نے اسے کھولا تو دیکھا کہ اس میں ایک کالا اژدہا ہے، جسے لوہے کی لگام لگائی گئی ہے۔ آپ نے اس سانپ سے فرمایا اے اژدہا! کیا تجھے اس دھوبی کو ڈسنے کے لیے نہیں بھیجا گیا تھا؟ اژدہا نے کہا اے اللہ کے نبی! بات تو یہی تھی لیکن اس کے پاس بھوک سے نڈھال ایک راہی عابد آیا اس نے کھانا طلب کیا، اس دھوبی نے اسے کھانا پیش کر دیا تو اس مسافر عابد نے ہر روٹی کے عوض اس کے لیے دعا کی اس مسافر کی دعا پر ایک فرشتہ آمین کہتا رہا، اللہ تعالیٰ نے میری طرف ایک فرشتہ بھیج دیا جس نے مجھے لوہے کی لگام سے جکڑ دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

یَا قَصَّارُ اِسْتَاْنِفِ الْعَمَلَ فَقَدْ غَفَرَ اللہُ لَكَ بِبَرَكَةِ صَدَقَتِكَ عَلَيْهِ۔ اے دھوبی! از سر نو عمل شروع کر دے تیرے اس صدقہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تیرے گناہ بخش دیا ہے۔ (تنبیہ الغافلین ص ۱۸۱)

حضرات محترم! دیکھا آپ نے کہ صدقہ کی کتنی برکت اور اس کا کتنا بڑا فائدہ ہے۔ جس نے صدقہ کیا اللہ تعالیٰ نے اس صدقہ کی برکت سے اس کو سانپ کے ڈسنے اور بری موت سے

بچالیا اور اس کی عمر میں برکت بھی پیدا فرما دیا۔ سچ فرمایا ہے میرے آقا کریم ﷺ نے کہ:

صَدَقَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ تَزِيْدُ فِي الْعُمُرِ وَتَمْنَعُ مَيْتَةَ السُّوْءِ وَيَذْهَبُ اللهُ بِهَا الْكِبْرَ وَالْفَخْرَ۔ (کنزالعمال ج۶ ص ۱۷۳ عن کثیر)

مرد مسلم کا صدقہ کرنا عمر میں زیادتی کا باعث ہے، بری موت کو روکتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے سبب تکبر اور غرور کو دور فرما دیتا ہے۔

بلائیں ٹل جاتی ہیں

عزیزان ملت اسلامیہ! صدقہ مسلمانوں کے لیے اللہ رب العزت کا عطا کیا ہوا ایسا اسلحہ اور مضبوط ہتھیار ہے جس سے مصائب و آلام کے بڑے سے بڑے پہاڑوں کا سامنا کرنا آسان ہو جاتا ہے، مصیبتوں اور بلاؤں کے اونچے سے اونچے پہاڑ ایک حقیر ذرہ کی طرح نظر آتا ہے، صدقہ ایک اسلحہ ربانی ہے جو بلاؤں کو ٹال دیتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

بَاكِرُوْا بِالصَّدَقَةِ فَإِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّى الصَّدَقَةَ۔ (کنزالعمال ج۶ ص۳۹۹)

صدقہ کرنے میں جلدی کیا کرو اس لیے کہ بلا صدقہ کو پھلانگ نہیں سکتی ہے یعنی ہر بلا اور ہر مصیبت صدقہ کرنے کی وجہ سے پیچھے رہ جاتی ہے۔

بیڑا پار

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا میرا بیٹا سمندری سفر میں ہے، آپ دعا کر دیجئے تا کہ میرا بیٹا خیر و عافیت اور صحیح، سلامتی کے ساتھ گھر پہنچ جائے۔ آپ نے فرمایا "اس کی طرف سے صدقہ و خیرات کیجئے" ادھر سمندر میں اس وقت طوفان برپا تھا اور جس کشتی میں اس شخص کا بیٹا سوار تھا وہ کشتی طوفان کی زد میں آ کر ڈوبنے والی تھی، جب اس شخص نے اپنے بیٹے کی طرف سے صدقہ ادا کیا تو آواز آئی "تمہارے لیے سلامتی ہے، اللہ تعالیٰ نے تمہارا صدقہ قبول فرمالیا" جب اس کا لڑکا خیر و عافیت کے ساتھ گھر پہنچا تو تمام ماجرا اپنے والد سے سنایا کہ ہمارا بیڑا آپ کے صدقہ کرنے کی برکت سے پار ہو گیا،

ادھر آپ نے میری طرف سے صدقہ ادا کیا ادھر وہ کشتی ڈوبنے سے محفوظ ہو گئی جس میں میں سوار تھا۔ (شش ماہی پیغام نور العین ج۱ شمارہ ۲ ص ۴۰)

جب کہا میں نے یارسول اللہ — موج کترا گیا سفینے سے
جس دل میں تیری یاد نہیں — مرنا بہتر ہے ایسے جینے سے

کوڑھ اور سفید داغ کا علاج

صدقہ کے فائدوں میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اگر انسان کسی بیماری میں مبتلا ہو تو اگر وہ صدقہ کرے تو ان شاء اللہ الرحمن وہ صدقہ کی برکت سے بیماری سے جلد شفا پا لے گا۔ اسی لیے تو حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

دَاوُوْا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ۔ اپنے بیماروں کا علاج صدقہ سے کرو۔

اور میرے آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:

اَلصَّدَقَةُ تَمْنَعُ سَبْعِيْنَ نَوْعًا مِنْ اَنْوَاعِ الْبَلَاءِ اَهْوَنُهَا الْجُذَامُ وَالْبَرَصُ۔
(کنزالعمال ج۶ ص ۴۶۳ عن انس)

صدقہ ستر قسم کی بلاؤں کو دفع کر دیتا ہے جن میں ادنیٰ بلا کوڑھ اور سفید داغ کی بیماری اور بلا ہے۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص کوڑھ یا سفید داغ کی بیماریوں میں مبتلا ہو جائے اور ڈاکٹروں کے علاج سے کامیابی نہ ملے تو اسے چاہیے کہ اللہ عزوجل پر یقین کامل رکھتے ہوئے خوب کثرت سے صدقہ کرے تا کہ صدقہ کی برکت سے اسے شفا مل جائے اور ضرور ملے گی۔ اس لیے کہ یہ اس مصطفی ﷺ کا فرمانِ حقیقت نشان ہے جس کے فرمان کے بارے میں اعلان قرآن ہے:

وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔ (النجم ۳-۴)

ترجمہ: نبی اپنی طرف سے نہیں بولتے، نبی تو وہی بولتے ہیں جس کا انہیں حکم ہوتا ہے۔

ہے قول محمد قول خدا فرمان نہ بدلا جائے گا
بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا

درندہ سے بچ گیا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک سائل کسی عورت کے پاس کچھ مانگنے کے لیے گیا، اس وقت اس عورت کے منہ میں کھانے کا ایک نوالہ تھا اس کے سوا اس کے پاس اور کچھ نہیں تھا، جب اس سائل نے اس خاتون سے سوال کیا تو اس نے منہ کا وہ لقمہ اور نوالہ نکال کر اس سائل کو دیدیا۔ کچھ دنوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس خاتون کو ایک بیٹا عطا فرمایا، جب وہ لڑکا کچھ بڑا ہوا تو ایک آدم خور بھیڑیا آیا اور اس لڑکے کو شکار کر کے اٹھالے گیا۔ وہ عورت اس بھیڑیا کے پیچھے پیچھے دوڑے چلی جارہی تھی اور چلا رہی تھی "میرا بیٹا میرا بیٹا" فَاَمَرَ اللّٰہُ مَلَکًا اِلْحَقِ الذِّئْبَ فَخُذِ الصَّبِیَّ مِنْ فِیْہِ وَقَالَ قُلْ لِاُمِّہٖ اَللّٰہُ یُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَقُلْ ھٰذِہٖ لُقْمَۃٌ بِلُقْمَۃٍ۔

(کنز العمال ج٦ ص ٣٥٤)

تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ سے فرمایا بھیڑیا کا پیچھا کرو اور بچہ اس کے منہ سے چھڑالو اور اس بچے کی ماں سے کہو کہ اللہ تعالیٰ تجھے سلام کہتا ہے اور کہو کہ ایک لقمہ صدقہ کرنے کے سبب تمہارا بیٹا بھیڑیا کا نوالہ اور لقمہ بننے سے بچ گیا۔

صدقہ کیا کہتا ہے؟

شیر خدا مشکل کشا، داماد خیر الوریٰ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ الصَّدَقَۃَ اِذَا خَرَجَتْ مِنْ یَدِ صَاحِبِہَا قَبْلَ اَنْ تَدْخُلَ فِیْ یَدِ السَّائِلِ تَتَکَلَّمُ بِخَمْسِ کَلِمَاتٍ اُوْلَاھَا تَقُوْلُ کُنْتُ قَلِیْلَۃً فَکَثَّرْتَنِیْ وَ کُنْتُ صَغِیْرَۃً فَکَبَّرْتَنِیْ وَ کُنْتُ عَدُوًّا فَاَحْبَبْتَنِیْ وَ کُنْتُ فَانِیًا فَاَبْقَیْتَنِیْ وَ کُنْتُ مَحْرُوْسًا اَلْاٰنَ صِرْتُ حَارِسَكَ۔ (روح البیان ج١ ص ٤٢٦ عربی)

ترجمہ: جب صدقہ دینے والے کے ہاتھ سے صدقہ نکلتا ہے تو قبل اس کے کہ وہ فقیر کے ہاتھ میں پہنچے وہ صدقہ یہ پانچ کلمات اپنی زبان حال سے کہتا ہے:

(١) میں تھوڑا تھا تو نے مجھے کثیر (زیادہ) کر دیا (٢) میں چھوٹا تھا تو نے مجھے بڑا بنا دیا (٣) میں تیرا دشمن تھا تو نے مجھے اپنا محبوب بنا لیا (٤) میں فانی تھا تو نے مجھے بقا کی دولت بخش دی (٥) پہلے تو میری نگرانی کرتا تھا اب میں تیری نگرانی کروں گا۔

(روح البیان مترجم پ ٣ ص ٨١)

درود شریف:

جہنم کا سجدۂ شکر

حضرت مکحول شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ جب مومن بندہ صدقہ و خیرات کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے صدقہ و خیرات سے خوش ہوجاتا ہے تو دوزخ پکار کر کہتی ہے:

یَارَبِّ اِئْذَنْ بِالسُّجُوْدِ شُکْرًا لَكَ قَدْ اَعْتَقْتَ وَاحِدًا مِّنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ مِنْ عَذَابِیْ لِاَنِّیْ اَسْتَحِیْ مِنْ مُحَمَّدٍ اَنْ اُعَذِّبَ اَحَدًا مِّنْ اُمَّتِہٖ وَلَابُدَّ لِیْ مِنْ طَاعَتِكَ۔

(روح البیان ج١ ص ٤٢٦، کنز العمال ج٦ ص)

اے مولیٰ کریم! مجھے سجدۂ شکر کی اجازت دے کہ میں نے تیرے حبیب محمد عربی ﷺ کے ایک امتی کو اپنے عذاب سے آزاد کیا، اس لیے کہ مجھے حضرت محمد ﷺ سے حیا آتی ہے کہ میں ان کے کسی امتی کو عذاب دوں اور تیرا حکم بھی ماننا پڑتا ہے۔

جب جہنم کو اس بات سے حیا آتی ہے کہ وہ امت محمدیہ کے کسی فرد کو عذاب دے، اپنی آگ میں جلائے اور جھلسائے تو ہمیں بھی ایسے عمل اور کام کرنے سے حیا آنی چاہیے جس کی وجہ سے ہم جہنم کی آگ کے مستحق ہوجائیں۔ اور ہمیشہ اس کام کی کوشش کریں جس سے ہم دوزخ کے عذاب سے بچ کر رحمت الٰہی کے حقدار ہوجائیں۔ اور صدقہ بھی کرتے رہیں کہ صدقہ ایسا عمل ہے جس کے سبب جہنم کی آگ سے نجات مل سکتی ہے۔

چنانچہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر شخص سے اللہ تعالیٰ کلام فرمائے گا، اس کے اور اللہ تعالیٰ کے بیچ کوئی ترجمان اور نمائندہ نہ ہوگا، وہ اپنی داہنی طرف نظر کرے گا تو جو کچھ پہلے کر چکا ہے دکھائی

دے گا، پھر بائیں طرف دیکھے گا تو وہی دیکھے گا جو پہلے کر چکا ہے۔ پھر اپنے سامنے دیکھے گا تو منہ کے سامنے جہنم کی آگ دکھائی دے گی۔ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمَرَةٍ وَلَوْ بِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ ۔ تو اے لوگو! جہنم کی آگ سے بچو اگر چہ خرمے کا ٹکڑا ہی صدقہ کر کے یا ایک اچھی بات کے ذریعہ سہی۔ (کنز العمال ج ۶ ص ۳۴۰)

معلوم ہوا کہ صدقہ کرنے کا ایک فائدہ صدقہ کرنے والے کو یہ ملتا ہے کہ اس کی وجہ سے صدقہ کرنے والا بندۂ مومن جہنم کی آگ اور اس کے عذاب سے محفوظ ہو جاتا ہے اور عنایات ربانی اسی پر بس نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ اسے جنت اور حوران جنت بھی عطا فرماتا ہے۔

حوران جنت کی مہر

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قَبَضَاتُ التَّمْرِ لِلْمَسَاكِيْنِ مُهُوْرُ الْحُوْرِ الْعِيْنِ. جنت کی حوریں چاہتے ہو تو اللہ کی راہ میں صدقہ کیا کرو کیونکہ چند مٹھی کھجوریں صدقہ کرنا فقیروں اور محتاجوں پر گورے بدن اور بڑی بڑی اور کالی آنکھوں والی جنتی عورتوں کا مہر ہیں۔ (کنز العمال ج ۶ ص ۳۶۱)

پوشیدہ صدقہ کی فضیلت

محترم حضرات! اگر صدقہ ظاہر کر کے کیا جائے تو یہ صحیح ہے، درست ہے اگر دکھاوا، شہرت اور نام ونمود مقصود نہ ہو اور یہ حکم بھی صدقہ واجبہ مثلاً زکوٰۃ اور صدقہ فطر کا ہے۔ اور نفلی صدقات میں بہتر یہی ہے کہ چھپا کر کیا جائے تاکہ ریا، دکھاوا اور نام ونمود سے آدمی محفوظ ہو جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اسی صدقہ کو قبول فرماتا ہے جو ریا سے پاک ہو اور اگر اس انداز میں صدقہ کیا جائے تو اس کے قبول ہونے میں کوئی شک نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ. (البقرہ ۲۷۱)

ترجمہ: اگر تم ظاہر کر کے خیرات دو تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر وہ تم فقیروں کو چھپا کر دو تو وہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اور اس میں تمہارے کچھ گناہ معاف کر دیں گے اور

اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

سب سے طاقتور مخلوق

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْاَرْضَ جَعَلَتْ تَمِيْدُ فَخَلَقَ الْجِبَالَ فَقَالَ بِهَا عَلَيْهَا فَاسْتَقَرَّتْ فَعَجِبَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ شِدَّةِ الْجِبَالِ فَقَالُوْا يَا رَبِّ هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ اَشَدُّ مِنَ الْجِبَالِ قَالَ نَعَمْ اَلْحَدِيْدُ فَقَالُوْا يَا رَبِّ هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ اَشَدُّ مِنَ الْحَدِيْدِ قَالَ نَعَمْ اَلنَّارُ فَقَالُوْا يَا رَبِّ هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ اَشَدُّ مِنَ النَّارِ قَالَ نَعَمْ اَلْمَاءُ فَقَالُوْا يَا رَبِّ هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ اَشَدُّ مِنَ الْمَاءِ قَالَ نَعَمْ اَلرِّيْحُ فَقَالُوْا يَا رَبِّ هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ اَشَدُّ مِنَ الرِّيْحِ قَالَ نَعَمْ اِبْنُ اٰدَمَ تَصَدَّقَ صَدَقَةً بِيَمِيْنِهٖ يُخْفِيْهَا مِنْ شِمَالِهٖ. (مشکوٰۃ ص ۱۷۰)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا تو وہ ہلنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پیدا فرما کر اس پر نصب فرما دیا، اب زمین ٹھہر گئی، فرشتوں کو پہاڑ کی سختی سے تعجب ہوا تو انہوں نے عرض کیا کہ اے پروردگار! کیا تیری مخلوق میں پہاڑوں سے بھی بڑھ کر کوئی طاقت ور چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہاں! لوہا۔ فرشتوں نے عرض کیا کیا تیری مخلوق میں لوہے سے بھی بڑھ کر طاقت ور اور سخت چیز ہے؟ تو فرمایا ہاں! آگ جو لوہے کو پگھلا دیتی ہے۔ فرشتوں نے دریافت کیا پروردگار! کیا آگ سے زیادہ طاقت ور کوئی مخلوق ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں! پانی ہے کہ پانی آگ کو سرد کر دیتا ہے اور اسے بجھا دیتا ہے۔ پھر فرشتوں نے عرض کیا کہ تیری مخلوق میں پانی سے زیادہ سخت اور طاقتور کوئی چیز ہے؟ تو ارشاد فرمایا ہاں! ہوا ہے۔ یہ سن کر فرشتوں نے سوال کیا کہ کیا تیری مخلوق میں ہوا سے بھی بڑھ کر کوئی سخت چیز ہے؟ تو جواب ملا: نَعَمْ اِبْنُ اٰدَمَ تَصَدَّقَ صَدَقَةً بِيَمِيْنِهٖ يُخْفِيْهَا مِنْ شِمَالِهٖ. ہاں! آدمی کا وہ صدقہ جو وہ اپنے داہنے ہاتھ سے دے یہاں تک کہ بائیں ہاتھ کو خبر تک نہ ہو سکے۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ وہ صدقہ جو پوشیدہ طور پر کیا جائے وہ بہت ہی قوت و طاقت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس صدقہ کو بیحد پسند فرماتا ہے۔

اورحضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ثَلٰثَةٌ یُحِبُّهُمُ اللّٰهُ رَجُلٌ قَامَ مِنَ اللَّیْلِ یَتْلُوا کِتَابَ اللّٰهِ وَرَجُلٌ یَتَصَدَّقُ بِصَدَقَةٍ بِیَمِیْنِهٖ یُخْفِیْهَا وَرَجُلٌ کَانَ فِیْ سَرِیَّةٍ فَانْهَزَمَ اَصْحَابُهٗ فَاسْتَقْبَلَ الْعَدُوَّ ۔ (مشکوٰۃ ص ۱۶۹)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تین شخصوں کو محبوب رکھتا ہے (۱) رات کو قیام کرے اور قرآن کی تلاوت کرے (۲) جو پوشیدہ طور پر داہنے ہاتھ سے صدقہ کرے (۳) اور وہ شخص جو میدان جنگ میں دشمن کا مقابلہ کرے اور کفار سے جہاد کرے۔

جَزَی اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهٗ

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

انیسویں تقریر

صدقہ کی قسمیں مع فضائل و برکات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّهٖ وَهُوَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ ○ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اِلٰی یَوْمِ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ○

امابعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا ⑧ (الدھر ۸)

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ کُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۴۹)

صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ الکریم

بعد ذکر کبریا کونین میں ذیشان ہے — آپ کی ذات گرامی مظہر رحمان ہے
دیدیا امن و امان فتح وظفر کے بعد بھی — رحمۃ للعالمین کی کیا نرالی شان ہے
درس ملتا ہے ہمیں قرآن کی تعلیم سے — ماننا حکم نبی اللہ کا فرمان ہے
تین سو تیرہ اِدھر ہیں اُس طرف جم غفیر — ہے مقابل حق وباطل بدر کا میدان ہے

عزیزان ملت اسلامیہ! کچھ سننے اور سنانے سے پہلے باندازِ غلامانہ، درود وسلام کا نذرانہ، تحفۂ عاشقانہ بہار لاہوت، شناور دریائے ناسوت، مبداء انوار ازلیہ، منشاء عروج کمالیہ، کاشف حقائق، واقف اسرار ودقائق محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کریں:

اللھم صل علی سیدنا محمد و علیٰ آل سیدنا محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید

رفیقان گرامی! صدقات وخیرات اور عطیات وزکات کے موضوع پر قرآن واحادیث

کی روشنی میں معلومات سے لبریز علماے اہل سنت، مشائخ طریقت اور خطباے قوم وملت کی زبانی آپ نے بارہا سنا ہوگا۔آج میں اس نورانی اور عرفانی ماحول میں صدقہ کی قسموں اور اس کی شاخوں پر کچھ روشنی ڈالوں گا تا کہ آپ کے معلومات میں ایک نئی چیز کا اضافہ ہو۔ایسی بہت سی باتیں اور چیزیں اور کام ہیں جنہیں شریعت مطہرہ نے صدقہ کا نام دیا اور قرآن و احادیث میں ان پر اجر وثواب اور مغفرت و بخشش کا وعدہ ہے۔صرف مال و زر اور سونے چاندی ہی خرچ کرنا ہی صدقہ نہیں کہلاتا بلکہ اس کے علاوہ بے شمار ایسے عمل ہیں جو صدقہ کا درجہ رکھتے ہیں اور جن سے اللہ رب العزت بہت خوش ہوتا ہے اور ان عملوں کے کرنے والوں کو جنت ورحمت کی بشارت سے نوازا گیا ہے۔آقائے نامدار مدنی تاجدار، شہر یار ارم تاجدار حرم ،نوشہ بزم جنت، شب اسریٰ کے دولہا، گل باغ رسالت محمد عربی روحی فداہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یہاں تک کہ فرمایا ہے کہ:

كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ وَمِنَ الْمَعْرُوْفِ اَنْ تَلْقَى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلِقٍ وَاَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِيْ اِنَائِهٖ۔ (مجمع الزوائد ج ۳ س ۲۴۹) یعنی بھلائی کا ہر کام صدقہ ہے اور بھلائی سے یہ بھی ہے کہ تو اپنے بھائی سے خوش ہوکر، مسکرا کر ملو اور اپنے ڈول سے پانی اپنے بھائی کے برتن میں ڈال دو تو یہ بھی صدقہ ہے۔اب اس حدیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ ہر نیک کام اور ہر بھلائی صدقہ ہے۔کھانا کھلانا۔ پانی پلانا۔ کپڑا پہنانا۔راستہ سے تکلیف دہ چیزیں مثلا کانٹا، پتھر ، اینٹ، کیل اور شیشے کا ٹکڑا ہٹادینا۔مومن بھائی سے مسکرا کر ملنا۔مسلمان بھائی کے غم کو دور کر کے اسے خوشی دینا۔راستہ بتادینا۔دین کی باتیں سیکھنا سکھانا۔ بھائی کی مدد کرنا۔بیماروں کی تیمارداری۔مسلمان کی نماز جنازہ میں شرکت۔اور اہل و عیال پر خرچ کرنا یہ ساری باتیں صدقہ کی قسمیں اور شاخیں ہیں اور اللہ تعالیٰ ان تمام اعمال پر صدقہ وخیرات کرنے کا اجر وثواب عطا فرماتا ہے۔

صدقہ کی قسمیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاِنَّ تَبَسُّمَكَ فِيْ وَجْهِ اَخِيْكَ يُكْتَبُ لَكَ بِهٖ صَدَقَةٌ وَاِنَّ اِفْرَاغَكَ مِنْ دَلْوِكَ فِيْ دَلْوِ اَخِيْكَ يُكْتَبُ لَكَ بِهٖ صَدَقَةٌ وَ

اِمَاطَتَكَ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ يُكْتَبُ لَكَ بِهٖ صَدَقَةٌ وَاِنَّ اَمْرَكَ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيَكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَاِرْشَادَكَ الضَّالَّ يُكْتَبُ لَكَ بِهٖ صَدَقَةٌ۔

(مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۴۷، المعجم الاوسط حدیث نمبر ۸۳۴۰، کشف الاستار حدیث نمبر ۹۵۶)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ پیغمبر اسلام، مرجع الانام محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تم اپنے مومن بھائی کو دیکھ کر مسکراؤ تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے تمہیں صدقہ کرنے کا اجر عطا فرمائے گا۔اپنے ڈول کا پانی اپنے بھائی کے ڈول میں ڈالوگے تو اس پر بھی تمہیں صدقہ کا ثواب عطا کیا جائے گا۔راستہ سے تکلیف دہ چیزیں ہٹادینا بھی صدقہ ہے، بھلائی کا حکم دینا برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے اور بھٹکے ہوئے شخص کی رہنمائی کرنا اور اسے سیدھا راستہ بتادینا بھی صدقہ ہے۔

آگ پانی اور نمک دینا بھی صدقہ ہے

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ پیارے نبی مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا حُمَيْرَاءُ مَنْ اَعْطٰى نَارًا فَكَاَنَّمَا تَصَدَّقَ بِجَمِيْعِ مَا اَنْضَجَتْ تِلْكَ النَّارُ وَمَنْ اَعْطٰى مِلْحًا فَكَاَنَّمَا تَصَدَّقَ بِجَمِيْعِ مَا طَيَّبَ ذٰلِكَ الْمِلْحُ وَمَنْ سَقٰى مُسْلِمًا شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ حَيْثُ يُوْجَدُ الْمَاءُ فَكَاَنَّمَا اَعْتَقَ رَقَبَةً وَمَنْ سَقٰى مُسْلِمًا شَرْبَةً مِنْ مَّاءٍ حَيْثُ لَا يُوْجَدُ الْمَاءُ فَكَاَنَّمَا اَحْيَاهَا۔

(ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۴۷۴، کنز العمال ج ۶ ص ۴۱۹، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۴۵)

ترجمہ: اے حمیرا! (یہ حضرت عائشہ صدیقہ کا لقب ہے) جس نے کسی کو آگ دیا تو اس آگ سے جو کچھ پکایا گیا تو گویا اس نے وہ سب صدقہ کردیا، اور جس نے نمک کسی کو دیا تو اس نمک سے جو کچھ لذیذ کھانا بنا ان تمام کو صدقہ کرنے کا ثواب اسے عطا کیا جائے گا۔اور جس نے کسی مسلمان کو ایسی جگہ پانی پلایا جہاں پانی ملتا ہو تو اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب دیا جائے گا۔اور اگر ایسی جگہ پانی پلایا جہاں پانی نہیں ملتا ہو تو گویا پانی پلانے والے نے اس آدمی کو زندگی بخش دی جس کو پانی پلایا گیا ہے۔

یہ ہے اسلام کی تعلیمات کہ آگ، پانی اور نمک دینے پر بھی صدقہ کرنے کا اجر وثواب عطا کیا جاتا ہے۔اور ان تین چیزوں کی اہمیت اتنی ہے جس کا بیان لفظوں میں کما حقہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ ان تین چیزوں کی کتنی ضرورت ہوتی ہے۔اور یہی وجہ ہے اسلام نے حکم دیا ہے کہ ان تین چیزوں سے کسی کو منع نہ کیا جائے۔چنانچہ حدیث میں ہے کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اقدس ﷺ سے پوچھا:

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الشَّیْءُ الَّذِیْ لَا یَحِلُّ مَنْعُہُ قَالَ اَلْمَاءُ وَالْمِلْحُ وَالنَّارُ۔ یا رسول اللہ وہ کونسی چیز ہے جس سے منع کرنا جائز نہیں؟ تو حضور نے فرمایا (۱) پانی (۲) نمک (۳) اور آگ۔ان تین چیزوں سے کسی کو منع نہ کیا جائے۔(مجمع الزوائد ج۳ ص ۲۴۵)

درود شریف: اللھم صل علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضاہ لہ۔

راستہ سے تکلیف دہ چیزیں بھی ہٹانا صدقہ ہے

سامعین باوقار! اسلامی تعلیمات کا گہرائی سے مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات ظاہر ہے کہ جس طرح اللہ کی راہ میں مال وزر خرچ کرنا صدقہ ہے اسی طرح راستہ سے تکلیف دینے والی چیزوں کو ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔مثلاً راستہ میں کانٹا، پتھر، اینٹ اور کیل وغیرہ پیروں میں چبھنے والی چیزیں پڑی ہوں جن سے چلنے والوں کو تکلیف ہو، پیر زخمی ہو جائے تو ایسی تکلیف دہ چیزوں کو ہٹا دینا بھی صدقہ ہے اور اسلام کی نظر میں محبوب صدقہ ہے۔اور ایسا عمل جس کو اللہ تعالیٰ اتنا پسند فرماتا ہے کہ اس عمل پر نیکیاں عطا فرماتا ہے اور جنت کا حقدار بھی بنا دیتا ہے۔

حضرت ابو دردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ اَخْرَجَ مِنْ طَرِیْقِ الْمُسْلِمِیْنَ شَیْئًا یُؤْذِیْھِمْ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِہٖ حَسَنَۃً وَمَنْ کُتِبَ لَہٗ حَسَنَۃٌ اُدْخِلَہٗ بِھَا الْجَنَّۃَ۔ (مجمع الزوائد ج۳ ص ۲۴۸، المعجم الاوسط حدیث نمبر ۳۲)

ترجمہ: جس نے مسلمانوں کے راستہ سے ایسی چیز ہٹا دیا جس سے انہیں تکلیف ہوتی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور جس کے لیے ایسی ایک نیکی لکھ دی جائے تو وہ اسی ایک نیکی کی بدولت جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

حضرت ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یَا اَبَا بُرْزَۃَ اَمِطِ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ فَاِنَّ لَکَ بِذٰلِکَ صَدَقَۃٌ۔

(کنز العمال ج۶ ص ۴۲۹)

ترجمہ: اے ابو برزہ! راستہ سے تکلیف دینے والی چیزوں کو ہٹاؤ کیونکہ اس کے بدلے تمہیں صدقہ کرنے کا ثواب عطا کیا جائے گا۔

اور حضرت ابو شیبہ مُہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راستہ چل رہے تھے اور آپ کے ساتھ ایک اور شخص تھا، اس شخص نے راستہ میں پڑے ایک پتھر کو ہٹا دیا تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا یہ کیا کر رہے ہو؟ اس شخص نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

مَنْ رَفَعَ حَجَرًا مِنَ الطَّرِیْقِ کُتِبَ لَہٗ حَسَنَۃٌ وَمَنْ کَانَتْ لَہٗ حَسَنَۃٌ دَخَلَ الْجَنَّۃَ۔ جس نے راستہ سے پتھر کو ہٹا دیا اس کے لیے نیکی لکھی جائے گی۔اور جس کے پاس نیکی ہوگی اسے جنت میں داخل کیا جائے گا۔(مجمع الزوائد ج۳ ص ۲۴۹، المعجم الکبیر ج۲۰ ص ۱۰۱)

جنت میں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جنت میں دیکھا تو مجھے ایک ایسا شخص نظر آیا جس نے کبھی کوئی بھلائی کا کام کیا ہی نہیں۔تو میں نے دل ہی دل میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کس عمل خیر کے صلہ میں جنت عطا فرمائی ہے؟ فَقِیْلَ لِیْ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ ھٰذَا کَانَ یَرْفَعُ الْاَذٰی عَنْ طَرِیْقِ الْمُسْلِمِیْنَ یُرِیْدُ بِہٖ وَجْہَ اللّٰہِ فَشَکَرَ اللّٰہُ لَہٗ ذٰلِکَ وَاَدْخَلَہُ الْجَنَّۃَ۔ تو آواز آئی یا رسول اللہ! یہ شخص مسلمانوں کے راستہ سے تکلیف پہنچانے والی چیزیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہٹایا کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو قبول فرما لیا اور اس کے بدلہ میں اسے جنت میں داخل فرما دیا۔

(کنز العمال ج۶ ص ۴۲۹)

پریشان حال کی مدد بھی صدقہ ہے

عزیزان ملت اسلامیہ! مصیبت زدہ، پریشان حال اور ضرورت مندوں کی مصیبتوں

اور پریشانیوں کو دور کردینا اور ان کی ضرورتیں پوری کرنا بھی اسلام کی نظر میں صدقہ ہے اور اس کی بڑی فضیلت وثواب ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم، نور مجسم، سید عرب وعجم ﷺ نے فرمایا: ہر مسلمان پر صدقہ ہے۔عرض کی یا رسول اللہ اگر صدقہ کی طاقت نہ ہوتو ؟ارشاد فرمایا محنت کرکے کمائے اور خود بھی فائدہ اٹھائے اور صدقہ بھی کرے۔عرض کی یا رسول اللہ اگر اس کی بھی طاقت نہ ہوتو ؟ فرمایا: فَيُعِيْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفِ۔ حاجت مندوں اور پریشان حال کی مدد کریں۔(کنزالعمال ج ۶ ص ۴۱۱)

بھوک سے نڈھال سیدہ کا واقعہ

حضرت عبداللہ بن مبارک جو بہت بڑے عالم، محدث ،فقیہ اور ولی کامل بزرگ تھے ۔ان کا معمول تھا کہ ایک سال حج کرتے اور ایک سال جہاد کیا کرتے تھے۔وہ فرماتے ہیں کہ ایک سال جبکہ میرا حج کا سال تھا، میں پانچ سو اشرفیاں لے کر حج کے ارادے سے چلا اور کوفہ میں جس جگہ اونٹ فروخت ہوتے ہیں پہنچا۔تاکہ اونٹ خریدوں۔وہاں میں دیکھا کہ گڑھے پر ایک مری ہوئی بطخ پڑی ہے اور ایک عورت اس کے پاس بیٹھی ہوئی اس کے پر نوچ رہی ہے۔میں اس عورت کے قریب گیا اور اس سے پوچھا کہ یہ کیا حرکت کر رہی ہے؟ وہ کہنے لگی جس کام سے تمہیں کوئی واسطہ نہیں اس کی تحقیق کی کیا ضرورت ہے؟ مجھے اس کے کہنے سے کچھ فکر ہوئی، تو میں نے پوچھنے پر اصرار کیا۔وہ کہنے لگی تمہارے اصرار نے مجھے اپنا حال ظاہر کرنے پر مجبور کردیا، میں سیدانی ہوں، میری چار لڑکیاں ہیں، ان کے باپ کا انتقال ہوگیا ہے۔آج چوتھا دن ہے ہم نے کچھ نہیں چکھا۔ایسی حالت میں مردار حلال ہے۔یہ بطخ لے جاکر ان لڑکیوں کو کھلاؤں گی۔ابن مبارک کہتے ہیں مجھے اپنے دل میں ندامت ہوئی اور میں نے اس عورت سے کہا کہ اپنی گود پھیلاؤ ،اس نے پھیلائی، میں نے وہ پانچ سو اشرفیاں ڈال کر میں اپنے گھر چلا آیا۔اور حج کا ارادہ ملتوی کر دیا۔جب حجاج فراغت کے بعد واپس آئے تو میں ان سے ملا۔جس سے ملتا اور یہ کہتا کہ حق تعالیٰ شانہ تمہارا حج قبول کرے، وہی یہ کہتا کہ اللہ تعالیٰ تمہارا بھی حج قبول کرے۔اور جب میں کوئی بات کرتا تو وہ کہتے ہاں ہاں فلاں جگہ تم

سے ملاقات ہوئی تھی۔میں بڑی حیرت میں تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔میں نے ایک رات حضور ﷺ کی خواب میں زیارت کی۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عبداللہ! تعجب کی بات نہیں ہے تو نے میری اولاد میں سے ایک مصیبت زدہ کی مدد کی تھی میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ تیری طرف سے ایک فرشتہ مقرر کردے جو ہر سال تیری طرف سے قیامت تک حج کرتا رہے۔اب تجھے اختیار ہے چاہے حج کرنا یا نہ کرنا۔

(فضائل حج از زکریا کاندھلوی بحوالہ گستاخوں کا برا انجام ص ۱۶۱)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ مصیبت زدہ کی مصیبت دور کرنا، پریشان حال اور ضرورت مندوں کی مدد کرنا ایسا عمل ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم کی بارگاہ میں بے حد مقبول ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ عظیم اجر وثواب اور بڑا انعام واکرام سے نوازتا ہے۔اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اولاد رسول کی محبت اور ان کی تعظیم وتوقیر کرنا اہل ایمان کی نشانی ہے۔خود آقا علیہ السلام نے فرمایا ہے:

لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهٖ وَ تَكُوْنَ عِتْرَتِيْ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهٖ وَتَكُوْنَ اَهْلِيْ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَهْلِهٖ وَتَكُوْنَ ذَاتِيْ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ ذَاتِهٖ۔

(صواعق محرقہ ص ۲۴۴ مطبوعہ استنبول)

ترجمہ: کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اور میرے اہل بیت اس کے نزدیک اس کی جان اور اس کی ذات سے زیادہ محبوب نہ ہوجائیں۔

محبت آل و یاران نبی کی سب پر واجب ہے
بقول مصطفی یہ اہل جنت کی نشانی ہے

اور سرکار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ؎

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب رسول
نجم ہیں اور ناؤ عترت رسول اللہ کی

جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهٗ۔

وما علینا الاالبلاغ

بیسویں تقریر

کھلانے اور پلانے کی فضیلت و برکت

اَلْحَمْدُ الْکَثِیْرُ لِلْحَیِّ الْقَدِیْرِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی السَّمِیْعِ الْبَصِیْرِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اِلٰی یَوْمِ الْمَصِیْرِ (فتاویٰ رضویہ) اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا ﴿۸﴾ اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا ﴿۹﴾ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا ﴿۱۰﴾ فَوَقٰىہُمُ اللّٰہُ شَرَّ ذٰلِکَ الْیَوْمِ وَلَقّٰىہُمْ نَضْرَۃً وَّسُرُوْرًا ﴿۱۱﴾ (الدھر ۸-۱۱)

کون کہتا ہے آنکھیں چرا کر چلے — کب کس سے نگاہیں بچا کر چلے
کون ان سے نگاہیں لڑا کر چلے — کس کی طاقت کہ آنکھیں ملا کر چلے
وہ حسیں کیا جو فتنہ اٹھا کر چلے — ہاں حسیں تم ہو فتنے مٹا کر چلے
داغ دل ہم نے نوری دکھا ہی دیا — درد دل کا فسانہ سنا کر چلے

(سامان بخشش)

رفیقان گرامی! علما، صلحا، غربا، فقرا، راہ گیر، یتیم، قیدی اور حاجت مندوں کو کھانا کھلانا، پیاسوں کو پانی پلانا یہ ایک ایسا نیک اور پسندیدہ عمل ہے کہ ایک لقمہ کھلانے اور صرف ایک گھونٹ پانی پیاسے کو پلانے سے اللہ تعالیٰ اتنا خوش ہوتا ہے کہ کھلانے اور پلانے والے کی مغفرت اور بخشش فرما دیتا ہے، اس کے رزق میں خوب برکتیں نازل فرماتا ہے اور مرنے کے بعد جنت اور اس کی نعمتوں سے وہ نوازا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں کھلانے کی فضیلت کو یوں اجاگر فرمایا ہے:

وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا ﴿۸﴾ اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا ﴿۹﴾ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا ﴿۱۰﴾ فَوَقٰىہُمُ اللّٰہُ شَرَّ ذٰلِکَ الْیَوْمِ وَلَقّٰىہُمْ نَضْرَۃً وَّسُرُوْرًا ﴿۱۱﴾ (الدھر ۸-۱۱)

ترجمہ: اور (اللہ کے نہایت قریب بندے) وہ ہیں جو کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت میں مسکین اور یتیم اور اسیر (قیدی) کو، ان سے کہتے ہیں ہم تمہیں خاص اللہ کے لیے کھانا دیتے ہیں، تم سے کوئی بدلہ یا شکر گذاری نہیں مانگتے، بے شک ہمیں اپنے رب سے ایک ایسے دن کا ڈر ہے جو بہت ترش، نہایت سخت ہے۔ تو انہیں اللہ نے اس دن کے شر (عذاب) سے بچا لیا اور انہیں تازگی اور شادمانی دی۔ (کنزالایمان)

ان آیات کریمہ سے یہ بات بہت ہی واضح طور پر معلوم ہوئی کہ جو شخص کسی مسلمان کو خاص طور پر فقیر، یتیم اور قیدی کو اللہ عزوجل کی محبت میں اس کی رضا اور خوشنودی کے لیے کھلائے تو اللہ تعالیٰ اس عمل کا بدلہ اسے دنیا اور آخرت دونوں میں عطا فرمائے گا اور قیامت کے دن کی ہولناکیوں اور پریشانیوں سے محفوظ فرمائے گا اور بے حد و شمار خوشیاں اور شادمانیاں عطا فرمائے گا۔ یہی نہیں اگر کوئی مسلمان بیوی بچوں اور خادموں کو کھلائے تو یہ بھی صدقہ اور افضل صدقہ ہے۔ چنانچہ

اہل و عیال اور خادم کو کھلانا بھی صدقہ ہے

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا اَطْعَمْتَ نَفْسَکَ فَھُوَ لَکَ صَدَقَۃٌ وَمَا اَطْعَمْتَ وَلَدَکَ فَھُوَ لَکَ صَدَقَۃٌ وَمَا اَطْعَمْتَ زَوْجَکَ فَھُوَ لَکَ صَدَقَۃٌ وَمَا اَطْعَمْتَ خَادِمَکَ فَھُوَ لَکَ صَدَقَۃٌ۔

(مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۲۶، کنز العمال ج ۶ ص ۴۱۵، مسند احمد ج ۴ ص ۱۳۱)

ترجمہ: اپنے کھانے کے لیے تم جو خرچ کرو گے تو یہ تمہارے لیے صدقہ ہے، اور اگر اپنے بیوی بچوں کو کھلاؤ گے تو اس پر بھی صدقہ کا ثواب عطا کیا جائے گا بلکہ اگر تم اپنے نوکر کو کھلاؤ گے تو اس پر بھی اللہ تعالیٰ تمہیں صدقہ کا اجر عطا فرمائے گا۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اَنْفَقَ الْمَرْءُ عَلٰی نَفْسِهٖ وَوَلَدِهٖ وَذِیْ رَحِمِهٖ وَقَرَابَتِهٖ فَهُوَ لَهٗ صَدَقَةٌ۔ (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۲۷، المعجم الاوسط حدیث نمبر ۶۸۹۴)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا آدمی خود پر، اپنی اولاد پر، رشتہ داروں اور قرابت داروں پر جو خرچ کرتا ہے تو یہ خرچ کرنا اس کے لیے صدقہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِیْضَ وَفُكُّوا الْعَانِیَ۔ (بخاری ج ۲ ص ۸۰۹)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بھوکے کو کھلاؤ، بیماروں کی تیمارداری (دیکھ بھال) کرو اور قیدیوں کو چھڑاؤ۔

دوزخ سے نجات

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اَطْعَمَ اَخَاهُ الْخُبْزَ حَتّٰی یُشْبِعَ وَسَقَاهُ مِنَ الْمَاءِ حَتّٰی یُرْوِیَهٗ بَعَّدَهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ سَبْعَ خَنَادِقَ كُلُّ خَنْدَقٍ سَبْعُ مِأَةِ عَامٍ۔

(کنز العمال ج ۶ ص ۳۵۷، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۴۱، المعجم الاوسط حدیث نمبر ۶۵۱۶)

ترجمہ: جس نے مسلمان بھائی کو پیٹ بھر روٹی کھلایا اور سیراب ہوکر پانی پلایا تو اللہ رب العزت اس شخص کو سات خندق (گڈھے) کی مسافت کے مقدار جہنم سے دور کردے گا اور ہر دو خندق (گڈھے) کے درمیان سات سو سال کی مسافت ہے (یعنی انچاس سال کی مسافت کے مقدار جہنم سے دور فرمادے گا)

مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو کھلائے پلائے وہ جہنم میں جا ہی نہیں سکتا۔ بلکہ یہ کہا جائے کہ بھوکے کو کھلانا اور پیاسے کو پلانا صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر یہ تو بس جنتی سنی مسلمان ہی کی شان ہے اور اسے ناپسند کرنا دوزخی کی علامت ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد الٰہی ہے کہ جب جنتی دوزخی سے پوچھیں گے:

مَا سَلَكَكُمْ فِیْ سَقَرَ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِیْنَ

وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَائِضِیْنَ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِیَوْمِ الدِّیْنِ حَتّٰی اَتٰىنَا الْیَقِیْنُ۔

(المدثر ۴۲۔۴۷)

ترجمہ: تمہارے کس عمل نے تمہیں جہنم میں داخل کردیا؟ تو وہ کہیں گے ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور نہ مسکین کو کھلاتے تھے اور بیکار غور وفکر کرنے والوں کے ساتھ ہم بھی باطل فکر کرتے تھے اور قیامت کے دن کو جھٹلاتے تھے اور ہماری یہی حالت موت تک تھی۔

محبوب عمل

عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُمَیْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مَنْ اَطْعَمَ مِسْكِیْنًا مِنْ جُوْعٍ اَوْ دَفَعَ عَنْهُ مَغْرَمًا اَوْ كَشَفَ عَنْهُ كَرْبًا۔

(مجمع الزوائد ج ۳)

ترجمہ: حضرت حکم بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل کے نزدیک تمام عملوں میں محبوب اور پسندیدہ عمل بھوکے غریب کو کھانا کھلانا ہے، یا اس کا قرض ادا کردینا یا اس کی مصیبت اور پریشانی کو دور کردینا ہے۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

لَاَنْ تَدْعُوْ اَخَاكَ الْمُسْلِمَ فَتُطْعِمُهٗ وَتُسْقِیَهٗ اَعْظَمُ لِاَجْرِكَ مِنْ اَنْ تَتَصَدَّقَ بِخَمْسَةٍ وَّعِشْرِیْنَ دِرْهَمًا۔ (کنز العمال ج ۶ ص ۴۲۴)

ترجمہ: اگر تم مسلمان بھائی کو دعوت دو اور اسے کھلاؤ اور پلاؤ تو تمہیں اس عمل پر پچیس درہم خرچ کرنے سے بھی زیادہ اجر عطا کیا جائے گا۔

کھلانا بخشش کا ذریعہ ہے

پیارے اسلامی بھائیو! مسلمان اور بھوکے پیاسوں کو کھلانے پلانے کی فضیلت وعظمت اسی پر بس نہیں کہ کھلانے والے کو خوب اجر وثواب سے نوازا جاتا ہے بلکہ اس کی ایک فضیلت اور فائدہ یہ ہے کہ اس کے گناہوں کی بخشش کردی جاتی ہے اور اس کے درجات بھی بلند کردیے جاتے ہیں۔ جیسا کہ:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر آخر الزماں، شفیع عاصیاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ مِنْ مُوْجِبَاتِ الْمَغْفِرَةِ اِطْعَامُ الْمُسْلِمِ السَّغْبَانِ۔

(کنز العمال ج ۶ ص ۴۲۴)

ترجمہ: مغفرت وبخشش کے سببوں میں سے ایک سبب بھوکے مسلمان کو کھانا کھلانا ہے۔

یعنی جو انسان چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت اور بخشش فرمادے اور اس کے گناہ مٹادے تو کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلادے اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرمادے گا۔

درجے بلند ہوتے ہیں

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنا دست مبارک اپنی شایان شان آپ کے کندھوں کے درمیان رکھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

فَتَجَلّٰى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ۔ ہر چیز مجھ پر ظاہر ہوگئی اور میں نے پہچان لی۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا محبوب! بولو فرشتے کس چیز کے بارے میں بحث کررہے ہیں؟ تو حضور علیہ السلام نے عرض کی مولیٰ! فرشتے کفارات (گناہوں کو مٹانے والے امور)، منجیات (نجات دینے والی باتوں)، درجہ بڑھانے والے عمل اور مہلکات (ہلاک وتباہ کرنے والے کاموں) کے بارے میں بحث کررہے ہیں۔ اَلدَّرَجَاتُ اِفْشَاءُ السَّلَامِ وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ وَالصَّلٰوةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں درجہ بلند کرنے والے امور اور باتیں ہیں سلام عام کرنا، ہر طرح کے لوگوں کو کھانا کھلانا اور رات کا نماز پڑھنا جبکہ لوگ سو رہے ہوں۔

(فتاویٰ رضویہ، کنز العمال ج ۱۶ ص ۲۴۷)

ایک گنہگار کی مغفرت اور بلند درجہ

ایک گاؤں میں ایک رئیس زادہ نوجوان رہتا تھا، جو دن رات کا اکثر حصہ گناہوں اور برائی کے کاموں میں گذارتا تھا۔ کبھی شرابی دوستوں کے ساتھ کلبوں میں تو کبھی برے ہم نشیں کی صحبت وسنگت میں جوا کے اڈوں میں موجود رہتا تھا۔ بس مال کے نشے اور برے دوستوں

کی یاری اور صحبت نے اسے گناہوں کے گڈھے میں ڈال دیا تھا۔ اسی لیے میرے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے فرمادیا:

لَا تَتَمَنَّوْا كَثْرَةَ الْمَالِ فَاِنَّ كَثْرَةَ الْمَالِ يُكْثِرُ الذُّنُوْبَ۔

(مسند الفردوس ج ۵ ص ۴۴، کشف الخفاء ج ۲ ص ۴۸۷ عن عبد اللہ بن عمرو)

یعنی کثرت مال کی آرزو مت کرو کیونکہ مال کی زیادتی سے گناہ زیادہ ہوتے ہیں۔ اور ایک دوسری حدیث میں آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِيَّاكَ وَقَرِيْنَ السُّوْءِ۔ برے دوستوں اور ساتھیوں سے بچو۔

بہرحال وہ رئیس نوجوان مالداری اور برے دوستوں کی سنگت کی وجہ سے ہر وقت گناہ میں ملوث رہتا۔ لیکن ایک نیک کام وہ برابر کرتا تھا اور وہ یہ کہ اس کے پڑوس میں ایک غریب خاتون اپنے بال بچے کے ساتھ رہتی تھی، جسے وہ نوجوان روزانہ کھانے پینے کا کچھ اناج دے دیا کرتا تھا۔ جب بھی اس نیک اور غریب خاتون کو اناج دیتا تو وہ خاتون اس کے حق میں دعا کرتی "غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَرَفَعَ لَكَ الدَّرَجَةَ وَبَنٰى لَكَ قَصْرًا فِي الْجَنَّةِ۔ اللہ تیری مغفرت فرمائے، تیرا اقبال بلند فرمائے اور جنت میں تجھے محل عطا فرمائے۔ ایک بار وہ نوجوان سخت بیمار ہوگیا اور اسی بیماری میں اس کا انتقال ہوگیا۔ مرنے کے بعد ایک عالم نے اسے خواب میں جنت کے بلند درجوں میں دیکھا تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ اس عالم نے اس نوجوان سے پوچھا تجھے یہ مقام ودرجہ کیونکر ملا؟ اس نے کہا کہ مرنے کے بعد مجھے فرشتے جب جہنم کی طرف لیجانے لگے تو ایک غیبی آواز آئی کہ اسے چھوڑ دو اس کی مغفرت اور بخشش کردی گئی ہے، کیونکہ دنیا میں ایک غریب عورت کو کھانے کا سامان دیا کرتا تھا اور وہ عورت اس کی مغفرت کے لیے دعا کرتی تھی۔ فَبِاِطْعَامِي اِيَّاهَا غُفِرَتْ لِيَ الذُّنُوْبُ وَاُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ وَنِلْتُ هٰذِهِ الدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ۔ پس اس عورت کو کھلانے کے سبب میرے گناہ بخش دیے گئے اور مجھے داخل جنت کرکے اس بلند مقام ودرجہ سے نوازا گیا۔ (اعجب القصص والامثال)

کھانا کھلانا جنت میں لیجانے والا عمل ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُدْخِلُ بِلُقْمَۃِ الْخُبْزِ وَقَبْضَۃِ التَّمْرِ مِمَّا یَنْفَعُ الْمِسْکِیْنَ ثَلَاثَۃً الْجَنَّۃَ صَاحِبُ الْبَیْتِ اَلْاٰمِرُ بِہٖ وَالزَّوْجَۃُ الْمُصْلِحَۃُ وَالْخَادِمُ الَّذِیْ یُنَاوِلُ الْمِسْکِیْنَ۔ (کنز العمال ج۶ ص ۳۳۸)

ترجمہ: یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ ایک لقمہ روٹی اور ایک مٹھی کھجور کے سبب جن سے فقیر نفع اٹھاسکے تین لوگوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ (۱) صاحب خانہ جس نے اس بات کا حکم دیا (۲) اس بارے میں صلاح ومشورہ دینے والی بیوی (۳) اور خادم جو لے جاکر فقیر ومحتاج آدمی کو روٹی یا کھجور دیدے۔

اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور سید عالم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ کام کاج چھوڑ کر جلد جلد آپ کو دیکھنے آرہے تھے، میں بھی آیا۔ فَلَمَّا رَأَیْتُ وَجْھَہٗ عَرَفْتُ اَنَّہٗ وَجْھُہٗ لَیْسَ بِوَجْہِ الْکَذَّابِ فَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَصِلُوا الْاَرْحَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ بِسَلَامٍ۔

(مستدرک ج۴ ص ۱۶۰، بحوالہ ذکر جمیل ص ۷۳، مشکوٰۃ ص ۱۶۸)

ترجمہ: تو جب میں نے آپ کا چہرۂ مبارک دیکھا تو میں نے جان لیا کہ یہ چہرہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے۔ آپ اس وقت فرمارہے تھے اے لوگو! سلامتی پھیلاؤ، سلام عام کرو اور صلہ رحمی یعنی اپنوں سے محبت کرو اور بھوکوں کو کھانا کھلاؤ اور رات کو جب لوگ سورہے ہوں تو اٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہوجاؤ گے۔

اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے ہیں ؎

وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا
ہم مفلس کیا مول چکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے

جنت میں تین انعام

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اَیُّمَا مُؤْمِنٍ اَطْعَمَ مُؤْمِنًا عَلٰی جُوْعٍ اَطْعَمَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنْ ثِمَارِ

الْجَنَّۃِ وَاَیُّمَا مُؤْمِنٍ سَقٰی مُؤْمِنًا عَلٰی ظَمَاٍ سَقَاہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنَ الرَّحِیْقِ الْمَخْتُوْمِ وَاَیُّمَا مُؤْمِنٍ کَسَا مُؤْمِنًا عَلٰی عُرًی کَسَاہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّۃِ۔ (ترمذی ج۲ ص ۷۱، مشکوٰۃ ص ۱۶۹)

ترجمہ: جو مومن کسی بھوکے مومن کو کھانا کھلائے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن جنت کے پھلوں سے کھلائے گا۔ اور جو ایمان دار کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلائے تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن مہر لگائی ہوئی خالص پاکیزہ شراب پلائے گا۔ اور جو مومن کسی ایسے شخص کو کپڑا پہنائے جس کے پاس کپڑا نہ ہو تو اللہ رب العزت اسے جنت کا سبز رنگ خوبصورت لباس پہنائے گا۔

ایک عابد اور گنہگار کا واقعہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ دو شخص جنگل کا سفر کررہے تھے، ایک عابد اور دوسرا گنہگار۔ چلتے چلتے دونوں جب بیچ جنگل میں پہنچے تو عابد کو تیز پیاس لگ گئی یہاں تک وہ پیاس سے نڈھال ہوکر زمین پر گر پڑا، اس گنہگار نے دیکھا کہ عابد سخت پیاس کی وجہ سے نڈھال ہوکر زمین پر گر پڑا ہے، اس کے پاس پانی سے بھرا ایک چھوٹا سا برتن تھا، اس نے کہا میرے پاس پانی ہوتے ہوئے یہ عابد پیاس سے نڈھال ہوکر مرگیا تو پھر ہمیشہ کے لیے اللہ کی طرف سے خیر وبھلائی اور مال میں برکت سے میں محروم رہ جاؤں گا۔ لیکن پھر اس نے سوچا کہ اگر پانی میں اس پیاسے عابد کو پلادیتا ہوں تو میں خود پیاس سے ہلاک ہوجاؤں گا۔ (وہ گنہگار شخص عجیب کشمکش میں تھا کہ پانی سے اس عابد کی جان بچاؤں یا اپنی جان کی حفاظت کے لیے پانی بچا کر رکھوں؟ آخر کار) اس نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنا پانی اس عابد کو پلادیا اور جو پانی بچ گیا اس کے چہرے پر چھینٹا مارا وہ عابد اٹھ کھڑا ہوا۔ اب پھر دونوں سفر کرنے لگے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اس گنہگار شخص کو حساب وکتاب کے لیے کھڑا کیا جائے گا، گناہ کے سبب حکم ہوگا کہ اسے جہنم میں لے جاؤ۔ جب فرشتے اسے جہنم کی طرف لے جائیں گے تو عابد کی نظر اس پر پڑے گی، وہ آواز دے گا اے فلاں! کیا تو مجھے نہیں پہچانتا؟ میں وہی عابد ہوں جسے تو نے اپنے اوپر ترجیح دی تھی اور اپنا پانی تو نے مجھے پلادیا تھا۔ وہ کہے گا ہاں! ہاں! میں آپ

کو پہچانتا ہوں۔ پھر وہ فرشتوں کو روک کر اللہ کی بارگاہ میں عرض کرے گا:

یَا رَبِّ قَدْ عَرَفْتَ یَدَہٗ عِنْدِیْ وَ کَیْفَ اٰثَرَنِیْ عَلٰی نَفْسِہٖ یَا رَبِّ ھَبْہُ لِیْ فَیَقُوْلُ ھُوَ لَکَ فَیَجِیْئُ فَیَاْخُذُ بِیَدِ اَخِیْہِ فَیُدْخِلُہُ الْجَنَّۃَ۔ اے میرے پروردگار! اس گنہگار شخص کا مجھ پر احسان عظیم ہے، اس نے مجھے اپنے اوپر ترجیح دی تھی، خود پانی نہ پی کر مجھے پلادیا تھا۔ اے میرے رب! اسے میرے حوالے فرمادے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ شخص تیرے حوالہ کردیا گیا۔ وہ عابد شخص اپنے اس گنہگار بھائی اور محسن کا ہاتھ پکڑے گا اور اسے بھی اپنے ساتھ جنت میں لے جائے گا۔ (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۴۴، المعجم الاوسط حدیث نمبر ۲۹۰۴)

محترم حضرات! دیکھا آپ نے کہ ایک گنہگار شخص جسے جہنم میں لے جانے کا حکم اور فیصلہ ہوچکا تھا مگر دنیا میں اس نے ایک پیاسے کو پانی پلایا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس ایک نیکی کی برکت سے اور اس عابد کی سفارش کے سبب اس کو جہنم سے نجات بخش کر جنت کا حقدار بنادیا۔ جب کہ اس شخص کو اس بیابان اور بے آب وگیاہ جنگل میں پانی کی سخت حاجت تھی۔ مگر آج کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو خود تو مرغ مسلم بریانی پلاؤ کھاتے ہیں اور پڑوس میں بھوک سے تڑپ رہے بھائی کو ایک نوالہ تک نہیں دیتے، خود تو عزرائیلی مشروبات کوکا کولا، فینٹا، ڈیو، اسپرائٹ، مازا، لمکا، مرنڈا، تھمس اپ، ریڈ بل، بادام جوس اور منرل واٹر سے اپنی پیاس کو تو بجھالیتے ہیں مگر پیاس سے تڑپ رہے اپنے بھائی کو ایک قطرہ پانی بھی نہیں دیتے۔ مسلمانو! ایسے لوگوں کو آقا کریم ﷺ کی یہ پیاری حدیث سنادو۔ حضور رحمت عالم ﷺ فرماتے ہیں:

مَنْ اَطْعَمَ جَائِعًا فَاَشْبَعَہٗ وَسَقٰی عَطْشَانًا فَاَرْوَاہُ فُتِحَتْ لَہٗ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ کُلُّھَا فَقِیْلَ لَہٗ اُدْخُلْ مِنْ اَیِّھَا شِئْتَ۔

(مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۴۲، المعجم الکبیر ج ۲۲ ص ۵۷۳، کنزالعمال ج ۶ ص ۴۲۵)

ترجمہ: جس نے کسی بھوکے کو پیٹ بھر کر کھلایا اور کسی پیاسے کو خوب سیراب کرکے پلایا اس کے لیے جنت کے تمام دروازے کھول دئے جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا جس دروازے سے چاہو جنت میں داخل ہو جاؤ۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَطْعَمَ مُؤْمِنًا حَتّٰی یُشْبِعَہٗ مِنْ سَغَبٍ اَدْخَلَہُ اللّٰہُ بَابًا مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ

لَا یَدْخُلُہٗ اِلَّا مَنْ کَانَ مِثْلَہٗ۔ (کنزالعمال ج ۶ ص ۴۲۴، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۴۲)

ترجمہ: جس نے کسی بھوکے مسلمان کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے ایک ایسے دروازے سے جنت میں داخل فرمائے گا کہ اس دروازے سے اس کے سوا کوئی اور داخل نہیں ہوگا، ہاں وہ جس نے اس کی طرح عمل کیا تو وہ بھی اس دروازے سے داخل کیا جائے گا۔

نسخہء بے مثال

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِذَا کَثُرَتْ ذُنُوْبُکَ فَاسْقِ الْمَاءَ عَلَی الْمَاءِ تَتَنَاثَرُ کَمَا یَتَنَاثَرُ الْوَرَقُ مِنَ الشَّجَرِ فِی الرِّیْحِ الْعَاصِفِ۔ (خطیب ج ۶ ص ۴۰۳، کنزالعمال ج ۶ ص ۴۲۵)

ترجمہ: جب تمہارے گناہ زیادہ ہو جائیں تو پیاسوں کو خوب پانی پلایا کرو گناہ اس طرح جھڑیں گے جس طرح سخت آندھی کے دنوں میں درخت سے پتے جھڑ کر گرتے ہیں۔

اسی لیے غلامان مصطفیٰ، عاشقان شہ بطحا، شیدائیان شہید کربلا یعنی خوش نصیب سنی مسلمان محرم الحرام کے مہینے میں سبیل لگاتے ہیں، پانی کے مٹکے رکھ دیتے ہیں تاکہ پیاسے لوگ اپنی پیاس بجھائیں۔ کیونکہ سنیوں کو معلوم ہے ان کے آقا ومولیٰ پیارے رسول ﷺ کا ارشاد پاک ہے:

اَفْضَلُ الصَّدَقَۃِ سَقْیُ الْمَاءِ۔ بہترین صدقہ پانی پلانا ہے۔

(کنزالعمال ج ۶ ص ۴۱۹ عن سعد بن عبادہ)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

لَیْسَ صَدَقَۃٌ اَعْظَمَ اَجْرًا مِنْ مَاءٍ۔ کوئی بھی صدقہ اجر وثواب میں پانی پلانے سے بڑھ کر نہیں ہے۔ (ایضا ص ۴۱۴)

حوض کوثر کے کنارے

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دن ان کے پاس ایک عورت آئی، وہ خاتون اپنا ہاتھ آستین میں چھپائے ہوئی تھی۔ حضرت عائشہ نے

فرمایا تم اپنا ہاتھ جو آستین میں چھپائے ہوئی ہے اسے آستین سے باہر کس لیے نہیں نکالتی؟ اس نے عرض کی ام المؤمنین! اس کے بارے میں مجھ سے کچھ نہ پوچھئے۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا تم ضرور بتاؤ۔تب اس خاتون کہا کہ میرے ماں باپ زندہ تھے، باپ صدقہ وخیرات سے بڑی محبت رکھتا تھا۔جس قدر باپ کو صدقہ وخیرات سے محبت تھی اسی قدر ماں کو صدقہ سے بڑی نفرت تھی۔کبھی ہوا بھی تو پھٹا پرانا کپڑا یا چربی کا ٹکڑا کسی کو دیدیا۔اب وہ دونوں مرچکے ہیں۔دنیا سے پردہ کرگئے ہیں۔ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت بپا ہوچکی ہے۔میری ماں پرانے کپڑوں سے اپنی شرمگاہ اور جسم چھپائے کھڑی اپنے ہاتھوں میں چربی کا ٹکڑا لیے چوس رہی ہے اور آوازیں دے رہی ہے کہ ہائے پیاس! ہائے پیاس! وَرَأَیْتُ اَبِی عَلٰی شَفِیْرِ الْحَوْضِ وَهُوَ یَسْقِی الْمَاءَ وَلَمْ یَکُنْ عِنْدَ اَبِی صَدَقَةٌ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنَ الْمَاءِ۔ جبکہ میرا باپ حوض کوثر کے کنارے بیٹھا پانی پی رہا ہے۔میرے باپ کو پانی پلانے سے زیادہ محبوب کوئی صدقہ نہ تھا۔میں اپنی ماں کی حالت دیکھ کر آگے بڑھی پانی کا پیالہ لیا اور اپنی ماں کو پلادیا۔اوپر سے آواز آئی:

اَلَا مَنْ سَقَاهَا شَلَّتْ یَدُهٗ فَاسْتَیْقَظْتُ وَقَدْ شَلَّتْ یَدِیْ۔ جس نے اسے پانی دیا ہے اس کا ہاتھ بیکار ہوجائے گا۔میں جب نیند سے بیدار ہوئی تو میں نے دیکھا کہ واقعی میرا ہاتھ مفلوج و بیکار ہوچکا تھا۔(تنبیہ الغافلین ص ۱۸۲)

معلوم ہوا کہ جو دنیا میں پانی پلاتا ہے اسے آخرت میں اسے حوض کوثر سے پلایا جائے گا اور جو دنیا میں پیاسے کو پانی نہیں پلاتا ہے اسے آخرت میں حوض کوثر کا پانی نصیب نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ عزوجل ہم سب سنی مسلمانوں کو صدقہ وخیرات اور خاص کر بھوکے پیاسے کو کھلانے اور پلانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

جَزَی اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهٗ

وما علینا الا البلاغ

اکیسویں تقریر

اولاد کا پہلا حق

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْعَمَ عَلَیْنَا بِنِعَمِهٖ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ خُتِمَتِ النُّبُوَّةُ بِهٖ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ۔ اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاشْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (النحل ۱۱۴)

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَوَّلُ مَا یَنْحَلُ الرَّجُلُ وَلَدَهٗ اِسْمُهٗ فَلْیُحْسِنْ اِسْمَهٗ۔ (کنز العمال ج۱۶ ص ۴۲۳)

سر ہے سجدے میں خیال رخ جاناں دل میں
ہم کو آتے ہیں مزے ناصیہ فرسائی کے
سجدہ بے الفت سرکار عبث اے نجدی
بہر لعنت ہیں یہ سب داغ جبیں سائی کے
دشت طیبہ میں گمادے مجھے اے جوش جنوں
خوب لینے دے مزے بادیہ پیمائی کے
وہ رگ جان دوعالم ہیں بڑے بھائی نہیں
ہیں یہ سب پھندے برے تیرے بڑے بھائی کے
میں تو ہوں بلبل بستان مدینہ اختر
حوصلے مجھ کو نہیں قافیہ آرائی کے

(تاج الشریعہ)

حضرات! آج میری تقریر کا عنوان ''اولاد کا پہلا حق'' ہے۔انشاء اللہ اس موضوع

پر میں کچھ دیر آپ حضرات کے سامنے قرآن و احادیث کی روشنی میں کچھ قیمتی اور اہم معلومات پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حق بولنے اور حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آیئے کچھ سننے اور سنانے سے قبل وجہ تخلیق کائنات، سیدا السادات، رحمۃ للعالمین، خاتم المرسلین، راحت العاشقین، مراد المشتاقین، انیس الغریبین، مطلوب الطالبین، زینۃ السماوات والارضین، محبوب رب العالمین، مغیث الھالکین حضور پر نور جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ بارک وسلم کی بارگاہ ناز میں جھوم جھوم کر عقیدت ومحبت کے ساتھ درود وسلام کا نذرانہ پیش کریں اور پڑھئے باآواز بلند:

اللھم صل علیٰ سیدنا مولانا محمد معدن الجود والکرم وآلہ وبارک وسلم

اولاد عظیم نعمت ہے

معزز حضرات! اولاد بیٹا ہو یا بیٹی دونوں اللہ رب العزت کی بڑی عظیم نعمت ہیں اور ایسی نعمت ہیں کہ اس نعمت کے ملنے پر اللہ عزوجل کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ کوئی بھی انسان اس نعمت پر اللہ رب العزت کا کما حقہ شکرانہ ادا نہیں کرسکتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جب اللہ کسی بندہ کو کوئی نعمت عطا فرمائے تو اس کا شکر ادا کرے۔ اسی لیے انسان اپنی بساط و وسعت بھر نعمت کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اور اسی شکر الٰہی کے اظہار کے لیے مسلمان محفل میلاد النبی، قرآن خوانی اور فاتحہ کا انعقاد کرتا ہے۔ اور یہ ضروری بھی کہ جس انسان کو اللہ تعالیٰ کوئی نعمت عطا فرمائے خواہ بیٹا ہو یا بیٹی، دکان ہو یا مکان، زمین ہو یا جائیداد وہ اس کا شکرانہ ادا کرے، اس کی تعریف، کرے، اس کی بڑائی کا اظہار کرے، اس کی نعمتوں کا خوب خوب چرچا کرے۔ اسی طرح ہر اس ماں باپ پر فرض ہے کہ جس پاک پروردگار عالم نے اولاد جیسی ایک عظیم نعمت عطا فرما کر اس پر احسان عظیم کیا، جس نے اولاد عطا کرکے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک بخشی، جس خالق کائنات نے ان کو ان کی آنکھوں کا تارا، نور نظر یا لخت جگر عطا فرمایا اس کی تعریف وتوصیف اور تسبیح وتہلیل اور ذکر و یاد میں رطب اللسان رہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاشْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ۔ (النحل ۱۱۴)

ترجمہ: اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔

نعمت پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرے

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَلْبَسَہُ اللّٰہُ نِعْمَۃً فَلْیُکْثِرْ مِنَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَمَنْ کَثُرَتْ ذُنُوْبُہُ فَلْیَسْتَغْفِرِ اللّٰہَ وَمَنْ اَبْطَأَ رِزْقُہُ فَلْیُکْثِرْ مِنْ قَوْلِ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

(مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۵۰، المعجم الصغیر ج ۲ ص ۷۲)

ترجمہ: جس کو اللہ کوئی نعمت عطا فرمائے تو اللہ کا شکرانہ بجالانے کے لیے کثرت کے ساتھ الحمد للہ کہے اور اللہ رب العزت کی تعریف کرے۔ اور گناہ زیادہ ہوجائے تو اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرے اور اگر رزق میں تاخیر ہو برکت نہ نازل ہو یا بے روزگاری ہو تو کثرت کے ساتھ لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھے۔

معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل کی جانب سے نعمت ملنے پر اس کے شکرانے کا سب سے عمدہ طریقہ اس کی تعریف کرنا ہے، اس کی حمد بجالانا ہے الحمد للہ کا کثرت کے ساتھ وظیفہ کرنا ہے۔ چنانچہ:

حضر حکم بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا قُلْتَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ فَقَدْ شَکَرْتَ اللّٰہَ فَزَادَکَ۔

(تفسیر ابن جریر ج ۱ ص ۱۳۶، درمنثور ج ۱ ص ۵۵)

ترجمہ: جب تم الحمد للہ کہو گے تو گویا تم نے اللہ کا شکر بجالایا اور پھر اللہ تعالیٰ تیرے شکرانے کو قبول فرما کر تمہاری اس نعمت میں اضافہ اور برکتیں عطا فرمائے گا جو نعمت اس نے تمہیں بخشی ہے۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو اولاد عطا فرمائے تو اس کا شکر یہ بجالانا ضروری ہے اور جو اللہ کی تعریف کرکے اس کا شکر ادا کرتا ہے یا محفل پاک منعقد کرکے جیسا کہ ہم اہل سنت و جماعت کے یہاں رائج ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی نعمت میں برکتیں اور

اضافہ فرما دیتا ہے خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ (ابراہیم۔آیت ۷)

اگر تم میرا شکر ادا کرو گے تو میں ضرور ضرور اس میں اضافہ کردوں گا۔

محبان گرامی!

اولاد کی شکل میں اللہ جل مجدہ نے جو نعمت عطا فرمائی ہے والدین پر ضروری ہے کہ اس نعمت کی قدر کریں یعنی اولاد کے حقوق جو شریعت نے ماں باپ پر عائد کیے ہیں ان کا خیال ولحاظ رکھیں۔ اولاد کی اچھی تربیت وتعلیم اور عمدہ اخلاق وکردار سے آراستہ کریں اور ان کی صحیح نگہبانی کریں۔ حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: كُلُّكُمۡ رَاعٍ وَّكُلُّكُمۡ مَسۡؤُلٌ عَنۡ رَعِيَّتِهٖ۔

تم میں سے ہر شخص نگہبان اور ذمہ دار ہے اپنے ماتحت کا اور ہر شخص سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اور باپ نگہبان ونگراں ہے اپنی اولاد کا تو اس نگہبان ونگراں پر اولاد کے متعدد حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ اس کا نام اچھا رکھے، اس کے لیے اچھے ناموں کا انتخاب کرے اور جن ناموں کا معنیٰ بھی اچھا ہو، تاکہ اس کا اثر بھی اچھا ہو۔ یعنی اسلامی نام رکھے جائیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا:

اَوَّلُ مَا يَنۡحَلُ الرَّجُلُ وَلَدَهٗ اِسۡمُهٗ فَلۡيُحۡسِنۡ اِسۡمَهٗ۔ (کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۲۳)

ترجمہ: سب سے پہلا تحفہ جو انسان اپنی اولاد کو دے وہ اس کا نام ہے۔ تو چاہیے کہ اپنی اولاد کا نام اچھا رکھے۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

حَقُّ الۡوَلَدِ عَلَى الۡوَالِدِ اَنۡ يُّحۡسِنَ اِسۡمَهٗ وَيُحۡسِنَ اَدَبَهٗ۔

(کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۱۷، جامع صغیر ج ۴ ص ۲۳۲ حدیث نمبر ۱۱۲۸۵)

ترجمہ: اولاد کا حق باپ پر یہ ہے کہ اس کا نام اچھا رکھے اور اسے اچھا ادب سکھائے۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

حَقُّ الۡوَلَدِ عَلَى الۡوَالِدِ اَنۡ يُّحۡسِنَ اِسۡمَهٗ وَيُحۡسِنَ مَوۡضِعَهٗ وَيُحۡسِنَ اَدَبَهٗ۔ (ایضا)

ترجمہ: اولاد کا حق باپ پر یہ ہے کہ اس کا نام اچھا رکھے اس کے لیے بہتر دیندار ماں کا

انتخاب کرے اور اسے اچھا ادب سکھائے۔

عدالت فاروقی میں باپ بیٹے کا مقدمہ

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں ایک شخص اپنے بیٹے کے ساتھ حاضر ہوا عرض کرنے لگا حضور یہ میرا بیٹا نافرمان ہے میری ایک بات بھی نہیں سنتا میرا کوئی حکم نہیں مانتا ہے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بیٹے سے فرمایا اَمَا تَخَافُ اللّٰهَ فِيۡ عُقُوۡقِ وَالِدِكَ۔ تو اپنے والد کی نافرمانی کرتا ہے تجھے اللہ تعالیٰ سے خوف نہیں آتا۔ باپ کی نافرمانی کرنے سے باز آجاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ تمہیں معلوم نہیں کہ والد کے یہ یہ حقوق ہیں۔ جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نافرمان بیٹے کو اتنا کہا تو اس نے عرض کیا: يَا اَمِيۡرَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَمَا لِلۡاِبۡنِ عَلٰى وَالِدِهٖ حَقٌّ؟ امیر المومنین والد کے ذمہ بھی بیٹے کا کوئی حق ہے؟ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہاں ہے۔ حَقُّهٗ عَلَيۡهِ اَنۡ يَّسۡتَنۡجِبَ اُمَّهٗ وَيُحۡسِنَ اِسۡمَهٗ وَيُعَلِّمَهُ الۡكِتَابَ۔ والد کے ذمہ اولاد کا سب سے پہلا حق یہ ہے کہ وہ کسی گھٹیا عورت سے شادی نہ کرے تاکہ اس عورت کی وجہ سے بچہ کو شرمساری نہ ہو، شرمندگی اور لوگوں کے طعن وتشنیع کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ (اسی لیے حضور نے فرمایا ہے کہ کسی عورت سے نکاح اس کے مال کی وجہ، اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اس کے خاندان کی وجہ سے اور اس کے دینداری کو دیکھ کر کیا جاتا ہے۔ مگر ان سب میں عورت کی دینداری کو ترجیح دی جائے کسی عورت سے نکاح کیا جائے تو اس کے حسن وجمال اور صرف اس کے خاندان ہی کو دیکھ کر نہ کیا جائے بلکہ دینداری کو دیکھ کر کیا جائے نیک اور نیک خاندان کی لڑکی سے نکاح کیا جائے۔) اور دوسرا حق یہ ہے کہ بچہ کے نام کا انتخاب کرتے وقت اچھے اور خوبصورت نام کا انتخاب کیا جائے اور اسے قرآن پاک کی تعلیم دلائی جائے۔ یہ سن کر اس نوجوان بیٹے نے عرض کیا حضور! نہ تو میرے والد نے میری ماں کا انتخاب کرتے وقت میرے حق کا خیال رکھا بلکہ ایک لونڈی کو چار سو درہم میں خرید کر اس سے شادی کر لی۔ اور نہ ہی میرا نام اچھا رکھا بلکہ میرا نام جُعل رکھا (جس کا معنی چمگاڈر یا ناپاک کیڑا ہے) اور نہ ہی اس نے مجھے اللہ کی کتاب قرآن کی ایک آیت بھی سکھائی۔

فَالْتَفَتَ عُمَرُ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِلَی الْاَبِ وَقَالَ تَقُوْلُ اِبْنِیْ یَعُقُّنِیْ !فَقَدْ عَقَقْتَهٗ قَبْلَ اَنْ یَعُقَّكَ قُمْ عَنِّیْ۔ تب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلال میں آکر اس نوجوان کے باپ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا جس نے شکایت کی تھی کہ میرا بیٹا میری نافرمانی کرتا ہے، ارے تو کہتا ہے اور شکایت کرتا ہے کہ تیرا بیٹا تیری نافرمانی کرتا ہے حالانکہ تو نے اس کی حق تلفی کی ہے، تو نے خود اس کے حقوق ضائع کر کے اسے نافرمانی کرنے پر ابھارا ہے تم میرے پاس سے اٹھ جا اور یہاں سے نکل جا۔ (تنبیہ الغافلین ص ۶۹)

ان احادیث و آثار سے معلوم ہوا کہ باپ پر ضروری ہے کہ اپنے اولاد کی تربیت و ادب کے ساتھ اس سے پہلے اس کا اچھا اور اسلامی نام کا رکھے۔ تاکہ دنیا والے بھی اسے پکارے اور آواز دے تو اچھے نام سے عزت کے ساتھ پکارے اور آخرت میں بھی جب اسے پکارا جائے تو اسی اچھے نام کے ساتھ پکارا جائے۔ کیونکہ قیامت میں ہر شخص کے اس کے اور اس کے باپ دادا کے نام لے کر پکارا جائے۔ چنانچہ:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

اِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِاَسْمَائِكُمْ وَاَسْمَاءِ اٰبَائِكُمْ فَاَحْسِنُوْا اَسْمَائَكُمْ۔ (کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۱۸، حلیۃ الاولیاء ج ۵ ص ۱۵۲)

ترجمہ: قیامت کے دن تم اپنے اور آباو اجداد کے نام کے ساتھ پکارے جاؤ گے، اس لیے تم اپنے نام اچھے رکھو۔

کون سا نام رکھا جائے؟

حضرات گرامی! آپ کے ذہن میں ایک سوال پیدا ہو رہا ہو گا کہ باپ پر اولاد کا پہلا حق یہ ہے کہ اس کا نام اچھا رکھا جائے تو آخر کون سا نام اچھا ہے اور کون نام رکھا جائے جو بہتر اور اسلامی ہو؟ تو سنئے وہ نام رکھئے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی طرف عبدیت کے ساتھ ہو مثلاً عبد اللہ، عبد الرحمن، عبد الرشید، عبد الغفور، عبد الودود، عبد المجید، عبد اللہ اس طرح اللہ عزوجل کے جتنے نام ہیں ان میں سے کوئی نام منتخب کیجئے اور اس نام سے پہلے عبد لگا دیجئے۔ یا انبیائے کرام علیھم السلام کے نام پر یا اللہ کے نیک بندوں، صالحین، اولیائے

کاملین اور بزرگان دین کے ناموں پر اپنی اولاد کا نام رکھو۔ یہ اچھے اور اسلامی نام ہیں نہ وہ نام جو تم فلمی ایکٹروں، ہیروئین اور ماڈلوں کے نام پر رکھتے ہو۔

کیا نام رکھا جائے؟

حضرت سبرہ بن ابی سبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ مِنْ خَیْرِ اَسْمَائِكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَالْحَارِثُ۔

(کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۲۳)

ترجمہ: تمہارے ناموں میں بہترین نام عبد اللہ، عبد الرحمن اور حارث ہیں۔

حضرت ابو وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سَمُّوْا بِاَسْمَاءِ الْاَنْبِیَاءِ وَاَحَبُّ الْاَسْمَاءِ اِلَی اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ۔

(کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۲۲)

ترجمہ: نبیوں کے نام پر نام رکھو اور تمام ناموں میں سب سے پیارا نام عبد اللہ اور عبد الرحمن ہیں۔

اس لیے کہ ان ناموں میں بندے کی عبدیت اور اللہ وحدہ کی معبودیت کا ذکر ہے اور جس میں بندے کی عاجزی و عبدیت کا ذکر ہو اور اللہ عزوجل کی معبودیت کا اعلان ہو وہ نام اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور کمال عبدیت یہ ہے کہ بندہ اپنے کو خدا کا بندہ ہونا تسلیم کرے اور اس بات کو ظاہر بھی کرے۔

چنانچہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَحَبُّ الْاَسْمَاءِ اِلَی اللّٰهِ مَا تُعُبِّدَ لَهٗ۔ (کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۱۷)

ترجمہ: ناموں میں اللہ کو سب سے زیادہ محبوب اور پیارا وہ نام ہے جس میں انسان کو اللہ کا بندہ ہونا ظاہر ہو۔

صالحین کے نام پر نام رکھا جائے

اور حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ مدنی آقا پیارے

آقا محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تُسَمُّوا بِخِيَارِكُمْ وَاطْلُبُوا حَوَائِجَكُمْ عِنْدَ حِسَانِ الْوُجُوهِ۔

(کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۲۲)

ترجمہ: تم میں جو نیک لوگ ہیں، صالحین ہیں ان کے نام پر نام رکھو اور اپنی حاجت اچھے چہرے والوں کے پاس طلب کرو، مسکراتے اور کھلتے چہرے والوں سے پیش کرو جن سے تمہیں امید ہو کہ جب تم اپنی حاجتیں اور ضرورتیں ان سے بیان کرو تو پوری کر دیں۔

حضرات ان احادیث سے معلوم یہ ہوا کہ اولاد کا نام پیارا رکھا جائے، اچھا اور اسلامی رکھا جائے، غیر اسلامی نام قطعا نہ رکھا جائے۔ اور تمام ناموں میں بہتر اور پیارا نام سرکار دو عالم ﷺ کا نام محمد اور احمد ہیں یہ نام سرکار کی محبت میں سرشار ہو کر رکھا جائے۔

ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں ؎

قوت عشق ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے

اور جناب ماہر نے کیا خوب کہا ہے ؎

مرے محبوب کے محبوب وطن کی خوشبو
رشک فردوس ہے طیبہ کے چمن کی خوشبو
نام احمد ہو لکھا جس کے کفن پر ماہر
حشر تک مٹ نہیں سکتی ہے کفن کی خوشبو

جَزَى اللهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهُ

وما علینا الا البلاغ

*

بائیسویں تقریر

محمد اور احمد نام کی برکتیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی اَنْعَمَ عَلَيْنَا بِنِعَمِهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ خُتِمَتِ النُّبُوَّةُ بِهِ وَعَلٰی اٰلِهِ وَصَحْبِهِ۔ اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۔ (النحل ۱۱۴)

ترجمہ: اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسے پوجتے ہو (کنز الایمان)

نہیں جس کے جوڑ کا دوسرا وہ عرب کا ماہ کمال ہے
وہ حبیب مالک عرش ہے وہ حرم کا ناز جمال ہے
قد مصطفی وہ جمیل ہے کہ نظیر جس کی محال ہے
رخ مصطفی کی مثال کیا کہ وہ آپ اپنی مثال ہے
مجھے چاہیے رخ مصطفی مجھے چاہیے یہی آئینہ
یہی میرا مایۂ ناز ہے یہی جنتی کا سوال ہے
ہمیں عشق نے کیا باوفا یہ ہماری شان ہے اشرفا
کہ لرز رہے ہیں زمیں زماں یہ ہمارا جاہ و جلال ہے

(مفتی اشرف القادری)

حضرات محترم! آج میری تقریر کا عنوان ہے "احمد و محمد نام کی برکت" اس عنوان کے تحت آج میں کچھ روشنی ڈالوں گا اور بتانے کی کوشش کروں گا کہ ان دونوں ناموں کی فضیلت و برکت کس قدر ہے۔ تاکہ مسلمان اپنے یہاں پیدا ہونے والے بچوں کا نام سرکار دو عالم ﷺ کے ان ناموں سے برکت حاصل کرتے ہوئے رکھیں۔ آیئے اس سے قبل ایک بار

جھوم جھوم کر سرکار عالی مقام ،نبیوں کے امام، محبوب رب العلام ،سرور سروراں ، درد مند بیکساں حضور پرنور جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ مقدس میں صلاۃ وسلام کا ہدیہ پیش کریں اور پڑھیں بآواز بلند:

اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ اٰل محمد معدن الجود و الکرم بارك وسلم

حضرات گرامی !اللہ کا لاکھ شکر ہے وہ انسان کو اولاد جیسی نعمت عطا فرما کر اسے فرحت و مسرت اور بیحد شادمانی اور خوشیاں عطا فرماتا ہے،اولاد کے سبب اللہ رب العزت گھروں میں برکتیں پیدا فرماتا ہے۔حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْوَلَدُ مِنْ رَيْحَانِ الْجَنَّةِ۔ (کنزالعمال ج۱۶ص ۲۷۳)

یعنی اولاد جنت کے پھولوں میں سے ایک پھول ہے۔

اس لیے مسلمانو! اس جنتی پھول کی حفاظت کرو،اس کی نگہبانی کرو یعنی اس کی اچھی تعلیم وتربیت اور پیدا ہونے کے بعد اس کے اچھے ناموں کا انتخاب کرو تا کہ اچھے ناموں کا اثر اس پر ظاہر ہو۔برے ناموں سے بچو،دنیا داروں ،فلمی دنیا کے اداکاروں کے ناموں پر اپنی اولاد کا نام مت رکھو اور نہ بے معنیٰ اور بھدے نام رکھو کہ سننے والا جب سنے تو اسے مذاق اڑائے۔آج معاشرے کے مسلم بچوں اور بڑے بوڑھے حضرات کے ناموں کی فہرست تیار کیجئے تو لگتا نہیں ہے کہ یہ مسلمانوں کے نام ہیں۔جنودھی ، ایجو، جمنا ، بیچنا، لوچنا، مجھیا، منی، گلودھیا، سٹا ، بھٹا، بھلا، نتھونی، کھوٹونا، کیلا ، منگلا ، جھگرو ، بگرو ، بیلیا ، ملہا، سو نگلے، چیتو، گڑھبو، گڑھوا، بلٹو، پلٹو، جھچھا ،ٹونی، سونی ، پپو، شملینا ، دکھنی، سوکھنی اس طرح کے نام رکھے جاتے ہیں۔ایسے نام کہ سننے کے بعد ہنسی بھی آتی ہے اور افسوس بھی۔اور جب ایسے نام والے حضرات کا بیٹا یا پوتا عالم دین ہوجاتا ہے یا حافظ قرآن ہوجاتا ہے تو اسے اپنے باپ اور دادا کا نام لینے اور بتانے میں بھی شرم آتی ہے۔اس لیے بزرگو اور دوستو! اپنے بچوں اور بچیوں کا نام بہتر رکھیں اور اسلامی نام کا انتخاب کریں۔تا کہ سننے والے کو بھی خوشی ہو اور آنے والی نسل کو کسی شرمندگی کا احساس نہ ہو۔آیئے ہم ایسے نام کی فضیلت بتائیں جو بہت مقبول بھی ہیں اور اللہ کو بہت محبوب بھی۔اور یہ ایسی ہستی کا نام ہے جس کا مقام و مرتبہ سب سے اونچا ہے،

جس کا رتبہ سب سے بلند وبالا ہے اور وہ ہمارے اور آپ کے نبی جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ ہیں۔سرکار اعلیٰ حضرت کنز الکرامت ،جبل الاستقامت قاطع کفر وبدعت ، نازش علم وحکمت ، دریائے رحمت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

سب سے اعلیٰ وا ولیٰ ہمارا نبی — سب سے بالا و والا ہمارا نبی
خلق سے اولیا اولیا سے رسل — اور رسولوں میں اعلیٰ ہمارا نبی
سارے اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے — ہے ان اچھوں میں اچھا ہمارا نبی

اس لیے بزرگو اور دوستو! جب نبیوں اور صالحین کے نام پر اپنے بچے کا نام رکھنا چاہو تو خدا کے حبیب، خلق کے طبیب حضور اقدس ﷺ کے ناموں کا انتخاب کریں اور خاص کر اپنی اولاد کا نام محمد یا احمد رکھئے ، کیونکہ تمام ناموں میں حتیٰ کہ عبداللہ، عبدالرحمن اور وہ تمام نام جو اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ساتھ عبد لگا کر رکھے گئے ہوں ان سب میں بہتر اور پسندیدہ نام محمد اور احمد ہیں اس لیے کہ محمد واحمد یہ وہ نام ہیں جو اللہ کو پسند ہیں اور خود اللہ نے اپنے محبوب کا یہ نام یعنی محمد اور احمد رکھا ہے۔ان دونوں نام یعنی محمد اور احمد کی اتنی برکتیں اور فائدے ہیں کہ قلم ٹوٹ جائیں ، سیاہی ختم ہوجائیں ،اوراق کم پڑ جائیں اور لکھنے والے تھک جائیں مگر ان دونوں ناموں کی فضیلت وبرکت ختم نہیں ہوسکتی۔کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

سنگ مرمر کی تعریف نہ کیا کر مجھ سے
آنسوؤں سے جو میں احکام محمد لکھ دوں
چومنے کے لیے جھک جائے گا یہ تاج محل
ٹوٹے پتھر پہ اگر نام محمد لکھ دوں

اور ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں ؎

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسم محمد سے اجالا کردے

قیامت تک برکت جاری رہے گی

حضرت ابن جشیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ تَسَمَّى بِاِسْمِي يَرْجُو بَرَكَتِي غَدَتْ عَلَيْهِ الْبَرَكَةُ وَرَاحَتْ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ (کنزالعمال ج۱۶ص۴۲۱)

ترجمہ: جس کا نام میرے نام سے برکت کی امید کے ساتھ رکھا گیا تو اس پر اس دن سے لیکر صبح قیامت تک صبح وشام برکتوں کا نزول ہوتا رہے گا۔

جنت میں داخل ہوجا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يُوقَفُ عَبْدَانِ بَيْنَ يَدَيِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَأْمُرُ بِهِمَا اِلَى الْجَنَّةِ فَيَقُولَانِ يَا رَبَّنَا بِمَا اِسْتَاهَلْنَا مِنْكَ بِالْجَنَّةِ وَلَمْ نَعْمَلْ عَمَلاً يُجَازِيْنَا الْجَنَّةَ فَيَقُولُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمَا عَبْدَايَ اُدْخُلَا الْجَنَّةَ فَاِنِّي آلَيْتُ عَلَى نَفْسِي اَنْ لَّا يَدْخُلَ النَّارَ مَنْ اِسْمُهُ اَحْمَدُ وَ مُحَمَّدٌ۔ (مسند الفردوس ج۵ص۵۳۵)

ترجمہ: قیامت کے دن دو شخص اللہ عزوجل کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ حکم فرمائے گا کہ ان دونوں کو جنت میں داخل کردو۔ جب جنت میں ان دونوں کو جانے کا حکم دیا جائے گا تو تعجب ہوگا کیونکہ ان کے پاس کوئی ایسا عمل نہیں تھا جس کی وجہ سے وہ جنت کے حقدار ہوجائیں۔ عرض کریں گے مولیٰ! ہم دونوں کس بنا پر جنت کے حقدار ہوگئے جبکہ ہم نے کوئی ایسا عمل بھی نہیں کیا جس کے بدلے میں ہمیں جنت عطا کی جائے؟ تو اللہ عزوجل فرمائے گا اے میرے بندے! تم دونوں جنت میں داخل ہوجاؤ کیونکہ میں نے قسم کھائی ہے کہ وہ شخص جہنم کی آگ میں ہرگز نہیں داخل ہوسکتا جس کا نام میرے محبوب کے نام پر محمد یا احمد ہو۔ (تم میں سے ایک کا نام احمد ہے اور دوسرے کا نام محمد ہے اور یہ دونوں نام میرے محبوب کے ہیں اس لیے میں نے اس نام کی برکت سے تم دونوں کو بخش کر جنت کے حقدار بنادیا۔)

باپ بیٹا دونوں جنتی

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ وُلِدَ لَهُ مَوْلُودٌ ذَكَرٌ فَسَمَّاهُ مُحَمَّدًا حُبًّا لِي وَتَبَرُّكًا بِاِسْمِي كَانَ هُوَ وَ مَوْلُودُهُ

فِي الْجَنَّةِ۔ (کنزالعمال ج۱۶ص۴۲۲)

ترجمہ: جس کے یہاں لڑکا پیدا ہو اور اس نے میری محبت میں اور میرے نام سے برکت حاصل کرنے کی نیت سے اس کا نام محمد رکھا تو وہ شخص اور اس کا لڑکا جس کا نام محمد رکھا گیا دونوں جنت میں داخل کیے جائیں گے۔

اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يُنَادِي مُنَادٍ مَنْ كَانَ اِسْمُهُ اَحْمَدُ فَلْيَدْخُلِ الْجَنَّةَ بِلَا حِسَابٍ لِكَرَامَةِ اِسْمِهِ۔ (فضائل التسمیۃ باسم محمد واحمد ص۲۰)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن پکارنے والا پکار کر کہے گا کہ جس کا نام احمد ہے وہ اس نام کی برکت کی وجہ سے جنت میں بغیر حساب وکتاب کے داخل ہوجائے۔

بیٹا ہونے کا نسخہ

حضرات گرامی! محمد واحمد نام رکھنے کی فضیلت آپ نے احادیث مبارکہ کی روشنی میں ملاحظہ فرمایا مگر ان کی برکتیں اسی پر ختم نہیں بلکہ ان دوناموں کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ اگر کوئی بیٹا کا آرزومند ہے تو ان دوناموں کی برکت سے اسے ان شاء اللہ بیٹا عطا کیا جائے گا اگر ایک نسخہ پر عمل کیا جائے اور وہ نسخہ یہ ہے کہ: حضرت ابن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ كَانَ لَهُ ذُو بَطْنٍ فَاَجْمَعَ اَنْ يُسَمِّيَهُ مُحَمَّدًا رَزَقَهُ اللهُ غُلَامًا وَ مَا كَانَ اِسْمُ مُحَمَّدٌ فِي بَيْتٍ اِلَّا جَعَلَ اللهُ فِي ذٰلِكَ الْبَيْتِ بَرَكَةً۔ (فضائل التسمیۃ باحمد ومحمد ص۲۳)

ترجمہ: جس کی بیوی کے پیٹ میں بچہ ہو اور وہ پکا ارادہ کرلے کہ جو بچہ ہے اس کا نام محمد رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے بیٹا ہی عطا فرمائے گا۔ اور جس گھر میں محمد نام کا کوئی شخص ہو تو اللہ تعالیٰ اس گھر میں برکتیں نازل فرماتا ہے۔

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ هَلْ اِمْرَأَةٌ مِنْ نِسَائِكُمْ حُبْلَى قَالَ رَجُلٌ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ اِمْرَأَتِي حَامِلٌ قَالَ اِذَا رَجَعْتَ اِلَى بَيْتِكَ فَضَعْ يَدَكَ عَلَى بَطْنِ زَوْجَتِكَ وَقُلْ بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اُسَمِّيْهِ مُحَمَّدًا فَاِنَّهُ يَاتِي بِهِ رَجُلاً۔ (ایضاً ص۲۸)

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کیا تم میں سے کسی کی بیوی حمل سے ہے، یعنی پیٹ میں بچہ ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ میری بیوی کے پیٹ میں بچہ ہے۔ تو سرکار نے فرمایا جب تم اپنے گھر جانا تو اپنی بیوی کے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھنا:

بِسْمِ اللہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُسَمِّیْہِ مُحَمَّدًا۔ یعنی اللہ کے نام سے شروع میں اس بچہ کا نام محمد رکھوں گا۔ کیونکہ اگر تم ایسا کرو گے تو لڑکا ہی پیدا ہوگا۔

ایک سال کی عبادت کا ثواب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِذَا سَمَّی الْمُؤمِنُ وَلَدَہٗ مُحَمَّدًا کَتَبَ اللہُ لَہٗ عِبَادَۃَ سَنَۃٍ وَرَفَعَ لَہٗ ثَلَاثِیْنَ دَرَجَۃً۔ (ایضاص ۲۴)

ترجمہ: جب مومن اپنے لڑکے کا نام محمد رکھتا ہے تو اللہ عزوجل اسے ایک سال کی عبادت کا ثواب عطا فرماتا ہے اور اس کے تیس درجے بلند فرمادیتا ہے۔

سبحان اللہ! اتنا پیارا اور بابرکت نام ہے میرے پیارے آقا ﷺ کا کہ انسان اگر اپنے بیٹے کا نام سرکار دوعالم ﷺ کی محبت میں محمد رکھ لے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو سال بھر کی عبادت کا ثواب عطا فرمائے، بیٹا بھی جنتی ہوجائے، باپ بھی جنتی ہوجائے، ماں بھی جنتی ہو جائے اور اس نام کی برکت گھر میں اور زندگی میں موسلا دھار بارش کی طرح برسنے لگے۔ یہی نہیں اس نام کی برکت سے مصیبت و بلا دور ہوجائے، پریشانی ختم ہوجائے، حضور ﷺ کی محبت کی خوشبو سے دل کی دنیا مہک اٹھے اور انگ انگ سے یہ آواز اور صدا آئے کہ ؎

لب پہ آتا ہے جب نام جناب   منہ میں گھل جاتا ہے شہد نایاب
وجد میں آکے اے جان بے تاب   لب کو اپنے چوم لیا کرتے ہیں

بیٹی کا نام کیا رکھیں؟

حضرات گرامی! اور اگر اللہ تعالیٰ بیٹی عطا فرمائے تو اس کا نام بھی اچھا اور اسلامی نام

رکھے۔ کچھ لوگ اپنی بچیوں کا نام فلمی اداکاراؤں کے نام پر نام رکھتے ہیں۔ کسی کا نام جوہی، تو کسی کا نام قرینہ، کسی کا نام کرشمہ کسی کا نام سونی اس طرح کے نام رکھتے ہیں جو غیر اسلامی ہوتے ہیں۔ اسی لیے ہماری بچیوں میں بے حیائی پائی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ نام کا اثر تو پیدا ہوگا۔ اس لیے میرے بھائیو! اپنی بچیوں کا نام اسلامی رکھئے، سرکار کی مقدس بیویوں اور آپ کی پیاری بیٹیوں کے نام پر نام رکھئے، وقت کی بڑی بڑی اللہ والی خاتون جیسے رابعہ بصریہ، رابعہ عدویہ، ام الخیر، امۃ الجبار، آسیہ، مریم، ہاجرہ اور سارہ وغیرہ نام رکھئے۔ اور خاص طور پر اپنی بیٹیوں کا نام سرکار کی چہیتی بیٹی خاتون جنت، جنتی عورتوں کی سردار حضرت فاطمہ زاہرہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نام پر فاطمہ رکھئے کہ اس نام کی بہت برکتیں اور فضیلتیں ہیں۔ اس نام کا معنی ہے آزاد ہونا یعنی جو جہنم کی آگ سے محفوظ اور آزاد ہوا سے فاطمہ کہا جاتا ہے۔ جو حضرت فاطمہ کی محبت میں اپنی بیٹی کا نام فاطمہ رکھے گا وہ جہنم کی آگ سے محفوظ رہے گا اور وہ بیٹی بھی۔ چنانچہ حضور سرور دوعالم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّمَا سَمَّیْتُ اِبْنَتِیْ فَاطِمَۃَ لِاَنَّ اللہَ فَطَمَھَا وَ مُحِبِّیْھَا عَنِ النَّارِ۔

(الصواعق المحرقہ ص ۱۵۱)

ترجمہ: میں نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہ اس لیے رکھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اس سے محبت کرنے والے کو جہنم سے آزاد کردیا ہے۔

اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے ہیں ؎

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے   اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام
سیدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ   جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

جَزَی اللہُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا ھُوَ اَھْلُہٗ

وماعلینا الا البلاغ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تیئیسویں تقریر

نصیحت خیز حکایات وواقعات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدَ الشَّاكِرِيْنَ ○ خَالِقِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَ الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ○ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَكْرَمِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ○ وَعَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَ اَصْحَابِهِ الْمُطَهَّرِيْنَ○ امابعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴿۱۷۶﴾ (اعراف ۱۷۶)

حیات اویس قرنی بتانا کس کو آتا ہے
نبی کے عشق میں سب کچھ لٹانا کس کو آتا ہے
نبی کی مسکراہٹ پر مچل کر عائشہ بولیں
میرے سرکار جیسا مسکرانا کس کو آتا ہے
نبی سے ہمسری چل ہٹ مگر اتنا بتا کے جا
کٹورے میں انا ساگر بلانا کس کو آتا ہے
سوائے خاندان مصطفی تاریخ عالم میں
خدا کی راہ میں سب کچھ لٹانا کس کو آتا ہے

سامعین، محبین، مخلصین! کچھ عرض ومعروض سے قبل درس اسلاف کرام کے مطابق اپنے اور ساری کائنات کے مرکز عقیدت، قبلہء عاشقاں، کعبہء ایماں، شفیع عاصیاں، نورتاج شاہاں، ضیاے زمین وزماں، زینت مکین ومکاں، سرور کشور رسالت، سید اقلیم نبوت حضور پرنور جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ بارک وسلم کی بارگاہ عالی جاہ میں غلامانہ عاشقانہ، محبتانہ، مخلصانہ، عاجزانہ انداز میں درود شریف کا نذرانہ بصد ادب واحترام پیش کریں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْحَبِيْبِ الْعَالِي الْقَدْرِ الْعَظِيْمِ الْجَاهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ

محترم سامعین کرام! آج میرا موضوع سخن ''نصیحت خیز حکایات وواقعات'' ہے انشاء اللہ العزیز تلاوت کردہ آیت کریمہ کے ارشاد وحکم کے مطابق چند ایمان افروز، نصیحت آمیز، عبرت سے لبریز، عشق ومحبت سے بھرپور، اطاعت وعبادت کا جذبہ پیدا کرنے والے، فکر انگیز اور اعمال وعقائد کو سنوارنے والے اور قلب وجگر، فکر ونظر کو پاکیزہ کردینے والے حکایات اور نورانی عرفانی حقانی ایمانی واقعات بیان کروں گا۔ قصے، حکایات اور واقعات بیان کرنے کا مقصد ہی ایمان وعقیدے میں پختگی پیدا کرنا، نیکی کا جذبہ کے ساتھ انجام دینا، برائیوں سے دور رہنا اور عبرت حاصل کرنا ہوتا ہے۔قرآن واحادیث میں اس طرح کے حکایات وواقعات بڑے ہی خوش اسلوبی کے ساتھ، لاجواب انداز میں ملتے ہیں۔دیکھئے اصحاب کہف کے کتے کا ذکر اچھوں اور اللہ والوں کی صحبت میں رہ کر انسان بننے کا درس دیتا ہے، قوم ثمود، قوم عاد، قوم لوط کا تفصیلی ذکر وواقعہ ہمارے لیے درس عبرت ہے کہ گناہوں اور کفر میں مبتلا قوم کا کیا حشر ہوتا ہے، اصحاب اخدود اور فرعون کی باایمان بیوی کا قصہ استقامت اور تصلب فی الدین کے لیے بہترین نمونہ اور مثال ہے، اصحاب غار کا واقعہ مصیبت کے عالم میں نیک اعمال کو اللہ تعالی کی بارگاہ میں وسیلہ بنا کر پیش کرنا دعا کی قبولیت کے لیے دلیل وسند ہے، حضرت علی کا ہجرت کی رات نبی کے حکم سے بستر نبوت پر سونا، غار ثور میں حضرت ابوبکر صدیق کا واقعہ نبی اکرم کے قدموں میں جان قربان کردینے کو ہی ایمان کی روح بتاتا ہے۔جابر وسرکش اور کفار ومشرکین کی ہلاکت وتباہی ہمارے لیے عبرت کے طور پر قرآن کی سورتوں میں محفوظ ہے۔اور اسی لیے ان ظالم وجابر، متکبر وسرکش اور گستاخوں کے برے انجام بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب محمد عربی ﷺ سے فرمایا:

فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ (اعراف ۱۷۶)

اے محبوب! آپ قصہ سنائیں یہ واقعات بتائیں تاکہ لوگ غور وفکر کریں اور نصیحت حاصل کریں۔جو ایمان نہیں لائے ہیں وہ ایمان لے آئیں، جو ایمان لا چکے ہیں وہ اپنے ایمان وعقیدے میں خوب پختہ ہوجائیں، اپنے ایمان کو بچائیں، ابدی سعاتوں سے مالا مال

ہو جائیں، جنت اوراس کی نعمتوں کے حقدار ہوجائیں اور جہنم کے عذاب سے نجات پالیں۔

حضرت آسیہ کاایمان اورفرعونی ظلم

فرعون جس نے خدائی کا دعویٰ کر رکھا تھا اور لوگوں کو گمراہ کیا کرتا تھا، جو اسے اپنا خدا تسلیم نہیں کرتا اسے سخت سزا دیتا، طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں دیتا تھا۔اس کی سرکشی کا جنازہ نکالنے کے لیے، اس غرور کو مٹی میں ملانے کے لیے اور اس کے اس جھوٹے دعویٰ کا نشہ اتارنے اور ایک خداوند قدوس یعنی اللہ رب العزت کی عبادت و بندگی کا پیغام پہنچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے جلیل القدر نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس کے پاس بھیجا۔مگر اس ظالم و بدبخت نے ایمان قبول کرنے اور اپنے خدائی کے دعویٰ کو چھوڑنے کی بجائے گمراہی و سرکشی کرتا رہا اور جو لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت وتبلیغ سے متأثر ہوکر اللہ اور اس کے رسول برحق پر ایمان لاتے انہیں ستانے لگا اور دین حق سے پھیرنے کی پوری کوشش کرنے لگا۔مگر اسے کیا معلوم کہ اس کے محل میں ہی توحید کے نغمے دل ہی دل میں گائے جانے لگے ہیں۔اس کے گھر کی دو دو خاتون حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا چکی ہیں۔ایک اس کی بیٹی کی خادمہ اور دوسری خود اس کی بیوی۔ جی یہ وہی خوش نصیب خاتون ہیں جن کے بارے میں سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا جن چار عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی عورتوں کی سردار بنایا ہے ان میں سے ایک خاتون آسیہ فرعون کی بیوی بھی ہے۔حضرت آسیہ نے اپنا ایمان اپنے شوہر فرعون سے چھپائے رکھا، جب فرعون کو پتہ چل گیا تو اس نے حکم دیا کہ اسے طرح طرح کی تکلیف دی جائے، تاکہ حضرت آسیہ ایمان چھوڑ دیں، ایک اللہ کی عبادت بند کردیں اور مجھے اپنا خدا تسلیم کرلیں۔(معاذ اللہ) لیکن حضرت آسیہ ایمان پر پہاڑ کی طرح جمی رہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ: اِنَّ فِرْعَوْنَ وَتَدَ لِامْرَأَتِهٖ اَرْبَعَةَ اَوْتَادٍ وَاَضْجَعَهَا عَلٰى صَدْرِهَا وَجَعَلَ ظَهْرَهَا رَحًى وَاسْتَقْبَلَ بِهَا عَيْنَ الشَّمْسِ۔ (درمنثور ج ۱۴ ص ۵۹۷)

ترجمہ: فرعون نے چار کیلیں منگوائیں اور ان کے جسم پر گڑوادیں، انہیں سینے کے بل لٹا کر ان کی پیٹھ پر بھاری چکی رکھوادی اور ان کا منہ سورج کی طرف کروادیا۔اللہ اکبر! حق کے

پرستاروں پر کفر کے آتنک وادوں کا یہ ایسا ظلم ہے جسے دیکھ کر آسمان بھی کانپ جائے۔رستم وقت سہم جائے مگر جس کے دل میں ایمان کی محبت اور خدا کا ڈر ہو اس کے ایمان کو دنیا کی کوئی چیز نہیں ہلا سکتی اور نہ ان کے قدموں کو ڈگمگا سکتی ہے۔فرعون نے کیلیں گڑوانے کے بعد کہا اب بھی وقت ہے ایمان چھوڑ دو۔مگر حضرت آسیہ نے جواب دیا اے فرعون! سن لے تو میرے وجود پر قادر ہے، لیکن میرا دل میرے رب کی پناہ میں ہے، اگر تو میرا ہر عضو کاٹ لے تب بھی میرا عشق بڑھتا جائے گا اور میرے دل کی دھڑکن سے یہ صدا آئے گی ؎

حلق پر تیغ رہے سینے پہ جلاد رہے
لب پر تیرا نام رہے دل میں تیری یاد رہے

اور

کیوں جوش الجھ رہا ہے شیخ شہر سے عبث
یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہاں سے گذر ہوا، حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا میرا رب مجھ سے راضی ہے یا نہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے آسیہ! آسمان کے فرشتے تیرے انتظار میں ہیں اور اللہ تعالیٰ تیرے کارناموں پر فخر فرماتا ہے، فرشتوں میں خوشیوں کا اظہار فرما رہا ہے، سوال کر تیری ہر حاجت پوری ہوگی۔آسیہ نے دعا مانگی:

رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَ نَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَ عَمَلِهٖ وَ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔ (التحریم ۱۱)

ترجمہ: اے میرے رب میرے لیے اپنے پاس جنت میں گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے کام سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات بخش۔

فَفَرَّجَ اللّٰهُ لَهَا عَنْ بَیْتِهَا فِی الْجَنَّةِ فَرَاَتْهُ۔ جیسے ہی آسمان کی طرف حضرت آسیہ نے سر اٹھا کر رب کی بارگاہ میں دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمالیا اور ظالم فرعون کے ظلم وزیادتی سے نجات بخش کر جنت میں انہیں محل عطا فرمادیا۔

(مکاشفۃ القلوب اردو ص ۵۰، درمنثور ج ۱۴ ص ۵۹۷)

حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جام توحید نوش کرنے کے بعد زندگی کی آخری سانس تک اپنے ایمان پر ثابت قدم رہیں اور ظالم فرعون کا ہر ظلم وزیادتی سہتی رہیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت کی افضل ترین خواتین ہونے کا شرف عطا فرمایا، یہی نہیں بلکہ جنت میں مالک جنت حضور رحمت عالم ﷺ کی شریک حیات بننے کا شرف بھی بخشا۔ چنانچہ حضرت سعید بن جنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ زَوَّجَنِي فِي الْجَنَّةِ مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ وَامْرَأَةَ فِرْعَوْنَ وَأُخْتَ مُوسٰى

اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح جنت میں مریم بنت عمران، فرعون کی بیوی آسیہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن سے کردیا۔ (درمنثور ج۱۴، ص۵۹۸، طبرانی حدیث نمبر ۵۴۸۵)

عداوت محبت میں بدل گئی

عزیزان ملت اسلامیہ! عشق وایمان، الفت ومحبت اور عقیدت سے لبریز ایک اور واقعہ سماعت فرماتے چلیے، انشاءاللہ عاشقوں کے ایمان میں نور اور قلب وروح کو سرور ملے گا، اور عداوت رکھنے والوں کو عبرت کا سامان بھی مہیا ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ملک شام میں ایک یہودی رہتا تھا جو ہفتہ کے دن حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اللہ رب العزت کی جانب سے نازل شدہ کتاب توریت کی تلاوت کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ہفتہ کے دن اس نے تورات تلاوت کرنے کے لیے کھولا تو اس نے دیکھا کہ چار جگہوں پر حضور اکرم محمد عربی ﷺ کا نام پاک لکھا ہوا ہے۔ آپ کی تعریف اور آپ کی خوبیاں ہیں۔ اس یہودی کے سینے میں حضور رحمت عالم ﷺ سے نفرت وعدات کی آگ تو پہلے ہی سے بھڑک رہی تھی اس نے جیسے ہی سرکار ﷺ کا نام اور آپ کے اوصاف چار جگہ دیکھے تو مارے حسد کے چاروں جگہوں سے نام کو پھاڑ کر جلا ڈالا اور تورات بند کردیے۔ مگر اسے کیا معلوم جس کی عظمت وشان اللہ بڑھائے اسے کون گھٹا سکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ؎

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

پھر دوسرے ہفتہ اس نے توریت پڑھنے کے لیے بیٹھا توریت شریف کھولتا ہے تو یہ دیکھ کر دنگ رہ جاتا ہے کہ پہلے ہفتہ تو صرف چار ہی جگہ محمد کا ذکر تھا مگر آج آٹھ جگہ ان کا ذکر اور ان کی تعریف وتوصیف لکھی ہے۔ غصہ سے آگ بگولہ ہوگیا اور مارے عداوت کے حضور کا ذکر جمیل پھاڑ کر آگ میں جلا دیتا ہے اور تورات بند کرکے اٹھ کھڑا ہوجاتا ہے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب مصطفی کا ذکر توریت سے ختم ہوگیا ہے۔ مگر اعلیٰ حضرت کی زبانی سنئے فرماتے ہیں ؎

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا
ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا

پھر جب تیسرا ہفتہ آیا تو اس نے توریت پڑھنے کے لیے کھولا تو یہ دیکھ کر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ محمد عربی ﷺ کے جس ذکر جمیل کو پھاڑ کر آگ میں جلا دیا تھا آج وہ چار جگہ ہی نہیں، آٹھ جگہ ہی نہیں بلکہ بارہ جگہوں پر مصطفی کا ذکر موجود ہے۔ اب یہ منظر دیکھ کر وہ سوچنے لگا "إِنْ قَطَعْتُهَا صَارَتِ التَّوْرَاةُ كُلُّهَا نَعْتًا لَهُ" اگر اسی طرح نام مصطفی اور ذکر محبوب خدا توریت کے اوراق سے کاٹ کاٹ کر نکالتا رہا تو پوری توریت مصطفی کے ذکر اور ان کی تعریف سے جگمگانے نہ لگے۔ اب قریب ہے کہ اس کی قسمت کا تارا چمک اٹھے، کفر کے اندھیرے سے نکل کر ایمان اور عشق مصطفی کا نور نصیب ہوجائے۔ اپنے دوستوں سے پوچھا کہ محمد کون ہیں؟ ساتھیوں نے کہا وہ تو جھوٹے ہیں (معاذ اللہ) خَيْرٌ لَكَ أَنْ لَا تَرَاهُ وَلَا يَرَاكَ فَقَالَ بِحَقِّ تَوْرَاةِ مُوسٰى لَا تَمْنَعُونِي مِنْ زِيَارَتِهِ۔ تیرے لیے بہتر یہی ہے کہ نہ تو انہیں دیکھے اور نہ ہی وہ تجھے دیکھیں۔ وہ یہودی کہنے لگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی سچی توریت کی قسم! اب تو مجھے زیارت مصطفی سے کوئی روک نہیں سکتا، لہٰذا تم بھی مجھے ان کی بارگاہ میں جانے سے نہ روکو۔ اب اس کے سینے میں رسول سے محبت وعقیدت کا دیپ جلنے لگا ہے اب اسے رخ مصطفی کی زیارت کیے بغیر ایک لمحہ بھی چین وسکون نہیں

ہو رہا ہے، اس کی بے تابی کا عالم یہ ہے کہ وہ چاہ رہا تھا کہ جلد سے جلد مصطفی کی بارگاہ میں پہنچ کر دولت ایمان سے مالا مال ہو جائے۔ ساتھیوں نے اسے اجازت دیدی، وہ اپنی سواری پر بیٹھا اور رات و دن سفر کر کے مدینہ طیبہ کے قریب پہنچ گیا۔ مدینہ منورہ میں سب سے پہلے اس کی ملاقات حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔ حضرت سلمان فارسی بڑے ہی خوبصورت اور روشن چہرہ والے تھے، یہودی نے سمجھا کہ شاید یہی محمد ﷺ ہیں اس لیے سلام کیا السلام علیک یا محمد حالانکہ نبی کریم ﷺ کو دنیا سے پردہ فرمائے تین دن گذر چکے تھے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آقا ﷺ کا نام سن کر رو دئے اور فرمانے لگے میں تو ان کے آستانے کا غلام ہوں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس یہودی کو اپنے ساتھ لیکر مسجد نبوی میں لے گئے جہاں صحابہ کرام فراق مصطفی کے غم میں افسردہ اور نڈھال ہیں، سب کے چہرے پر اداسی چھائی ہوئی ہے۔ یہودی مسجد میں داخل ہوتے ہوئے اس انداز میں سلام کیا السلام علیک یا محمد اور سمجھا کہ شاید حضور اس مجمع میں ہیں۔ سرکار کی جدائی میں رونے والے صحابہ نام مصطفی سن کر زار و قطار رونے لگے۔ اور بولے اے بندۂ خدا تو کون ہے؟ تو نے ہمارے زخم کو ہرا کر دیا، لگتا ہے تو کوئی اجنبی ہے۔ تجھے نہیں معلوم کہ کائنات عالم کے نبی تین دن ہوئے دنیا سے تشریف لے جا چکے ہیں۔ یہ سن کر یہودی چیخ اٹھا اور کہنے لگا ہائے افسوس! میرا سفر ضائع ہو گیا۔ کاش کہ میری ماں نے مجھے جنا ہی نہ ہوتا، جنم دے ہی دیا تو میں توریت کی تلاوت نہ کرتا یا توریت میں حضور کا ذکر نہ پاتا۔ اور جب حضور کا ذکر توریت میں پڑھ لیا تو اے کاش! ان کی زیارت ہو جاتی۔ الغرض یہ کہ ان کی ملاقات حضرت علی سے ہوئی انہوں نے حضور کے اوصاف اور اذکار جمیلہ بتایا اس یہودی نے کہا یہی اوصاف تو توریت میں میں نے بھی پڑھا ہے۔ اس نے کہا حضور کا استعمال کردہ کوئی مبارک لباس ہے تو دکھایا جائے تاکہ اس کی زیارت کرسکوں اور اس کی خوشبو سے اپنے قلب و جگر کو سکون بخشوں، ایک جبہ منگوایا گیا جو کھجور کی چھال سے سات جگہوں سے سلا ہوا تھا۔ اس یہودی نے اس جبہ شریف کو لیکر سونگھنے لگا، پھر روضہ شریف پر کھڑے ہو کر سر کو آسمان کی طرف اٹھا کر کہنے لگا:

اَشْهَدُ يَا رَبِّ اَنَّكَ وَاحِدٌ اَحَدٌ فَرْدٌ صَمَدٌ وَاَشْهَدُ اَنَّ صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ رَسُوْلُكَ وَحَبِيْبُكَ وَصَدَّقْتُهُ۔ اے میرے رب کریم! میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ایک

ہے، بے نیاز ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ روضہ مقدسہ میں تشریف فرما ہستی تیرے رسول اور تیرے محبوب ہیں جو کچھ انہوں نے فرمایا میں اسے سچ جانتا اور مانتا ہوں ؎

دامن مصطفی سے جو لپٹا یگانہ ہو گیا
جس کے حضور ہو گئے اس کا زمانہ ہو گیا
ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا
تصور میں تیرے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں

اب وہ یہودی اسلام کا شیدائی ہو گیا اسلام قبول کر لیا اور اسلام قبول کرنے کے بعد بارگاہ الٰہی میں عرض گذار ہوا الٰہ العلمین! اگر تو نے میرا اسلام لانا قبول فرما لیا ہے تو اسی گھڑی میری روح قبض کر لے چنانچہ اسی وقت اس کی روح تن سے جدا ہو گئی اور وہ دنیا سے سرکار کی محبت میں چل بسا۔ (تنبیہ الغافلین ص ۳۶۵)

اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے ہیں ؎

جان دیدو وعدۂ دیدار پر — نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا
مفلسو ان کی گلی میں جا پڑو — باغ خلد اکرام ہو ہی جائے گا

یہ شعر بھی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا ہے۔ ''سنتے ہیں کہ محشر میں'' اس کا مطلع ہے ؎

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

درود شریف: اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْحَبِيْبِ الْعَالِي الْقَدْرِ الْعَظِيْمِ الْجَاهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ

سنت مصطفی ﷺ پر عمل کرنے کا اجر قبر میں

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ ایک جنازے کو اٹھایا، جنازہ اپنے کاندھے پر اٹھانے کے بعد میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی اے اللہ موت کے بعد مجھے برکت سے نوازنا جب میں اپنے اس دعائیہ جملہ سے فارغ ہوا تو چارپائی سے آواز آئی موت کے بعد کیا ہے؟ یہ آواز سن کر میں چونک گیا، مجھ پر گھبراہٹ

طاری ہوگئی۔ میت کو قبر میں اتارا گیا اسے دفن کردیا گیا، دفن کرنے کے بعد جب سب لوگ واپس چلے گئے تو میں وہیں رک گیا اور اس میت کی قبر کے پاس بیٹھ کر غور وفکر کرنے لگا۔ ابھی میں غور وفکر کررہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ ایک شخص قبر سے نکلا، جس کا چہرہ بہت ہی خوبصورت تھا اور اس کے جسم سے عمدہ خوشبو آرہی تھی، صاف ستھرا لباس پہنے ہوا تھا اور وہ کہہ رہا تھا ابراہیم! جیسے ہی اس نے میرا نام لیکر مجھے پکارا، میں نے کہا لبیک جناب میں حاضر ہوں اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ کون ہیں؟ اس نے کہا میں وہی ہوں چارپائی سے بولنے والا، کہ موت کے بعد کیا ہے؟ تو میں نے تعجب سے پوچھا آپ کون ہین؟ اس نے کہا میں سنت رسول کریم ہوں جو بھی سنت مصطفی پر عمل کرتا ہے میں دنیا میں اس کا محافظ اور نگراں ہوتا ہوں اور قبر میں روشنی اور دوست بن کر ساتھ رہتا ہوں۔ وَقَائِدُهُ اِلَى الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ اور قیامت کے دن جنت کی طرف اسے لیجانے والا ہوں۔ (شرح الصدور)

وہ آگئے ہیں راہ ہدایت لیے ہوئے
ہاتھوں میں اپنے جام شفاعت لیے ہوئے
دور ہو ہی جائیں گی سب مشکلیں اے عاصیو
وہ آگئے ہیں چشم عنایت لیے ہویے

(سید فخر الدین اشرف جیلانی کچھوچھوی)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ جو شخص دنیا میں سنت مصطفی سے محبت کرتا ہے اور اس پر عمل بھی کرتا ہے تو سنت نبی کریم پر عمل کرنا اس کے لیے قبر میں روشنی کا باعث اور بروز قیامت جنت میں جانے کا سبب ہوگا۔ بلکہ سنت نبوی سے پیار کرنے سے جنت میں حضور کے ساتھ جنت میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوگا۔ خود حضور رحمۃ للعلمین ﷺ فرماتے ہیں:

مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ كَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّةِ۔ (مشکوٰۃ ص ۳۰)

جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

سنت مصطفی سے جسے پیار ہوگیا
خلد میں جانے کا وہ حقدار ہوگیا

محترم حضرات! یہ تو سنت رسول پر عمل کرنے کا صلہ اور انعام ہے مگر یاد رکھئے جو آدمی سنت نبوی پر عمل نہیں کرتا ہے، خلاف سنت کام کرتا ہے جیسا کہ آج کل شادی بیاہ کے موقعہ پر مسلمانوں کے یہاں طرح طرح کے خلاف سنت کام ہونے لگے ہیں، ڈھول بجانا، گانا بجانا، عورتوں کا اکٹھا ہوکر گیت گانا تو اس کا کیا حشر اور انجام ہوگا؟ حضور سرور کائنات ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہوکر فرمایا:

يَا عُثْمَانُ لَا تَرْغَبْ عَنْ سُنَّتِیْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ ثُمَّ مَاتَ قَبْلَ اَنْ يَّتُوْبَ صَرَّفَتِ الْمَلَائِكَةُ وَجْهَهُ عَنْ حَوْضِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (روح البیان ج ۲ ص ۴۳۲)

اے عثمان! میری سنت سے منہ مت موڑنا، میری سنت کے خلاف کام نہ کرنا کیونکہ جو میری سنت کے خلاف کام کرے پھر توبہ کرنے سے پہلے ہی مرجائے قیامت کے دن فرشتے اسے میرے حوض یعنی حوض کوثر سے روک دیں گے اور کوثر کا جام اسے نصیب نہیں ہوگا۔

معلوم یہ ہوا کہ سنت رسول پر چلنا کامیابی اور نجات وعزت کی ضمانت ہے اور سنت رسول کے خلاف عمل کرنا دین ودنیا اور آخرت کی تباہی وبربادی اور ذلت ورسوائی کا باعث ہے۔ اسی لیے تو ڈاکٹر اقبال نے کہا اور کیا خوب کہا ؎

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں
طریق مصطفی کو چھوڑنا ہے وجہ بربادی
اسی سے قوم دنیا میں ہوئی بے اقتدار اپنی
یہ قصۂ لطیف ابھی نا تمام ہے
جو کچھ بیاں ہوا وہ آغاز باب تھا

جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهُ
وما علینا الا البلاغ

چوبیسویں تقریر

شعبان المعظم کے فضائل و معمولات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی قَالَ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيَّامِ اللّٰہ○ وِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی مَنْ قَالَ شَعْبَانُ شَهْرِی وَرَمَضَانُ شَهْرُ اللّٰہ ○ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہِ الَّذِیْنَ اَخْلَصُوا الدِّیْنَ لِلّٰہ ○ اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الـــــــرحیم

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيَّامِ اللّٰہِ۔ (ابراھیم ۵)

مستوں کی بزم ہے بڑی رنگین رات ہے — کیف وطرب میں ڈوبی ہوئی ہر حیات ہے
پڑھتے ہوئے درود فرشتے اتر پڑے — ہراک زبان پہ آج مدینے کی بات ہے
پرنور موسم ہے مہکی ہوئی ہر ساعت ہے — جس طرف دیکھئے رحمت کی برسات ہے
عرش سے صدائیں آتی ہیں از سر شام — رحمت و بخشش کی شب شب برات ہے

معزز سامعین کرام! کچھ عرض و معروض سے قبل اس پرنکہت محفل و مجلس کو معطر و منور کرنے اور اپنے خانہ دل کو جگمگانے کے لیے مہبط جبرئیل ،مورد تنزیل ،محبوب رحمان ، مطلوب یزدان ، والئ منبع فیوضات نامتناہی ،عنوان عہد نامہء وفا ، میزبان مہمان خانۂ صفا ، عالم مایبدو و ما یخفٰی حضور پرنور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عزت مآب میں ہم سب مل کر عقیدوں، محبتوں ،الفتوں کا گلدستہ درود شریف کی شکل میں پیش کریں اور پڑھیں باآواز بلند:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْحَبِيْبِ الْعَالِي الْقَدْرِ الْعَظِيْمِ الْجَاهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ

رفیقان ملت اسلامیہ! اسلامی سال کا آٹھواں مہینہ شعبان المعظم ہے جو رحمت و بخشش

اور نجات و رہائی کا مژدۂ عام لیکر ہماری نگاہوں کا سرمۂ بصیرت بن کر جگمگاتا ہے۔ ایسے تو ہر سال و ماہ، ہفتہ و دن ،گھنٹہ ومنٹ اور ہر لمحہ وساعت اللہ رب العزت کی بنائی ہوئی ہے۔ مگر میرے بزرگو اور دوستو! کچھ ماہ ، دن ،گھڑیاں اور لمحے ایسے ہیں جو اپنی یادوں ،خصوصیتوں کے سبب اور دنوں سے ممتاز و افضل اور دوسری ساعتوں اور گھڑیوں سے مبارک و بہتر ہوتے ہیں۔ رمضان کا مہینہ ،شب قدر، عاشورہ کا دن ،شعبان کا مہینہ ،شب برأت ،عرفہ کا دن ،دسویں ذی الحجہ کی شب ،محبوب رب العلمین کی ولادت کی شب ،معراج النبی کی رات اور عیدین کی راتیں یہ وہ گھڑیاں اور دن و ماہ ہیں جو ہم گنہگاروں کو اللہ رب العزت نے عطا کر کے ہم پر اپنی خاص رحمتیں ،عنایتیں اور مہربانیوں سے نوازا ہے اور اس لیے تاکہ ہم ان مبارک اوقات اور لمحات میں اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کی معافی طلب کریں جن میں ہماری توبہ قبول ہوں ،مرادیں مانگیں تو مرادیں پوری ہوجائیں ،عبادت و بندگی ، ذکر و تلاوت اور درود شریف کی کثرت سے اپنے خالق و مالک جل جلالہ کو راضی کرلیں اور اپنے گناہ معاف کروالیں رب کی رحمتوں اور بخشش کے مستحق ہوجائیں اور ان لمحوں کی قدر و منزلت پہچانیں۔ اسی لیے ان لمحوں اور مبارک دن اور گھڑیوں کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے رب قادر و قیوم نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: وَذَكِّرْهُمْ بِاَيَّامِ اللّٰہِ۔ (ابراھیم ۵) اے محبوب! آپ مسلمانوں کو اللہ کے خاص دنوں کی یاد دلائیں۔

اعلٰی حضرت سرکار ارشاد فرماتے ہیں

مجرموں کو ڈھونڈھتی پھرتی ہے رحمت کی نگاہ
طالع برگشتہ تیری سازگاری واہ واہ
برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسادے برسانے والے

(حدائق بخشش)

شعبان کے فضائل

شعبان المعظم ایک ایسا مبارک مہینہ ہے جس کے فضائل خود پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے اپنی مبارک زبان فیض ترجمان سے فرمایا۔کثرت سے آقا نے روزے رکھے اور مسلمانوں کوبھی اس کی فضیلت سے آگاہ کرتے ہوئے اس کی رغبت دلائی ،آقا علیہ السلام نے اس ماہ کو اپنا مہینہ فرمایا جس سے اس مہینہ کی فضیلت کا خوب اندازہ لگایا جاسکتا ہے اورآپ کے پیارے صحابہ تو اس انداز میں اس مبارک ومسعود مہینہ کا استقبال وخیر مقدم کرتے کہ جیسے ہی شعبان کا چاند نظر آتا قرآن شریف کی تلاوت میں مصروف ہوجاتے ،غریبوں میں صدقات وزکات اور خیرات کرتے۔

(۱) حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رَجَبُ شَهْرُ اللّٰهِ وَشَعْبَانُ شَهْرِی وَرَمَضَانُ شَهْرُ اُمَّتِی۔

(کنز العمال ج ۱۲ ص ۱۳۹،جمع الوسائل فی شرح المسائل للملا علی القاری ج ۲ ص ۱۲۱)

ترجمہ: رجب اللہ تعالیٰ کا مہینہ،شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔

اس حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے شعبان کو اپنی طرف منسوب فرما کر اس ماہ کی قدر ومنزلت میں چار چاند لگا دئے۔مثل مشہور ہے کی نسبت سے شئی ممتاز ہوتی ہے۔تو جس ماہ کو حضور ﷺ سے نسبت ہوجائے اور جسے حضور ﷺ اپنا کہہ دیں اس کی اہمیت وفضیلت کا اندازہ بخوبی کیا جاسکتا ہے۔حضور ﷺ نے اپنے اس فرمان سے اپنی امت کو پیغام دیا ہے کہ اے لوگو! شعبان کوئی معمولی مہینہ نہیں ہے بلکہ بہت عظمت والا مہینہ ہے وہ میرا مہینہ ہے اس کا احترام کرنا وہ برکتوں کا مہینہ ہے اس کی برکتوں اور فیض سے محروم مت رہنا اس کی قدر وقیمت سمجھتے ہوئے اس کے برکات سے مالا مال ہونا۔

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ وَشَهْرُ شَعْبَانَ شَهْرِی شَعْبَانُ الْمُطَهِّرُ وَرَمَضَانُ الْمُكَفِّرُ۔ (کنز العمال ج ۸ ص ۲۱۷)

ترجمہ: رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے (اس لیے کہ اللہ نے اپنے محبوب پر قرآن اسی مبارک مہینہ میں نازل فرمایا) اور شعبان میرا مہینہ ہے اور ایسا مہینہ ہے جو گناہوں سے پاک کردیتا ہے۔اور رمضان کا مہینہ گناہوں کو مٹادینے والا مہینہ ہے۔

(۳) عَنْ اُسَامَةَ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ اَرَكَ تَصُوْمُ مِنْ شَهْرٍ مِّنَ

الشُّهُوْرِ مَا تَصُوْمُ مِنْ شَعْبَانَ قَالَ ذَاكَ شَهْرٌ يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبَ وَ شَهْرِ رَمَضَانَ وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيْهِ الْاَعْمَالُ اِلٰى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَاُحِبُّ اَنْ يُّرْفَعَ عَمَلِيْ وَاَنَا صَائِمٌ۔

(ترغیب وترہیب ج ۲ ص ۱۱۶ باب صیام شعبان مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت،نسائی باب صیام شہر شعبان،مسند احمد ج ۵ ص ۲۰۱،مصنف عبد الرزاق ج ۲ ص ۵۱۹،مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۱۰۳،حدائق الاولیا ج ۲ ص ۵۹۲، ماذا فی شعبان ص ۱۱)

ترجمہ: حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقا کریم ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ یا جس قدر شعبان میں آپ کو روزے رکھتے میں دیکھتا ہوں اتنا کسی اور مہینے میں رکھتے نہیں دیکھتا ہوں تو سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا شعبان کا مہینہ رجب اور رمضان ان دو عظمت والے مہینوں کے بیچ ایک ایسا مبارک مہینہ ہے جس کی فضیلت وبرکت سے لوگ غافل ہیں۔اسی ماہ میں بندوں کے اعمال اللہ رب العزت کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں۔تو میں اس مہینے میں روزہ رکھنا پسند کرتا ہوں تاکہ حالت روزہ میں ہی میرا عمل میرے معبود کی بارگاہ میں پیش ہو۔

شعبان کے لیے حضور ﷺ دعا کرتے

شعبان کا مہینہ حضور اکرم ﷺ کو اتنا محبوب ہے کہ حضور رب کی بارگاہ میں اس کے لیے دعا کرتے۔چنانچہ:

(۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب رجب کا مہینہ آجاتا تو حضور ﷺ خدا سے عرض ودعا اس طرح کرتے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ۔ (درمنثور ج ۱ ص ۴۳۳،مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۵۵،عمل الیوم واللیلۃ للحافظ ابی بکر الدینوری ص ۳۱۰ حدیث نمبر ۶۵۹)

یعنی اے اللہ! ہمارے لیے رجب اور شعبان کے مہینے میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان کا مقدس مہینہ عطا فرما۔

شعبان کی فضیلت دوسرے مہینوں پر

(۵) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

فَضْلُ رَجَبَ عَلٰی سَائِرِ الشُّهُوْرِ كَفَضْلِ الْقُرْاٰنِ عَلٰی سَائِرِ الْكَلَامِ وَفَضْلُ شَعْبَانَ عَلٰی سَائِرِ الشُّهُوْرِ كَفَضْلِي عَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ وَفَضْلُ رَمْضَانَ عَلٰی سَائِرِ الشُّهُوْرِ كَفَضْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلٰی سَائِرِ خَلْقِهٖ۔ (غنیۃ الطالبین ج ا ص ۱۸۷۔۱۸۸)

ترجمہ: رجب کی فضیلت تمام مہینوں پر ایسی ہی جیسے قرآن کی فضیلت تمام آسمانی کتابوں پر ہے۔اور ماہ شعبان کی فضیلت دوسرے تمام مہینوں پر ایسے ہے جیسے میری فضیلت و برتری تمام نبیوں پر ہے۔اور رمضان المبارک کی فضیلت تمام مہینوں پر اس طرح ہے جس طرح اللہ رب العزت کی تمام مخلوق پر۔

یعنی بعد رمضان تمام مہینوں سے زیادہ فضیلت وعظمت والا شعبان المعظم کا مہینہ ہے جس طرح خداوند قدوس کے بعد اس کی تمام مخلوق میں حتیٰ کہ نبیوں میں سب سے فضیلت و رفعت والے حضور اکرم ﷺ ہیں۔

شعبان میں صحابہ کا معمول

(۶) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ اِذَا دَخَلَ شَعْبَانَ اَكَبُّوْا عَلَى الْمَصَاحِفِ فَقَرَءُوْهَا وَ اَخْرَجُوا زَكَاةَ اَمْوَالِهِمْ تَقْوِيَةً لِّلضَّعِيْفِ وَالْمِسْكِيْنِ عَلٰی صِيَامِ رَمْضَانَ۔

(لطائف المعارف ص ۳۱۹)

شعبان کے شروع ہوتے ہی مسلمان قرآن کی طرف جھک پڑتے،اور قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہوجاتے اور اپنے مالوں کی زکوۃ نکالتے تا کہ غریب، مسکین اور محتاج لوگ روزے اور ماہ رمضان بہتر طور پر گذار سکیں۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ شعبان کے مہینہ میں صحابہ کرام کا معمول قرآن کی تلاوت کرنا تھا۔لہٰذا اس ماہ میں قرآن کی تلاوت میں وقت گذارنا چاہیے۔

حضرت عمرو بن قیس ملائی کا معمول تھا کہ جب شعبان کا مہینہ داخل ہوتا دکان بند کر دیتے اور قرآن کی تلاوت میں مصروف ہوجاتے۔

(لطائف المعارف ص۳۱۹ مطبوعہ دار ابن خزیمہ ریاض سعودی)

حضرت حسن بن سہیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ماہ شعبان نے رب قدیر کی بارگاہ میں عرض کی: يَا رَبِّ! جَعَلْتَنِي بَيْنَ شَهْرَيْنِ عَظِيْمَيْنِ فَمَا لِي قَالَ جَعَلْتُ فِيْكَ قِرَاءَةَ الْقُرْاٰنِ۔

ترجمہ: اے میرے رب تو نے مجھے دو عظمت والے مہینے رجب اور رمضان کے بیچ میں رکھا تو مجھ میں کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تجھ میں قرآن کی تلاوت رکھی ہے۔یعنی میرے بندے قرآن کی تلاوت سے تجھے آباد و معمور رکھیں گے۔

(لطائف المعارف ص۳۱۹ مطبوعہ دار ابن خزیمہ ریاض سعودی)

(۷) علامہ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب لطائف المعارف میں فرماتے ہیں: ماہ شعبان میں روزوں اور تلاوت قرآن حکیم کی کثرت اس لیے کی جاتی ہے تا کہ ماہ رمضان کی برکات حاصل کرنے کے لیے مکمل تیاری ہوجائے اور نفس رحمان و رحیم عزوجل کی اطاعت وفرماں برداری پر خوش دلی اور خوب اطمینان سے راضی ہوجائے۔

(لطائف المعارف ص ۲۵۸ مطبوعہ دار ابن خزیمہ ریاض سعودی)

حکمت

شعبان اللہ تعالیٰ نے ہم مسلمانوں کو اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے صدقہ میں جو عطا فرمایا ہے اس میں ایک حکمت یہ بھی کہ تا کہ مسلمان رمضان کی آمد سے پہلے ہی اپنے دل کو صاف و شفاف آئینہ کی طرح چمکا لیں، اپنے دل سے تمام کدورتوں، کینہ اور حسد وغیرہ بیماریوں سے پاک وصاف کرلیں تا کہ رمضان کی برکتوں سے پورے طور پر لطف اندوز ہوسکیں۔جیسا کہ کشف الخفاج ۲ ص ۹ پر ہے کہ حکما فرماتے ہیں:

اِنَّ رَجَبَ لِلْاِسْتِغْفَارِ مِنَ الذُّنُوْبِ وَشَعْبَانَ لِاِصْلَاحِ الْقُلُوْبِ وَرَمْضَانَ لِتَنْوِيْرِ الْقُلُوْبِ۔

رجب گناہوں سے مغفرت طلب کرنے کے لیے اور شعبان دلوں کی اصلاح وصفائی کے لیے ہے اور رمضان دلوں کو جگمگانے کے لیے ہے۔

حضرت ابوبکر وراق بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

شَهْرُ رَجَبَ شَهْرُ الزَّرْعِ وَشَهْرُ شَعْبَانَ شَهْرُ السَّقْيِ لِلزَّرْعِ وَشَهْرُ رَمَضَانَ شَهْرُ حَصَادِ الزَّرْعِ. (لطائف المعارف ص۲۹۲) رجب کا مہینہ کھیتی کا مہینہ ہے اور شعبان کھیتی سیراب کرنے کا مہینہ ہے اور رمضان کھیتی کاٹنے کا مہینہ ہے۔

روزۂ شعبان کے فضائل

حضرات گرامی! آپ احادیث مصطفی ﷺ کی روشنی میں سماعت کر چکے ہیں کہ شعبان المعظم نفس کو پاکیزگی عطا کرنے والا مہینہ ہے، دلوں کو طہارت و پاکی اور ذہن وفکر اور دل و دماغ کو جگمگانے والا مہینہ ہے۔ اس لیے اس مبارک ماہ میں ہمیں ہر وہ نیک کام کرنا چاہیے جس سے دلوں کی صفائی ہو، صدقات وخیرات، تلاوت وعبادات درود پاک کی کثرت اور کثرت روزہ کے ذریعہ اتنی پریکٹس اور مشق کرلیں کہ آنے والا مہینہ یعنی رمضان شریف کا خوش دلی اور دل کھول کر استقبال کرسکیں اور اس کی برکتوں سے مالا مال ہوسکیں۔ اسی لیے حضور اقدس ﷺ شعبان المعظم میں خوب کثرت کے ساتھ روزے رکھتے۔ کیونکہ روزہ گناہوں سے بچنے کے لیے ایک مضبوط ڈھال ہے، شیطان سے مقابلہ کے لیے ایک تیز تلوار ہے اور یہ ایسا عمل ہے جس کے اجر وثواب کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا ہے بلکہ اس کے اجر وثواب کو خدائے قادر وقیوم کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ چنانچہ:

(۶) رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَالْعَمَلُ الَّذِيْ لَا يَعْرِفُ ثَوَابَ عَامِلِهِ اِلَّا اللهُ فَهُوَ الصَّوْمُ. یعنی ایسا عمل اور کام کہ جس کے ثواب کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ روزہ ہے۔ (تنبیہ الغافلین ص ۱۹۳)

حضور ﷺ شعبان میں کثرت سے روزے رکھتے تھے

(۷) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ فَسَاَلْتُهُ قَالَ اِنَّ اللهَ

يَكْتُبُ فِيْهِ كُلَّ نَفْسٍ مَيِّتَةٍ تِلْكَ السَّنَةِ فَاُحِبُّ اَنْ يَّاْتِيَ اَجَلِيْ وَاَنَا صَائِمٌ.

(درمنثور ج۵ ص ۷۴۰)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے شعبان کا روزہ رکھتے تھے۔ تو میں نے حضور سے اس بارے میں دریافت کیا تو آقا علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اس مہینے میں سال بھر تمام مرنے والوں کا نام لکھتا ہے تو میں پسند کرتا ہوں کہ جب مجھے اللہ عزوجل کی طرف سے بلاوا آئے تو میں اس وقت روزہ کی حالت میں رہوں۔

(۸) عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِيْ شَهْرٍ اَكْثَرَ صِيَامًا مِّنْهُ فِيْ شَعْبَانَ لِاَنَّهُ يُنْسَخُ فِيْهِ اَرْوَاحُ الْاَحْيَاءِ فِي الْاَمْوَاتِ حَتّٰى اَنَّ الرَّجُلَ يَتَزَوَّجُ وَقَدْ رُفِعَ اِسْمُهُ فِيْمَنْ يَّمُوْتُ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَحُجُّ وَقَدْ رُفِعَ اِسْمُهُ فِيْمَنْ يَّمُوْتُ. (درمنثور ج۵ ص ۷۴۰، مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ ص ۳۴۶)

ترجمہ: حضرت عطا ابن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ شعبان سے بڑھ کر کسی مہینے میں زیادہ روزے نہیں رکھا کرتے تھے۔ کیونکہ اس مہینے میں زندوں کی روحوں کو مردوں میں لکھا جاتا ہے، یہاں تک کہ ایک آدمی شادی کرتا ہے جبکہ اس کا نام مرنے والوں میں لکھا ہوتا ہے اور ایک آدمی حج کرتا ہے اور اس کا نام مرنے والوں کی فہرست میں ہوتا ہے۔

(۹) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهُ حَتّٰى يَصِلَ بِرَمَضَانَ وَلَمْ يَكُنْ شَهْرًا تَامًّا اِلَّا شَعْبَانَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّ شَعْبَانَ لَمِنْ اَحَبِّ الشُّهُوْرِ اِلَيْكَ اَنْ تَصُوْمَهُ فَقَالَ نَعَمْ يَا عَائِشَةُ اِنَّهُ لَيْسَ نَفْسٌ تَمُوْتُ فِيْ سَنَةٍ اِلَّا كُتِبَ اَجَلُهَا فِيْ شَعْبَانَ فَاُحِبُّ اَنْ يُّكْتَبَ اَجَلِيْ وَاَنَا فِيْ عِبَادَةِ رَبِّيْ وَعَمَلٍ صَالِحٍ.

(درمنثور ج۵ ص ۷۴۰)

ترجمہ: رسول اکرم ﷺ شعبان المعظم کے اکثر روزے رکھتے تھے، یہاں تک کہ اسے رمضان کے ساتھ ملاتے، شعبان کے علاوہ کسی مہینہ کے اکثر روزہ نہیں رکھتے تھے۔ میں نے

عرض کی یارسول اللہ ﷺ شعبان کا مہینہ روزہ رکھنے کے اعتبار سے آپ کو دوسرے مہینوں کی بہ نسبت زیادہ محبوب ہے؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہاں! اے عائشہ! کوئی نفس نہیں جسے اس سال موت آنی ہو مگر اس کی موت کا وقت شعبان میں لکھ دیا جاتا ہے۔ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جب میری موت لکھی جائے تو میں اپنے رب کی عبادت اور عمل صالح میں ہوں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يَصُوْمُ وَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ اِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهٗ فِيْ شَهْرٍ اَكْثَرَ مِنْهُ صِيَامًا مَّا فِيْ شَعْبَانَ۔

(بخاری کتاب الصوم باب صوم شعبان حدیث نمبر ۱۹۶۹، مسلم کتاب الصوم باب صیام النبی فی غیر رمضان حدیث نمبر ۱۱۵۶، ترمذی حدیث نمبر ۷۶۸، ابو داؤد حدیث نمبر ۲۴۳۰، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۷۱۰۔ مسند احمد ج ۱ ص ۲۲۷، حدائق الاولیاج ۲ ص ۵۹۲)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اقدس ﷺ روزہ رکھتے اور اس کثرت سے رکھتے کہ ہم کہتے کہ اب روزہ نہیں چھوڑیں گے اور جب روزے سے نہیں ہوتے تو ہم کہتے کہ اب حضور روزہ نہیں رکھیں گے۔ اور میں نے رمضان کے علاوہ کسی اور مہینے کا پورا روزہ رکھتے نہیں دیکھا اور شعبان میں جس کثرت سے سرکار ﷺ روزے رکھتے اس کثرت سے کسی اور ماہ میں رکھتے نہیں دیکھا۔

ایک روزہ کا ثواب

(۱۰) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

مَنْ صَامَ مِنْ شَعْبَانَ يَوْمًا حَرَّمَ اللّٰهُ جَسَدَهٗ عَلَى النَّارِ وَكَانَ رَفِيْقَ يُوْسُفَ فِي الْجِنَانِ وَاَعْطَاهُ اللّٰهُ ثَوَابَ اَيُّوْبَ وَدَاوٗدَ فَاِنْ اَتَمَّ الشَّهْرَ كُلَّهٗ هَوَّنَ اللّٰهُ عَلَيْهِ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ وَدَفَعَ عَنْهُ ظُلْمَةَ الْقَبْرِ وَهُوَ مُنْكَرٌ وَنَكِيْرٍ وَسَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

جو شخص ماہ شعبان میں ایک روزہ رکھے وہ جنت میں حضرت یوسف علیہ السلام کا ہمسایہ (پڑوسی) ہوگا اور اسے حضرت ایوب اور حضرت داؤد علیہما السلام جیسی عبادت کا ثواب عطا

ہوگا۔ اور جو ماہ شعبان کے مکمل روزے رکھے اللہ تعالیٰ سکرات موت یعنی موت کی سختیوں سے اسے نجات عطا فرمائے گا اور وہ شخص قبر کی تاریکی اور منکر ونکیر کی دہشت وہیبت سے محفوظ ہو جائے گا۔ (نزہۃ المجالس ج ۱ ص ۱۸۷ مطبوعہ المکتب الثقافی قاہرہ مصر)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ سے پوچھا گیا کہ:

اَيُّ الصَّوْمِ اَفْضَلُ بَعْدَ رَمَضَانَ قَالَ شَعْبَانَ لِتَعْظِيْمِ رَمَضَانَ۔

(ترغیب وترہیب للمنذری ج ۲ ص ۱۱۷)

ترجمہ: یارسول اللہ رمضان شریف کے بعد کس مہینے کا روزہ زیادہ افضل ہے؟ تو سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا شعبان کا روزہ رمضان کے بعد زیادہ فضلیت وبرکت اور اجر وثواب والا ہے۔

حضور کے کثرت روزہ کی وجہ

عزیزان ملت اسلامیہ! حضور اکرم نور مجسم ﷺ شعبان المعظم کے مہینے میں بہت کثرت کے ساتھ روزے رکھتے تھے جیسا کی حدیثوں کی روشنی میں آپ سماعت فرما چکے ہیں۔ آخر اس کثرت کے ساتھ روزہ رکھنے کی وجہ کیا ہے؟ تو سنئے ابو داؤد شریف کتاب الصوم کے حاشیہ پر اس کی چار وجہیں بیان فرمائی ہیں۔

كَانَ يَشْتَغِلُ عَنْ صَوْمِ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ لِسَفَرٍ اَوْ غَيْرِهٖ فَتَجْتَمِعُ فَيَقْضِيْهَا فِيْ شَعْبَانَ اِنَّ نِسَائَهٗ ﷺ كُنَّ يَقْضِيْنَ مَا عَلَيْهِنَّ مِنْ رَمَضَانَ فِيْ شَعْبَانَ اِنَّ بَعْدَ رَمَضَانَ وَلَيْسَ فِيْهِ صَوْمُ تَطَوُّعٍ فَكَاَنَّهٗ ﷺ كَانَ يَجْعَلُهٗ جَبْرَ النُّقْصَانِ لِعَدَمِ التَّطَوُّعِ فِيْ رَمَضَانَ تُرْفَعُ فِيْهِ اَعْمَالُ الْعِبَادِ اِلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ فَاَحَبَّ ﷺ اَنْ يُّرْفَعَ عَمَلُهٗ وَهُوَ صَائِمٌ وَالنَّاسُ عَنْ فَضِيْلَتِهٖ غَافِلُوْنَ۔ كَذَا فِي الْفَتْحِ وَقَالَ النَّوَوِيْ۔ (حاشیہ ابو داؤد کتاب الصوم)

پہلی وجہ: مہینہ کے جو تین روزے نفلی ہیں سفر وغیرہ کی وجہ سے حضور علیہ السلام نہیں رکھ پاتے تھے تو وہ روزے اکٹھے ہو جاتے جنہیں حضور شعبان میں قضا کرتے تھے۔

دوسری وجہ: ازواج مطہرات امہات المؤمنین سے رمضان کے جتنے دن کے

روزے فوت ہوجاتے ان روزوں کی قضا شعبان میں ہی کیا کرتی تھیں تو حضور بھی ان دنوں میں روزے سے ہوتے۔

تیسری وجہ: چونکہ شعبان کے بعد رمضان کا مہینہ ہے جس میں نفلی روزے نہیں تو گویا حضور اقدس ﷺ رمضان میں نفل نہ ہونے کے سبب واقع ہونے والی کمی کو شعبان میں روزے رکھ کر پوری کرتے تھے۔

چوتھی وجہ: شعبان کے مہینے میں بندوں کے اعمال اللہ رب العلمین کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں تو حضور کو یہ بات پسند تھی کہ جب آپ کا عمل پیش ہوں تو اس گھڑی آپ روزے سے ہوں جبکہ لوگ اس ماہ کی فضیلت سے غافل ہیں۔

معمولات ووظائف

برادران ملت اسلامیہ! شعبان المعظم کے مہینے کے چھ معمولات حضور پرنور سیدنا حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چھٹی شریف کی نسبت سے میں آپ حضرات کے فائدے کے لیے بیان کررہاہوں۔ اس سے قبل ایک بار درود شریف سنائے۔

درود شریف: صلی اللہ علی النبی الامی وآلہ و صحبہ بارك و سلم صلاۃ وسلاما علیك یارسول اللہ۔

پہلا معمول ووظیفہ

اس مبارک مہینہ میں خوب کثرت کے ساتھ ذکر الٰہی کریں خصوصیت کے ساتھ لا الہ الا اللہ کا ورد کریں۔ کیونکہ لا الہ الا اللہ ایمان کو تازہ کرنے والا ذکر ہے اور تمام ذکروں میں سب سے عمدہ اور بہترین ذکر ہے۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَفْضَلُ الدُّعَاءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ بہترین ذکر لا الہ الا اللہ ہے اور بہترین دعا الحمد للہ ہے۔ (مشکوٰۃ حدیث نمبر ۸۳۶، ترمذی ۲۴۹۳)

اور حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنَ الذِّکْرِ اَفْضَلَ مِنْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۶۸)

ترجمہ: لا الہ الا اللہ سے بڑھ کر کوئی ذکر نہیں ہے۔

اس لیے اس مہینے میں اس وظیفہ کا ورد کثرت سے کریں۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فِیْ سَاعَۃٍ مِنْ لَیْلٍ اَوْ نَھَارٍ اِلَّا طُمِسَتْ مَا فِی الصَّحِیْفَۃِ مِنَ السَّیِّئَاتِ حَتّٰی تُسْکَنَ اِلٰی مِثْلِھَا مِنَ الْحَسَنَاتِ۔ (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۶۵، مسند ابویعلی حدیث نمبر ۵۳۹۹)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو بندہ رات اور دن کے کسی بھی گھڑی میں لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو اس کے نامہء اعمال سے گناہوں کو مٹا کر ان کی جگہ نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ لِلّٰہِ تَبَارَكَ تَعَالٰی عُمُوْدًا مِنْ نُوْرٍ بَیْنَ یَدَیِ الْعَرْشِ فَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِھْتَزَّ ذٰلِكَ الْعُمُوْدُ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اُسْکُنْ فَیَقُوْلُ کَیْفَ اَسْکُنُ وَلَمْ تَغْفِرْ لِقَائِلِھَا فَیَقُوْلُ اِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَہٗ فَیَسْکُنُ عِنْدَ ذٰلِكَ۔ (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۶۵، کشف الاستار حدیث نمبر ۳۰۶۶)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عرش الٰہی کے سامنے اللہ رب العزت نے نور کا ایک ستون بنایا ہے۔ جب بندہ لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو وہ ستون ہلنے لگتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے ٹھہر جا، وہ عرض کرتا ہے نہیں مولیٰ جب تک تو لا الہ الا اللہ کہنے والے کو بخش نہ دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اس کی بخشش کردی ہے تب جاکر وہ ستون ٹھہر جاتا ہے۔

دوسرا معمول ووظیفہ

روزے رکھیں۔ کیونکہ آقا کریم ﷺ نے اس ماہ مبارک میں بکثرت روزے رکھے ہیں جیسا کہ آپ احادیث کی روشنی میں شعبان کے روزوں کی فضیلت سماعت فرماچکے ہیں۔

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَامَ یَوْمًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بَعَّدَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا۔

(مشکوٰۃ ص ۱۷۹)

ترجمہ: جس نے اللہ عزوجل کی راہ میں ایک روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو دوزخ سے ستر سال کی مسافت پر دور کر دیتا ہے۔

تیسرا معمول ووظیفہ

قرآن شریف کی خوب تلاوت کریں۔جس طرح صحابہ کرام اس ماہ مبارک کے آتے ہی قرآن کریم کی تلاوت کی طرف لپک پڑتے۔حضور اکرم نور مجسم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے: اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِاَصْحَابِهٖ۔ قرآن کی تلاوت کیا کرو کیونکہ قرآن قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرتا ہوا آئے گا۔

(مسلم ج ۱ ص ۵۵۳ حدیث نمبر ۸۰۴، سنن الدارمی ج ۲ ص ۵۴۳ حدیث نمبر ۳۳۹۱)

چوتھا معمول ووظیفہ

اس مبارک مہینہ میں اپنے مرحومین کے نام ایصال ثواب ،قرآن خوانی اور فاتحہ خوانی کرائیں۔کیونکہ اس عمل سے اللہ تعالیٰ ایصال ثواب کرنے والوں کو بھی اور ان مرحومین کو بھی اجر و ثواب عطا فرماتا ہے جن کے نام ایصال ثواب کیا گیا ہے۔

حضرت علی شیر خدا مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے فرمایا: مَنْ مَرَّ عَلَى الْمَقَابِرِ وَقَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اِحْدٰى عَشَرَةَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ اَجْرَهٗ لِلْاَمْوَاتِ اُعْطِيَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ۔

(کنز العمال ج ۵ ص ۶۵۵، فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۲۰۲)

ترجمہ: جو شخص قبرستان سے گذرے اور گیارہ بار قل ھو اللہ احد پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخش دے تو اسے مردوں کی تعداد کے برابر اجر و ثواب عطا کیا جائے گا۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ اِلَّا كَالْغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهٗ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِيْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيُدْخِلُ عَلٰى اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَهْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَاِنَّ هَدِيَّةَ الْاَحْيَاءِ اِلَى الْاَمْوَاتِ

اَلْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ۔ (مشکوٰۃ ص ۲۰۶)

ترجمہ: قبر میں میت کی مثال ڈوبنے والے اور فریاد کرنے والے کی طرح ہے، جس کو اپنے ماں باپ، بھائی یا دوست کی دعا کا انتظار رہتا ہے (یعنی اس بات کا انتظار بڑی شدت سے کرتا ہے کہ اس کے ماں باپ یا بھائی اور دوست واحباب میں سے کوئی اس کے لیے دعائے مغفرت کر دے، جس طرح دریا یا تالاب میں ڈوبنے والا آدمی اس بات کا انتظار کرتا ہے کہ کوئی آئے اور اس کو ڈوبنے سے بچالے) جب اسے دعا پہنچتی ہے تو وہ دعا اس کو دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے محبوب ہوتی ہے۔بے شک دنیا والوں کی دعا سے قبر والوں کو پہاڑوں کے برابر اجر و ثواب عطا فرماتا ہے۔اور بے شک زندوں کی طرف سے بہترین تحفہ قبر والوں کے لیے دعا اور استغفار کرنا ہے۔

پانچواں معمول ووظیفہ

اس مبارک ماہ میں اپنے لیے اور اپنے مرحومین والدین اور رشتہ داروں کی طرف سے صدقہ وخیرات کریں، غریبوں فقیروں کو کھانا کھلائیں تاکہ مرحومین کو اس کا ثواب ملے اور صدقہ کی برکت سے قبر کے عذاب سے انہیں نجات ملے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا تَصَدَّقَ اَحَدُكُمْ بِصَدَقَةٍ تَطَوُّعًا فَلْيَجْعَلْهَا عَنْ اَبَوَيْهِ فَيَكُوْنُ لَهُمَا اَجْرُهَا وَلَا يُنْقَصُ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًا۔

(مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۵۳، المعجم الاوسط حدیث نمبر ۷۷۲۴)

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی نفلی صدقہ کرے تو اپنے والدین کی طرف سے کرے کیونکہ اس کا ثواب دونوں کو ملے گا اور صدقہ کرنے والے کے اجر و ثواب میں کوئی کمی بھی نہیں ہوگی۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا مِنْ اَهْلِ بَيْتٍ يَمُوْتُ مِنْهُمْ مَيِّتٌ فَيَتَصَدَّقُوْنَ عَنْهُ بَعْدَ مَوْتِهٖ اِلَّا اَهْدَاهَا لَهٗ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰى طَبَقٍ مِّنْ نُوْرٍ ثُمَّ يَقِفُ عَلٰى شَفِيْرِ الْقَبْرِ فَيَقُوْلُ يَا صَاحِبَ الْقَبْرِ الْعَمِيْقِ هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ اَهْدَاهَا اِلَيْكَ اَهْلُكَ فَاقْبَلْهَا فَيَدْخُلُ عَلَيْهِ فَيَفْرَحُ بِهَا

وَيَسْتَبْشِرُ وَيَحْزَنُ جِيْرَانُهُ الَّذِيْنَ لَا يُهْدَىٰ إِلَيْهِمْ شَيْءٌ۔
(مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۵۳، المعجم الاوسط حدیث ج ۷ ص ۲۶۰ نمبر ۶۵۰۲)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کے گھر والوں سے کوئی آدمی فوت ہوجائے اور وہ اس کی طرف سے صدقہ کرتا ہے تو اس صدقہ کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نورانی تھال میں رکھ کر قبر کے کنارے کھڑے ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں: اے گہری قبر میں رہنے والا! یہ تحفہ تیرے گھر والوں نے تیری طرف بھیجا ہے، اسے قبول کرلو۔ تو میت اس ہدیہ کو پاکر خوش ہوتا ہے اور اس کے وہ پڑوسی غمگین ومایوس ہوجاتے ہیں جن کی طرف کوئی ہدیہ نہیں بھیجا گیا۔

چھٹا معمول ووظیفہ

محترم سامعین عظام! یہ شعبان المعظم کا پیارا اور بابرکت مہینہ ہے جس کے بارے میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا: شَعْبَانُ شَهْرِی۔ شعبان کا مہینہ میرا مہینہ ہے اس لیے اس بابرکت مہینہء رسول میں عشق نبی میں ڈوب کر خوب کثرت کے ساتھ درود شریف کا نذرانہ سرکار کی بارگاہ ناز پیش کریں کیونکہ اس کے بے شمار فائدے اور برکتیں اور فضیلتیں ہیں۔

حضرت سعید بن عمیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَلَّىٰ عَلَيَّ مِنْ أُمَّتِي مُخْلِصًا مِنْ قَلْبِهِ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَرَفَعَ لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ۔ (تنبیہ الغافلین ص ۲۴۱)

میری امت سے جو شخص سچے دل سے مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، دس درجے بلند فرماتا ہے اور اس کے دس گناہوں کو مٹادیتا ہے۔

بے سہاروں کا سہارا ہے الصلاۃ والسلام
ہر مشکل میں کام آتا ہے الصلاۃ والسلام
جو چاہتے ہو تم خدا کی رضا تو
پڑھتے رہو ہر وقت الصلاۃ والسلام
(عبد العلی عابد)

مخصوص وظیفہ

حضرات محترم! احادیث کریمہ کی روشنی میں آپ کے آسانی کے لیے اس مبارک مہینے میں کیے جانے والے چھ وظائف ومعمولات حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی چھٹی شریف کی نسبت سے بیان کردئے ہیں جن پر عمل کرنے والا یقینا دنیا وآخرت میں بے شمار بھلائیوں اور اجر وثواب کا حقدار رہوگا۔ اب آیئے اس ماہ کا ایک خاص وظیفہ سماعت کریں۔

توریت میں ہے کہ جو شخص شعبان المعظم میں:

"لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ۔" کا ورد کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں ہزار سال کی عبادت درج فرمادیتا ہے، ہزار برس کے گناہ معاف فرمادیتا ہے اور وہ اپنی قبر سے اس حالت میں باہر آئے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح منور ہوگا۔ نیز وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں صدیقین میں شمار ہوگا۔ (نزہۃ المجالس ج ۱ ص ۱۸۹ مطبوعہ المکتب الثقافی قاہرہ مصر)

اعلیٰ حضرت سرکار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ؎

گرچہ ہیں بے حد قصور تم ہو عفو و غفور
بخش دو جرم وخطا تم پہ کروروں درود
ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی
کوئی کمی سرورا تم پہ کروروں درود

جَزَى اللهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ أَهْلُهُ

استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ

وما علینا الا البلاغ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پچیسویں تقریر

شب براءت کی فضیلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّهٖ مِنْ رَّبِّهِ الْوَاحِدِ الصَّمَدِ○ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ مِمَّنْ شَانُهٗ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ○ امابعد

فاعوذ باللہ من الشطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حٰمٓ ﴿۱﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ﴿۲﴾ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ ﴿۳﴾ فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ ﴿۴﴾ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِیْنَ ﴿۵﴾ (الدخان ۱۔۵)

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا كَانَتْ لَیْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَیْلَهَا وَصُوْمُوْا نَهَارَهَا (ابن ماجہ ص۹۹)

صدق اللہ العلی العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم

وہ دیکھو مطلع انوار کتنا خوب صورت ہے
مزار سید ابرار کتنا خوب صورت ہے
وہ دیکر بھیک منگتوں کوکہیں کہ ہو بھلا تیرا
فقیروں سے یہ ان کا پیار کتنا خوب صورت ہے
کسی دن سورۂ واللیل کے آئینے میں دیکھو
نبی کا گیسوئے خمدار کتنا خوب صورت ہے
یہ شب شب براءت ہے رحمت کی رات ہے
بخشش کی آج شام ہے برکت کی رات ہے

معزز سامعین اہل سنت! کچھ کہنے اور سننے سنانے سے پہلے ہم تمامی غلامان مصطفی عقیدت ومحبت کے ساتھ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے نبی الحرمین، امام القبلتین ،سید الثقلین ،محبوب رب المشرقین و المغربین ، جد الحسن والحسین ، سراج السالکین ، بدر الصالحین یعنی اس رسول کائنات کی بارگاہ میں صلاۃ وسلام کا ہدیہ پیش کرنے کی سعادت ابدی حاصل کریں جن کے اوصاف وکمالات لامتناہی بلکہ خدا کے بعد کل خوبی اور بزرگی کی جامع شخصیت آپ ہی ہیں۔

سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ؎

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

اور استاذ زمن علامہ حسن رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں ؎

وصف کیا لکھے کوئی اس مہبط انوار کا
مہر ومہ میں جلوہ ہے جس چاند سے رخسار کا
عرش اعظم پر پھریرا ہے شہ ابرار کا
بجتا ہے کونین میں ڈنکا میرے سرکا

اور سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ؎

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

تو آیئے اسی صاحب کمال، پیکر حسن و جمال نبی کریم ﷺ کی بارگاہ مقدس میں درود شریف کا ورد کریں پڑھئے بلند آواز سے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْحَبِیْبِ الْعَالِی الْقَدْرِ الْعَظِیْمِ الْجَاهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ

معزز سامعین کرام! رجب ورمضان ان دومہینوں کے بیچ میں ایک عظیم ومبارک مہینہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قلب وجگر کی طہارت ،فکر وشعور کی پاکیزگی اور دل ودماغ کو روشن ومنور اور دامن میں خیر کثیر جمع کرنے کے لیے مسلمانوں کوعطا فرمایا ہے جسے شعبان المعظم کہا جاتا ہے۔اس مبارک مہینے کی بہت ساری فضیلتیں اور برکتیں آپ سماعت کر چکے ہیں۔اس مقدس

مہینے میں بڑے بڑے اور اہم امور کا فیصلہ ہوتا ہے، ایک شعبان سے لیکر دوسرے شعبان تک ہونے والے تمام کاموں کا فیصلہ بھی اسی ماہ میں ہوتا ہے اور وہ تمام امور فرشتوں کے حوالے کردئے جاتے ہیں۔ پیدا ہونے والے کا نام، مرنے والوں کا نام، نکاح کرنے والوں کا نام، کسے کتنا رزق دیا جائے ان تمام باتوں کا فیصلہ اسی بابرکت مہینے میں ہوتا ہے۔

سب سے بڑی فضیلت

حضرات محترم! شعبان المعظم کی بے شمار فضیلتوں میں سے سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ اس ماہ کی پندرہویں تاریخ کو ایک ایسی رات ہے جسے برکتوں کی رات کہتے ہیں، رحمتوں کی رات کہتے ہیں، بخشش کی رات کہتے ہیں، نجات کی رات کہتے ہیں یعنی شب برات کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

حٰمٓ ۚ﴿۱﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۙ﴿۲﴾ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ﴿۳﴾
فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۙ﴿۴﴾ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۚ﴿۵﴾ (الدخان ۱۔۵)

ترجمہ: قسم اس روشن کتاب کی، بے شک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا، بے شک ہم ڈرسنانے والے ہیں۔ اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام، ہمارے پاس کے حکم سے بے شک ہم بھیجنے والے ہیں۔ (کنز الایمان)

شب براءت کیا ہے؟

شب براءت یہ وہ رات ہے جس میں برکتیں نازل ہوتی ہیں، یہ وہ رات ہے جس میں اہم امور کا فیصلہ بارگاہ رب العزت سے ہوتا ہے، یہ وہ رات ہے جس میں انسان کی تقدیر کا فیصلہ ہوتا ہے، یہ وہ رات ہے جس میں قسمت جگائی جاتی ہے، یہ وہی رات ہے جس میں اعمال سنوارے جاتے ہیں، یہ وہ رات ہے جس میں رحمت کے خزانے لٹائے جاتے ہیں، یہ وہ رات ہے جس میں نصیبہ چمکایا جاتا ہے، یہ وہ رات ہے جس میں رحمت کی صدائیں آتی ہیں، یہ وہ رات ہے جس میں خدا اپنے بندوں کی طرف اپنی خاص رحمتوں اور تجلیوں کے ساتھ نظر کرم فرماتا ہے، یہ وہ رات ہے جس میں عام بخشش کا اعلان ہوتا ہے، یہ وہ رات ہے جس میں

قرآن کی تلاوت کرکے دلوں کا زنگ دور کیا جاتا ہے، ہاں ہاں! یہ وہ رات جس میں ذکر و عبادت کے ذریعہ رب قدیر کی بارگاہ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے ارے یہ وہی رات ہے جس کا ایک ایک لمحہ نور ونکہت میں اور بارش نور ورحمت میں ڈوبا ہوا ہے ؎

زندگی حسن لٹاتی ہی چلی آج کی رات
صدقۂ نور سے کتنی بھلی ہے آج کی رات
آج کی رات بہاروں کو ملی رعنائی
کھل اٹھی پاک مرادوں کی کلی آج کی رات

اور

اس شب کی فضیلت قرآن میں اللہ نے ہے خود فرمایا
یہ رات مقدس ہے جس میں مقبول عبادت ہے

بھلائی کے دروازے کھول دِیے جاتے ہیں

عَنْ عَائِشَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ يَفْتَحُ اللهُ الْخَيْرَ فِيْ اَرْبَعِ لَيَالٍ لَيْلَةِ الْاَضْحٰى وَالْفِطْرِ وَلَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ يُنْسَخُ فِيْهَا الْآجَالُ وَالْاَرْزَاقُ وَيُكْتَبُ فِيْهَا الْحَاجُّ وَفِيْ لَيْلَةِ عَرَفَةَ اِلَى الْاَذَانِ۔

(درمنثور ج ۱۳ ص ۲۵۵ مطبوعہ مرکز ہجر للبحوث الاسلامیہ)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ چار راتوں میں خیر وبھلائیاں کھول دیتا ہے (۱) بقرعید کی رات، (۲) عید الفطر کی رات، (۳) پندرہویں شعبان کی رات یعنی شب برات میں۔ جس میں موت و رزق کا فیصلہ کیا جاتا ہے، اس میں اس بات کا بھی فیصلہ کیا جاتا ہے جو اس سال حج کرے گا اور (۴) عرفہ کی رات یعنی نویں ذی الحجہ کی رات۔ (ان چار راتوں میں اللہ رب العزت بھلائیوں کے دروازے اپنے بندوں کے لیے کھول دیتا ہے۔

وضاحت

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ شب براءت ان مبارک راتوں میں سے ایک ہے

جس میں اللہ رب العزت خیر و بھلائی اور نیکیوں کے دروازے کھول دیتا ہے تا کہ اس کے گنہگار بندے رب کی رحمت و مغفرت کے خزانے حاصل کر سکیں اور بھلائیوں کو اپنے دامن میں سمیٹ کر اپنی دنیا و عقبیٰ کو سنوار سکیں۔

رجسٹر فرشتے کے حوالے

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ إِذَا كَانَ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ دُفِعَ إِلٰى مَلَكِ الْمَوْتِ صَحِيْفَةٌ فَيُقَالُ اِقْبِضْ مَنْ فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ فَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَغْرِسُ الْغِرَاسَ وَيَنْكِحُ الْأَزْوَاجَ وَيَبْنِي الْبُنْيَانَ وَإِنَّ اِسْمَهُ قَدْ نُسِخَ فِي الْمَوْتٰى۔

(درمنثور ج ۱۳ ص ۲۵۵)

ترجمہ: حضرت عطا ابن یسار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ جب پندرہویں شعبان کی رات ہوتی ہے تو ملک الموت کو ایک صحیفہ (رجسٹر) میں درج ہے اس کی جان قبض کر لے۔ ایک آدمی بستر لگا تا ہے، عورتوں سے شادی کرتا ہے، عمارتیں بناتا ہے جبکہ اس کا نام مردوں میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ تُقْضَى الْأَقْضِيَةُ كُلُّهَا لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَتُسَلَّمُ أَرْبَابَهَا لَيْلَةَ السَّابِعِ وَالْعِشْرِيْنَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ۔

(روح البیان ج ۲۵ ص ۱۵۶، معالم التنزیل ج ۴ ص ۷۴)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ پندرہویں شعبان کی رات کو معاملات کے فیصلے فرماتا ہے اور ستائیس رمضان یعنی شب قدر میں ان فیصلوں کو ان کے اصحاب کے سپرد کر دیتا ہے۔

رحمت و بخشش کی رات

شب براءت کی ایک عظیم خصوصیت و فضیلت یہ ہے کہ جیسے ہی یہ رات اپنی تمام تر جلوہ سامانیوں کے ساتھ اپنی بے شمار برکتوں کے ساتھ رونق افروز ہوتی ہے تو رب کی جانب سے رحمتوں کا نزول ہونے لگتا ہے، بخشش و مغفرت کا اعلان عام ہونے لگتا ہے۔ چنانچہ

میرے آقا کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: إِنَّ اللهَ يَرْحَمُ أُمَّتِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ بِعَدَدِ شَعْرِ أَغْنَامِ بَنِيْ كَلْبٍ۔ (حاشیۃ الصاوی ج ۳ ص ۴۵۹)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اس رات میں میری امت پر قبیلہء بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُّ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَخَرَجْتُ أَطْلُبُهُ فَإِذَا هُوَ بِالْبَقِيْعِ رَافِعٌ رَاسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ أَكُنْتِ تَخَافِيْنَ أَنْ يَّحِيْفَ اللهُ عَلَيْكِ وَرَسُوْلُهُ؟ قَالَتْ قَدْ قُلْتُ وَمَا بِيْ ذٰلِكَ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُ أَنْ أَتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ فَقَالَ إِنَّ اللهَ تَعَالٰى يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ۔

(ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۳۸۹، ترمذی حدیث نمبر ۷۳۹، غنیۃ الطالبین ج ۱ ص ۱۹۱، مسند احمد ج ۶ ص ۲۳۸، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۴۳۸، تفسیر قرطبی ج ۱۶ ص ۱۲۷)

ترجمہ: ام المؤمنین، زوجہء سید المرسلین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو گم پایا (یعنی اس رات میں نے حضور کو اپنے بستر پر نہیں پایا) میں سرکار کی تلاش میں باہر نکلی تو میں نے دیکھا کہ حضور جنت البقیع قبرستان میں تشریف فرما ہیں۔ جب حضور ﷺ کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا اے عائشہ کیا تم کو اس بات کا خطرہ تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر ظلم کریں گے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرا گمان یہ نہیں تھا بلکہ میں نے یہ گمان کیا تھا کہ شاید آپ اپنی دوسری ازواج کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا بے شک اللہ عزوجل پندرہویں شعبان کی رات (شب برات میں) آسمان دنیا کی طرف (اپنی شان کے مطابق) نازل ہوتا ہے اور قبیلہء بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ لوگوں کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

وضاحت

اس حدیث پاک سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔ (۱) شب برات بہت عظمت و فضیلت والی اور مخصوص رات ہے۔ (۲) معلوم ہوا کہ مبارک راتوں میں قبروں کی زیارت کر نا مومنین

کے لیے دعائے مغفرت کرنا یہ ہمارے پیارے آقا ﷺ کی سنت ہے اور یہی وجہ ہے کہ پوری دنیائے سنیت میں مسلمان شب برات میں اپنے آقا ﷺ کی اس مبارک سنت پر عمل کرتے ہوئے قبرستان جاتے ہیں قبروں کی زیارت کرتے ہیں اور تمام سنی مرحومین کے لیے مغفرت و بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ (۳) اس رات میں اتنے گنہگاروں کی بخشش کردی جاتی ہے کہ اس کا شمار نہیں کیا جا سکتا ہے۔

صدائے رحمت

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانَ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَيْلَهَا وَصُوْمُوْا نَهَارَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ يَنْزِلُ فِيْهَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلٰى سَمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ اَلَا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَهُ اَلَا مُسْتَرْزِقٌ فَاَرْزُقَهُ اَلَا مِنْ مُبْتَلًى فَاُعَافِيَهِ اَلَا كَذَا اَلَا كَذَا حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ۔

(ابن ماجہ ص ۹۹ حدیث نمبر ۱۳۸۸ باب ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان، شعب الایمان حدیث نمبر ۳۸۲۲)

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب، حل المشکلات والنوائب، شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا: جب پندرہویں شعبان کی رات ہو تو اس رات میں قیام کرو، نفلی نمازیں پڑھو اور اس کے دن میں روزہ رکھو۔ کیونکہ اللہ سبحانہ اس رات میں آفتاب ڈوبنے سے آسمان دنیا کی طرف نازل ہوتا ہے اور فرماتا ہے سنو کوئی بخشش طلب کرنے والا ہے جسے میں بخش دوں؟ کوئی رزق اور روزی کا طلبگار ہے جسے میں رزق عطا کروں؟ کوئی مصیبت میں پھنسا ہوا ہے جس کو میں مصیبت اور بلا سے چھٹکارا دوں؟ سنو کوئی ہے فلاں حاجت والا، فلاں ضرورت والا؟ یہاں تک کہ صبح صادق نمودار ہو جاتی ہے۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے رہرو منزل ہی نہیں

وضاحت

معلوم ہوا کہ شب برات اتنی عظیم اور مبارک رات ہے کہ جس میں خود اللہ رب العزت

اپنی رحمت و کرم کے ساتھ اپنے بندوں کی طرف تجلی فرماتا ہے اور اپنے گنہگار بندوں کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے بندے اس رات میں اپنے معبود سے جو مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ہر حاجت و ضرورت کو پوری فرما دیتا ہے۔ اس لیے میرے بزرگو اور دوستو! اس رات میں اللہ کی عبادت و بندگی کریں، اپنی حاجتیں اور ضرورتیں اس کی بارگاہ میں پیش کریں، خوب رو رو کر اپنے گناہوں سے توبہ و استغفار کریں اور دعائیں مانگیں اور پندرہ شعبان کے دن میں روزہ رکھیں۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِذَا كَانَ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ يَنْزِلُ فِيْهَا اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا نَادٰى مُنَادٍ هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَهُ هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَاُعْطِيَهُ فَلَا يَسْاَلُ اَحَدٌ اِلَّا اُعْطِيَ اِلَّا زَانِيَةٌ بِفَرْجِهَا اَوْ مُشْرِكٌ۔

(درمنثور ج ۵ ص ۷۴۲، کنز العمال ج ۱۲ ص ۱۴۰، شعب الایمان ج ۳ ص ۳۸۳ حدیث نمبر ۳۸۳۶)

ترجمہ: حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب پندرہویں شعبان کی رات آتی ہے یعنی شب برات تو ایک منادی ندا کرتا ہے، ایک آواز دینے والا آواز دیتا ہے کہ کوئی بخشش طلب کرنے والا ہے کہ میں اسے بخش دوں، کوئی سائل ہے کہ میں اس کا سوال پورا کردوں، اس کی مرادیں پوری کردوں۔ اللہ تعالیٰ ہر سائل اور منگتے کے دامن کو مرادوں سے بھر دیتا ہے مگر فاحشہ (رنڈی) اور شرک کرنے والا یعنی اللہ کے سوا کسی اور جھوٹے معبود مثلا بت پتھر درخت اور ندی پہاڑ وغیرہ کی عبادت کرنے والے کو اس رات میں بھی اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرماتا ہے۔

آزادی کی رات

شب برات کی ایک خاص فضیلت یہ ہے کہ اس رات میں اللہ جل شانہ اپنے حبیب لبیب ﷺ کی امت کے بے شمار گنہگاروں کو جہنم سے آزاد فرما دیتا ہے۔

حضرت کعب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَبْعَثُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ جِبْرِيْلَ عليه السلام اِلٰى

الْجَنَّةِ فَيَأْمُرُهُ اَنْ تَتَزَيَّنَ وَيَقُولُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَدْ اَعْتَقَ فِيْ لَيْلَتِكَ هٰذِهٖ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَاءِ ،وَ عَدَدَ اَيَّامِ الدُّنْيَا وَلَيَالِيْهَا وَ عَدَدَ وَرَقِ الشَّجَرِ وَزِنَةِ الْجِبَالِ وَعَدَدِ الرِّمَالِ۔ (لطائف المعارف لابن رجب حنبل ص ۳۲۸،ماذا فی شعبان ص ۸۷)

ترجمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت جبریل علیہ السلام کو پندرہویں شعبان کی رات یعنی شب براءت میں جنت میں بھیجتا ہے جب حضرت جبریل علیہ السلام اللہ عزوجل کے حکم سے جنت میں جاتے ہیں تو جنت کو آراستہ ہونے کا حکم دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس رات میں آسمان کے ستاروں کی تعداد، دنیا کے دن ورات کی تعداد، درختوں کی تعداد ، پہاڑوں کے وزن اور ریت کی تعداد کے برابر آزادی عطا فرماتا ہے۔

اور حدیث پاک میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِيْ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ سَاجِدًا يَدْعُوْ فَيَنْزِلُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَعْتَقَ مِنَ النَّارِ اللَّيْلَةِ بِشَفَاعَتِكَ ثُلُثَ اُمَّتِكَ فَزَادَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الدُّعَا فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَ يَقُوْلُ اَعْتَقْتُ نِصْفَ اُمَّتِكَ مِنَ النَّارِ فَزَادَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الدُّعَاءِ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ وَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ اَعْتَقَ جَمِيْعَ اُمَّتِكَ مِنَ النَّارِ اِلَّا مَنْ كَانَ لَهُ خَصْمٌ حَتّٰی يَرْضٰی خَصْمُهُ فَزَادَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الدُّعَاءِ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ عِنْدَ الصُّبْحِ وَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ ضَمِنَ لِخُصَمَاءِ اُمَّتِكَ اَنْ يُرْضِيَهُمْ بِفَضْلِهٖ وَرَحْمَتِهٖ فَرَضِيَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ (روح البیان ج ۸ ص ۴۴۹)

ترجمہ: ام المؤمنین زوجہء سید المرسلین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پندرہویں شعبان کی رات میں نے نبی اقدس ﷺ کو دیکھا کہ حضور سجدے میں ہیں اور دعائیں کررہے ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آج رات آپ کی شفاعت سے آپ کی ایک تہائی امت کو جہنم سے آزاد فرمادیا ہے۔ نبی کریم ﷺ اور دعا کرنے لگے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام پھر حاضر دربار اقدس ہوئے اور خدا کا پیغام سناتے ہوئے عرض کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور اللہ عزوجل نے آپ کی آدھی امت کو دوزخ سے آزاد فرمادیا ہے۔ ابھی اللہ کے رسول

ﷺ نے دعا بند نہیں کی بلکہ پہلے سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنے لگے۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام خدا کا حکم لیکر بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے اور بولے یا رسول اللہ ﷺ بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کی تمام امت کو آزاد فرمادیا ہے۔ سوائے اس کے جس کا کسی سے جھگڑا ہوا اور آپس میں دشمنی ہو یہاں تک کہ وہ راضی ہوجائے اور آپس میں صلح کرلیں۔ جب پیغام خداوندی حضور اقدس ﷺ نے سنا پھر بھی آپ کے دل کو قرار نہیں ملا کیونکہ اب بھی حضور کی امت کے وہ لوگ بخشش سے محروم ہیں جن کے بیچ جھگڑا ہے۔ اس لیے حضور ﷺ دعا میں مصروف ہوگئے۔ صبح تک حضور دعا کرتے رہے اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سرکار اقدس کی بارگاہ میں حاضر ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اس بات کی ضمانت لے لی ہے کہ آپ کی امت کے وہ لوگ جن کے بیچ جھگڑا ہوا اور ناراضگی ہوا نہیں اپنے فضل ورحمت سے راضی اور صلح کرادے گا۔ یہ پیغام سن کر حضور شفیع المذنبین ﷺ خوش ہوئے۔

اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے ہیں ؎

غمزدوں کو رضا مژدہ دیجئے کہ ہیں — بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی ﷺ

جَزَی اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهٗ

وماعلینا الا البلاغ

چھبیسویں تقریر

شب براءت عبادت وبندگی کی رات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ○ مُقَدِّرِ الْاُمُوْرِ كَمَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ○ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالْاَسْرَارِ○ وَاَطْيَبُ الصَّلٰوةِ وَاَعْطَرِ السَّلَامِ عَلَى النَّبِيِّ الَّذِيْ بُعِثَ بِالتَّبْشِيْرِ وَالْاِنْذَارِ○ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الْمُتَّقِيْنَ اَقْطَابِ الْاَقْطَارِ ○ اما بعد

فاعوذ باللہ من الشطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حٰمٓ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ۔

(الدخان ۱۔۵)

ترجمہ: قسم اس روشن کتاب کی، بے شک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا، بے شک ہم ڈر سنانے والے ہیں۔اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام، ہمارے پاس کے حکم سے بے شک ہم بھیجنے والے ہیں۔(کنزالایمان)

کرم جو آپ کا اے سید ابرار ہوجائے — تو ہر بدکار بندہ دم میں نیکو کار ہوجائے
جو سر رکھ دے تمہارے قدموں پہ سردار ہوجائے — جو تم سے سرکوئی پھیرے ذلیل وخوار ہوجائے
جو ہوجائے تمہارا اس پہ حق کا پیار ہوجائے — بنے اللہ والا جو تیرا یار ہوجائے
تمہارے فیض سے لاٹھی مثال شمع روشن ہو — جو تم لکڑی کو چاہو تیز تلوار ہو جائے

(مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ)

حضرات محترم! شعبان المعظم کا پیارا اور بابرکت مہینہ ہے،شب براءت کی فضیلت و برکت آپ سماعت فرما چکے ہیں۔آج میں شب براءت کی عبادت و بندگی کی فضائل وبرکات پر روشنی ڈالوں گا تاکہ مسلمان اس رات کو عبادت و بندگی سے آباد کرکے اپنے رب کو راضی

اور خوش کرنے میں کامیاب ہوجائے۔آیئے اس سے پہلے ایک بار نافع علت، دافع کربت، مالک جنت، سرور عالی مقام، رہبر جملہ امام، مظہر ذات السلام، پیکر حسن تمام حضور پرنور جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں درود وسلام کا ہدیہ پیش کریں اور پڑھیں باآواز بلند:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ صَلٰوةً دَائِمَةً بِدَوَامِ مُلْكِ اللّٰهِ۔

سامعین کرام! ایک سال بعد جو رات اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے ہم خوش نصیب سنی مسلمانوں کو ملی ہے یعنی شب برات یہ بہت ہی بابرکت اور مبارک رات ہے۔اس رات کی عبادت و بندگی، تلاوت قرآن اور دیگر اذکار و وظائف کی بڑی فضیلت و برکت ہے۔اس لیے اس رات کی اہمیت وفضیلت اور رفعت وعظمت کے پیش نظر ہمیں اس رات میں اللہ تعالیٰ کی خوب عبادت و بندگی کرنی چاہیے، کثرت کے ساتھ قیام، رکوع اور سجدوں سے اس رات کو آباد کرکے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشی حاصل کرنی چاہیے۔آپ سماعت فرما چکے ہیں کہ پیارے آقا ﷺ نے اس رات کی عبادت کے بارے میں فرمایا:

اِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَيْلَهَا۔ یعنی جب شب براءت پاؤ تو اس شب میں قیام کا اہتمام کرو یعنی نفل نمازیں پڑھو۔

حضور ﷺ کا معمول

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ شب براءت میں جب حضور اقدس ﷺ مدینہ منورہ کی قبرستان جنت البقیع میں اپنی امت کے مومن مرد وعورت کی بخشش و مغفرت کی دعا سے فارغ ہوئے تو میرے حجرہ میں حضور تشریف لائے، پھر اپنے کپڑے اتار دئے اور مجھ سے فرمایا:

يَا عَائِشَةُ اَتَاْذَنِيْنَ لِيْ فِي الْقِيَامِ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ بِاَبِيْ وَاُمِّيْ۔ فَقَامَ فَسَجَدَ لَيْلًا طَوِيْلًا حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ قَدْ قُبِضَ فَقُمْتُ اَلْتَمِسُهٗ وَوَضَعْتُ يَدِيْ عَلٰى بَاطِنِ قَدَمَيْهِ تَتَحَرَّكُ وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ فِيْ سُجُوْدِهٖ "اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ

وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجْهُكَ لَآ اُحْصِيْ ثَنَآءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ ،فَلَمَّا اَصْبَحَ ذَكَرْتُهُنَّ لَهٗ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ تَعَلَّمْتِيْهِنَّ ؟ فَقُلْتُ نَعَمْ ! فَقَالَ تَعَلَّمِيْهِنَّ وَعَلِّمِيْهِنَّ .فَاِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَّمَنِيْهِنَّ وَاَمَرَنِيْ اُرَدِّدُهُنَّ فِي السُّجُوْدِ. (درمنثور ج ۵ ص ۷۴۱)

ترجمہ: اے عائشہ! کیا تو اس مبارک رات میں مجھے اجازت دیتی ہے کہ اپنے رب کی عبادت کروں؟ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ ضرور اپنے رب کی عبادت وبندگی کریں۔ پھر سرکار دو عالم ﷺ نے ایک طویل (لمبا) سجدہ کیا، یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ کہیں سرکار کی روح قبض تو نہیں ہوگئی؟ اتنا لمبا سجدہ حضور نے کیا۔ تو میں حضور کو چھو کر جائزہ لینے لگی اور میں نے اپنا ہاتھ حضور کے قدموں کے تلووں پر رکھ دیا تو حضور ﷺ کے جسم میں حرکت محسوس کی۔ تب جا کر مجھے خوشی ہوئی۔ اور اسی وقت میں نے سنا کہ حضور سجدے میں یہ دعا کر رہے تھے:

اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجْهُكَ لَآ اُحْصِيْ ثَنَآءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ"

یعنی: اے اللہ! میں تیری معافی کے ساتھ تیری سزا سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور تیری رضا کے ساتھ تیری ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں۔ اور تیری پناہ چاہتا ہوں تیرے عذاب سے۔ تیری ذات بڑی عظمت والی ہے۔ میں تیری ویسی تعریف وثنا تو نہیں کر سکتا جیسی تو نے خود اپنی تعریف وثنا کی ہے۔ پھر جب صبح ہوئی تو میں نے اس دعا کا حضور اقدس ﷺ سے ذکر کیا تو فرمایا: اے عائشہ! ان کو سیکھ لو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ۔ اس لیے کہ مجھے یہ دعا جبریل علیہ السلام نے بتائے ہیں اور مجھے اشارہ دیا ہے کہ سجدے میں یہ بار بار کروں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کا شب براءت میں اللہ رب العزت کی عبادت وبندگی اور دعاؤں کا عالم یہ تھا کہ:

فَمَا زَالَ ﷺ قَائِمًا وَّ قَاعِدًا حَتّٰى اَصْبَحَ وَقَدْ اِصْعَدَتْ قَدَمَاهُ وَاَنَا اَغْمِزُهَا وَاَقُوْلُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اَلَيْسَ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ اَلَيْسَ اَلَيْسَ؟

یعنی صبح تک حضور ﷺ نماز میں کھڑے ہوتے اور بیٹھتے یہاں تک آپ کے مبارک پاؤں سوج گئے۔ میں حضور ﷺ کے پاؤں کو دباتی ہوئی عرض کرنے لگی میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب امت کے اگلے پچھلے گناہ معاف نہیں فرمادئے؟ کیا ایسا نہیں ہے کیا ایسا نہیں ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا: يَا عَائِشَةُ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا؟ اے عائشہ کیا میں عبادت کر کے اپنے رب کا شکر گذار بندہ نہ بنوں؟

(غنیۃ الطالبین ج ۱ ص ۱۹۰)

سبحان اللہ! میرے آقا کریم ﷺ جو تمام گناہوں سے پاک وصاف ہیں بلکہ آپ کے صدقہ وطفیل آپ کے اگلوں اور پچھلوں کی بھی مغفرت کر دی گئی ہے آپ کی شب براءت میں شب بیداری اور عبادت وبندگی کا عالم یہ ہے کہ پوری رات صبح تک اللہ کی عبادت کرتے، بندگی کرتے۔ کبھی قیام میں تو کبھی قعود میں اور کبھی سجدے میں۔ اس طرح حضور ﷺ خداوند قدوس کی عبادت وبندگی شب براءت میں کیا کرتے تھے۔ اور اس طرح اپنے رب کا شکر گذاری کرتے۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ عبادت وبندگی کرنا، تلاوت ودعا کرنا اور شب بیداری کرنا یہ شکر گذار بندوں کی پہچان اور نشانی ہے۔

جنت واجب

نبی اکرم، نور مجسم، سید عرب وعجم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اَحْيَا اللَّيَالِيَ الْخَمْسَ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ لَيْلَةَ التَّرْوِيَةِ وَلَيْلَةَ عَرَفَةَ وَلَيْلَةَ النَّحْرِ وَلَيْلَةَ الْفِطْرِ وَلَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ. (روح البیان ج ۸ ص ۴۴۸)

ترجمہ: جو پانچ راتوں میں جاگ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت وبندگی کرے اور اس کے ذکر میں ان راتوں کو گذار دے تو اس کے لیے جنت واجب ہے۔ (۱) عرفہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ کی رات (۲) ترویہ یعنی نویں ذی الحجہ کی رات (۳) دسویں ذی الحجہ کی رات (۴) عید الفطر کی رات (۵) اور پندرہ شعبان کی رات یعنی شب براءت۔

وضاحت

جن پانچ راتوں میں اللہ تعالیٰ کو عبادت وبندگی بیحد پسند ہے اور جن راتوں میں عبادت

کرنے کے سبب جنت واجب ہوجاتی ہے ان میں سے ایک رات شب براءت ہے۔تو معلوم یہ ہوا کہ جو انسان صاحب ایمان شب براءت میں خلوص دل کے ساتھ اللہ جل مجدہ کی عبادت و بندگی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا حقدار بنادے گا۔جو جتنی عبادت کرے گا اس پر اتنا ہی زیادہ انعام واکرام اور رحمت کی بارشوں کا نزول ہوگا۔

کتنی رکعات پڑھی جائے

حضرات ! آپ احادیث مبارکہ کی روشنی میں سماعت کر چکے ہیں شب براءت میں عبادت و بندگی اور شب بیداری کی بڑی فضیلت ہے۔اب آیئے ہم آپ کو احادیث اور بزرگوں کے فرمان و معمولات کی روشنی میں نفلی عبادت اور نمازوں کی رکعتوں کی تعداد فضیلت کے ساتھ بتاتے ہیں۔اس سے پہلے ایک بار درود شریف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کریں۔

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما ۔نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما

سو رکعت نفل نماز

علامہ اسمٰعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احیاء العلوم کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں:
شب براءت میں سو رکعت نفل نماز دو دو رکعت کر کے اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔اور ہر دو رکعت پر سلام پھیر دے۔یا نہیں تو دس رکعت اس ترکیب سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سو بار سورہ اخلاص پڑھے۔(روح البیان ج ۸ ص ۴۴۷)

فضیلت سو رکعت

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰى فِيْهَا مِائَةَ رَكْعَةٍ اَرْسَلَ اللهُ تَعَالٰى اِلَيْهِ مِأَةَ مَلَكٍ ثَلاَثُوْنَ يُبَشِّرُوْنَهُ بِالْجَنَّةِ وَ ثَلاَثُوْنَ يُؤَمِّنُوْنَهُ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَثَلاَثُوْنَ يَدْفَعُوْنَ عَنْهُ آفَاتِ الدُّنْيَا وَعَشَرَةٌ يَدْفَعُوْنَ عَنْهُ مَكَائِدَ الشَّيْطٰنِ۔ (حاشیۃ الصاوی ج ۳ ص ۳۵۹،

روح البیان ج ۸ ص ۴۴۷،تفسیر کبیر ج ۲۷ ص ۲۳۹)

ترجمہ: جو شب براءت میں سو رکعت پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف سو فرشتوں کو بھیجتا ہے۔تیس فرشتے اس شخص کو جنت کی خوش خبری دیتے ہیں، تیس اسے دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھتے ہیں، تیس اس سے دنیاوی آفتوں اور بلاؤں کو دور کرتے ہیں اور دس فرشتے اس سے شیطان کے مکر و فریب کو دور کرتے رہتے ہیں۔

حضرات گرامی ! اس مبارک حدیث سے **معلوم** ہوا کہ جو مسلمان شب براءت میں اللہ رب العزت کی رضا کے لیے نفل نمازیں پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیاوی اور اخروی عذابوں اور آفتوں سے محفوظ فرمائے گا اور بعد مرنے کے اس کو جنت کا حقدار بنادے گا۔

کرم ہی کرم

حضرت علی شیر خدا،مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی ! شعبان کی پندرہویں رات (شب براءت) میں جو سو رکعت نفل نماز اس ترتیب سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار اور قل ھو اللہ احد گیارہ بار،تو اے علی ! جو بندۂ مومن یہ نماز اس ترتیب سے پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی ہر وہ ضرورت پوری فرمادے گا جو وہ اللہ تعالیٰ سے اس رات میں طلب کرے گا۔

وَيَبْعَثُ اللهُ سَبْعِيْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يَكْتُبُوْنَ لَهُ الْحَسَنَاتِ وَيَمْحُوْنَ عَنْهُ السَّيِّئَاتِ وَيَرْفَعُوْنَ لَهُ الدَّرَجَاتِ اِلَى رَأْسِ السَّنَةِ وَيَبْعَثُ اللهُ فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ سَبْعِيْنَ اَلْفَ مَلَكٍ وَسَبْعَمِأَةِ اَلْفٍ ۔يَبْنُوْنَ لَهُ الْمَدَائِنَ وَالْقُصُوْرَ وَيَغْرِسُوْنَ لَهُ الْاَشْجَارَ مَالاَ عَيْنٌ رَأَتْ وَلاَ اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلاَ خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ الْمَخْلُوْقِيْنَ ۔وَاِنْ مَاتَ مِنْ لَيْلَتِهِ قَبْلَ اَنْ يَّحُوْلَ الْحَوْلُ مَاتَ شَهِيْدًا ۔وَيُعْطِيْهِ اللهُ بِكُلِّ حَرْفٍ مِنْ قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ فِي لَيْلَتِهِ سَبْعِيْنَ حُوْرَآءَ۔ (روح البیان ج ۸ ص ۴۴۸)

ترجمہ: اور اللہ رب العزت ستر ہزار فرشتے اس کی طرف بھیجے گا جو اس کے لیے نیکیاں لکھیں گے اور کی خطائیں مٹائیں گے اور سال بھر اس کے درجات بلند کرتے رہیں گے۔ اور جنات عدن میں سات لاکھ ستر ہزار فرشتے اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے حکم سے شہر اور محلات

تعمیر کریں گے اور اس کے لیے ایسے درخت لگائیں گے جنھیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا، نہ کان نے سنا ہوگا اور نہ کسی مخلوق کے ذہن ودماغ میں ان کا خیال تک گذرا ہوگا۔ اور اگر سال گذرنے سے پہلے اسی رات میں اس کا انتقال ہوجائے تو شہادت کی موت پاکر دنیا سے جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ سورہ اخلاص کے ہر حرف کے بدلے ستر حوریں عطا فرمائے گا۔

اللہ اکبر! شب براءت کی صرف ایک رات کی عبادت وبندگی کی اتنی بڑی فضیلت و عظمت ہے کہ اللہ رب العزت اس رات میں عبادت وبندگی کرنے والوں پر انعام واکرام کی اتنی بارش فرماتا ہے کہ اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا ہے، اس بارش رحمت میں گنہگاروں کے گناہوں کے تمام میل کچیل دھل جاتے ہیں، دلوں کی کدورتیں ختم ہوجاتی ہیں اور دنیا و آخرت کی کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ ان کے لیے جنت کے باغوں میں پیڑ لگائے جاتے ہیں، جنت کے مخصوص درجہ جنت عدن میں سونے اور چاندی کے خوبصورت محل اور شہر تعمیر کردیے جاتے ہیں۔ جب نفلی عبادت کی اتنی بڑی فضیلت ہے تو ذرا سوچیے پانچوں وقت کی فرض نمازوں کی فضیلت کا عالم کیا ہوگا۔

تین ہزار دوسونوے حوریں

سامعین کرام! ابھی آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ شب براءت میں سو رکعت نفل نماز پڑھنے والے کو آخرت میں جن نعمتوں سے نوازے گا ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ سورہ اخلاص کے ہر حرف کے بدلے ستر حوریں عطا فرمائے گا۔ اور سورہ اخلاص میں کل سینتالیس حرف ہیں۔ اگر سینتالیس کو ستر میں ضرب دیں گے تو تین ہزار دوسونوے ہوں گے۔ یعنی جو کوئی اس رات میں اس کیفیت کے ساتھ سو رکعت نفل نماز پڑھے گا جس کا ذکر حدیث میں ہے تو اللہ عزوجل اپنے کرم سے اس بندے کو تین ہزار دوسونوے جنتی حوریں عطا فرمائے گا۔ سبحان اللہ۔ سرکار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ؎

وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا
ہم مفلس کیا مول چکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے

رحمت کی ستر نظر

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: شب براءت میں سو رکعت نفل نماز پڑھی جائے اور ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص۔ یعنی ہر رکعت میں دس، دس بار فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پڑھی جائے۔ اس نماز کو صلاۃ الخیر کہتے ہیں۔

فضیلت: اس نماز کی فضیلت کے بارے میں حضرت امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے تیس سے زیادہ صحابہ کرام نے یہ حدیث بیان فرمایا ہے کہ:

مَنْ صَلّٰى هٰذِهِ الصَّلٰوةَ فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ نَظَرَ اللهُ اِلَيْهِ سَبْعِيْنَ نَظْرَةً وَقَضٰى لَهٗ بِكُلِّ نَظْرَةٍ سَبْعِيْنَ حَاجَةً اَدْنَاهَا الْمَغْفِرَةُ۔

(غنیۃ الطالبین ج۱ ص۲۰۸، روح البیان ج۸ ص۴۴۸)

ترجمہ: جو شخص شب براءت میں یہ نماز پڑھے گا اللہ رب العزت اس کی جانب ستر بار نظر رحمت فرمائے گا اور ہر نظر کے بدلے اس کی ستر حاجتیں اور ضرورتیں پوری فرمائے گا جن میں ادنیٰ حاجت مغفرت ہے۔

محترم حضرات! روایتوں میں آیا ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ رحمت کی نظر سے دیکھ لے اللہ تعالیٰ اسے عذاب میں مبتلا نہیں فرمائے گا۔ اب معلوم ہوا کہ شب براءت میں سو رکعت نفل نماز پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ بخش بھی دے گا اور اسے عذاب سے محفوظ بھی فرمادے گا۔ اور ایک گنہگار کے لیے اس کے گناہوں کی مغفرت اور بخشش سے بڑھ کر اور اس پر رحمت الٰہی کے نزول سے عظیم تر کوئی اور انعام واکرام نہیں ہوسکتا ہے اور وہ انعام اس رات میں یعنی شب براءت میں حاصل ہوتا ہے۔

دو رکعت نفل نماز کا اجر

برادران ملت اسلامیہ! عام رات ہو یا کوئی مخصوص رات اگر بندۂ مومن خلوص دل سے خشوع وخضوع کے ساتھ رب کی عبادت وبندگی کرتا ہے تو اللہ رب العزت اسی عبادت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرماتا ہے اگرچہ دو ہی رکعت کیوں نہ ہو۔ کیونکہ دو رکعت جو اخلاص کے ساتھ

پڑھی گئی ایسی ہزاروں رکعات سے بہتر ہے جس میں خلوص نہ ہو۔ اس لیے اس مبارک رات میں اگر آپ زیادہ نفل نماز نہیں پڑھ سکتے ہیں تو کم سے کم میرے بھائی دو رکعت خلوص نیت سے ضرور پڑھ لیجئے۔

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا: مَنْ صَلّٰی سَجْدَتَیْنِ لَا یَسْهُوْ فِیْهِمَا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

(مسند احمد ج ۵ ص ۱۹۴، معارف الانعام وفضل الشھور والایام للامام یوسف بن حسن بن عبد الہادی المقدسی ص ۱۳۶)

جس نے دو رکعت نماز اس شان سے پڑھی کہ ان میں ذرا بھی غفلت وکوتاہی نہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام پچھلے گناہ معاف فرمادے گا۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

مانگ لو مانگ لو چشم تر مانگ لو — درد دل اور حسن نظر مانگ لو
کملی والے کی نگری میں گھر مانگ لو — مانگنے کا مزہ آج کی رات ہے

شب براءت دعا کی رات

حضرات محترم! شب براءت کی خصوصیتوں میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ دعا قبول فرماتا ہے، انسان اس مبارک رات میں اپنے مولیٰ سے جو بھی جائز مقصد اور حاجتیں پیش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو مقصد میں کامیابی عطا فرماتا ہے اور اس کی حاجت کو پوری فرماتا ہے اس لیے رات میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا اور دعا کرنا چاہیے۔

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ راتیں ہیں کہ ان میں دعا رد نہیں کی جاتی (بلکہ ان راتوں میں جو دعا بھی مانگی جاتی ہے اسے قبول کرلیا جاتا ہے) رجب کی پہلی رات، شعبان کی پندرہویں رات یعنی شب براءت، جمعہ کی رات، عیدالفطر کی رات اور بقرعید کی رات یعنی دسویں ذالحجہ کی رات۔ (ان راتوں میں اللہ عزوجل بندے کی دعا قبول فرماتا ہے۔

(جامع صغیر حدیث نمبر ۳۹۵۲، مصنف عبدالرزاق ج ۴ ص ۳۱۷)

شب براءت اور زیارت قبور

حضرات محترم! شب براءت میں قبروں کی زیارت کرنا حضور رحمت عالم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے جیسا کہ آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی حدیث پاک میں سماعت کیا کہ حضور ﷺ شب براءت میں جنت البقیع قبرستان تشریف لے گئے اور اپنی امت کی مغفرت کی دعا کی۔ اسی لیے آج مسلمان شب براءت میں قبروں کی زیارت کرتے ہیں۔ شب براءت ہو یا اور کوئی رات قبروں کی زیارت منع نہیں اور نہ شرک وبدعت۔ بلکہ اس کے بے شمار فائدے ہیں جنہیں آقا کریم ﷺ اور محدثین کرام نے بیان فرمایا ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ۔ (مشکوٰۃ ص ۱۵۴، ابن ماجہ ص ۱۱۲)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا، اب قبروں کی زیارت کرو اس لیے کہ وہ دنیا سے بے رغبت کرتی ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهٗ

وما علینا الا البلاغ

ستائیسویں تقریر

شب براءت میں محروم رہنے والے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ مَنَّ عَلَیْنَا بِجَزِیْلِ النِّعَمْ ○ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ سَیِّدِ الْعَرَبِ وَ الْعَجَمْ ○ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ مَصَابِیْحِ الظُّلَمْ ○ امابعد

فاعوذ باللہ من الشطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَرَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ ط (القصص ۶۸)

ترجمہ: تیرارب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور ان میں سے جسے چاہتا انتخاب فرمالیتا ہے۔(کنزالایمان)

قابل دید ہے رحمت کا شباب آج کی رات — چشم مشتاق ہے بیگانۂ خواب آج کی رات
کل کہیں وادیٔ غفلت میں نہ پھر کھو جانا — تم کو لوگو ہے اگر خوفِ حساب آج کی رات
ہو کے مایوس کرم سر نہ اٹھانا اپنا — تیرے ہر سجدے کا آئے گا جواب آج کی رات
کہیں ارواح شہیدانِ گزشتہ تو نہیں — اڑ رہے ہیں بڑے رنگین سحاب آج کی رات
حمد کے بعد مناسب ہے چلے نعت کا دور — کیجئے گنبد خضرا سے خطاب آج کی رات
میں گلستان یقیں میں ہوں نوا سنج کمال — مہک اٹھے ہیں امیدوں کے گلاب آج کی رات

(کمال جائسی)

سامعین کرام! آیت کریمہ کی روشنی میں کچھ عرض کرنے سے قبل خداوند قدوس کے اس نبی آخر الزماں ﷺ کی بارگاہ ناز میں درود شریف کا نذرانۂ محبت پیش کریں جو محمد مصطفی بھی ہیں، احمد مجتبیٰ بھی ہیں، ماحی کفر و جفا بھی ہیں، حاشر مخلوق خدا بھی ہیں، نقیب بزم انبیا بھی ہیں، کعبہ کے بدرالدجیٰ بھی ہیں، طیبہ کے شمس الضحیٰ بھی ہیں، شافع روز جزا بھی ہیں، دافع جملہ بلا بھی ہیں، جان ودل اصفیا بھی ہیں اور نیر فاران وفا بھی ہیں۔ پڑھیے بلند آواز سے:

اللھم صل علی سیدنا مولانا محمد معدن الجود و الکرم و بارك وسلم
صلاۃ وسلاما علیك یارسول اللہ

برادران ملت اسلامیہ! ہم میں سے ہر شخص یہ بہت اچھی طرح جانتا ہے کہ جو مبارک مہینہ ہماری نگاہوں کے سامنے چاند و تارے کی طرح جگمگا رہا ہے وہ شعبان المعظم کا مہینہ ہے جس کی عظمت وفضیلت اور اہمیت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ اس ماہ کی فضیلت عظمت آپ حضرات احادیث کی روشنی میں سماعت فرما چکے ہیں۔ اس ماہ کی اہمیت کا اندازہ تو صرف اس کے نام ہی سے لگ جاتا ہے کہ کتنی برکت والا مہینہ ہے۔

شعبان کی وجہ تسمیہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّمَا سُمِّیَ شَعْبَانُ لِاَنَّہٗ یَتَشَعَّبُ فِیْہِ خَیْرٌ کَثِیْرٌ لِلصَّائِمِ فِیْہِ حَتّٰی یَدْخُلَ الْجَنَّۃَ۔ (کنزالعمال ج۱۲ ص۱۴۰)

ترجمہ: شعبان کا نام شعبان اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس مہینے میں روزہ داروں کے لیے بہت بھلائیاں اور بے شمار نیکیاں تقسیم کی جاتی ہیں یہاں تک کہ وہ (نیکیاں کرکے) جنت میں داخل ہوجاتا ہے۔

اللہ جل شانہ نے بے شمار مخلوق پیدا فرمایا ہے مگر تمام مخلوق برابر نہیں ان میں سے اللہ نے بعض کا انتخاب فرمالیا ہے، انہیں چن لیا ہے اور بعض مخلوق پر انہیں فضیلت عطا فرمائی ہے چاہے وہ انسان ہو یا فرشتہ، مہینہ ہو یا سال، دن ہو یا رات۔

اسی لیے تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: وَرَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ (القصص ۶۸)

ترجمہ: تیرارب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور ان میں سے جسے چاہتا انتخاب فرمالیتا ہے۔(کنزالایمان)

بیس منتخب چیزیں

اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم نور مجسم

ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدِ اخْتَارَ مِنَ الْاَیَّامِ اَرْبَعَۃً وَّمِنَ الشُّھُوْرِ اَرْبَعَۃً وَّمِنَ النِّسَاءِ اَرْبَعَۃً وَّ اَرْبَعَۃً یَّسْبِقُوْنَ اِلَی الْجَنَّۃِ وَ اَرْبَعَۃً اِشْتَاقَتْ اِلَیْھِمُ الْجَنَّۃُ۔
(تنبیہ الغافلین ص ۱۹۰)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے دنوں میں چار دن، مہینوں میں چار مہینے اور عورتوں میں چار عورتوں کو چن لیا ہے۔ اور چار لوگ جنت کی طرف سب سے پہلے جائیں گے اور چار لوگوں کا جنت مشتاق ہوگی۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ سال کے تین سو پینسٹھ دن اور راتیں ہیں مگر تمام دن اور رات خیر و برکت کے اعتبار سے برابر نہیں ہیں ان میں کچھ دن اور رات ایسے ہیں جو خیر و برکت کے اعتبار سے باقی دنوں اور راتوں سے زیادہ افضل و بہتر ہیں۔ ان مخصوص دن اور راتوں میں سے ایک رات پندرہویں شعبان کی رات یعنی شب براءت ہے۔ جو بہت ہی بابرکت اور رحمت والی رات ہے۔ اس رات کی فضیلت آپ سماعت کر چکے ہیں میں آج آپ کے سامنے یہ بتاؤں گا کہ شب برات وہ رات ہے جس میں گنہگاروں کی مغفرت اور بخشش کر دی جاتی ہے ان پر رحمت کی نظر کی جاتی ہے مگر کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اس مبارک رات میں مغفرت و رحمت اور کرم کی نظروں سے محروم رہتے ہیں اور وہ اپنی بدنصیبی یا کم نصیبی کے سبب اپنے دامن میں اس رات کی برکتیں اور رب عزوجل کی رحمتیں جمع کرنے سے محروم رہتے ہیں۔ آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو رہا ہوگا کہ آخر وہ کون لوگ ہیں جو اس رات میں بھی محروم رہتے ہیں؟ تو غور سے سنئے اور عبرت حاصل کیجئے اور اپنے آپ کو ان گناہوں سے بچائیے جن کی وجہ سے اس رات میں انسان محروم رہ جاتا ہے۔

سعادت سے محروم رہنے والوں کی فہرست

مجرموں کی نشاندہی کرتے ہوئے رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ لِجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ فِیْ تِلْکَ اللَّیْلَۃِ اِلَّا الْکَاھِنَ وَ السَّاحِرَ وَ مُدْمِنَ الْخَمْرِ وَ عَاقَّ وَ الِدَیْہِ وَ الْمُصِرَّ عَلَی الزِّنَا۔ (تفسیر صاوی ج ۳ ص ۴۵۹)

یعنی بے شک اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس رات میں تمام مسلمانوں کی مغفرت اور بخشش فرما دیتا ہے سوائے کاہن یعنی جیوتشی جو بھوشوانی کرتا ہے، جادوگر، شراب کے عادی، ماں باپ کے نافرمان اولاد اور زنا جیسے گھناؤنے گناہ پر اڑے رہنے والے کے۔ (ان لوگوں کی مغفرت اور بخشش اس رات میں بھی نہیں ہوتی۔)

وضاحت: اس حدیث پاک میں پانچ گنہگاروں اور مجرموں کی نشاندہی فرما دی گئی جو اس رات میں محروم رہتے ہیں۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

وَلِلّٰہِ فِیْھَا عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ بِعَدَدِ شُعُوْرِ غَنَمِ بَنِیْ کَلْبٍ لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ فِیْھَا اِلٰی مُشْرِکٍ وَلَا مُشَاحِنٍ وَلَا اِلٰی قَاطِعِ رَحِمٍ وَلَا اِلٰی مُسْبِلٍ وَلَا اِلٰی عَاقٍّ لِوَالِدَیْہِ وَلَا اِلٰی مُدْمِنِ خَمْرٍ۔ (کنز العمال ج ۱۲ ص ۱۴۱، ترغیب و ترھیب ج ۲ ص ۱۱۸)

یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس رات میں بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر لوگ جہنم سے آزاد ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اس رات میں مشرک کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا ہے، بغض و عداوت رکھنے والا، رشتہ کاٹنے والا، تکبر سے کپڑے لٹکانے والا، والدین کے نافرمان اور شرابی کی طرف بھی نظر نہیں فرماتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَۃَ الْخُشَنِیِّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِذَا کَانَ لَیْلَۃُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ اِطَّلَعَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی خَلْقِہٖ فَیَغْفِرُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ یُمْلِیْ لِلْکَافِرِیْنَ وَ یَدَعُ اَھْلَ الْحِقْدِ بِحِقْدِھِمْ حَتّٰی یَدَعُوْہُ۔ (در منثور ج ۵ ص ۴۰۷، شعب الایمان ج ۱ ص ۲۱)

ترجمہ: حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ رب العزت پندرہویں شعبان کو یعنی شب براءت میں اپنی مخلوق کی طرف نگاہ کرم فرماتا ہے۔ مومنوں کو بخش دیتا ہے اور کافروں کو مہلت دیتا ہے اور کینہ رکھنے والوں کو ان کے کینہ کے ساتھ چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے کینہ کو چھوڑ دے۔

ان احادیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ شب براءت بہت ہی عظمت و برکت والی رات ہے جس میں اللہ تعالیٰ رحمت و مغفرت کے دروازے کھول دیتا ہے اور اپنے بندوں پر بخشش کی بارشیں نازل فرماتا ہے۔ مگر کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اس رات محروم رہ جاتے ہیں۔ ان احادیث

میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دس طرح کے لوگ اور مجرم ایسے ہیں جن کی مغفرت اور بخشش نہیں ہوتی۔

(۱) مشرک

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی انسان یا کسی چیز کو شریک ماننے والا مشرک کہلاتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے لیے ماننا چاہیے وہی بات اللہ کے سوا کسی اور کے لیے ماننا شرک ہے، بت کو پوجنا، پتھر، درخت، ندی، دریا، پہاڑ، سورج، چاند اور کسی دیوی دیوتا کو ماننا یہ شرک ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا مشرک ہے اللہ تعالیٰ شرک کرنے والے کو کسی بھی حال میں معاف نہیں فرماتا۔ شرک کرنے والا ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنم کی آگ میں جلے گا کبھی بھی اس سے چھٹکارا نہیں پائے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

(۱) اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ (النساء ۴۸)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرماتا اور بخش دیتا ہے اس کے علاوہ گناہوں کو۔

(۲) وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا (النساء ۱۶)

ترجمہ: اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے وہ دور کی گمراہی میں پڑا۔

(۳) فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (البقرہ ۲۲)

ترجمہ: تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ اور تم جانتے ہو۔

(۴) وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ فَتُلْقٰی فِیْ جَھَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا۔
(بنی اسرائیل ۳۹)

ترجمہ: اور اے سننے والے اللہ کے ساتھ دوسرا خدا نہ ٹھہرا کہ تو جہنم میں پھینکا جائے گا طعنہ پاتا، دھکے کھاتا ہوا۔

مگر آج کچھ لوگوں کا حال یہ ہے کہ زبان سے اسلامی کلمہ پڑھتے ہیں، مسلمان کہلاتے ہیں مگر کوئی مصیبت آجائے، کسی بیماری میں مبتلا ہوجائے اور جلدی ٹھیک نہ ہو، یا اولاد نہ ہو تو اس کے لیے بتوں کے نام منت مانتے ہیں، بتوں کے پاس جاکر منتیں مانگتے ہیں، لڈو چڑھاتے ہیں، کبوتر اور بکرا ذبح کرتے ہیں۔ اے عزیزو! یہ باتیں شرک وکفر ہیں اپنی مشرکانہ اور

کافرانہ حرکتوں اور گناہ عظیم سے اپنے ایمان وعقیدے کی حفاظت کرو کسی بھی حال میں ان مورتیوں اور بتوں کے پاس نہ جاؤ تاکہ تمہارا ایمان محفوظ رہے اور ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنم کی آگ میں جلنے سے بچ جاؤ۔ ارے مسلمان کی شان تو یہ ہے کہ ہر حال میں اللہ پر بھروسہ رکھیں، بتوں سے مدد نہ مانگیں، ان کے قریب نہ جائیں، جان چلی جائے پسند کریں، قتل ہوجانا گوارہ کریں مگر اللہ کے ساتھ کسی بت وغیرہ کو شریک نہ ٹھہرائیں۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّاِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اگرچہ تو قتل کردیا جائے یا آگ میں جلادیا جائے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۸)

ذرا یاد کرو اس خاتون کی ایمانی زندگی کو جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت پر ان کا دین قبول کرلیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا نبی مان لیا اور بتوں اور فرعون کو خدا نہ مان کر اللہ تعالیٰ کو اپنا خدا مانا تو فرعون نے اس خاتون پر ظلم وزیادتی کی حد کردی، دھوپ میں لٹا کر گرم پتھر اس کے بدن پر رکھوایا اور لوہے کی کیلیں اس کے بدن گڑوادیا تاکہ وہ ایمان چھوڑ دیں مگر خدا کی توحید کے جام نے اسے مست کردیا تھا کہ جان دینا گوارا کیا دین اسلام اور اللہ عزوجل کو اپنا خدا ماننے سے انکار نہیں کیا۔ اور جانتے ہو یہ خاتون کون تھی یہ فرعون کی بیوی حضرت آسیہ بنت مزاحم تھی۔ جس کے بارے میں سرکار نے فرمایا آسیہ بنت مزاحم دنیا میں ان چار خاتون سے میں سے ایک ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے تمام عورتوں پر فضیلت بخشی ہے۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کون نہیں جانتا ہے کہ جب انہوں نے اسلام قبول کرلیا کہ تو طرح طرح کی اذیتیں آپ کو دی گئیں، گرم گرم پتھروں پر لٹایا جاتا تھا، گلے میں رسی باندھ کر گھسیٹا جاتا تھا تاکہ اسلام سے پھر جائیں اور پہلے کی طرح شرک میں مبتلا ہوجائیں مگر توحید کے جام کا نشہ ایسا چڑھا تھا کہ جان کی پرواہ کیے بغیر حق پر جمے رہے اور زبان سے یہ صدا بلند کرتے تھے

حلق پر تیغ رہے سینے پہ جلاد رہے
لب پر تیرا نام رہے دل میں تیری یاد رہے

تین بڑے گناہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: اَیُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰہِ؟ قَالَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰہِ نِدًّا وَّھُوَ خَلَقَکَ قُلْتُ اِنَّ ذٰلِکَ لَعَظِیْمٌ۔ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ وَاَنْ تَقْتُلَ وَلَدَکَ تَخَافُ اَنْ یَّطْعَمَ مَعَکَ۔ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ اَنْ تُزَانِیَ حَلِیْلَۃَ جَارِکَ۔ (بخاری ج۲ ص ۶۴۳)

ترجمہ: یارسول اللہ اللہ کے نزدیک کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کے لیے شریک ٹھہرانا جبکہ اس نے تمہیں پیدا کیا (یعنی جس نے پیدا کیا اسی خالق و مالک حقیقی کے ساتھ شرک کرنا) میں نے عرض کیا بے شک ضرور یہ بڑا گناہ ہے۔ یارسول اللہ اس کے بعد کون گناہ سب سے بڑا ہے؟ فرمایا اولاد کو کھلانے کے ڈر سے قتل کر دینا۔ میں نے دریافت کیا پھر کون سا گناہ بڑا ہے؟ فرمایا اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا یہ بدترین گناہ ہے۔

معلوم ہوا کہ شرک ایسا گناہ عظیم ہے کہ اللہ تعالیٰ شب براءت جیسی مبارک رات میں بھی معاف نہیں فرماتا اور اس کے سوا جتنے گناہ ہیں اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتا ہے اگر بندہ سچے دل سے توبہ کرلیں۔

شرک سے بچنے کا اجر

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ لَقِیَ اللّٰہَ لَا یَعْدِلُ بِہٖ شَیْئًا فِی الدُّنْیَا ثُمَّ کَانَ عَلَیْہِ مِثْلَ جِبَالٍ ذُنُوْبٌ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ۔ (مشکوٰۃ ص ۲۰۶)

ترجمہ: جو اس حال میں دنیا سے جائے کہ وہ دنیا میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا اگرچہ اس پر پہاڑ کے برابر گناہوں کا بوجھ ہو۔

(۲) کینہ رکھنے والا

جو اپنے مومن بھائی سے کینہ رکھتا ہے شب براءت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت سے وہ بھی محروم ہوجاتا ہے۔ اسی لیے میرے آقا کریم ﷺ نے اس گناہ سے (جس کے

کرنے والے کو اللہ شب براءت جیسی مبارک رات میں معاف نہیں فرماتا اور اپنی رحمت اس پر نازل فرماتا ہے) بڑی سختی سے منع فرمایا۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ تُعْرَضُ اَعْمَالُ النَّاسِ فِیْ کُلِّ جُمُعَۃٍ مَرَّتَیْنِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الْخَمِیْسِ فَیُغْفَرُ لِکُلِّ عَبْدٍ مُّؤْمِنٍ اِلَّا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اَخِیْہِ شَحْنَاءُ فَیُقَالُ اُتْرُکُوْا ھٰذَیْنِ حَتّٰی یَفِیْئَا۔ (مسلم ج۲ ص ۳۱۷)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر ہفتہ میں دو بار پیر اور جمعرات کے دن لوگوں کے اعمال نامے پیش کیے جاتے ہیں۔ ہر بندے کی مغفرت ہوتی ہے مگر ان دو شخصوں کی مغفرت نہیں فرماتا جو آپس میں ایک دوسرے سے کینہ اور عداوت و دشمنی رکھتے ہیں۔ ان کے متعلق فیصلہ فرماتا ہے کہ انہیں چھوڑ دو یہاں تک کہ بغض وعداوت اور کینہ سے باز آجائیں۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ لَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا وَلَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَّھْجُرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ۔

(مسلم ج۲ ص ۳۱۵ بخاری ج۲ ص ۸۹۶)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپس میں ایک دوسرے سے بغض وعداوت نہ رکھو، نہ ایک دوسرے سے حسد کرو اور نہ پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کی برائی کرو اور اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بن کر رہو۔ اور کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دنوں تک چھوڑے رکھے یعنی تین دن سے زیادہ بات چیت اور ملنا جلنا سلام وکلام بند کیے رہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَا بُنَیَّ اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تُصْبِحَ تُمْسِیَ لَیْسَ فِیْ قَلْبِکَ غِشٌّ لِاَحَدٍ فَافْعَلْ۔ ثُمَّ قَالَ یَا بُنَیَّ وَذٰلِکَ مِنْ سُنَّتِیْ وَمَنْ اَحْیَا سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحْیَانِیْ وَمَنْ اَحْیَانِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ۔ (ترمذی ج۲ ص ۹۶)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیٹے! اگر صبح وشام اس حال میں کرسکو کہ تمہارے دل میں کسی کے لیے کینہ نہ ہو تو ایسا کرو۔ پھر آپ نے فرمایا ایسا کرنا یعنی بغیر کسی سے کینہ رکھے صبح وشام کرنا میری سنت میں سے

ہے توجس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھے خوش کر دیا اور جس نے مجھے خوش کر دیا وہ قیامت میں میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

درود شریف: اللھم صل علیٰ سیدنا مولانا محمد معدن الجود والکرم و بارك وسلم صلاۃ وسلاما علیك یارسول اللہ

(۳) رشتہ توڑنے والا

تیسرا شخص جس کی مغفرت اور بخشش شب براءت میں نہیں ہوتی ہے وہ ہے رشتہ توڑنے والا شخص۔ رشتہ توڑنا اور معمولی سی بات پر رشتہ داروں سے رشتہ ختم کر لینا یہ ایسا گناہ ہے کہ ایسے شخص کی طرف بھی شب براءت جیسی فضیلت والی رات میں عنایت ورحمت کی نظر نہیں کی جاتی ہے۔ حدیث پاک میں رشتہ توڑنے سے سخت منع کیا گیا ہے اور رشتہ توڑنے والے کے حق میں بڑی وعیدیں آئی ہیں۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعُ رَحِمٍ۔ (بخاری ج ۲ ص ۸۸۵، مسلم ج ۲ ص ۳۱۵)

ترجمہ: رشتہ توڑنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

رحمت نہیں اترتی

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَوْفٰی قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ لَا تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ عَلٰی قَوْمٍ فِیْھِمْ قَاطِعُ رَحِمٍ۔ (مشکوٰۃ ص ۴۲۰)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ان لوگوں پر رحمت الٰہی نازل نہیں ہوتی جن میں قاطع رحم یعنی رشتہ توڑنے والا شخص ہوتا ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر جمعرات کو جمعہ کی رات انسان کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں، جو شخص رشتہ داروں سے تعلق توڑنے والا ہو اس کا عمل قبول نہیں ہوتا۔

اس لیے میرے بزرگو اور دوستو! اگر آپ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو شب براءت جیسی رات میں مغفرت ونجات کا پروانہ عطا فرمائے اور آپ کی طرف اس کی رحمت کی نظر ہو تو رشتہ توڑنے کی بجائے رشتہ جوڑیے اور دنیا وآخرت کی کامیابی حاصل کیجئے۔

رزق وعمر میں برکت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یُّبْسَطَ لَهٗ فِیْ رِزْقِهٖ وَاَنْ یُّنْسَاَ لَهٗ فِیْ اَثَرِهٖ فَلْیَصِلْ رَحِمَهٗ۔
(بخاری ج ۲ ص ۸۸۵)

ترجمہ: جو اس بات سے خوش ہونا چاہے کہ اس کے رزق میں کشادگی اور برکت ہو اور اس کی عمر میں برکت ہو تو چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے (یعنی رشتہ جوڑے)

حکایت: حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا گیا کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا نے کھا لیا تو آپ نے بھیڑیا کو بلایا اور فرمایا'' کیا تم نے میرے نور نظر اور لخت جگر کو کھایا ہے؟ تو اس بھیڑیا نے کہا حضور! میں نے ایسا نہیں کیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس بھیڑیا سے فرمایا تو پھر تم کہاں سے آئے ہو اور کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے جواب دیا میں سرزمین مصر سے آیا ہوں اور سرزمین جرجان کا ارادہ ہے۔ آپ نے فرمایا تیرا وہاں جانے کا کیا مقصد ہے؟ اس نے کہا آپ سے پہلے انبیائے کرام علیہم السلام کو فرماتے سنا ہے کہ:

مَنْ زَارَ رَحِیْمًا اَوْ قَرِیْبًا کَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِکُلِّ خُطْوَةٍ اَلْفَ اَلْفِ حَسَنَةٍ وَحَطَّ عَنْهُ اَلْفَ اَلْفِ سَیِّئَةٍ وَیَرْفَعُ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ دَرَجَةٍ۔

یعنی جو شخص دوست یا قریبی رشتہ دار سے ملنے جاتا ہے تو اللہ رب العزت اس کے ہر قدم کے بدلے ہزار ہا ہزار نیکیاں لکھ دیتا ہے اور ہزار ہا ہزار خطائیں معاف کر دیتا ہے اور ہزار ہا ہزار درجے بلند کر دیتا ہے۔ (درمنثور ج ۱۲ ص ۲۰۸)

(۴) کپڑا لٹکا کر چلنے والا

رفیقان گرامی! چوتھا گنہگار جو شب براءت میں بخشش ورحمت سے محروم رہ جاتا ہے وہ

شخص ہے جو تکبر سے ٹخنہ سے نیچے کپڑا لٹکا کر گھسیٹتے ہوئے چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو بھی اس رات میں معاف نہیں فرماتا۔ جیسا کہ خود سرور کائنات ﷺ نے فرمایا: ولا الیٰ مسبل۔ یعنی اس شخص کی طرف بھی رحمت کی نظر نہیں فرماتا جو کپڑا گھسیٹتے ہوئے اور ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر چلتا ہے۔ ایسی چال تکبر کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر وغرور کو قطعی پسند نہیں فرماتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ ﷺ قَالَ لَا یَنْظُرُ اللہُ تَعَالٰی اِلٰی مَنْ جَرَّ ثَوْبَہٗ خُیَلَاءَ۔ (مسلم ج۲ ص۱۹۴، ترمذی ج۱ ص۳۰۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف رحمت کی نظر نہیں فرماتا جو تکبر کی نیت سے کپڑا لٹکائے۔

اسی طرح ایک حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا یَنْظُرُ اللہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِلٰی مَنْ جَرَّ اِزَارَہٗ بَطَرًا۔ (مشکوٰۃ ص ۳۷۳)

ترجمہ: اللہ رب العزت قیامت کے دن اس شخص کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا جو تہبند تکبر سے لٹکاتا ہے۔

آج کچھ نوجوانوں کا حال یہ ہے کہ ٹخنوں سے کپڑا مثلاً پتلون، پینٹ اور جینس پینٹ گھسیٹتے ہوئے اس انداز میں اتراتے ہوئے، پیروں سے روندتے چلتے ہیں کہ لگتا ہے کہ وہ اپنے کپڑوں سے زمین صاف کرتے ہیں۔

زمین میں دھنسا دیا گیا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ بَیْنَمَا رَجُلٌ یَجُرُّ اِزَارَہٗ مِنَ الْخُیَلَاءِ خُسِفَ بِہٖ فَھُوَ یَتَجَلْجَلُ فِی الْاَرْضِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ (مشکوٰۃ ص ۳۷۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص تکبر کے ساتھ تہبند لٹکا کر چل رہا تھا تو اسے زمین میں دھنسا دیا گیا اور قیامت تک زمین میں دھنستا ہی رہے گا۔

اوندھے منہ جہنم میں

اللہ اکبر! میرے بھائیو! یہ انجام ہے اس شخص کا جو تکبر کے ساتھ کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر چلتا ہے۔ اس لیے تکبر سے بچیئے اور اپنا انجام بہتر بنائیے۔ تکبر کو اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں پسند فرماتا۔ بلکہ اس کا انجام جہنم ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِنْ کِبْرٍ کَبَّہُ اللہُ عَلٰی وَجْھِہٖ فِی النَّارِ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج۹ ص۸۹، مسند احمد ج۱۱ ص۹۸۵)

ترجمہ: جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر غرور ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تکبر اور غرور سے محفوظ رکھے اور رحمت وجنت کا حقدار بنائے۔ آمین

(۵) ماں باپ کا نافرمان

اور پانچواں شخص جو شب براءت میں محروم رہ جاتا ہے اور جس کی طرف رحمت کی نظر نہیں ہوتی وہ ہے ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا شخص۔ اللہ تعالیٰ اس کو بھی اس رات میں معاف نہیں فرماتا ہے اور نہ اس کی طرف نظر رحمت فرماتا ہے۔ جیسا کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا" وَلَا اِلٰی عَاقٍ لِوَالِدَیْہِ۔ یعنی ماں باپ کے نافرمان بھی رحمت کی نظر سے محروم رہ جاتے ہیں۔

والدین کی نافرمانی گناہ کبیرہ ہے

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا:

اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ قُلْنَا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللہِ قَالَ اَلْاِشْرَاکُ بِاللہِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَشَھَادَۃُ الزُّوْرِ۔ (بخاری ج۱ ص۳۶۲، بخاری ج۲ ص۸۸۴)

ترجمہ: بڑے گناہوں میں سب سے بڑے کبیرہ گناہ کے بارے میں تمہیں نہ بتا

دوں؟ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ضرور بتائیں۔ رسول پاک صاحب لولاک ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا جائے اور والدین کی نافرمانی اور جھوٹی گواہی۔

ماں کے قدموں میں جنت ہے

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ اَنَّ جَاهِمَةَ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ اَرَدْتُّ اَنْ اَغْزُوَ وَ قَدْ جِئْتُ اَسْتَشِيْرُكَ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ اُمٍّ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَالْزِمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا۔ (مشکوٰۃ ص ۴۲۱)

ترجمہ: حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے والد حضرت جاہمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے اللہ کے رسول! میں نے جہاد میں شرکت کا ارادہ کیا ہے اور آپ کی خدمت میں مشورہ کے لیے حاضر آیا ہوں۔ تو سرکار نے فرمایا تیری ماں زندہ ہیں؟ انہوں نے عرض کیا ہاں! تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ان کی خدمت میں رہ کیونکہ جنت ان کے قدموں کے پاس ہے۔

اس ماں کا ہم سے احترام کیا ہوگا
اس ماں کی گود سے بڑھ کر اور کوئی مقام کیا ہوگا
جس ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے
سوچو اس کے سر کا مقام کیا ہوگا

باپ جنت کا دروازہ ہے

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَاِنْ شِئْتَ فَحَافِظْ عَلَى الْبَابِ اَوْ ضَيِّعْ۔ (مشکوٰۃ ص ۴۲۱)

ترجمہ: والد جنت کے سب دروازوں میں سب سے افضل دروازہ ہے اگر تو چاہے تو اس کی حفاظت کر، چاہے تو برباد کردے۔

امیر المؤمنین فی الحدیث محدث کبیر شہزادۂ حضور صدر الشریعہ حضرت علامہ محمد ضیاء

المصطفیٰ قادری دامت برکاتہم القدسیہ اس حدیث پاک کی تشریح میں فرماتے ہیں: اگر تم چاہتے ہو کہ جنت کا افضل ترین دروازہ تمہیں ملے تو اسی وقت ملے گا کہ باپ کو راضی کرو، باپ کی خوشنودی حاصل کرو۔ اور اگر چاہتے ہو کہ جنت کا دروازہ تمہارے حق میں ضائع اور برباد ہو جائے تو اس کی نافرمانی کرو۔ مطلب یہ ہوا کہ جیسا سلوک چاہو اپنے باپ کے ساتھ کرو مگر اس کا انجام وہی ہوگا جو تم نے سنا۔

والدین کی نافرمانی کی سزا دنیا میں ہی مل جاتی ہے

تو حضرات گرامی! یہ ہے والدین کا مقام و مرتبہ کہ باپ جنت کے بیچ کا دروازہ ہے تو ماں ایسی ہستی جس کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔ تو جو اولاد والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے گی، فرماں برداری کرے گی تو اس کے لیے مغفرت ہے، رحمت ہے، برکت ہے اور جنت ہے۔ اور جو اولاد نافرمانی کرے گی اس کے لیے نہ مغفرت ہے نہ رحمت ہے، نہ برکت ہے، نہ جنت ہے بلکہ اس کے لیے جہنم کا کھلا دروازہ اور بھیانک عذاب ہے۔ بلکہ حدیث میں تو یہاں تک کہ آیا ہے نافرمان اولاد کو ماں باپ کی نافرمانی کی سزا مرنے سے پہلے اسی دنیا میں دیدی جاتی ہے۔

چنانچہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

كُلُّ الذُّنُوْبِ يَغْفِرُ اللهُ مِنْهَا مَاشَاءَ اِلاَّ عُقُوْقَ الْوَالِدَيْنِ فَاِنَّهُ يُعَجِّلُ لِصَاحِبِهِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا قَبْلَ الْمَمَاتِ۔ (مشکوٰۃ ص ۴۲۱)

ترجمہ: تمام گناہوں میں جس گناہ کو چاہے اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے سوائے والدین کی نافرمانی کے۔ کیونکہ ماں باپ کی نافرمانی ایسا گناہ ہے جس کی سزا موت سے پہلے اسی دنیا میں نافرمان اولاد کو مل جاتی ہے۔

جو بچہ چھوڑ آتا ہے ماں کے دامن کا چمن   زندگی اس کے لیے پھر بیابان رہتی ہے

(۶) شراب کا رسیا

جن مجرموں کی طرف رحمت کی نگاہ نہیں کی جاتی اور جو لوگ شب براءت جیسی عظیم و

بابرکت رات میں محروم رہ جاتے ہیں ان میں سے ایک وہ شخص ہے جو شراب پینے کا عادی ہو، اللہ تعالیٰ اس کی طرف بھی رحم وکرم کی نظر نہیں فرماتا ہے۔ اس لیے شراب پینے والو! شراب پینے سے سچی توبہ کرلو تاکہ تم رب کی نظر رحمت کا حقدار ہو جاؤ اور اپنے اس گناہ سے توبہ کر کے اپنی قسمت جگالو۔

اعلیٰ حضرت سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

شراب حرام اور پیشاب کی طرح ناپاک اور اس کا پینا سخت گناہ کبیرہ اور پینے والا فاسق وفاجر، ناپاک، بے باک، مردود، ملعون، مستحق عذاب شدید وعقاب الیم ہے۔ العیاذ باللہ رب العلمین۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۷۴ نوری دارالاشاعت بریلی شریف)

شرابی جنت میں نہیں جائے گا

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ثَلٰثَةٌ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَ قَاطِعُ الرَّحِمِ وَمُصَدِّقٌ بِالسِّحْرِ وَمَنْ مَاتَ مُدْمِنَ الْخَمْرِ سَقَاهُ اللّٰهُ جَلَّ وَعَلَا مِنْ نَهْرِ الْغُوْطَةِ قِيْلَ وَمَا نَهْرُ الْغُوْطَةِ قَالَ نَهْرٌ يَجْرِيْ مِنْ فُرُوْجِ الْمُوْمِسَاتِ تُؤْذِيْ اَهْلَ النَّارِ رِيْحُ فُرُوْجِهِنَّ۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۷۴، مستدرک ج ۴ ص ۱۶۳)

ترجمہ: تین شخص جنت میں نہ جائیں گے شرابی اور اپنے قریبی رشتہ داروں سے بدسلوکی کرنے والا اور جادو کی تصدیق کرنے والا اس کی باتوں پر اعتماد رکھنے والا۔ اور جو شراب پیے اور بغیر توبہ مرجائے اللہ تعالیٰ اسے خون اور پیپ پلائے گا جو دوزخ میں فاحشہ عورتوں کی بری جگہ سے اس قدر بہے گا کہ ایک نہر ہو جائے گا۔ وہ سخت بدبودار پیپ جو بدکار عورتوں کی فرج سے بہے گی اس شرابی کو پینی پڑے گی۔

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ وَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ لَا يَسْقُوْنَهَا فِيْ حَظِيْرَةِ الْقُدْسِ۔ (درمنثور ج ۵ ص ۵۰۳)

ترجمہ: جو لوگ شراب پیتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام فرمادیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ قدس میں نہ پیئیں گے۔

چالیس دن کی نماز رد

اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ مِنْهُ صَلَاةً اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا فَاِنْ مَاتَ فِي الْاَرْبَعِيْنَ دَخَلَ النَّارَ وَلَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ۔

(درمنثور ج ۵ ص ۵۰۴، مصنف ابن عبدالرزاق ج ۹ ص ۲۳۵)

ترجمہ: جس نے شراب پی اللہ رب العزت چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہیں فرماتا۔ اگر وہ چالیس دنوں کے اندر فوت ہوگیا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔

(۷) کاہن

ساتواں شخص جو شب براءت جیسی مقدس رات میں رحمت وبخشش سے محروم رہ جاتا ہے وہ کاہن ہے جو جھوٹی باتوں کی بھوشوانی کرتا ہے۔ ایسا شخص فاسق وفاجر، بدکردار، شرابی و کبابی اور دھوکہ باز ہے جو اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ وہ غیب کی باتوں کو اور مستقبل میں ہونے والے واقعات وحادثات اور چیزوں کو جانتا ہے تو ایسے شخص کو کاہن کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کی طرف بھی نظر رحمت نہیں فرماتا ہے۔

کاہن جہنم میں

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَاِنَّ الْكَاهِنَ وَالْكَهَانَةَ وَالتَّكَهُّنَ فِي النَّارِ۔

(درمنثور ج ۱۲ ص ۳۸۲، دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۷۵)

ترجمہ: بے شک کاہن، کہانت اور اس کا پیشہ سب دوزخ میں جائیں گے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہانت کے بارے میں پوچھا تو سرکار نے فرمایا:

لَيْسُوْا بِشَيْءٍ۔ کچھ نہیں ہے۔ لوگوں نے عرض کیا حضور! کبھی کبھی ان کی بات صحیح نکلتی ہے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا جنات فرشتوں کی (سچی) بات سن کر وہی ایک بات کاہنوں کے کان میں ڈال دیتا ہے اور وہ اس میں اپنی طرف سے جھوٹ ملا کر لوگوں کو بتاتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بھوشوانی اور کہانت کا پیشہ بھی ناجائز و حرام ہے۔ کیونکہ اس میں جھوٹ بھی ہوتا ہے اور جھوٹ گناہ کبیرہ میں سے ہے اور جہنم میں لیجانے والا گناہ ہے۔ اور اگر کہانت میں کفر کی باتیں ہوں اور شیطان اور بتوں کی مدد سے ہو تو کفر بھی ہے۔ تو پتہ چلا کہ کہانت اور بھوشوانی ایک ایسا ہے گناہ ہے جس کی وجہ سے انسان جہنم میں جانے کا حقدار ہو جاتا ہے اور شب براءت جیسی فضیلت والی اور بخشش والی رات میں بھی اس کی مغفرت نہیں ہوتی۔ کاہن تو کاہن جو شخص کاہن اور بھوشوانی کرنے والے کے پاس جاتا ہے اور اپنا ہاتھ دکھاتا ہے اور اس کی جھوٹی باتوں کو صحیح مانتا ہے وہ بھی گنہگار اور مستحق قہر قہار ہے۔

کاہن کی نماز قبول نہیں ہوتی ہے

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اَتٰى عَرَّافًا فَسَاَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُقْبَلْ لَهُ صَلٰوةُ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً۔

(مشکوٰۃ ص ۳۹۳)

جو شخص بھوشوانی کرنے والے اور غیب کے دعویدار کے پاس جائے اور اس سے کسی بھی چیز کے بارے میں پوچھے تو چالیس دنوں تک اس کی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی۔

اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَمَنْ اَتٰى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ۔

(درمنثور ج ۱ ص ۱۹۴)

ترجمہ: جو کاہن کے پاس آیا پھر اس کی باتوں کو سچ مانا تو اس نے محمد ﷺ پر نازل شدہ کا انکار کیا۔ یعنی قرآن پاک کا انکار کیا اور قرآن کا انکار کفر ہے۔

اللہ اکبر! حضور ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے جو کچھ نازل فرمایا ہے اس پر ایمان لانا ضروری ہے، دل سے ماننا اور تصدیق کرنا ضروری ہے کسی ایک کے انکار سے انسان دولت ایمان سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور کاہن کے پاس جانا اور اسے سچ ماننا ایسا گناہ ہے جیسے کوئی حضور ﷺ پر نازل شدہ باتوں کا انکار کرے تو معلوم ہوا کہ کاہن بلکہ اس کے پاس جانے والے کا ایمان محفوظ نہیں رہتا۔ مگر آج ہمارے معاشرے میں کچھ لوگ ایسے ہیں خاص کر عورتیں جو غیر مسلم پنڈتوں سے ہاتھ دکھاتی ہیں اور اپنی قسمت کے بارے میں ان جھوٹے مکاروں سے پوچھتی ہیں۔ اس لیے میرے بھائیو اس گناہ سے خود بھی باز رہیے اور گھر کی عورتوں کو بھی منع کیجیے۔

توبہ سے محروم

حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ رَجُلٍ يَاْتِيْ كَاهِنًا فَيَسْاَلُهُ اِلَّا حُجِبَتْ مِنْهُ التَّوْبَةُ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فَاِنْ هُوَ اٰمَنَ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ۔ (المعجم الکبیر ج ۲۲ ص ۹۴)

ترجمہ: جو شخص کاہن کے پاس آکر اس سے اپنے مستقبل کے بارے میں پوچھتا ہے تو چالیس راتوں کے لیے اس سے توبہ کی توفیق چھین لی جاتی ہے۔ اور کاہن کی باتوں کو صحیح مانے تو کافر ہو جاتا ہے۔ (اور کافر کا ٹھکانہ جہنم ہے)

(۸) جادوگر

آٹھواں مجرم اور گنہگار جو شب براءت رحمت و برکت والی رات میں محروم رہ جاتے ہیں اور جن کی طرف اللہ تعالیٰ رحمت کی نظر نہیں فرماتا ہے وہ جادوگر ہے۔ جادو یہ حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ اس کا استعمال، سیکھنا اور سکھانا بھی حرام ہے اور جو جادو سیکھتا ہے اور سکھاتا ہے وہ مستحق عذاب نار ہے۔ اگر جادو میں کفر کی باتیں ہوں کفریہ منتر ہوں تو کفر بھی جس سے ایمان ختم ہو جاتا ہے۔ سحر اور جادو شیطانی عمل ہے جس سے میاں بیوی کے مابین، دوست و احباب کے درمیان جدائی ڈالی جاتی ہے اور ایسا کرنا بھی شریعت کی نظر میں حرام ہے۔ تو ایسے شخص کو عام دن تو درکنار شب براءت جیسی مبارک رات میں بھی معاف نہیں کیا جائے گا۔ جیسا کہ آپ

نے حدیث سماعت فرمایا۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو یہاں تک کہ فرمایا ہے کہ جس شخص کا جادو کرنا اس کے اقرار یا گواہی سے ثابت ہوجائے تو اس کو قتل کردیا جائے گا اور اس سے توبہ طلب نہیں کی جائے گی۔ (ردالمحتار ج ۳ ص ۲۹۶ مطبوعہ بیروت)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَنْ اَتٰى كَاهِنًا اَوْ سَاحِرًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ۔ (درمنثور ج ۱ ص ۱۹۴ تفسیر سورہ بقرہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کسی کاہن یا جادوگر کے پاس گیا اور اس کی باتوں کی تصدیق کی تو اس نے اس کا انکار کیا جو محمد ﷺ پر اتارا گیا ہے۔

جادو کرنے والا ہم میں سے نہیں ہے

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ اَوْ تُطُيِّرَ لَهٗ اَوْ تَكَهَّنَ اَوْ تُكُهِّنَ لَهٗ اَوْ سَحَرَ اَوْ سُحِرَ لَهٗ۔

(درمنثور ج ۱ ص ۱۹۴)

ترجمہ: جس نے بدشگونی کی، یا اس کے لیے بری فال پکڑی گئی، خود کہانت کا دھندا کیا یا اس کے لیے کہانت کا عمل کیا گیا یا جادو کیا یا اس کے لیے جادو کیا گیا وہ ہم سے نہیں ہے۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مُؤْمِنٌ بِسِحْرٍ وَلَا دَيُّوْثٌ۔ (مسند الفردوس ج ۵ ص ۱۰۸)

ترجمہ: جادو پر یقین اور ایمان رکھنے والا شخص جنت اور برائی دیکھ کر نہ روکنے والا شخص جنت میں نہ جائے گا۔

(۹) زانی

برادران ملت اسلامیہ! اور نواں شخص جو شب براءت میں بخشا نہیں جاتا ہے اور جس پر رحمت الٰہی کی بارشوں کا نزول نہیں ہوتا ہے وہ ہے زانی۔ جو اس رات بھی مغفرت و بخشش سے محروم رہ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اسے اپنی بارگاہ رحمت سے دور فرما دیتا ہے۔ کیونکہ زنا کبیرہ گناہ ہے اور اتنا گھناؤنا گناہ ہے کہ زنا کرنے والے کو شب براءت میں بھی معاف نہیں

فرماتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اور اس کے پیارے رسول ﷺ نے زنا سے منع فرمایا اور اس گناہ کو حرام قرار دیا۔

اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا۔ (الاسرا ۳۲)

ترجمہ: اور بدکاری کے قریب بھی نہ جاؤ، بے شک یہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی برا راستہ ہے۔

زنا کی حالت میں ایمان نہیں رہتا

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا زَنَا الْمُؤْمِنُ خَرَجَ مِنْهُ الْاِيْمَانُ وَكَانَ عَلَيْهِ كَالظُّلَّةِ فَاِذَا انْقَلَعَ مِنْهَا رَجَعَ اِلَيْهِ الْاِيْمَانُ۔

(درمنثور ج ۴ ص ۳۲۵، شعب الایمان ج ۴ ص ۳۵۲)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مومن زنا کرتا ہے تو اس سے ایمان نکل جاتا ہے اور وہ اس پر چھتری کی طرح ہوتا ہے، جب وہ اس برائی سے دور ہوجاتا ہے تو ایمان اس کی طرف واپس پلٹ آتا ہے۔

زنا محتاجی کا باعث ہے

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلزِّنَا يُوْرِثُ الْفَقْرَ۔ (درمنثور ج ۴ ص ۲۲۵، ب الایمان ج ۴ ص ۳۶۳)

ترجمہ: زنا کی وجہ فقر و تنگدستی اور محتاجی آتی ہے۔

(۱۰) تصویر کھینچنے اور کھینچوانے والا

سامعین اہل سنت! دسواں مجرم اور گنہگار جو شب براءت میں بخشا نہیں جاتا اور نہ اس کی طرف اللہ عزوجل رحمت کی نظر فرماتا ہے وہ مجرم اور گنہگار شخص وہ ہے جو تصویر سازی کرتا ہے یعنی تصویر بناتا ہے اور بنواتا ہے۔ جو جاندار کی تصویر کھینچتا اور کھینچواتا ہے۔ حضور ﷺ تو

یہ فرماتے ہیں کہ شب براءت میں بھی تصویر کھینچنے اور کھینچوانے والا بخشا نہیں جاتا جب شب برأت جیسی عظیم وافضل رات میں اس مجرم کی بخشش نہیں ہوتی اور نہ اس کی طرف رحمت کی نظر کی جاتی ہے۔تو بھلا بتایئے دوسرے عام دنوں اور رات میں وہ کس طرح رحمت کا حقدار اور بخشش کا مستحق ہوسکتا ہے۔مگر آج یہ وبا ہمارے معاشرے اور خاص طور پر فیشن والے نوجوانوں میں عام ہو چکی ہے۔اے میرے نوجوان بھائیو اور ساتھیو! جس کام کو اللہ نے حرام قرار دیا،جس کی وجہ سے مغفرت نہیں ہوتی ، رحمت نہیں اترتی بلکہ جس گناہ کے سبب عذاب اور لعنت کی بارش ہوتی ہے اس سے بچئے۔

قیامت کے دن سخت عذاب دیا جائے گا

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰہِ الْمُصَوِّرُوْنَ۔ (مسلم ج ۲ ص ۲۰۱ ، مشکوٰۃ ص ۳۸۵)

ترجمہ: قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے سخت عذاب تصویر بنانے والے کو ہوگا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَوَّرَ صُوْرَۃً عَذَّبَہُ اللّٰہُ حَتّٰی یَنْفُخَ فِیْہَا یَعْنِی الرُّوْحَ وَلَیْسَ بِنَافِخٍ۔

(ترمذی ج ۱ ص ۳۰۵)

ترجمہ: جو تصویر بناتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عذاب میں مبتلا رکھے گا یہاں تک کہ وہ اس میں جان ڈال دے اور وہ اس تصویر میں جان ہرگز نہیں ڈال پائے گا۔(تو اسے عذاب ہوتا رہے گا جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اقدس پیارے مصطفی ﷺ گھر تشریف لائے تو دیکھا پردہ لٹکا ہوا ہے، جس میں جاندار کی تصویریں بنی ہوئی ہیں۔جیسے ہی حضور کی نظر اس پردہ پڑی حضور کے چہرہ مبارکہ کا رنگ بدل گیا۔حضور ﷺ ناراض ہوگئے۔اس پردہ کو لیا اور پھاڑ دیا۔حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مِنْ اَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ الَّذِیْنَ یُصَوِّرُوْنَ ھٰذِہِ الصُّوَرَ۔ (بخاری

ج ۲ ص ۹۰۲)

ترجمہ: قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو دیا جائے گا جو اس طرح کی جاندار کی تصویریں بناتے ہیں۔

آخری بات اور ایک نسخہ

سامعین کرام! ان دس مجرموں کا تفصیلی بیان آپ سماعت کر چکے ہیں جن کی مغفرت اور بخشش شب براءت جیسی مبارک وعظیم رات میں بھی نہیں ہوتی ہے۔اس سے بڑھ کر ایک انسان کے لیے بدنصیبی اور کیا ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا موقع عطا فرماتا ہے اور ایسی مبارک ساعت اور رات عطا فرماتا ہے جس میں وہ خصوصی کرم اور برکتوں کی بارش اپنے بندوں کے گناہوں کو دھونے کے لیے فرماتا ہے مگر افسوس کہ بندے ان ساعتوں اور مبارک راتوں کی قدر نہ کرکے محروم رہ جاتے ہیں۔اب کس رات کا انتظار ہے انہیں توبہ کرنے کے لیے۔اے پیارے !سنو! گناہ بندوں کی کمزوری اور بیماری ہے مگر اللہ کا شکر ہے کہ اس پاک پروردگار عالم نے ہم گنہگاروں کی اس بیماری کا علاج بھی رکھا ہے اور وہ ہے سچی توبہ اور استغفار۔

چنانچہ مسیحائے کائنات حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا:

اَلَا اُنَبِّئُکُمْ عَلٰی دَائِکُمْ وَدَوَائِکُمْ فَاِنَّ دَاءَ کُمُ الذُّنُوْبُ وَدَوَاءَ کُمُ الْاِسْتِغْفَارُ۔ (تنبیہ المغترین، ترغیب وترہیب ج ۲ ص ۳۰۹، مسند الفردوس ج ۱ ص ۱۳۶)

ترجمہ: کیا میں تمہیں تمہاری بیماری اور تمہاری اس بیماری کے علاج کے بارے میں نہ بتادوں؟ بے شک تمہاری بیماری گناہ ہے اور گناہ جیسی اس بیماری کا علاج بخشش طلب کرنا ہے۔

معلوم ہوا کہ جو بندہ گناہ کرکے اپنے کیے پر شرمندہ ہو اور آئندہ اس گناہ کے دوبارہ نہ کرنے کا پکا ارادہ کرکے توبہ واستغفار کرلے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کے گناہوں کو معاف فرمادے گا اور اس کو بھی سچی توبہ کرنے کے بعد شب براءت جیسی رحمت و برکت والی رات میں معاف فرمادے گا اور اس کی طرف بھی رحمت و کرم کی نظر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ۔ (الزمر ۵۳)

ترجمہ: بے شک اللہ گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

اور دوسری جگہ فرماتا ہے: فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا۔ (الاسرا ۲۵)

ترجمہ: کیونکہ بے شک وہ بہت توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔

تو اے میرے بھائیو! اور مجرمو! آؤ اس رب کی بارگاہ میں جس کی رحمت اور توبہ کا دروازہ قیامت تک کھلا رہے گا، اس کے محبوب ﷺ اور اس کے پیاروں کا واسطہ دے کر اپنے گناہوں سے صدق دل سے توبہ کیجئے، بخشش کی بھیک مانگئے اور عہد کر لیجئے کہ آئندہ انشاءاللہ عزوجل پھر گناہ نہیں کریں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ ضرور معافی ملے گی۔

اعلیٰ حضرت سرکار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں ؎

کیوں رضا کڑھتے ہو ہنستے اٹھو　　جب وہ غفار ہے کیا ہونا ہے

شب براءت کی دعا

شب براءت میں نہا دھو کر یا اچھی طرح وضو کر کے اچھا لباس پہن کر عبادت کریں، درود پڑھیں، کلمہ، تسبیح و تہلیل کریں اور یہ دعا ضرور پڑھیں جسے حضور ﷺ نے شب براءت میں اللہ عزوجل کے حضور سجدہ کی حالت میں کیا تھا ہو سکے تو آپ بھی سجدہ میں ہی یہ دعا کریں۔

اَللّٰھُمَّ سَجَدَ لَكَ خَيَالِيْ وَسَوَادِيْ وَاٰمَنَ بِكَ فُؤَادِيْ فَهٰذِهٖ يَدِيْ وَمَا جَنَيْتُ بِهَا عَلٰى نَفْسِيْ يَا عَظِيْمُ يُرْجٰى لِكُلِّ عَظِيْمٍ يَا عَظِيْمُ اِغْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِيْمَ سَجَدَ وَجْهِيْ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ۔ (در منثور)

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِيْ قَلْبًا تَقِيًّا مِنَ الشَّرِّ تَقِيًّا لَا جَافِيًا وَلَا شَقِيًّا۔ (در منثور)

جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهٗ

وما علینا الا البلاغ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

اٹھائیسویں تقریر

بیس رکعت تراویح کی فضیلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَفَّقَنَا بِالصِّيَامِ وَالْقِيَامِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ ○ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ ○ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ فِيْ كُلِّ حِيْنٍ وَّاٰنٍ ○ اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾ (بقرہ آیت نمبر ۲۳۸)

ترجمہ: اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے۔

وقال النبی ﷺ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهٗ فَرِيْضَةً وَقِيَامَ لَيْلِهٖ تَطَوُّعًا۔ (مشکوٰۃ ص ۱۷۳)

ترجمہ: اللہ عزوجل نے ماہ رمضان کے فرض کیا ہے اور اس کی رات کا قیام یعنی تراویح نفل یعنی سنت۔ سرکار اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت، امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ؎

سر تا بہ قدم ہے تن سلطان زمن پھول　　لب پھول دہن پھول ذقن پھول بدن پھول
تنکا بھی ہمارے تو ہلائے نہیں ہلتا　　تم چاہو تو ہو جائے ابھی کوہ محن پھول
واللہ جو مل جائے مرے گل کا پسینہ　　مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دلہن پھول
دندان و لب و زلف و رخ شاہ کے فدائی　　ہیں در عدن لعل یمن مشک ختن پھول
کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی　　زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

حضرات گرامی! آج میری تقریر کا عنوان ''تراویح کی فضیلت'' ہے آیئے اس سے قبل ایک بار ہم سب مل کر آقا و مولیٰ، کلیم طور افلاک، علیم منشور لولاک، مالک ممالک ملکوت،

سالک مسالک جبروت، انیس بارگاہ حسبی اللہ، زیب جمال نو بہار طریقت، شفیع امت، نبی رحمت محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ ناز میں درود شریف کا نذرانہ پیش کریں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِیْ عِلْمِ اللّٰہِ صَلَاۃً دَائِمَۃً بِدَوَامِ مُلْکِ اللّٰہِ

محترم حضرات! رمضان المبارک تمام مہینوں کا سردار ہے اور بے شمار برکتوں، رحمتوں کا مہینہ ہے متعدد خوبیوں اور خصوصیتوں کے سبب دوسرے تمام مہینوں سے زیادہ عظمت والا ہے۔ اس ماہ کی خوبیوں میں سے ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اسی ماہ مقدس میں اللہ تعالیٰ نے اس قرآن عظیم کو اپنے محبوب ﷺ پر نازل فرمایا جس کی تلاوت کرکے مسلمان ایسا محسوس کرتے ہیں کہ گویا وہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام اور محو گفتگو ہیں۔ اور دوسری عظیم خوبی یہ ہے کہ پورے رمضان خوش نصیب مسلمان نماز تراویح میں امام صاحب سے قرآن کی تلاوت سماعت کرکے اپنی سوئی قسمت جگاتے ہیں۔

خطبۂ نبوی

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آقا کریم ﷺ نے شعبان کی آخری تاریخ کو اپنے صحابہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک عظیم اور برکت والا مہینہ آ گیا جس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جَعَلَ اللّٰہُ صِیَامَہٗ فَرِیْضَۃً وَقِیَامَ لَیْلِہٖ تَطَوُّعًا۔ (مشکوٰۃ ص ۱۷۳) اور اس ماہ کے روزے فرض قرار دئے اور رمضان کی راتوں میں قیام یعنی تراویح کو سنت قرار دیا۔

اس حدیث پاک سے رمضان المبارک کی راتوں کی نفل نماز خصوصا نماز تراویح کی فضیلت وعظمت واضح ہوگئی اور معلوم ہوگیا کہ نماز تراویح کی بڑی فضیلت و برکت ہے اور اتنی فضیلت و برکت کہ حضور ﷺ نے رمضان آنے سے پہلے ہی اپنے صحابہ کو اس کے بارے میں بتا دیا تاکہ وہ روزہ رکھ کر، رات میں عبادت و بندگی کرکے اور خاص طور پر نماز تراویح پڑھ کر اس ماہ کی برکتوں اور اس کے فیضان سے مالا مال ہوجائیں۔

محترم حضرات! خاص رمضان المبارک کی قیام اور نماز تراویح کی فضیلت وعظمت

اور اس کے اجر وثواب کا اندازہ لگانے کے لیے عام دنوں کی نوافل اور قیام اللیل کے بارے میں صرف ایک حدیث پاک ملاحظہ فرمایئے تاکہ ہر شخص آسانی کے ساتھ اس بات کا اندازہ لگالے کہ جب عام دنوں کی نفل نمازوں اور شب بیداری کی فضیلت کا یہ عالم ہے تو رمضان المبارک کی شب بیداری اور نماز تراویح کی فضیلت و برکت کا عالم کیا ہوگا جس میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر عطا کیا جاتا ہے۔

شب بیداری کرنے والا جنت میں جائے گا

حدیث میں ہے کہ پیغمبر خدا محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَیُّھَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْاَرْحَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ بِسَلَامٍ۔ (ترمذی)

ترجمہ: اے لوگو! سلام عام کرو (پھیلاؤ) کھانا کھلاؤ، رشتہ داروں سے رشتہ جوڑو اور رات میں جب لوگ سو رہے ہوں تو اٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی کرو جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہوجاؤگے۔ یعنی تمہیں جنت میں جانے سے کوئی روک نہیں سکتا۔ شب بیداری کا تمہیں یہ انعام ملے گا کہ مقام و مرتبہ بھی بلند ہوگا اور جنت میں جانے کا ٹکٹ بھی عطا کیا جائے گا اور جہنم کی آگ تمہارے اوپر حرام کردی جائے گی۔

جب دوسرے مہینوں اور عام دنوں کی رات کی نفل نماز کی فضیلت یہ ہے تو رمضان المبارک کی قیام ونوافل اور بطور خاص نماز تراویح کی فضیلت اور اس پر ملنے والے اجر وثواب کا عالم کیا ہوگا۔ خود سرور کائنات ﷺ نے تین دن تک صحابہ کرام کو جماعت کے ساتھ مسجد نبوی میں نماز تراویح پڑھائی اور اپنی مبارک زبان فیض ترجمان سے اس کی فضیلت کو اجاگر فرمایا اور صحابہ کرام کو تراویح پڑھنے پر ابھارا اور پڑھنے والے کو بخشش و مغفرت اور جنت و خوشنودی مولیٰ عزوجل کا مژدہ بھی سنایا۔

گناہوں کی بخشش

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

(بخاری حدیث نمبر ۳۷، مسلم ج ۱ ص ۲۵۹)

جو رمضان المبارک میں ایمان کی حالت ثواب اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کی نیت سے قیام کرے گا یعنی تراویح پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے گذرے گناہوں کو معاف فرمادے گا۔

حضرت ابو سلمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَرَضَ عَلَيْكُمْ صِيَامَ شَهْرِ رَمَضَانَ وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهٗ فَمَنْ صَامَهٗ وَ قَامَهٗ اِيْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا خَرَجَ مِنَ الذُّنُوْبِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔ (مسند احمد حدیث نمبر ۱۶۶)

ترجمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے اوپر ماہ رمضان المبارک کے روزے فرض کردیے اور میں نے اس کی قیام یعنی نماز تراویح کو تمہارے لیے سنت قرار دیا۔ تو جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھے اور رات میں شب بیداری یعنی تراویح پڑھے تو وہ گناہوں سے اس دن کی طرح ہوجائے گا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا۔ یعنی پیدائش کے دن کی طرح بے گناہ ہوجائے گا۔

رمضان کا مہینہ مسلمانوں کے حق میں نفع بخش ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آقا کریم نبی رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِيْ يُحْلَفُ بِهٖ لَقَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ مَا اَظَلَّ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ شَهْرٌ قَطُّ خَيْرٌ لَّهُمْ مِنْهُ وَلَا اَتٰى عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ شَهْرٌ اَضَرَّ عَلَيْهِمْ مِنْهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَكْتُبُ نَوَافِلَهٗ وَاَجْرَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَهٗ۔

(فضائل رمضان لابن ابی الدنیا ص ۱۶ مسند احمد حدیث نمبر ۸۸۷۹)

ترجمہ: خدا کی قسم! تم پر ایک ایسا مہینہ سایہ فگن ہوگیا ہے کہ جس سے بہتر کوئی مہینہ مسلمانوں پر کبھی نہیں آیا اور نہ منافقین پر ایسا کوئی مہینہ آیا جو ان کے لیے اس سے زیادہ مضر اور نقصان دہ ہو۔ بے شک اللہ رب العزت اس ماہ کے نوافل اور اس کے اجر وثواب کو اس مہینہ کے داخل

ہونے سے پہلے ہی لکھ دیتا ہے۔

فائدہ

اس حدیث سے تین باتیں معلوم ہوئیں:

(۱) رمضان کا مہینہ مسلمانوں کے لیے بہتر ہے کیونکہ مسلمان جو بھی کار خیر کرتا ہے، اللہ کے جس فرمان اور حکم پر عمل کرتا ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور اس کی اطاعت مقصود ہوتی ہے اور جس مسلمان کے عمل خیر میں اللہ رب العزت کی خوشنودی اور اخلاص ہو اللہ تعالیٰ اس کے عمل کو قبول کرتا ہے اور اسے اپنی بارگاہ کا محبوب بندہ بنالیتا ہے۔

(۲) رمضان المبارک جیسا مہینہ جو گناہوں کو جلا دیتا ہے وہ منافقوں کے لیے، بے ایمانوں کے لیے اور دل میں اللہ و رسول اور مسلمانوں کے لیے بغض رکھنے والوں کے لیے نقصان دہ ہے کیونکہ منافقین کوئی بھی کام دل سے اور خلوص سے نہیں کرتا اور نہ اللہ و رسول کے کسی فرمان پر خوشی خوشی عمل کرتا ہے بلکہ مرے دل سے اور دکھاوے کے لیے کرتا ہے اور جو آدمی اس طرح عمل کرے جس میں اللہ کی رضا اور اخلاص نہ ہو تو اس کا کوئی عمل نہ مقبول ہوتا ہے اور نہ وہ شخص رب کی رحمت وکرم کا حقدار ہوتا ہے بلکہ وہ اللہ کے عذاب اور جہنم کی آگ کا مستحق ہوتا ہے۔

(۳) رمضان شریف کی راتوں میں جو نفل نمازیں یعنی نماز تراویح ادا کی جاتی ہے اس کا ثواب پڑھنے والے کو رمضان داخل ہونے سے پہلے ہی عطا کردیا جاتا ہے۔ کیونکہ بندۂ مومن رمضان شریف کے داخل ہونے سے پہلے ہی تراویح، نفل نمازیں اور روزے رکھنے کی نیت کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی نیت خیر کے سبب اسے پیشگی اجر عطا فرمادیتا ہے۔ اسی لیے آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ۔ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

(المعجم الکبیر ج ۶ ص ۱۸۵)

اور حدیث میں ہے کہ جب بندہ نیکی کا ارادہ کرتا ہے اور نہیں کرتا ہے اسے ایک نیکی عطا کی جاتی ہے اور اگر کرلیتا ہے تو دس نیکیاں عطا کی جاتی ہیں۔ (بخاری ج ۴ ص ۲۴۴ حدیث

نمبر ۱۹۴۶، اربعین نووی ص ۱۲۵)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

شَهْرٌ فَرَضَ اللهُ صِيَامَهُ وَجَعَلَ قِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا فَمَنْ تَطَوَّعَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ۔ (تنبیہ الغافلین ص ۱۸۵)

یعنی رمضان شریف کا مہینہ ایسا مبارک و معظم مہینہ ہے کہ اس کے روزے کو اللہ تعالیٰ نے فرض کر دیا اور اس کی راتوں کی قیام یعنی تراویح کو نفل قرار دیا ہے۔ اور اس مہینہ کی نفل کا ثواب دوسرے مہینہ کی فرض کے برابر ہے اور فرض کا ثواب دوسرے مہینہ کے ستر فرضوں کے برابر ہے۔

تو معلوم ہوا کہ تراویح اگرچہ سنت ہے مگر رمضان کی فضیلت کے سبب دوسرے مہینہ کی فرض کے برابر اس کا ثواب عطا کیا جائے گا۔ یہی نہیں بلکہ اتنا ثواب اور اجر عطا کیا جاتا ہے کہ انسان شمار نہیں کر سکتا۔ چنانچہ:

حضرت امام نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

صَوْمُ يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ يَوْمٍ وَتَسْبِيْحَةٌ فِيْهِ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ تَسْبِيْحَةٍ وَرَكْعَةٌ فِيْهِ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ رَكْعَةٍ۔

(بغیۃ الانسان فی وظائف رمضان ص ۱۵)

یعنی رمضان کے ایک روزے کا ثواب ایک ہزار دنوں کے روزوں سے زیادہ ہے، اور ایک بار سبحان اللہ کہنے کا ثواب ایک ہزار بار کہنے کے برابر عطا کیا جائے گا اور رمضان میں ایک رکعت پڑھنے کا ثواب دوسرے مہینوں کے ایک ہزار رکعتوں سے بڑھ کر ہے۔

سبحان اللہ! جب ایک رکعت اور ایک بار سبحان اللہ کہنے کا اتنا ثواب ہے تو رمضان میں تراویح بیس رکعت پڑھی جاتی ہے، ہر رکعت میں کم سے کم نو بار تسبیح، کئی بار اللہ اکبر کہا جاتا ہے اور قرآن کی سورتوں کی تلاوت ہوتی ہے، تو اندازہ لگائے کہ تراویح پڑھنے پر اللہ تعالیٰ کتنا ثواب اور اجر عطا فرمائے گا۔

تراویح پڑھنے والوں کے ساتھ فرشتے ہوتے ہیں

برادران ملت اسلامیہ! اب اگر کوئی اس کے باوجود رمضان شریف کا مہینہ پائے اور تراویح کی نماز میں شرکت نہ کرے تو کس قدر افسوس اور بدنصیبی کی بات ہے۔ مگر اس کے لیے سعادت و نیک بختی کی بات ہے جو رمضان شریف میں نماز تراویح پڑھتے ہیں، رات میں جاگ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی کرتے ہیں ایسے لوگوں کے ساتھ فرشتے بھی نماز پڑھتے ہیں اور جس کے ساتھ فرشتے نماز پڑھے یقیناً یہ بڑی سعادت کی بات ہے۔ چنانچہ:

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز تراویح قائم کرنے کا حکم اسی حدیث کی روشنی میں دیا ہے جو انہوں نے مجھ سے سنی تھی۔ صحابہ کرام نے عرض کی اے امیر المومنین وہ حدیث کیا تھی؟ تو آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے:

اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى حَوْلَ الْعَرْشِ مَوْضِعًا يُسَمّٰى حَظِيْرَةَ الْقُدُسِ وَهُوَ مِنَ النُّوْرِ فِيْهَا مَلَائِكَةٌ لَا يُحْصِي عَدَدَهُمْ اِلَّا اللهُ تَعَالٰى يَعْبُدُوْنَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ عِبَادَةً لَا يَفْتُرُوْنَ سَاعَةً فَاِذَا كَانَ لَيَالِيَ شَهْرِ رَمَضَانَ اِسْتَاْذَنُوْا رَبَّهُمْ اَنْ يَّنْزِلُوْا اِلَى الْاَرْضِ فَيُصَلُّوْنَ مَعَ بَنِيْ آدَمَ فَيَنْزِلُوْنَ كُلَّ لَيْلَةٍ الْاَرْضَ فَكُلُّ مَنْ مَسَّهُمْ اَوْ مَسُّوْهُ سَعِدَ سَعَادَةً لَا يَشْقٰى بَعْدَهَا اَبَدًا فَقَالَ عُمَرُ رضى الله تعالىٰ عنه عِنْدَ ذٰلِكَ نَحْنُ اَحَقُّ بِهٰذَا فَجَمَعَ النَّاسَ لِلتَّرَاوِيْحِ وَنَصَبَهَا۔ (تنبیہ الغافلین ص ۱۸۷)

یعنی اللہ تعالیٰ کے عرش کے اردگرد ایک نوری مقام ہے جسے حظیرۃ القدس یعنی نور کا دربار کہا جاتا ہے، اس میں فرشتوں کی اتنی کثیر تعداد ہے کہ جن کا شمار اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ وہ لمحہ بھر بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل نہیں ہوتے۔ ماہ رمضان المبارک کی راتوں میں اپنے رب سے زمین پر آنے کی اجازت طلب کرتے ہیں تاکہ وہ انسانوں کے ساتھ نماز ادا کریں۔ تو وہ فرشتے ہر رات زمین پر اترتے ہیں، جس بندے سے وہ فرشتے مس کر لیں یا جس شخص کو ان فرشتوں کی چھونے کا موقع میسر ہو وہ ایسا سعادت مند اور خوش نصیب ہو جاتا ہے کہ کبھی بدبخت نہیں ہوسکتا۔ (یہ حدیث سننے کے بعد) حضرت عمر فاروق

اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے تو ہم اس چیز کے زیادہ حقدار ہیں (کہ یہ سعادت ہم حاصل کریں) چنانچہ آپ نے لوگوں کو نماز تراویح کے لیے جمع کیا اور اسے باقاعدہ اہتمام کے ساتھ ادا کرنے کا حکم دیا۔

وضاحت

اس حدیث پاک سے چند باتیں معلوم ہوئیں: (۱) حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز تراویح باجماعت کا اہتمام اپنی طرف سے نہیں کیا بلکہ فرمان رسول کریم ﷺ کی روشنی میں کیا۔ (۲) تراویح ایک ایسی نماز اور قیام رمضان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے رمضان شریف کی ہر رات اپنے رب سے اجازت حاصل کرنے کے بعد زمین پر اترتے ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ مل کر نماز تراویح ادا کرتے ہیں۔ (۳) رمضان کی راتوں میں نماز تراویح میں حاضر ہونے والے خوش نصیب ہوتے ہیں کہ نوری فرشتوں کی نوری جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ (۴) اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کی نماز تراویح میں شرکت کی وجہ سے نماز تراویح پڑھنے والوں کو ایسی سعادت سے نوازتا ہے کہ پھر کبھی بدبختی ان کے قریب بھی نہیں آسکتی۔ (۵) جو لوگ نماز تراویح نہیں پڑھتے وہ اس سعادت سے محروم رہ جاتے ہیں اور وہ اپنی قسمت کو روتے ہیں۔

درود شریف:

حضور ﷺ تراویح پر ابھارتے تھے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُرَغِّبُ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّاْمُرَهُمْ فِيْهِ بِعَزِيْمَةٍ فَيَقُوْلُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ ثُمَّ كَانَ الْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ فِيْ خِلَافَةِ اَبِيْ بَكْرٍ وَصَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَلٰى ذٰلِكَ۔

(مسلم ج۱ ص۲۵۹، ترمذی ج۳ ص۱۷۱ حدیث نمبر ۸۰۸)

ترجمہ: یعنی رسول اللہ ﷺ قیام رمضان یعنی تراویح کی نماز پڑھنے پر لوگوں کو ابھارتے تھے اور تاکید کے ساتھ اس کا حکم نہیں دیتے تھے۔ فرماتے تھے جو شخص رمضان میں ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے قیام کرے گا اس کے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوگیا اور یہ معاملہ یونہی باقی رہا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پورے دور خلافت اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور تک یہ معاملہ اسی طرح رہا۔

وضاحت

اس حدیث پاک سے بھی یہ بات واضح ہوگئی کہ حضور ﷺ اپنے صحابہ کو نماز تراویح پڑھنے پر ابھارتے تھے، اس کی رغبت دلاتے تھے اور سرکار دوعالم ﷺ چاہتے تھے کہ مسلمان رمضان شریف میں تراویح کا اہتمام کر کے اپنے رب کریم سے مغفرت و بخشش حاصل کرلیں، اپنے دامن میں زیادہ سے زیادہ ثواب جمع کرلیں۔ مگر حضور رحمت عالم ﷺ تاکید کے ساتھ اس کا حکم اس لیے نہیں فرماتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ نماز تراویح فرض ہوجائے جس کی طاقت نہ رکھنے کی وجہ سے بعد کے لوگ گنہگار ہوجائیں۔ جیسا کہ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے تین رات تک نماز تراویح جماعت کے ساتھ پڑھائی اور اس کے بعد حضور علیہ السلام نے بس اس خدشہ کے پیش نظر مسجد میں تراویح کے وقت تشریف نہیں لائے کہ فرض نہ ہوجائے۔

چنانچہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى رِجَالٌ بِصَلَاتِهٖ فَاَصْبَحَ النَّاسُ يَتَحَدَّثُوْنَ بِذٰلِكَ فَاجْتَمَعَ اَكْثَرُ مِنْهُمْ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي اللَّيْلَةِ الثَّانِيَةِ فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهٖ فَاَصْبَحَ النَّاسُ يَذْكُرُوْنَ ذٰلِكَ فَكَثُرَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ فَخَرَجَ فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهٖ فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ اَهْلِهٖ فَلَمْ يَخْرُجْ اِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَطَفِقَ رِجَالٌ مِّنْهُمْ يَقُوْلُوْنَ الصَّلٰوةُ فَلَمْ يَخْرُجْ اِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى خَرَجَ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ فَلَمَّا

قَضَى الْفَجْرَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ تَشَهَّدَ فَقَالَ اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ شَأْنُكُمُ اللَّيْلَةَ وَلٰكِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ صَلَاةُ اللَّيْلِ فَتَعْجِزُوْا عَنْهَا۔ (مسلم ج ا ص ۲۵۹)

ترجمہ: یعنی رسول اللہ ﷺ آدھی رات کو تشریف لے گئے اور مسجد میں نماز پڑھی، لوگوں نے بھی آپ کی اقتدا میں نماز پڑھنی شروع کر دی۔ صبح لوگوں نے آپس میں اس واقعہ کا ذکر کیا تو پہلی رات سے زیادہ لوگ جمع ہو گئے۔ دوسری رات رسول اللہ ﷺ پھر تشریف لے گئے اور لوگوں نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی۔ پھر لوگوں نے صبح اس بات کا چرچا کیا، تیسری رات مسجد میں بہت زیادہ لوگ جمع ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور لوگوں نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی۔ اور چوتھی رات کو اس قدر کثرت سے صحابہ جمع ہوئے کہ مسجد تنگ پڑ گئی اور رسول اللہ ﷺ اس رات مسجد تشریف نہیں لائے۔ لوگوں نے نماز نماز پکارنا شروع کر دیا۔ حضور اقدس ﷺ مسجد میں اس وقت تشریف نہیں لائے بلکہ صبح کی نماز کے وقت تشریف لائے۔ جب صبح کی نماز سے فارغ ہو چکے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا گزشتہ رات تمہارا حال مجھ پر پوشیدہ نہ تھا لیکن مجھے یہ خوف تھا کہ تم پر رات کی نماز یعنی تراویح فرض کر دی جائے گی اور تم اس کی ادائیگی سے عاجز ہو جاؤ گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاِذَا اُنَاسٌ فِيْ رَمَضَانَ يُصَلُّوْنَ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا هٰؤُلَاءِ فَقِيْلَ هٰؤُلَاءِ نَاسٌ لَيْسَ مَعَهُمْ قُرْاٰنٌ وَاُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّيْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَصَابُوْا وَنِعْمَ مَا صَنَعُوْا۔

(ابوداؤد ج ۲ ص ۵۰ حدیث نمبر ۱۳۷۷، ابن حبان ج ۶ ص ۲۸۲)

ترجمہ: یعنی حضور نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ رمضان المبارک میں لوگ مسجد کے ایک گوشہ میں نماز پڑھ رہے تھے، تو آپ نے فرمایا یہ کون ہیں؟ عرض کیا گیا یہ وہ لوگ ہیں جنہیں قرآن یاد نہیں ہے اور حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھاتے ہیں اور یہ لوگ ان کی اقتدا میں نماز پڑھتے ہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان لوگوں نے درست کیا اور یہ لوگ جو کر رہے ہیں بہت ہی عمدہ اور اچھا عمل ہے۔

وضاحت

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی حیات مبارکہ میں ہی نماز تراویح جماعت کے ساتھ پڑھی جانے لگی تھی اور حضور ﷺ نے یہ دیکھ کر خوشی کا اظہار بھی فرمایا۔ جن لوگوں کو قرآن یاد نہیں تھا وہ حافظ قرآن حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتدا میں نماز تراویح پڑھتے اور قرآن کریم کی تلاوت سنتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز تراویح میں قرآن سننا صحابہ کرام کا معمول اور طریقہ اور حضور ﷺ کا سراہا ہوا عمل ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ قرآن کریم جس کی تلاوت نماز تراویح میں ہوتی ہے قیامت کے دن رب کی بارگاہ میں شفاعت کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ چنانچہ:

حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِاَصْحَابِهٖ

(مسلم ج ا ص ۵۵۳، مسند احمد ج ۵ ص ۲۴۹، دارمی ج ۲ ص ۵۴۳)

یعنی قرآن پڑھو کہ قیامت کے دن قرآن اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرے گا۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

اَلصِّيَامُ وَالْقُرْاٰنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ الصِّيَامُ رَبِّ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ بِالنَّهَارِ وَيَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ فَيُشَفَّعَانِ۔ (مسند احمد ج ۲ ص ۱۷۴ بحوالہ بغیۃ الانسان فی وظائف رمضان ص ۷۴)

ترجمہ: یعنی روزہ اور قرآن قیامت کے دن اس بندہ کی شفاعت کروائے گا جس نے روزہ رکھا ہوگا اور قرآن کی تلاوت کی ہوگی۔ روزہ کہے گا اے میرے رب! میں نے اسے دن میں کھانے اور پینے سے روکے رکھا۔ اور قرآن کہے گا اے اللہ! میں نے اسے رات کو سونے سے باز رکھا اس لیے میری سفارش اس کے حق میں قبول فرمالے، چنانچہ قرآن اور روزہ دونوں کی سفارش بندہ کے حق میں اللہ تعالیٰ قبول فرمالے گا۔

جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهٗ

وما علينا الا البلاغ

انتیسویں تقریر

بیس رکعت تراویح کا ثبوت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي زَيَّنَ السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ ○ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ الَّذِي وُضِعَ فِي يَدِهِ لِلْخَزَائِنِ مَفَاتِيحَ ○ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الَّذِينَ عَامَرُوا الْمَسَاجِدَ بِالذِّكْرِ وَالتَّرَاوِيحِ ○

اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ (بقرہ ۸۷)

دور اے دل رہیں مدینے سے — موت بہتر ہے ایسے جینے سے
ان سے میرا سلام کہہ دینا — جاکے تو اے صبا مدینے سے
ذکر سرکار کرتے ہیں مومن — کوئی مرے جائے جل کے کینے سے
بارگاہ خدا میں کیا پہنچے — گر گیا جو نبی کے زینے سے

(تاج الشریعہ)

عزیزان ملت اسلامیہ! آج میری تقریر کا عنوان ہے ''بیس رکعت تراویح کا ثبوت''۔ میں انشاء اللہ دلائل وبراہین سے بھرپور تقریر اس موضوع پر سناؤں گا اور دلائل کی روشنی میں ثابت کروں گا کہ بیس رکعت تراویح حضور رحمت عالم ﷺ صحابہ کرام، تابعین عظام اور فقہائے اعلام سے ثابت ہے اور یہ زمانہ رسالت مآب سے ہی بیس رکعت تراویح پڑھی جاتی رہی ہے اور قیامت تک پڑھی جاتی رہے گی۔ اس سے قبل ایک بار ہم تمام حضرات مل کر عقیدت ومحبت کے ساتھ صاحب قرآن محبوب رحمان، نبیوں کے سلطان، شفیع عاصیان، رحمت عالمیان، سرور جن وانسان، مخبر اخبار زمین وآسمان حضور پرنور جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ بارک وسلم کی بارگاہ گوہر بار میں درود شریف کا نذرانہء خلوص

پیش کریں اور پڑھیں بلند آواز سے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِي عِلْمِ اللّٰهِ صَلَاةً دَائِمَةً بِدَوَامِ مُلْكِ اللّٰهِ

محترم حضرات! گذشتہ بیان میں میں تراویح کی فضیلت میں دو احادیث کریمہ مسلم شریف اور ابوداؤد شریف کے حوالہ سے سنا چکا ہوں۔ پہلی حدیث جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی تھی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے تین دن جماعت کے ساتھ نماز تراویح پڑھائی اور صحابہ کرام نے تین دنوں تک رمضان شریف کی رات میں آپ کی اقتدا میں نماز تراویح ادا کی۔ اور دوسری حدیث جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی تھی جس کا حاصل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے مسجد کے گوشہ میں کچھ لوگوں کو حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتدا میں نماز تراویح پڑھتے ہوئے دیکھا تو سرکار ﷺ نے خوشی کا اظہار فرمایا اور ان لوگوں کو سراہا بھی۔ ان دونوں حدیثوں سے اتنا تو ثابت ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں ہی جماعت کے ساتھ نماز تراویح شروع ہو چکی تھی اور خود حضور نے نماز تراویح پڑھی اور پڑھائی۔ لیکن ان دونوں حدیثوں میں اس بات کی صراحت اور وضاحت نہیں کہ حضور نے کتنی رکعت تراویح پڑھائی اور حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتنی رکعت پڑھا رہے تھے۔ جس کی وجہ سے تعداد رکعات میں اختلاف ہو گیا مگر صحیح یہی ہے کہ حضور ﷺ نے بیس رکعت ہی پڑھائی اسی لیے تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیس رکعت ہی کا اہتمام فرمایا جس پر تمام صحابہ کرام کا اجماع واتفاق ہو گیا اور کسی نے بھی انکار نہیں کیا۔ کیونکہ صحابہ کرام بخوبی جانتے تھے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ نے بیس رکعت تراویح کا اہتمام کسی اصل اور دلیل کی بنا پر ہی کیا تھا۔

اب آیئے بیس رکعت تراویح کے ثبوت میں مزید احادیث وآثار سننے سے قبل ایک بار آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں درود شریف کا نذرانہ پیش کریں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِي عِلْمِ اللّٰهِ صَلَاةً دَائِمَةً بِدَوَامِ مُلْكِ اللّٰهِ

بیس رکعت تراویح حضور ﷺ کے عہد میں

(۱) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا:

خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ فَصَلَّى النَّاسَ اَرْبَعَةً وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَاَوْتَرَ بِثَلَاثَةٍ۔

یعنی نبی کریم ﷺ رمضان شریف میں ایک رات تشریف لائے اور لوگوں کو چوبیس رکعت نماز پڑھائی اور تین رکعت وتر پڑھائی۔

یعنی چار رکعت عشا کی، بیس رکعت تراویح کی اور تین رکعت وتر۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعال عنہما سے مروی ہے کہ:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَّالْوِتْرَ۔

یعنی حضور ﷺ رمضان میں بیس رکعت تراویح اور اس کے علاوہ وتر پڑھا کرتے تھے۔

بیس رکعت تراویح حضرت عمر کے زمانے میں

(۳) حضرت عبدالرحمن بن عبد القاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک رات مسجد کی طرف نکلا تو لوگوں کو بکھرے ہوئے دیکھا، کوئی تنہا نماز پڑھ رہا تھا اور کسی کی اقتدا میں ایک گروہ نماز پڑھ رہا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اِنِّي اَرٰى لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَاءِ عَلٰى قَارِئٍ وَاحِدٍ لَكَانَ اَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهٗ لَيْلَةً اُخْرٰى وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاةِ قَارِئِهِمْ قَالَ عُمَرُ نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ۔ (بخاری ج ۲ ص ۷۰۷ حدیث نمبر ۱۹۰۶، صحیح ابن خزیمہ ج ۲ ص ۱۵۵، مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۱۱۴)

ترجمہ: یعنی میرے خیال سے انہیں ایک قاری کے پیچھے جمع کردیا جائے تو اچھا ہوگا، چنانچہ انہوں نے حضرت ابی بن کعب کی اقتدا میں جمع کردیا۔ پھر میں ایک رات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نکلا تو دیکھا لوگ ایک امام کی اقتدا میں نماز تراویح پڑھ رہے تھے، یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ کیا ہی اچھی بدعت اور عمدہ طریقہ ہے۔

(۴) حضرت یزید بن رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا:

كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَّ

عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔ (مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۱۱۵، شعب الایمان ج ۳ ص ۱۷۷، سنن کبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۴۹۶)

ترجمہ: یعنی نماز تراویح حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لوگ وتر سمیت تیئیس (۲۳) رکعت پڑھتے تھے۔

بیس رکعات تراویح حضرت علی کے زمانے میں

(۵) حضرت عبدالرحمن اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ داماد مصطفی، شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رمضان شریف میں قراء حضرات کو بلایا:

فَاَمَرَ مِنْهُمْ رَجُلًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَقَالَ وَكَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُوْتِرُ بِهِمْ۔ (سنن کبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۴۹۶ حدیث نمبر ۴۳۹۵)

ترجمہ: اور ان میں سے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعت نماز تراویح پڑھائیں۔ اور خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو وتر کی نماز پڑھاتے تھے۔

حضرات گرامی! ان احادیث وروایات سے یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر وباہر ہوگئی کہ حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور خلافت میں بیس رکعت نماز تراویح پڑھی جاتی تھی اور تمام صحابہ کرام نے بغیر انکار کیے بیس رکعت تراویح ایک امام کے پیچھے ادا کرتے تھے اور اسی مقدس جماعت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہم سنی حنفی خوش نصیب لوگ بھی بیس رکعت نماز تراویح پڑھتے ہیں جس جماعت کے نقش قدم پر چلنے کا حکم حضور اکرم ﷺ نے دیا۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ہے:

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ بَعْدِي۔

(ترمذی کتاب العلم باب الاخذ بالسنة، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۹۹۱)

تم پر میری سنت اور میرے بعد میرے خلفاء راشدین کی سنت وطریقہ پر چلنا لازم ہے۔ اَصْحَابِي كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمْ اِقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ۔

(مسند الفردوس ج ۴ ص ۷۵، ابن عساکر ج ۱۹ ص ۳۸۳، جامع العلم ج ۲ ص ۹۱)

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی بھی پیروی کروگے ہدایت پر

رہو گے۔

اور خلفائے راشدین میں دوسرا خلیفہ حضرت فاروق اعظم، تیسرے خلیفہ حضرت عثمان غنی اور چوتھے خلیفہ حضرت علی شیر خدا مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنھم بھی ہیں اور اجلہ و اکابر صحابہ میں حضرت ابی بن کعب اور دیگر حضرات رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین ہیں جنہوں نے بیس رکعت تراویح پڑھی، پڑھائی اور پڑھانے کا حکم دیا۔ جو سنی حنفی مسلمان ان نورانی جماعت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بیس رکعت تراویح پڑھتے ہیں انشاء اللہ ان کا بیڑا پار ہوگا۔ اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے ہیں ؎

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ عترت رسول اللہ کی

اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں ؎

جناں بنے گی محبان چار یار کی قبر
جو اپنے سینے میں یہ چار باغ لے کے چلے

ابن حجر کا موقف

(۶) حضرت امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

اِنَّهُ ﷺ صَلّٰى بِالنَّاسِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً لَيْلَتَيْنِ۔ (تلخیص الحبیر ج ۲ ص ۲۱)
یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو رات بیس رکعت تراویح لوگوں کو پڑھائی۔

ملا علی قاری کا موقف

(۷) حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیس رکعت تراویح کے بارے میں فرماتے ہیں:

اَجْمَعَ الصَّحَابَةُ عَلٰى اَنَّ التَّرَاوِيْحَ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً۔ یعنی تراویح کے بیس رکعت ہونے پر صحابہ کا اجماع ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۳ ص ۱۹۴)

علامہ بدر الدین عینی کا موقف

(۸) شارح بخاری علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وَهُوَ الصَّحِيْحُ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ مِنْ غَيْرِ خِلَافٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ۔ یعنی بیس رکعت تراویح والی حدیث بروایت صحیح حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے اور اس بارے میں صحابہ کا کوئی اختلاف نہیں تھا۔ (عمدۃ القاری ج ۹ ص ۳۰۰ مطبوعہ مصر)

ابن نجیم مصری کا موقف

علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

(۹) وَعَلَيْهِ عَمَلُ النَّاسِ شَرْقًا وَّغَرْبًا۔ یعنی بیس رکعت تراویح پر مشرق و مغرب کے مسلمانوں کا عمل ہے۔ (بحر الرائق ج ۲ ص ۶۶)

محدث دہلوی کا موقف

(۱۰) حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وَالَّذِيْ اسْتَقَرَّ عَلَيْهِ الْاَمْرُ وَاشْتَهَرَ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَ مِنْ بَعْدِهِمْ هُوَ الْعِشْرُوْنَ۔ (ما ثبت بالسنۃ)
یعنی جس پر معمول ہو چکا ہے اور جو بات صحابہ و تابعین سے اور بعد والوں سے مشہور ہے وہ بیس رکعت ہے۔

غیر مقلدین کے امام کا موقف

(۱۱) مبتدعین غیر مقلدین کے امام و مقتدیٰ جناب ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

فَالْقِيَامُ بِعِشْرِيْنَ هُوَ الْاَفْضَلُ وَهُوَ الَّذِيْ يَعْمَلُ بِهٖ اَكْثَرُ الْمُسْلِمِيْنَ۔
(مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ ج ۲۳ ص ۱۳)

یعنی بیس رکعت تراویح افضل ہے اور اسی پر اکثر مسلمانوں کا عمل ہے۔

(۱۲) اور اسی مجموع الفتاویٰ ج ۲۳ ص ۱۱۲ مطبوعہ ابن تیمیہ طالبیہ میں ہے:

قَدْ ثَبَتَ اَنَّ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ كَانَ يَقُوْمُ بِالنَّاسِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً فِيْ رَمَضَانَ وَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ فَرَاٰى كَثِيْرٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ اَنَّ ذٰلِكَ هُوَ السُّنَّةُ بِاَنَّهُ قَامَ بَيْنَ

الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ لَمْ يُنْكِرْهُ مُنْكِرٌ۔

یعنی یہ بات ثابت ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان شریف میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے، اسی لیے بہت سارے علماء کے نزدیک یہی سنت ہے، کیونکہ یہ بات انصار و مہاجرین کے درمیان ہوئی جس کا کسی نے انکار نہیں کیا۔

غیر مقلدین وہابیوں کی دلیل اور اس کا جواب

حضرات باوقار! بیس رکعت تراویح کے ثبوت میں آپ متعدد احادیث و آثار اور صحابہ و تابعین اور جماعت مسلمین کے معمولات سماعت کر چکے ہیں، ان احادیث و آثار میں کہیں بھی کسی سے بھی یہ بات ثابت نہیں کہ حضور ﷺ نے آٹھ رکعت تراویح پڑھی اور نہ کسی صحابی سے کوئی روایت منقول ہے بلکہ محدثین کی جماعت اور خود امام الوہابیہ ابن تیمیہ نے بیس پر ہی صحابہ کا اجماع بتایا۔ مگر نہ جانے اہل حدیث غیر مقلدین نے آٹھ رکعت تراویح کی بدعت کہاں سے نکال لی اور کس حدیث سے یہ سمجھ لیا کہ حضور علیہ السلام نے آٹھ رکعت تراویح پڑھی۔ ان غیر مقلدین کی سب سے بڑی کمی یہ ہے کہ حدیث تو پڑھتے ہیں مگر سمجھتے نہیں اور سمجھے بھی کیسے کہ ؎

خدا جب دین لیتا ہے　　تو عقلیں چھین لیتا ہے

حدیثیں پڑھ کر غلط مطلب نکالتے ہیں اور مسلمانوں کو گمراہ کرتے اور مسلمانوں میں تفریق پیدا کرتے ہیں۔

غیر مقلدین کی پہلی دلیل

ہاں! ایک حدیث ہے جو بخاری شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے اور اسی ایک حدیث کو اپنی ناسمجھی کی بنیاد پر آٹھ رکعت تراویح کے ثبوت میں دلیل بنا کر پیش کرتے ہیں۔ جبکہ یہ حدیث تراویح کے سلسلے میں نہیں بلکہ حضور کی تہجد کے سلسلے میں ہے۔ حدیث ملاحظہ کریں:

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا سے پوچھا:

كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِيْ رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى إِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً۔

(بخاری ج ۱ ص ۱۵۴ کتاب التہجد)

یعنی رسول اللہ ﷺ کی نماز رمضان میں کیسی ہوتی تھی؟ تو انہوں نے فرمایا کہ رمضان اور غیر رمضان دونوں میں رسول اقدس ﷺ کی نماز گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں ہوتی تھی۔

غیر مقلدین اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ گیارہ رکعتوں میں تین رکعت وتر کی تھی اور باقی آٹھ رکعتیں تراویح کی تھیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ تراویح کی نماز بیس رکعت نہیں بلکہ آٹھ رکعت ہی ہے۔ یہ بات کون کہتا ہے؟ غیر مقلدین وہابی کہتے ہیں۔

غیر مقلدین کی پہلی دلیل کا جواب

غیر مقلدین کا اس حدیث سے یہ سمجھنا کہ حضور ﷺ آٹھ رکعت تراویح پڑھتے تھے یہ غلط اور حدیث نہ سمجھنے کی دلیل ہے۔ کیونکہ:

☆اس حدیث میں نماز تراویح کا ذکر نہیں بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ کی نماز تہجد کے بارے میں بتایا کہ حضور اقدس ﷺ جس طرح غیر رمضان میں آٹھ رکعت تہجد اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے اسی طرح حضور ﷺ رمضان میں بھی آٹھ رکعت تہجد اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔ یہ ہمیشہ کا معمول سرکار مصطفی ﷺ کا تھا۔ ایسا نہیں کہ رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں میں حضور ﷺ تہجد کی نماز پڑھتے اور رمضان میں نہیں۔ اسی لیے تو امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی اور دوسرے محدثین نے اس حدیث کو کتاب التہجد یعنی تہجد کے باب میں ذکر کیا ہے۔ اگر اس حدیث میں تراویح مراد ہوتی تو ضرور یہ محدثین اس حدیث کو تراویح کے باب میں بیان کرتے۔

☆دوسری بات یہ کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ سے پوچھا گیا کہ رمضان شریف میں حضور ﷺ کی نماز کیسی تھی تو آپ نے فرمایا کہ رمضان اور غیر رمضان دونوں میں گیارہ رکعت ہی پڑھتے تھے۔ تو یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ رمضان میں تراویح کی نماز ہوسکتی ہے مگر غیر رمضان

میں تراویح کہاں ہوتی ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ نے اس حدیث میں حضور ﷺ کی نماز تہجد کی تعداد بتائی ہے جسے رمضان اور غیر رمضان دونوں میں ادا فرماتے تھے۔

☆ تیسری بات یہ ہے کہ حضرت عائشہ کی حدیث میں جو آٹھ رکعت اور تین رکعت وتر پڑھنے کا ذکر ہے تو حضور علیہ السلام ان آٹھ رکعتوں کو چار چار کرکے دوبار میں پڑھتے تھے۔ ذرا حدیث کے اس ٹکڑے پر غور کیجئے۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا۔

یعنی حضور کریم ﷺ چار رکعت پڑھتے اور ان چار رکعت کے حسن اور ان کے طول کی بات مت پوچھو! پھر حضور ﷺ چار رکعت پڑھتے اور ان کے حسن وطول کی بات مت پوچھو! اس کے بعد تین رکعت (وتر) پڑھتے۔

فَقَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ؟ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي۔

(بخاری ج۱ ص ۱۵۴ کتاب التہجد، مسلم ج۱ ص ۲۵۴، باب صلوٰۃ اللیل)

یعنی حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا آپ وتر سے پہلے سو جاتے ہیں؟ فرمایا اے عائشہ! میری آنکھیں سوجاتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔

دیکھیے! حضور ﷺ آٹھ رکعت نماز دوبار چار چار کرکے پڑھتے اور یہ بات سب جانتے ہیں کہ تراویح کی نماز دو، دو رکعت کرکے ہی پڑھی جاتی ہے۔اب غیر مقلدین کو چاہیے کہ وہ بھی چار چار رکعت کرکے ہی تراویح پڑھیں مگر نہیں یہ بھی تراویح دو دو رکعت ہی پڑھتے ہیں تو حدیث پر ان کا عمل کہاں ہوا؟ ایک طرف تو اس حدیث کو آٹھ رکعت تراویح کے ثبوت میں دلیل بنا کر پیش کرتے ہیں اور دوسری طرف اس حدیث کے خلاف عمل کرتے ہیں۔اللہ بچائے ایسے غیر مقلدوں اور اہل حدیث سے۔آمین

☆ اور چوتھی بات یہ کہ پوری تفصیل کے ساتھ آپ سماعت کرچکے ہیں کہ بیس رکعت تراویح پر صحابہ کرام کا اجماع ہو چکا ہے جن میں حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جیسے اجلہ اور اکابر صحابہ ہیں تو اگر اس حدیث میں نماز تراویح

کا بیان ہوتا تو کیا بیس رکعت تراویح پڑھنے والے صحابہ حضور ﷺ کی سنت اور حضور کی اس حدیث کے خلاف عمل کرتے تھے۔اللہ اکبر! صحابہ کرام جنھوں نے حضور ﷺ کی سنت کو عام کیا جو حضور ﷺ کی ایک ایک ادا پر مرمٹنے کے لیے تیار رہتے تھے وہ حضور ﷺ کی سنت اور فرمان اور آپ کے معمول سے کیسے انحراف کرسکتے اور منہ موڑ سکتے ہیں؟ ہرگز صحابہ کرام کے بارے میں ایسا تصور نہیں کیا جاسکتا ہے۔تو معلوم ہوا کہ اس حدیث میں نماز تراویح کا ذکر نہیں ہے بلکہ تہجد کا ذکر ہے ورنہ صحابہ کرام بھی بیس رکعت کی بجائے آٹھ ہی رکعت تراویح پڑھتے۔

غیر مقلدین کی دوسری دلیل کا جواب

غیر مقلدین وہابی آٹھ رکعت تراویح کے ثبوت میں ایک اور حدیث پیش کرتے ہیں جو حضرت سائب بن یزید سے مروی ہے۔پہلے حدیث سنئے پھر اس کا صحیح مفہوم ومطلب اور غیر مقلدین کی دلیل کا جواب لاجواب۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَتَمِيمًا الدَّارِيَ أَنْ يَقُومَا لِلنَّاسِ بِإِحْدَى عَشَرَةَ رَكْعَةً۔ (مؤطا امام مالک ص ۹۸ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان)

یعنی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابی بن کعب اور حضرت تمیم داری کو گیارہ رکعت نماز پڑھانے کا حکم دیا۔

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے حضرت عمر نے گیارہ رکعت کا حکم فرمایا پھر بعد میں بیس رکعت کا حکم فرمایا اور اس پر صحابہ کا اجماع ہوگیا اور اسی کے مطابق ان کا عمل رہا۔جیسا کہ حضرت سائب بن یزید ہی سے دوسری روایت میں بیس رکعت کا ذکر ہے۔چنانچہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كَانُوا يَقُومُونَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً قَالَ وَكَانُوا يَقْرَؤُونَ بِالْمِئِينَ وَكَانُوا يَتَوَكَّؤُونَ عَلَى عِصِيِّهِمْ فِي عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ۔ (سنن کبریٰ للبیہقی ج۲ ص ۴۹۶)

یعنی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں صحابہ رمضان کے مہینہ میں

بیس رکعت تراویح پڑھتے اوران میں ایسی سورتیں پڑھتے تھے جن میں سوآیات ہوتی تھیں۔
اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں شدت قیام (دیر تک کھڑے رہنے) کی وجہ سے لوگ اپنی لاٹھیوں سے ٹیک لگاتے تھے۔

اور ایک دوسری روایت میں یہی سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كُنَّا نَنْصَرِفُ مِنَ الْقِيَامِ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ وَقَدْ دَنَا فُرُوْعُ الْفَجْرِ وَكَانَ الْقِيَامُ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ ثَلَاثَةً وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔

(مصنف عبدالرزاق ج ۴ ص ۲۶۱ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

یعنی ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں فجر کے قریب تراویح سے فارغ ہوتے اور ہم (وتر سمیت) ۲۳ رکعات پڑھتے تھے۔

حضرات گرامی! دیکھئے! حضرت سائب سے تین روایتیں بیان ہوئیں، ایک میں گیارہ رکعت اور دو روایتوں میں بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر کا ذکر ہے تو مطلب یہ ہے کہ پہلے حضرت عمر بن خطاب کے زمانہ میں شروع شروع میں گیارہ رکعت ہوتی تھی پھر بعد میں بیس رکعت ہونے لگی اور اسی پر صحابہ کرام کا اجماع اور عمل جاری ہوگیا۔ جیسا کہ حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وَيُمْكِنُ الْجَمْعُ بَيْنَ الرِّوَايَتَيْنِ فَإِنَّهُمْ كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ بِإِحْدٰى عَشَرَةَ ثُمَّ كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ بِعِشْرِيْنَ وَيُوْتِرُوْنَ بِثَلَاثٍ۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ۔

(سنن کبریٰ ج ۲ ص ۴۹۶ مطبوعہ نشر السنہ ملتان بحوالہ شرح مسلم ج ۲ ص ۴۹۸)

یعنی ان دونوں روایتوں (گیارہ رکعت والی اور بیس رکعت والی) میں تطبیق (توضیح) اس طرح ممکن ہے کہ پہلے صحابہ گیارہ رکعت پڑھتے تھے اور پھر بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

محترم حضرات! ان روایات اور دلائل سے یہ بات سورج کی طرح چمکنے لگی کہ تراویح بیس رکعت ہے یہی حضور ﷺ، خلفائے راشدین اور صحابہ کرام سے ثابت ہے اور اسی پر مسلمانوں کا عمل رہا ہے اور ہے۔ اس لیے مسلمانو! غیر مقلدین کے بہکاوے میں نہ آئیں اور بیس رکعت تراویح پڑھ کر زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کریں اور اپنے گناہوں کی مغفرت وبخشش کا

سامان اکٹھا کریں۔

پوری رات عبادت کرنے کا ثواب

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّهُ مَنْ خَرَجَ وَقَامَ مَعَ الْإِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ كُتِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ۔

(تنبیہ الغافلین ص ۱۸۷، شعب الایمان ج ۳ ص ۳۲۹)

جو بھی گھر سے نکلے اور مسجد میں جا کر امام کے ساتھ نماز پڑھے اس کے لیے پوری رات عبادت کرنے کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو حضور اقدس ﷺ خلفائے راشدین صحابہ وتابعین اور ائمہ مجتہدین کی طریقوں پر چلائے اور قیامت کے روز حضور کی شفاعت کا حقدار بنا کر جنت میں داخل فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین۔

جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ أَهْلُهُ

وما علینا الا البلاغ

تیسویں تقریر

اعتکاف کے فضائل ومسائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِیْنَ ○ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ○ ذُرٰی سَنَامِ الْاِیْمَانِ وَاَسَاسِ اُصُوْلِ الدِّیْنِ ○ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الْعَابِدِیْنَ الرَّاكِعِیْنَ السَّاجِدِیْنَ الْعَاكِفِیْنَ ○ اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ (بقرہ ١٨٧)

ترجمہ: اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو۔ (کنز الایمان)

رمضان ہے اللہ کی قربت کا مہینہ
جسمانی اور روحانی عبادت کا مہینہ
ہے مغفرت حق ندا عشرۂ ثانی
اللہ کی ہے خاص عطا عشرۂ ثانی
بخشش کا مہینہ ہے عنایت کا مہینہ
کھل جاتے ہیں اس عشرہ میں بخشش کے دریچے
حوریں بھی بیان کرتی ہیں صائم کے قصیدے
ہے عالم بالا میں شہرت کا مہینہ
روحانی مدارج کا ہے عنوان یہ عشرہ
اللہ کا صائم پہ ہے احسان یہ عشرہ
آسان خدا کی ہے محبت کا مہینہ

معزز سامعین کرام! آج میری تقریر کا عنوان ''اعتکاف کے فضائل و مسائل'' ہے۔ اس موضوع پر کچھ دیر گفتگو کرنے سے قبل آئیے ہم سب مل کر اپنے کرم فرما آقا، مکی مدنی داتا، سبب خلقت زمین و آسماں، سید انس و جاں، مسند نشین چار بالش نبوت و رسالت، سرور چمن جلالت، خطیب منبر سعادت، نقیب لشکر سیادت، فص نگین تمکن و دولت، نص یقین دین و ملت، دلیل راہ معرفت و حقیقت جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی روحی فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ دُرر بار میں عقیدت و محبت کے ساتھ درود شریف پڑھیں اور پڑھئے باآواز بلند:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِیْ عِلْمِ اللّٰهِ صَلٰوةً دَائِمَةً بِدَوَامِ مُلْكِ اللّٰهِ

محبان گرامی! رمضان شریف میں تین عشرہ ہیں اور ہر ایک کی الگ الگ فضیلت ہے اور اتنی فضیلت ہے کہ اس کا صرف تصور کیا جا سکتا ہے اسے لفظوں میں کما حقہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ آقا کریم ﷺ نے فرمایا:

وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَّاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَّاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ۔

(ترغیب وترہیب ج ٢ ص ٩٥۔ تنبیہ الغافلین ص ١٨٦)

رمضان شریف وہ مہینہ ہے جس کا پہلا عشرہ رحمت کا ہے، دوسرا عشرہ بخشش کا ہے اور تیسرا عشرہ جہنم سے آزادی کا ہے۔ اسی آخری عشرہ کی آخری رات کو لیلۃ الجائزہ یعنی انعام و اکرام والی رات کہا جاتا ہے۔ اس رات میں اللہ تعالیٰ اس قدر بندوں کو آزادی و نجات عطا فرماتا ہے جس قدر پورے رمضان شریف میں یعنی اس ایک رات میں اللہ تعالیٰ ایک کروڑ اسی لاکھ گناہ گاروں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے بلکہ اس سے بھی زائد کو آزاد فرماتا ہے۔ اسی آخری عشرہ میں شب قدر ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے جہاں مسلمان روزہ، تراویح، صدقات و خیرات کے ذریعہ اپنے مولیٰ کو راضی کرتے ہیں اور اپنے خالق عزوجل کی طرف سے بہتر اجر وثواب کے مستحق ہوتے ہیں وہیں رمضان شریف کے آخری عشرہ کا اعتکاف سے استقبال کرتے ہیں، اللہ عزوجل کی بارگاہ کا قرب و نزدیکی حاصل کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کے کفارہ کا سامان اکٹھا کرتے ہیں۔ اعتکاف کی فضیلت و اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اعتکاف کرنے والوں کے لیے اپنے دو جلیل القدر نبی حضرت ابراہیم

علیہ السلام اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کو مسجد کو پاک وصاف کرنے کا حکم دیا۔ ارشاد الٰہی ہے:

وَعَهِدْنَا اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّائِفِيْنَ وَالْعَاكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ۔ (بقرہ ۱۲۵)

ترجمہ: اور ہم نے تاکید فرمائی ابراہیم واسمعیل کو کہ میرا گھر (مسجد) خوب ستھرا کرو طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع و سجود والوں کے لیے۔ (کنز الایمان)

دیکھئے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسجد کو صاف ستھرا کرنے کا حکم دیا وہ بھی وقت کے جلیل القدر نبیوں کو کس کے لیے طواف کعبہ کرنے والوں کے لیے، اعتکاف کرنے والوں کے لیے اور رکوع وسجدہ سے مسجدوں کو آباد کرنے والوں کے لیے۔

حضرات گرامی! اعتکاف کی صورت میں مسلمانوں کو، گنہگاروں کو، سیاہ کاروں کو، عصیاں شعاروں کو، عابدین کو، زاہدین کو، راکعین کو، ساجدین کو، خاشعین کو، عارفین کو، سالکین کو، قائمین کو اور صائمین کو ایسی لازوال نعمت اور بے مثال دولت مل گئی کہ جس سے گنہگار گناہوں سے پاک وصاف ہوں گے اور عصیاں شعار فلاح وکامیابی سے جھوم اٹھیں گے اور مقربین بارگاہ الٰہی کے قرب خاص سے نوازے جائیں گے اور عبادت گذاروں کو ذوق عبادت اور لذت بندگی نصیب ہوگی۔ ؎

لذت بندگی قرار زندگی اعتکاف میں ہے
سکون دل روح کی تازگی اعتکاف میں ہے
قربت حق کا جام پیتے ہیں معتکف
نور عرفاں ایمان کی بالیدگی اعتکاف میں ہے

عزیزان ملت اسلامیہ! اعتکاف ایک ایسی عبادت ہے کہ صرف اس ایک عبادت کی وجہ سے اعتکاف کرنے والا انسان بے شمار نیکیوں کو حاصل کر لیتا ہے اور گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔ وہ اعتکاف کی حالت میں نماز بھی پڑھتا ہے، نفلی عبادتیں بھی کر لیتا ہے، تسبیح وتہلیل اور ذکر ودعا بھی کرتا ہے اور قرآن کی تلاوت بھی کر لیتا ہے، اللہ اکبر، الحمدللہ کا وظیفہ بھی کرتا ہے اور حضور رحمت دوعالم ﷺ پر درود بھی بھیج کر اپنی سوئی قسمت جگا لیتا ہے۔ جی ہاں! یہ وہی عبادت ہے جس کی وجہ سے انسان پورے دس دن اور دس رات بری مجلسوں، برے

ساتھیوں سے دور ہو کر دنیاوی تمام تعلقات توڑ کر ایک اللہ وحدہ لاشریک کی رحمت کی چوکھٹ پر یہ آسرا لگا کر بیٹھ جاتا ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کرم سے رحمت وبخشش کی بھیک نہ مل جائے وہ ہٹنے والا نہیں ہے۔

اعتکاف کرنے والے کی مثال

حضرت عطا خراسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

اِنَّ مِثْلَ الْمُعْتَكِفِ مِثْلُ الْمُحْرِمِ اَلْقَىٰ نَفْسَهٗ بَيْنَ يَدَىِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَبْرَحُ حَتّٰى تَرْحَمَنِىْ۔ (درمنثور ج ۲ ص ۲۹۸، شعب الایمان نمبر ۳۹۷۰)

اعتکاف میں بیٹھنے والے کی مثال اس شخص کی طرح جو اپنے آپ کو اللہ رحمن ورحیم کے سامنے ڈال دیتا ہے اور کہتا ہے اللہ کی قسم! میں تیرے در کو نہیں چھوڑوں گا جب تک تو مجھ پر رحم نہ فرمائے۔

اسی لیے حکم ہے کہ اعتکاف میں بیٹھنے والا دنیا کے تمام تعلقات اور الجھنوں سے الگ ہو کر اور دنیا کے تمام خیالات وتصورات کو دل سے نکال کر اعتکاف میں بیٹھے۔ بلکہ حالت اعتکاف میں مسجد سے نکل کر اپنی شریک حیات کے پاس بھی نہ جائے، اسے ہاتھ تک نہ لگائے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِى الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا (بقرہ ۱۸۷)

اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب کہ تم مسجدوں میں اعتکاف سے بیٹھے ہو، یہ اللہ کی حدیں ہیں تو تم ان کے قریب نہ جانا۔

اعتکاف کی تعریف اور قسمیں

اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کے لیے قربت وثواب کی نیت سے مسجد میں سنی صحیح العقیدہ مسلمان کا مکمل طہارت و پاکی کے ساتھ ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے۔ اعتکاف تین طرح کا ہوتا ہے اور ہر ایک کا الگ حکم ہے۔

(۱) اعتکاف واجب: کسی نے زبان سے اعتکاف کی منت مانی مثلاً کہا اے اللہ! اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں اعتکاف میں بیٹھوں گا تو یہ اعتکاف واجب ہے۔

(۲) اعتکاف سنت مؤکدہ: رمضان شریف کے عشرۂ اخیرہ یعنی آخری دس دن میں جو اعتکاف کیا جاتا ہے اسے اعتکاف سنت مؤکدہ کہا جاتا ہے۔ اس کا وقت بیسویں رمضان کو سورج ڈوبنے کے بعد بہ نیت اعتکاف مسجد میں ٹھہرنا اور انتیسویں یا تیسویں تاریخ کو چاند نظر آنے تک ہے۔

(۳) اعتکاف مستحب: اعتکاف واجب اور رمضان شریف کے اعتکاف کے علاوہ جو اعتکاف ہے اسے اعتکاف مستحب یا سنت غیر مؤکدہ کہا جاتا ہے۔ اس کے لیے نہ روزہ شرط ہے اور نہ کوئی خاص وقت مقرر ہے۔ مگر اعتکاف واجب اور اعتکاف سنت مؤکدہ میں روزہ شرط ہے اس کے بغیر اعتکاف نہیں ہوگا۔

گناہوں کی بخشش

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

مَنِ اعْتَکَفَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنِ اعْتَکَفَ فَلَا یحر مِنَ الْکَلَامِ۔ (کنز العمال ج ۸ ص ۵۳۲ حدیث نمبر ۲۴۱۷)

ترجمہ: جس نے ایمان ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے اعتکاف کیا تو اس کے اگلے گناہ بخش دِیے جائیں گے اور جو شخص اعتکاف میں بیٹھے تو فضول باتیں نہ کرے۔

حکایت

کسی گاؤں میں ایک نوجوان رہتا تھا، جو ہمیشہ گناہوں میں ملوث رہتا تھا، زندگی کا ہر لمحہ نافرمانی اور سرکشی میں گزارتا تھا۔ حد تو یہ تھی کہ رمضان شریف جیسے مہینہ میں بھی روزہ نہیں رکھتا تھا۔ ایک دفعہ راستہ سے گزر رہا تھا کیا دیکھتا ہے کہ اس راستہ کے چوراہا پر لوگ بھیڑ لگائے کھڑے ہیں۔ اس مجمع کے قریب جب جاتا ہے۔ تو دیکھا کہ ایک عالم دین لوگوں کو وعظ و نصیحت کر رہے ہیں، نیکی کرنے اور برائی سے رکنے کی دعوت دے رہے ہیں لوگوں کو رمضان اور اعتکاف کی برکتیں اور تراویح کی فضیلت بتا رہے ہیں۔ پس وہ نوجوان بھی کھڑا ہو کر اس

عالم دین کی گفتگو سننے لگا۔ عالم کی گفتگو نے اس کے دل پر وہ گہرا اثر کیا کہ جب اس مجمع سے اپنے گھر جاتا ہے اس کے دل میں ایک عجیب سی بے چینی ہونے لگی ہے، دل سے گناہوں کی سرکشی کی اور نافرمانی کی خواہش دھیرے دھیرے ختم ہونے لگی ہے۔ آخر کار دل میں ارادہ کرتا ہے رمضان شریف کا مہینہ چل رہا ہے اس کے کئی دن گزر چکے ہیں اگرچہ ان دنوں کے روزے ہم نے نہیں رکھے ہیں مگر جتنے دن بچ گئے ہیں انہیں غنیمت جاننا چاہیے اور ان دنوں کے روزے رکھنے چاہیے۔ چنانچہ روزہ رکھنا شروع کر دیتا ہے۔ جب بیسویں رمضان کا دن شروع ہوا تو سوچتا ہے آج لوگ مسجدوں میں جا کر دس دن کے اعتکاف کریں گے، تنہائی میں بیٹھ کر اللہ عزوجل کی عبادت کریں گے۔ یہ اچھا موقع ہے میں بھی اعتکاف کی نیت سے آج شام سے مسجد میں بیٹھ جاؤں گا۔ شام ہوتی ہے مغرب کی نماز پڑھتا ہے اور اعتکاف کی نیت کر کے مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھ جاتا ہے۔ پورے دس دن عبادت و بندگی، ذکر و تلاوت، درود و دعا اور آہ و زاری میں مشغول رہنے لگا۔ دل میں یہ بھی عہد کر لیا تھا کہ جو روزے قضا ہو گئے ہیں انہیں رمضان کے بعد رکھ لوں گا۔ اللہ اللہ! رب کی مشیت دیکھیے اعتکاف کے آخری دن مسجد ہی میں اس آدمی کی روح پرواز کر جاتی ہے۔ لوگوں نے اسے غسل دے کر کفن پہنا کر نماز جنازہ پڑھ کر قبر میں جیسے ہی اتارا ہے، یہ دیکھ کر لوگوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اس کی قبر ہے یا جنت کا باغ۔ قبر کشادہ ہو گئی ہے اور خوشبودار پودے لگے ہوئے ہیں۔ ابھی لوگ تعجب ہی میں تھے کہ ایک غیبی آواز آئی:

اِنَّ هٰذَا الشَّابَّ قَدْ مَاتَ تَآئِبًا مِنَ الذُّنُوْبِ فَقَدْ غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوْبُهٗ بِبَرْکَةِ الْاِعْتِکَافِ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَنَالَ هٰذَا الْمَقَامَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَلَّامِ۔ اس نوجوان کو موت اس حالت میں ہوئی کہ یہ اپنے گذشتہ گناہوں سے تائب ہو چکا تھا اور اعتکاف کی برکت کے سبب اس کے تمام گناہ معاف کر دِیے گئے ہیں اور اسی لیے اللہ علیم و خبیر کی طرف سے اسے یہ اعلیٰ مقام اور بلند مرتبہ ملا ہے۔ (اعجب القصص والامثال)

اعتکاف سنت مصطفیٰ ﷺ ہے

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف یہ میرے پیارے آقا ﷺ کی وہ سنت

مبارکہ ہے جسے حضور اقدس ﷺ نے پوری زندگی پابندی کے ساتھ ادا کرتے رہے۔ اور ان دس راتوں کو عبادتوں سے آباد کرتے رہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ. یعنی حضور پر نور ﷺ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔

(بخاری ج ۱ ص ۲۷۵ بیروت، مسلم ج ۱ ص ۳۷۱)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے آپ فرماتی ہیں کہ:

اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ اَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ.

یعنی نبی کریم، رسول رؤف و رحیم ﷺ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے، یہاں تک کہ آپ پردہ فرما گئے۔ پھر آپ کے وصال کے بعد ازواج مطہرات امہات المؤمنین حضور کی اس سنت مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے اعتکاف کرتی رہیں۔

(بخاری ج ۴ ص ۲۷۱، مسلم ج ۱ ص ۳۷۱)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ ہر سال رمضان کے مہینہ میں ایک بار پورے قرآن شریف کا دور فرماتے اور جس سال آپ ﷺ کا پردہ ہوا اس سال دو بار قرآن شریف کا دور فرمایا۔ وَكَانَ يَعْتَكِفُ فِي كُلِّ عَامٍ عَشْرًا فَاعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ فِيْهِ. اور ہر سال دس دنوں کا اعتکاف فرماتے تھے لیکن جس سال حضور رحمت عالم ﷺ کا وصال پر ملال ہوا اس سال حضور نے بیس دن کا اعتکاف کیا۔ (ریاض الصالحین حدیث نمبر ۱۲۷۰)

فائدہ

ان تینوں احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ رمضان شریف میں اعتکاف کرنا حضور اقدس ﷺ کی سنت ہے وہ بھی سنت مؤکدہ۔ کیونکہ ہر سال حضور بلا ناغہ پابندی کے ساتھ اعتکاف میں بیٹھتے۔ اسی لیے حکم ہے کہ مسجد محلہ جس میں اذان و اقامت کے ساتھ نماز ہوتی ہو

محلہ سے کم سے کم ایک آدمی کا اعتکاف میں بیٹھنا سنت کفایہ ہے۔ یعنی ایک آدمی بھی بیٹھ گیا تو محلہ کے سبھی لوگ گناہ سے بچ جائیں گے ورنہ اہل محلہ سنت مؤکدہ چھوڑنے کی وجہ سے گنہگار ہوں گے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو فرماتے سنا:

كُلُّ مَسْجِدٍ لَهُ مُؤَذِّنٌ وَاِمَامٌ فَالْاِعْتِكَافُ فِيْهِ يَصْلُحُ. جس مسجد میں اذان دینے کے لیے مؤذن اور امامت کا فریضہ انجام دینے کے لیے امام ہو اس میں اعتکاف کیا جائے۔

(درمنثور ج ۱ ص ۴۸۵ مکتبہ شاملہ، سنن دار قطنی ج ۲ ص ۲۰۰)

برادران ملت اسلامیہ! اعتکاف کے بے شمار فائدے ہیں ان میں سے ایک فائدہ یہ ہے کی اعتکاف میں بیٹھنے والا خوش نصیب مسلمان دنیا کے سارے جھمیلوں سے ہٹ کر گوشۂ تنہائی میں اپنی پوری توجہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے ذکر وفکر میں لگا کر اللہ کی رضا حاصل کر لیتا ہے اور تمام گناہوں سے پاک وصاف ہو کر مسجد سے باہر نکلتا ہے۔

تین خندق

پیغمبر آخر الزماں ﷺ نے فرمایا:

مَنِ اعْتَكَفَ يَوْمًا اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ جَعَلَ اللهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ ثَلَاثَ خَنَادِقَ اَبْعَدَ مِمَّا بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ.

ترجمہ: اللہ رب العزت کی رضا اور اس کی خوشنودی کی خاطر جس نے ایک دن کا اعتکاف کیا اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کی آگ کے درمیان تین خندق (گڑھے) بنا دے گا ہر خندق کے درمیان اتنی دوری ہوگی جتنی دوری پورب اور پچھم کے بیچ ہے۔

(کنز العمال ج ۸ ص ۵۳۲، اتحاف السادة المتقین ج ۶ ص ۲۹۲)

وضاحت

جب ایک دن کے اعتکاف کی فضیلت کا عالم یہ ہے تو دس دن کے اعتکاف کی فضیلت و ثواب کا عالم کیا ہوگا۔

دو حج اور عمرہ کا ثواب

حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا:

مَنِ اعْتَكَفَ عَشْرًا فِي رَمَضَانَ كَانَ كَحَجَّتَيْنِ وَعُمْرَتَيْنِ۔

(درمنثور ج۲ ص ۴۹۷، مجمع الزوائد ج۳ ص ۳۰۵، شعب الایمان حدیث نمبر ۳۹۶۷)

یعنی جس نے رمضان شریف میں دس دن کا اعتکاف کیا تو اس کو دو حج اور دو عمرہ کے برابر ثواب دیا جائے گا۔

اعلیٰ حضرت سرکار ارشاد فرماتے ہیں:

وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا
ہم مفلس کیا مول چکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے

ایک مسئلہ کی وضاحت

اعتکاف میں بیٹھنے والوں کے لیے یہ پابندی ہے کہ جب تک اعتکاف میں ہیں ان کے لیے مسجد سے باہر جانا بغیر عذر شرعی حرام ہے، اگر نکلا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا اگرچہ بھول کر نکلا ہو اور ثواب سے محروم رہ جائے گا۔ اور مسجد سے نکلنے کے دو عذر ہیں:

(۱) ایک حاجت طبعی: جو مسجد میں پوری نہ ہو سکے، جیسے پاخانہ، پیشاب، استنجا، وضو اور غسل کی ضرورت ہو تو غسل۔ مگر آج کل اکثر مسجدوں سے متصل ہی ان چیزوں کا انتظام ہے اس لیے اب مسجد سے باہر دوسری جگہ یا گھر ان حاجتوں کے لیے جانا جائز نہیں ہوگا۔

(۲) دوسری حاجت شرعی: مثلاً عید یا جمعہ کے لیے جبکہ جس مسجد میں اعتکاف میں بیٹھا ہے وہاں جمعہ نہ ہوتی ہو۔ مریض کی عیادت، یا نماز جنازہ کے گیا تو ان صورتوں میں بھی اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (بہار شریعت)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

وَالسُّنَّةُ فِي الْمُعْتَكِفِ اَنْ لَّا يَخْرُجَ اِلَّا لِحَاجَةٍ لَا بُدَّ مِنْهَا وَلَا يَعُوْدَ مَرِيْضًا

وَلَا يَمُسَّ امْرَاَتَهٗ وَلَا يَجُوْزُ اَنْ يُبَاشِرَهَا وَلَا اعْتِكَافَ اِلَّا فِي مَسْجِدٍ جَمَاعَةٍ وَالسُّنَّةُ فِيْمَنِ اعْتَكَفَ اَنْ يَّصُوْمَ۔

(مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر ۸۰۳۷، ابو داؤد ج۲ ص ۴۹۲ حدیث نمبر ۲۴۷۳)

یعنی معتکف کے لیے حکم ہے کہ وہ حاجت انسانیہ کے بغیر مسجد سے نہ نکلے، نہ جنازہ کے پیچھے جائے، نہ مریض کی عیادت کرے، نہ عورت کو چھوئے، نہ اس سے مباشرت کرے اور اعتکاف مسجد جماعت میں ہے اور معتکف روزہ بھی رکھے۔

مایوسی کیوں؟

معتکف کو تو عیادت، جنازہ میں شرکت اور دیگر نیک اعمال کے لیے مسجد سے باہر جانے سے روک دیا گیا مگر مایوس ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ معتکف کو حالت اعتکاف میں بھی ان اعمال کا ثواب بغیر کیے عطا کیا جائے گا۔ چنانچہ:

اللہ کے پیارے حبیب، گلشن رسالت و نبوت کے مہکتے پھول حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا:

اِنَّهٗ يَعْكِفُ الذُّنُوْبَ وَيُجْرٰى لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ كَاَجْرِ عَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا۔

(درمنثور ج۱ ص ۴۸۵ مکتبہ شاملہ، کنز العمال ج۱ ص ۵۳۱، ابن ماجہ ج۲ ص ۳۶۵)

یعنی اعتکاف میں بیٹھنے والا گناہوں سے رک جاتا ہے اور اس کے لیے اس طرح اجر و ثواب دیا جاتا ہے جیسے تمام نیکیاں کرنے والے کے لیے اجر جاری ہوتا ہے۔

اسی طرح وہ لوگ جو کسی وجہ سے اعتکاف میں بیٹھ کر اس کی برکتیں، فضیلتیں اور اجر و ثواب حاصل نہیں کر سکے لیکن باہر دوسری نیکیاں کرتے رہے تو انہیں بھی مایوس ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے ان اعمال سے خوش ہو کر انہیں بھی اعتکاف کے ثواب سے مالا مال فرمائے گا۔

چنانچہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا اور عرض کی کہ ایک کام کے سلسلے میں آپ میرے ساتھ چلیں۔ حضرت حسین نے فرمایا میں معتکف ہوں، اعتکاف میں بیٹھا ہوں۔ وہ شخص حضرت

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر سارا واقعہ کہہ سنایا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

لَوْ مَشٰی مَعَكَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ مِنْ اِعْتِكَافِهٖ وَاللّٰهِ لَاَنْ اَمْشِيْ مَعَكَ فِيْ حَاجَتِكَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَعْتَكِفَ شَهْرًا ۔ (درمنثور ج ۲ ص ۲۹۸، ابن ابی الدنیا ص ۶۴)

ترجمہ: اگر وہ تیرے ساتھ چل پڑتے تو یہ ان کے اعتکاف سے بہتر تھا۔ اللہ کی قسم! تیری حاجت اور ضرورت پوری کرنے کے لیے تیرے ساتھ جانا میرے نزدیک ایک مہینہ اعتکاف کرنے سے بہتر ہے۔

مسلمان کی حاجت روائی کا ثواب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَاَنْ اَمْشِيْ مَعَ اَخٍ لِّيْ فِيْ حَاجَةٍ اَحَبُّ مِنْ اَنْ اَعْتَكِفَ شَهْرًا فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا وَمَنْ مَشٰى مَعَ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ فِيْ حَاجَةٍ حَتّٰى يَقْضِيَهَا ثَبَّتَ اللّٰهُ قَدَمَيْهِ يَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ ۔ (درمنثور ج ۲ ص ۲۹۸)

ترجمہ: اپنے بھائی کے ساتھ کسی کام کے لیے چلنا میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ میں اپنی اس مسجد میں ایک مہینہ اعتکاف کروں۔ جو اپنے مسلمان بھائی کی حاجت کے لیے اس کے ساتھ چلا یہاں تک کہ اس نے اس کی حاجت پوری کردی تو اللہ تعالیٰ اس دن اس کے قدموں کو ثابت رکھے گا جس دن قدم لڑکھڑائیں گے اور ڈگمگائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ وہ مسجد نبوی میں اعتکاف میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص ان کے پاس کسی کام کے لیے آیا تو آپ اس کے ساتھ چل پڑے اور فرمایا میں نے اس قبر والی ذات یعنی محمد رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ:

مَنْ مَشٰى فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ وَبَلَغَ فِيْهَا كَانَ خَيْرًا مِّنْ اِعْتِكَافِ عَشْرِ سِنِيْنَ ۔

(المعجم الاوسط ج ۱ ص ۱۹۱، شعب الایمان ج ۳ ص ۴۲۴ حدیث نمبر ۳۹۶۵، ترغیب و ترہیب ج ۲ ص ۱۵۰)

جو اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے کے لیے جاتا ہے اور اس کا کام پورا کردیتا ہے تو

اس کا یہ عمل دس سال کے اعتکاف سے بہتر ہے۔ (سبحان اللہ!)

مگر آج مسلمانوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرنا تو دور الٹے مسلمان بھائی کا حق چھین لیتے ہیں، ان کا مال ہڑپتے رہتے ہیں، کوئی کسی پر ظلم و زیادتی کرتا ہے تو کوئی پڑوسی کی عزت و آبرو کا جنازہ نکالتا ہے۔ انہیں کیا معلوم کہ مسلمان بھائی کی مدد کرنا، تکلیف میں ان کا ساتھ دینا بلکہ محبت سے انہیں دیکھنے پر اللہ تعالیٰ کس قدر خوش ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نَظْرُ الرَّجُلِ اِلٰى اَخِيْهِ عَنْ شَوْقٍ خَيْرٌ مِّنْ اِعْتِكَافِ سَنَةٍ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا ۔

(کنز العمال ج ۶ ص ۴۴۳)

یعنی آدمی کا اپنے بھائی کی طرف محبت سے دیکھنا ہی میری اس مسجد میں ایک سال کے اعتکاف سے بہتر ہے۔

پچھتر ہزار نورانی فرشتوں کا سایہ

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے آقا غریبوں کے داتا، بے سہاروں کے سہارا نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ مَشٰى فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ اَظَلَّهُ اللّٰهُ بِخَمْسَةٍ وَّسَبْعِيْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يَفْرَغَ فَاِذَا فَرَغَ كَتَبَ لَهٗ اَجْرَ حَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ ۔

ترجمہ: جو شخص اپنے کسی بھائی کی حاجت کے لیے چلا تو اللہ تعالیٰ اسے پچھتر ہزار نورانی فرشتوں کے پروں کا سایہ عطا فرمائے گا۔ یہاں تک کہ وہ اس کی ضرورت پوری کرنے سے فارغ ہوجائے۔ اور جب فارغ ہوجاتا ہے تو اسے ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

اعتکاف کے فائدے

محترم حضرات! اعتکاف دس روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کے بے شمار فائدے ہیں۔ مثلاً کثرت ذکر اللہ، عبادت و بندگی، شب بیداری، تلاوت قرآن، دعا، درود میں مشغولیت، استغفار و توبہ، جھوٹ، چغلی، غیبت، بری مجلس، برے دوست، اجنبیہ عورتوں سے ملنے جلنے

سے پرہیز اس طرح کے بے شمار گناہوں سے آدمی حالت اعتکاف میں بچ جاتا ہے۔اور سب سے اہم فائدہ یہ ہے کہ ان دس طاق راتوں میں آنے والی رات یعنی شب قدر کو پالیتا ہے جس کی فضیلت وعظمت مکمل ایک سورت نازل ہوئی ہے۔اوران فائدوں میں ایک فائدہ یہ ہے کہ جو آدمی اعتکاف میں بیٹھتا ہے تو رات کا وہ پچھلا پہر ملتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ بندوں کی طرف متوجہ ہوکر مانگنے والے کو عطا فرماتا ہے، بخشش طلب کرنے والے کو بخش دیتا ہے، مصیبت زدہ کو مصیبت سے رہائی حاصل ہوجاتی ہے اور ہر وہ دعا اس کی قبول ہوتی ہے جو وہ مانگتا ہے۔چنانچہ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ فِی اللَّیْلِ لَسَاعَةً لَا یُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ یَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالٰی خَیْرًا مِّنْ اَمْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا اَعْطَاهُ اِیَّاهُ وَذٰلِكَ كُلَّ لَیْلَةٍ۔ (ریاض الصالحین حدیث نمبر ۱۱۷۸)

ترجمہ: رات میں ایک ایسی گھڑی ہے جسے کوئی مسلمان آدمی پالے اور اس میں دنیا و آخرت کی جس بھلائی کا سوال کرے گا تو اللہ عزوجل اسے ضرور عطا فرمائے گا۔اور یہ گھڑی ہر رات کو ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم تمامی مسلمانوں کی مغفرت فرمائے اور رمضان المبارک برکتوں سے مالا مال فرمائے۔آمین

جَزَی اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهٗ

وما علینا الا البلاغ

اکتیسویں تقریر

تلاوت قرآن کی فضیلت و برکت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ عَلَی السَّیِّدِ الْاَمِیْنِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الْمَیَامِیْنَ۔ اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ (القمر آیت نمبر ۱۷)

اور ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان کر دیا تو ہے کوئی نصیحت لینے والا۔

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ وَلَا تَدَعْ قِرَاءَةَ الْقُرْاٰنِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ۔

(کنزالعمال ج ۱۰ ص ۲۸۸)

صدق اللہ العلی العظیم وصدق رسولہ النبی الامین الکریم۔

معترف ہے اک زمانہ عظمت قرآن کا
رہبر صادق یہی ہے دہر میں انسان کا

ایک آیت بھی کوئی لایا نہیں بہر مثال
تا قیامت معجزہ ہے یہ بھی اک قرآن کا

آگہی کے کھل گئے اسرار اس کے قلب پر
ہوگیا عالم میں جو بھی رازداں فرقان کا

کیوں نہ ہو حق دار جنت وہ بھلا بعد از مرگ
نور جس کے سینے میں ہے موجزن قرآن کا

حضرات محترم! آج میری تقریر کا عنوان ''تلاوت قرآن کی فضیلت و برکت'' ہے۔ اللہ تعالیٰ کی آخری اور مبارک و بے مثال کتاب قرآن شریف کی تلاوت کی فضیلت و برکت پر کچھ روشنی ڈالوں گا۔اس سے پہلے آیئے ہم اور آپ عقیدت ومحبت کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ حضور رحمت عالم، فخر آدم و بنی آدم، مالک ومختار آقا، کریم وسخی داتا، رہبر ورہنما مولا، سید وسردار، امت عاصی کے شفیع وغمخوار، کائنات کی اولیں بہار حضور پرنور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی بارگاہ دُرَرْ بار میں جھوم جھوم کر عقیدت مندانہ، محبتانہ،

الفتانہ اور غلامانہ انداز میں درود شریف کا تحفہ پیش کریں اور پڑھئے باآواز بلند:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِیْ عِلْمِ اللّٰہِ صَلٰوۃً دَآئِمَۃً بِدَوَامِ مُلْكِ اللّٰہِ۔

سامعین اہل سنت! اللہ تعالیٰ نے امت کی ہدایت و رہنمائی اور سیدھے راستے پر لانے کے لیے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار یا دو لاکھ چوبیس ہزار نبیوں اور رسولوں کو فرش گیتی پر بھیجا۔ اور ان نبیوں اور رسولوں کو اللہ تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی کتاب بھی عطا فرمائی جس میں شرعی اور خدائی قوانین و احکام کا واضح بیان تھا۔ وہ تمام کتابیں اور صحیفے اللہ تعالیٰ نے ہی نازل فرمائے، مگر ان تمام آسمانی کتاب اور صحیفوں میں سب سے افضل و اعلیٰ اور برتر و بالا کتاب قرآن مجید ہے جو ہمارے سرکار پیارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ پر رمضان شریف کے مبارک مہینہ میں نازل کیا گیا۔ قرآن مجید کے فضائل و برکات تو اتنے ہیں کہ راتیں گذر جائیں، دفتر کے دفتر بھر جائیں مگر اس کی فضیلت وعظمت کا ایک باب بھی بیان نہ ہو سکے گا۔ اس کے ایک ایک حرف کی تلاوت پر بیحد وحساب اجر وثواب عطا کیا جاتا ہے۔ جو قرآن شریف کی تلاوت کرتا ہے وہ دنیا و آخرت کی کامیابی اپنے دامن میں جمع کرتا ہے، اپنی نجات کا سرمایا اکٹھا کرتا ہے، اس کے لیے بلاؤں اور فقر و فاقہ کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے اور اس کے لیے خیر و برکت، نور و رحمت، عزت وعظمت، بخشش ومغفرت اور وسعت ونعمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ جسے چھونا بھی ثواب ہے، محبت و تعظیم کی نظر سے دیکھنا بھی ثواب ہے، دیکھ کر پڑھا جائے یا زبانی، نماز میں پڑھا جائے یا نماز سے باہر، مسجد میں پڑھا جائے یا دوکان و مکان میں ہر جگہ پڑھنے اور اس کی تلاوت سے اجر وثواب ملتا ہے اور برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔ کم پڑھئے یا زیادہ بہرصورت اس کی فضیلت وعظمت اور فائدہ و برکت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

ایک حرف پر دس نیکیاں

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللّٰہِ فَلَہٗ بِہٖ حَسَنَۃٌ وَالْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ اَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِیْمٌ حَرْفٌ۔

ترجمہ: جو شخص کتاب اللہ سے ایک حرف پڑھے تو اس کو ہر حرف کے بدلے ایک نیکی ملے گی اور ہر نیکی دس نیکیوں کے برابر ہوگی۔ میں نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے۔ بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے، اور میم ایک حرف ہے۔ (یعنی الم تین حرفوں کا مجموعہ ہے)

(ترمذی ج ۲ ص ۱۱۵، مشکوٰۃ ص ۱۸۶)

مطلب یہ ہوا کہ جو صرف الٓمّٓ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ محض ایک دو سیکنڈ میں تیس نیکیاں عطا فرماتا ہے۔ اب اندازہ لگائیں کہ جو پورے قرآن شریف کی تلاوت کرے تو اسے اللہ رب العزت کتنا اجر وثواب عطا فرمائے گا۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہر حال میں قرآن شریف کی تلاوت کریں اور اس کی تلاوت کرنے میں غفلت ولا پرواہی نہ کریں۔ حضور ﷺ نے قرآن شریف کی تلاوت چھوڑنے سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ

(۲) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَلَا تَدَعْ قِرَاءَۃَ الْقُرْاٰنِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ (کنز العمال ج ۱۰ ص ۲۸۸)

کسی بھی حالت میں قرآن کریم کی تلاوت ترک نہ کرو۔ اس کی تلاوت کرتے رہو۔

(۳) اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

اَفْضَلُ عِبَادَۃِ اُمَّتِیْ قِرَاءَۃُ الْقُرْاٰنِ نَظَرًا۔ (کنز العمال ج ۱ ص ۵۱۱)

میری امت کی بہترین عبادت دیکھ کر قرآن شریف پڑھنا ہے۔

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَعْبَدُ النَّاسِ اَكْثَرُھُمْ تِلَاوَۃَ الْقُرْاٰنِ۔ (کنز العمال ج ۱ ص ۵۱۰)

ترجمہ: لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت کرنے والا وہ ہے جو کثرت کے ساتھ قرآن شریف کی تلاوت کرتا ہے۔

مگر آج مسلمان صبح صبح اخبار تو پڑھ لیں گے لیکن قرآن شریف کی تلاوت کی توفیق نہیں ہوتی، جس کی تلاوت کرنا عبادت ہے، جسے دیکھنا بھی عبادت ہے، جس سے اللہ کی رضا اور اس کے حبیب ﷺ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے، قبر کی تنہائیوں میں جو قرآن ساتھی اور غمخوار ہوگا آج ہم اسی مقدس قرآن کی تلاوت سے کوسوں دور ہو گئے ہیں اور دنیا کی رنگینیوں میں پھنس

کر رہ گئے ہیں۔

دنیا کی خرافات میں مغرور ہوئے ہیں — ہم لوگ تلاوت سے بہت دور ہوئے ہیں
گھر گھر نظر آتے ہیں طاقوں میں قرآن — ہم کیسے مسلمان ہیں ہم کیسے مسلمان؟

مردوں کی شفاعت

(۵) عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَرَأَ مِأَتَیْ اٰیَةٍ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ نَظْرًا شَفَّعَ فِیْ سَبْعَةِ قُبُوْرٍ حَوْلَ قَبْرِهٖ وَخَفَّفَ اللّٰهُ الْعَذَابَ عَنْ وَالِدَیْهِ وَاِنْ کَانَا مُشْرِکَیْنِ۔ (کنز العمال ج۱ ص ۵۴۷)

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو روزانہ دوسو آیات دیکھ کر پڑھے اور دنیا سے پردہ کر جائے تو وہ اپنے مرنے کے بعد اپنی قبر کے اردگرد سات قبر والوں کی شفاعت کر کے اسے بخشوائے گا اور اللہ تعالیٰ اس شخص کے والدین کے عذاب میں تخفیف فرمادے گا اگرچہ اس کے ماں باپ مشرک ہوں۔

کافر و مشرک کی تو مغفرت و بخشش اور نجات تو مرنے کے بعد کسی بھی حال میں نہیں ہوسکتی ہے مگر یہ قرآن کی برکت ہے جس کی بخشش و نجات ناممکن ہے اس کے عذاب میں بھی کمی ہوجاتی ہے اور اس پر عذاب ہلکا کر دیا جاتا ہے۔ اب اندازہ لگایئے کہ دنیا سے جانے والا شخص اگر مسلمان ہو اور وہ حافظ قرآن بیٹا چھوڑ کر چلا جائے، ایسا نیک بخت بیٹا چھوڑ کر جائے جو اس کے مرنے کے بعد قرآن شریف کی تلاوت کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ کس قدر رحمت و نور اور نجات و بخشش کی بارش نازل فرمائے گا۔

دلوں کا زنگ دور

برادران ملت اسلامیہ! انسان جب گناہ کر لیتا ہے تو اس گناہ کی نحوست سے اس کے دل میں زنگ بیٹھ جاتا ہے مگر یہ قرآن شریف کی فضیلت و برکت ہے کہ جب گنہگار بندہ اپنے پروردگار کی کتاب قرآن شریف کی تلاوت کرتا ہے تو اس کی برکت سے اس کے دل کا زنگ دور ہو جاتا ہے اور اس کا دل قرآن کے نور سے جگمگانے لگتا ہے۔ چنانچہ

(۶) حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَصْدَأُ کَمَا یَصْدَأُ الْحَدِیْدُ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا جِلَاؤُهَا قَالَ تِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ۔ (کنز العمال ج۱ ص ۵۴۵)

ترجمہ: بے شک یہ دل زنگ آلود ہو جاتے ہیں جس طرح لوہے پر زنگ لگ جاتا ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ اگر انسان کے دل پر گناہوں کا زنگ لگ جائے، غفلت کا زنگ لگ جائے تو اسے کیسے دور کیا جائے، اسے کیسے صاف کیا جائے تو آقا کریم ﷺ نے فرمایا قرآن شریف کی تلاوت کر کے دلوں کے زنگ کو دور کیا جائے۔

قرآن شریف دیکھ کر پڑھنے اور بے دیکھے پڑھنے کا ثواب

(۷) حضرت اوس ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فِی الْمُصْحَفِ کُتِبَ لَهٗ اَلْفَا حَسَنَةٍ وَمَنْ قَرَأَهٗ فِیْ غَیْرِ الْمُصْحَفِ فَاَلْفُ حَسَنَةٍ۔ (کنز العمال ج۱ ص ۵۳۶)

ترجمہ: جو قرآن شریف کتاب میں دیکھ کر پڑھے گا اس کے لیے دو ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو بغیر دیکھے پڑھتا ہے اس کے لیے ایک ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

دیکھ کر پڑھنے والے کو دوگنا اجر و ثواب اس لیے عطا کیا جاتا ہے کہ قرآن شریف دیکھنا بھی ثواب ہے اور پڑھنا بھی ثواب ہے۔ دیکھ کر پڑھنے والے کو دیکھنے اور پڑھنے دونوں کا ثواب ملتا ہے اس لیے اس کو دوگنا اجر ملتا ہے اور جو زبانی پڑھتا ہے اس کو صرف پڑھنے کا ہی ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ لیکن قرآن مجید دیکھ کر پڑھے یا بغیر دیکھے ہر طرح پڑھنے والے کو ثواب عطا کیا جاتا ہے۔

امام احمد کا خواب

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار خواب دیکھا، خواب میں اللہ رب العزت کی زیارت ہوئی۔ اللہ اکبر کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوا۔ یہ تو امام احمد بن حنبل ہیں ذرا امام اعظم کو دیکھئے جن کے ہم مقلد ہیں اور جن کی نسبت سے ہم لوگ اپنے کو حنفی کہتے اور لکھتے ہیں انہوں نے سو مرتبہ اللہ

عزوجل کا دیدار خواب میں کیا۔ اور میرے آقا کریم ﷺ نے تو معراج کی رات بیداری کی حالت میں رب عزوجل کا دیدار کیا اور بیداری کی حالت میں اللہ عزوجل کا دیدار صرف حضور ﷺ کے ساتھ ہی خاص ہے۔ بہر حال امام احمد بن حنبل نے خواب میں اللہ رب العزت کے دیدار سے مشرف ہوئے تو عرض کی مولیٰ تعالیٰ! تیرے قریب لانے والے عملوں میں سب سے افضل واعلیٰ کون سا عمل ہے؟ الٰہی! سب سے بہتر عمل کون ہے جس سے تیری بارگاہ کا قرب حاصل ہو؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "قِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ" قرآن کی تلاوت۔ میں نے عرض کی الٰہی! صرف تلاوت کرنا یا غور وفکر اور سمجھ کر پڑھنا؟ تو ارشاد فرمایا "دونوں طریقوں سے" (روح البیان ج ۱ ص ۵۹۴ مترجم)

یعنی جو صرف تلاوت قرآن کرے گا اسے بھی میری بارگاہ کا قرب حاصل ہوگا اور جو تلاوت کے ساتھ غور وفکر کرے گا اور اس کے معانی کو سمجھے گا اسے بھی میری نزدیکی حاصل ہوگی۔

آنکھوں کی حفاظت

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اَدَامَ النَّظْرَ فِي الْمُصْحَفِ مَتَعَ بِبَصَرِهٖ مَادَامَ فِي الدُّنْيَا۔

(کنز العمال ج ۱ ص ۵۳۶)

ترجمہ: جو قرآن شریف برابر دیکھتا رہے گا تو جب تک وہ دنیا میں زندہ رہے گا وہ اپنی آنکھ سے فائدہ اٹھاتا رہے گا۔ یعنی کبھی بھی اس کی آنکھوں میں کوئی بیماری نہ ہوگی اور نہ اس کی آنکھوں کی روشنی ختم ہوگی۔

ایک نابینا کا واقعہ

کسی شہر میں ایک شخص رہتا تھا جو شہر کا بڑا تاجر اور رئیس تھا۔ ایک دفعہ اس کی آنکھ کی بینائی آسمان سے تیز بجلی چمکنے کے سبب چلی گئی اور آنکھ کی بینائی سے محروم ہوگیا۔ ہر چھوٹے بڑے اور ماہر ڈاکٹروں سے علاج کروایا مگر فائدہ نہ ہوا۔ اسی شہر میں ایک اللہ والا بھی رہتا تھا ،جس کی ولایت وکرامت کا چرچا پورے شہر میں تھا۔ کسی نے اس نابینا تاجر کو مشورہ دیا کہ ایک

بار اس اللہ والے کی خدمت میں حاضری دو تا کہ وہ تمہیں روحانی علاج بتائے۔ چنانچہ وہ اپنے بیٹے کے ساتھ اس ولی کی بارگاہ میں پہنچے اور اپنا مدعا پیش کیا۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری آنکھوں کی روشنی واپس آجائے تو انیس دنوں تک یہ عمل کرو جو میں تمہیں بتا تا ہوں۔ ہر روز باوضو ہو کر قرآن شریف کھول کر ادب کے ساتھ بیٹھ جاؤ اور قرآن میں ایسے نظر کرو جیسے کوئی آنکھ والا شخص دیکھتا ہے۔ اور قرآن کی آیت "اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" اکیس بار پڑھ کر اپنی انگوٹھے اور ان سے ملی ہوئی انگلیوں پر دم کر کے آنکھوں پر پھیرو۔ اور پھیرتے وقت: قُرَّةُ عَيْنِي بِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ کا ورد بارہ مرتبہ کرو۔ چنانچہ اس نابینا تاجر نے مسلسل انیس دنوں تک اس بزرگ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق عمل کیا تو قرآن کی برکت سے اس کی آنکھوں کی کھوئی ہوئی روشنی واپس آگئی۔ (اعجب القصص والامثال)

ایک نوجوان کا واقعہ

مصر کی راجدھانی قاہرہ کے ایک نوجوان کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ رمضان شریف کے موقع پر ایک پوسٹر شائع ہوا جس میں لکھا تھا ہر سال کی طرح اس سال بھی جامع مسجد میں بعد نماز عشا پورے رمضان شریف میں "وعظ ونصیحت" کا پروگرام ہوگا، جس میں جامع مسجد کے امام صاحب ہر روز مختلف دینی موضوع پر بیان دیں گے۔ ایک دیوار پر چسپاں اس پوسٹر پر ایک نوجوان کی نظر پڑی چنانچہ وہ بھی رمضان کی برکتوں سے مالا مال ہونے کے لیے اس مسجد میں نماز عشا اور تراویح پڑھنے کے لیے حاضر ہوا اور جب نماز کے بعد پروگرام شروع ہوا تو اس میں اس نوجوان نے بھی شرکت کی۔ اس شب کا موضوع تھا "قرآن کی برکت وفیضان" قرآن کی فضیلت پر ایسی جامع تقریر امام صاحب نے فرمائی کہ جتنے لوگ اس مجلس میں شریک تھے سب جھوم اٹھے اور ایسا لگ رہا تھا کہ قرآن کی برکتیں اسی وقت اس مجلس میں اور حاضرین کی زندگی میں نازل ہونے لگی۔ اور کیوں نہ ہو کہ حدیث میں آیا ہے کہ:

مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِيْ بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهٗ بَيْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ۔ (کنز العمال ج ۱ ص ۵۱۸ عن ابی ھریرة)

یعنی جب کسی گھر میں لوگ اکٹھے ہوکر اللہ کی کتاب قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں اور قرآن کی تعلیم حاصل کرتے ہیں تو ان لوگوں پر اطمینان وسکون نازل ہوتا ہے، ان لوگوں کی بے چینی دور ہوجاتی ہے، رب کی رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہیں اور اللہ عزوجل کے نورانی فرشتے ان لوگوں کو اپنے نوری پروں میں چھپا لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ذکر ان فرشتوں کے بیچ میں کرتا ہے جو فرشتے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہوتے ہیں۔

قرآن کی فضیلت و برکت بیان کرتے ہوئے امام صاحب نے فرمایا کہ جو شخص قرآن شریف کی تلاوت صدق دل سے پاکیزہ نیت کے ساتھ کرتا ہے تو اس کی برکتوں سے اللہ تعالیٰ فقیر و محتاج کی فقر و فاقہ اور محتاجی کو دور فرما دیتا ہے اور مالدار کی دولت میں برکت و رحمت نازل فرماتا ہے۔ اس لیے کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

لَا فَاقَةَ لِعَبْدٍ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَلَا غِنٰى لَهٗ بَعْدَهٗ۔ (کنز العمال ج۱ ص۷۴۵)

یعنی اس شخص کو محتاجی نہیں آسکتی جو قرآن شریف کی تلاوت کرتا ہے اور اس کے بعد اس کے لیے کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے اسے مالداری نہیں ہے۔

وہ نوجوان جو اس مجلس میں بیٹھا تھا وہ بہت ہی مفلس و محتاج تھا فاقہ کے ساتھ زندگی گزار رہا تھا، اہل خانہ بھی بھوک وشدت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ بیان سننے کے بعد گھر آیا اور تمام اہل خانہ وضو کرکے ایک جگہ بیٹھ کر سب کے سب قرآن کی تلاوت میں مصروف ہوگئے۔ اللہ کا کرم اور قرآن کی برکت دیکھئے کہ تین دن پہلے جس نوجوان کو کوئی کام پر رکھنے کو تیار نہیں تھا آج اسے شہر کے ایک رئیس نے دوسو درہم روزانہ پر اپنی تجارت کے مال واسباب دوسرے شہر کے تاجر کے پاس لیجانے پر مقرر کرلیا۔ وہ نوجوان محنت و مشقت اور امانت و دیانت کے ساتھ اپنے مالک کا کام کرتا رہا۔ اس کی محنت وایمان داری کے سبب تجارت میں اتنا نفع ہوا کہ اس سے پہلے اس قدر منافعہ کبھی نہیں ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر اس کے مالک نے خوش ہوکر پورا کاروبار اسی کے حوالے کردیا یہی نہیں بلکہ اس نے اس نوجوان کو بزنس میں برابر کا حصہ دار بھی بنالیا۔ کچھ ہی دن میں وہ نوجوان شہر کا بہت بڑا رئیس ہوگیا۔ پوچھنے والا جب پوچھتا کہ تو اتنی جلد حیرت انگیز ترقی کیسے کرلیا اور اتنی دولت وثروت کیسے جمع کرلیا؟ تو وہ جواب دیتا کہ یہ سب برکت وفیضان ہے رب کے کلام قرآن مجید کی تلاوت کا۔ جب سے ہم

نے قرآن شریف کی تلاوت شروع کردی ہے رب کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہونے لگی ہیں اور آج میرے پاس الحمد للہ اتنی دولت ہوگئی ہے کہ رکھنے کی جگہ نہیں ہے۔

(اعجب القصص والامثال)

جس گھر میں قرآن پڑھا جاتا ہے اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْبَيْتُ اِذَا قُرِئَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ حَضَرَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَتَنَكَّبَتْ عَنْهُ الشَّيَاطِيْنُ وَاتَّسَعَ عَلٰى اَهْلِهٖ وَكَثُرَ خَيْرُهٗ وَقَلَّ شَرُّهٗ وَاِنَّ الْبَيْتَ اِذَا لَمْ يُقْرَأْ فِيْهِ حَضَرَتْهُ الشَّيَاطِيْنُ وَتَنَكَّبَتْ عَنْهُ الْمَلَائِكَةُ وَضَاقَ عَلٰى اَهْلِهٖ وَقَلَّ خَيْرُهٗ وَكَثُرَ شَرُّهٗ۔

(کنز العمال ج۱ ص۵۴۴)

ترجمہ: جس گھر میں قرآن شریف پڑھا جاتا ہے اس گھر میں اللہ کے فرشتے آتے ہیں اور شیطان دور بھاگ جاتے ہیں اور گھر والوں پر کشادگی ہوتی ہے اور اس گھر میں خیر و برکت کی موسلا دھار بارش ہونے لگتی ہے اور بے برکتی دور ہوجاتی ہے۔ اور جس گھر میں قرآن نہیں پڑھا جاتا ہے اس میں شیطان آجاتا ہے اور فرشتے دور ہوجاتے ہیں، گھر میں تنگی آجاتی ہے، برکت چلی جاتی ہے اور بے برکتی کی کثرت ہوجاتی ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم سے عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیں تو آپ نے فرمایا:

عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ فَاِنَّهٗ رَأْسُ الْاَمْرِ كُلِّهٖ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زِدْنِيْ قَالَ عَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَذِكْرِهٖ فَاِنَّ ذٰلِكَ نُوْرٌ فِي السَّمَاوَاتِ وَنُوْرٌ فِي الْاَرْضِ۔

(معجم کبیر ج۲ ص۱۵۷ حدیث نمبر ۱۶۵۱)

یعنی تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کر کیونکہ سب میں اصل اور بنیادی چیز یہی ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ کچھ اور وصیت کریں، تو حضور نے فرمایا تلاوت قرآن پاک اور ذکر اللہ کی پابندی کر اس کی وجہ سے تمہارے لیے زمین وآسمان روشنی عطا کی جائے گی۔

مگر افسوس کی بات ہے پیارے! جس قرآن کی اتنی برکت، جس کی تلاوت

سے رزق میں برکت نازل ہوتی ہے، جس کے سبب ہدایت نصیب ہوتی ہے، جس سے مصیبت ٹلتی ہے اور جس کے فیضان سے ہر بگڑا کام بن جاتا ہے آج مسلمانوں کا حال ہے کہ اس قرآن سے کوسوں دور ہو گئے، اس کی تلاوت کرنا چھوڑ دیے، اس کے احکام پر عمل کرنا بند کر دیے نہ خود قرآن کی تعلیم حاصل کرتے ہیں نہ اپنے بچوں کو اس کی تعلیم دلاتے ہیں۔ یہی وجہ کہ جب تک مسلمانوں کے ہاتھ میں قرآن پاک تھا، ان کے احکام پر عمل کرتے تھے اور اس کی تلاوت کرتے تھے اس وقت دنیا ان کے قدموں میں ہوتی تھی، زمانہ انہیں سلام کرتا تھا اور ان کی ہیبت سے دنیا کانپتی اور تھرتھراتی تھی۔ لیکن جب مسلمانوں نے قرآن پر عمل کرنا چھوڑ دیا اس کی تلاوت سے دور ہو گئے تو آج پوری دنیا میں مسلمان ذلیل وخوار ہو کر رہ گئے، ان کی دولت وثروت کو لوٹا جا رہا ہے اور ان کی عزت ان کی نگاہوں کے سامنے لوٹی جا رہی ہے ۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

اور

طریق مصطفی کو چھوڑنا ہے وجہ بربادی
اسی سے قوم دنیا میں ہوئی بے اقتدار اپنی

جَزَی اللّٰہُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا ھُوَ اَھْلُہٗ

وما علینا الا البلاغ

بتیسویں تقریر

قرآن سننے کی فضیلت و برکت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَا بِذِکْرِہٖ قُلُوْبَ عِبَادِہِ الْعَارِفِیْنَ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی صِفْوَۃِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ○ وَعَلٰی اٰلِہِ السَّادَۃِ الْاَکْرَمِیْنَ○ وَاَصْحَابِہِ الْغُرِّ الْمَیَامِیْنَ○ اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ﴿۲۰۴﴾

(اعراف آیت ۲۰۴)

ترجمہ: جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم رحم کیے جاؤ۔

محترم حضرات! آج میری تقریر کا عنوان ''قرآن سننے کی فضیلت و برکت'' ہے۔

قرآن سننے پر اللہ عزوجل کیا انعام اور اجر وثواب عطا فرماتا ہے انشاء اللہ عزوجل اس موضوع پر بھرپور روشنی ڈالنے کی کوشش کروں گا تاکہ ہمارے مسلمان بھائیوں میں قرآن پڑھنے اور کم سے کم پڑھنے والوں سے سننے کا جذبہ بیدار ہو اور وہ لوگ بھی اس کی برکت ورحمت سے مالا مال ہو جائیں جو قرآن پڑھنا نہیں جانتے ہیں۔ آئیں اس سے قبل ایک بار صاحب قرآن محبوب رحمان، شب اسریٰ کے مہمان، فاطمہ زہرا کے بابا جان، حسن وحسین کے نانا جان، مَا خُلِقَ لَہُ الْعَرْشُ وَالْجِنَانُ، زینت زمین وآسمان، جان ایمان جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ ناز میں محبت کے ساتھ درود شریف کا نذرانہ پیش کریں اور پڑھیں بلند آواز سے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِیْ عِلْمِ اللّٰہِ صَلَاۃً دَائِمَۃً بِدَوَامِ مُلْکِ اللّٰہِ

رفیقان ملت اسلامیہ! اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت کے لیے اپنے مقدس نبیوں اور

رسولوں پر آسمانی کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے ان تمام آسمانی کتابوں اور صحیفوں میں سب سے افضل واعلیٰ کتاب وہ قرآن ہے جسے اللہ عزوجل نے اپنے آخری نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمایا، یہ ایسی کتابِ حق ہے جس کی حقانیت وصداقت اور جس کے حسن انداز میں ذرہ برابر شک نہیں، جس میں تمام علوم وفنون جمع کر دِیے گئے ہیں، تمام احکام اس کے اندر بیان کر دِیے گئے ہیں، جو کتاب ہدایت اور پیکر رحمت وبرکت ہے۔ جس کے ہر حرف پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اس کتاب مقدس کی بے شمار فضائل وبرکات ہیں۔ جو اس کی تعلیم میں شب وروز مشغول رہے، یا جو اس کی تلاوت کرے یا اس کی تلاوت سنے تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا وآخرت کی بھلائیوں، برکتوں، سعادتوں اور اپنی رحمتوں سے نوازے گا، بلاؤں کو دور فرما دے گا، مصیبتوں کو ٹال دے گا، شیطان کے مکروفریب سے حفاظت فرمائے گا، جہنم سے نجات عطا فرمائے گا، رزق وگھر میں برکتیں نازل فرمائے گا، اپنی رضا عطا فرمائے گا، نبی کی سنت پر عمل کرنے کا ثواب عطا فرمائے گا، بے شمار نیکیاں عطا فرمائے گا، گناہوں کو مٹا دے گا، درجوں کو بلند فرمائے گا اور اپنی بارگاہ کا مقرب بندوں میں شامل فرمالے گا۔

قرآن کا فریاد

لیکن عزیزان ملت اسلامیہ! جس قرآن کی اتنی فضیلت ہے، جس کے ایک حرف پڑھنے اور سننے پر اتنا اجر وثواب عطا کیا جاتا ہے جس کے برکات وکرامات اور فوائد کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا ہے آج اس قرآن کے ساتھ ہمارا رویہ یہ ہے کہ قرآن گھر میں تو ہے مگر طاقوں کی زینت ہے، مردوں کے ایصال ثواب کے موقع پر ہی اس کی تلاوت کی جاتی ہے، تعویذ بنا بنا کر بیچا جاتا ہے، روپے پیسے کمانے کا اسے ذریعہ بنالیا گیا ہے، اس کے احکام پر عمل کرنا ہم نے ترک کر دیا ہے، اس کے فرمودات کو ہم نے پس پشت ڈال دیا ہے اور نہ جانے ہم نے اس کے ساتھ کیا کیا سلوک روا رکھا ہے۔ ماہر القادری نے قرآن کے فریاد کو بہت ہی پر درد انداز میں اس طرح بیان کیا ہے ؎

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں، آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں
تعویذ بنایا جاتا ہوں، دھودھو کے پلایا جاتا ہوں

جزدان حریر و ریشم کے اور پھول ستارے چاندی کے
پھر عطر کی بارش ہوتی ہے، خوشبو میں بسایا جاتا ہوں
جس طرح سے طوطا مینا کو کچھ بول سکھائے جاتے ہیں
اس طرح پڑھایا جاتا ہوں، اس طرح سکھایا جاتا ہوں
جب قول وقسم لینے کے لیے تکرار کی نوبت آتی ہے
پھر میری ضرورت پڑتی ہے، ہاتھوں پہ اٹھایا جاتا ہوں
دل سوز سے خالی رہتے ہیں، آنکھیں ہیں کہ نم ہوتی ہی نہیں
کہنے کو میں اک اک جلسے میں پڑھ پڑھ کے سنایا جاتا ہوں
نیکی پہ بدی کا غلبہ ہے، سچائی سے بڑھ کر دھوکہ ہے
اک بار ہنسایا جاتا ہوں، سو بار رلایا جاتا ہوں
یہ مجھ سے عقیدت کے دعوے، قانون پہ راضی غیروں کے
یوں بھی مجھے رسوا کرتے ہیں، ایسے بھی ستایا جاتا ہوں
کس بزم میں مجھ کو بار نہیں، کس عرس میں میری دھوم نہیں
پھر بھی میں اکیلا رہتا ہوں، مجھ سا بھی کوئی مظلوم نہیں

(ماہر القادری)

نہیں پیارے مسلمانو! قرآن کے ساتھ جو اللہ کا کلام ہے ایسا سلوک نہ کیا جائے، بلکہ اس کی تلاوت کریں، اس کی تعلیم حاصل کریں اور قرآنی علوم کی برکتوں اور اس کے نور سے اپنے قلب وجگر اور دنیا وآخرت کو روشن وتابناک کریں، اس کی محبت کی شمع اپنے دل میں فروزاں کیجئے اور رب کی بارگاہ میں یوں عرض کیجئے ؎

یا الٰہی روز وشب توفیق احساں دے مجھے — خوف اپنا ظاہر وباطن میں یکساں دے مجھے
حبِ سنت یا الٰہی حب قرآں دے مجھے — نعمت دارین یعنی نور ایماں دے مجھے
کام میرا زندگی بھر خدمت قرآن ہو — فہم قرآں دے الٰہی، نور عرفاں دے مجھے

(راز دہلوی)

قرآن کا پڑھنا مردہ دل کو زندہ کردیتا ہے

رفیقان گرامی! قرآن سننے کی فضیلت پر روشنی ڈالنے سے پہلے صرف ایک حدیث پاک قرآن کی تلاوت کرنے کی فضلیت وبرکت پر ملاحظہ کریں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

یَا بُنَیَّ لَا تَغْفَلْ عَنْ قِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ فَاِنَّ الْقُرْاٰنَ یُحْیِ الْقَلْبَ الْمَیِّتَ وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ وَبِالْقُرْاٰنِ تُسَیَّرُ الْجِبَالُ۔ (مسند الفردوس ج ۵ ص ۳۶۸)

ترجمہ: بیٹے! قرآن پڑھنے سے غافل مت رہنا، بے شک قرآن شریف پڑھنے سے مردہ دل بھی زندہ ہوجاتا ہے، قرآن بے حیائی اور بری باتوں سے باز رکھتا ہے اور قرآن کی تجلی سے پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہوجائیں۔

ایک آیت سننا سونے کے خزانہ سے بہتر ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

یُدْفَعُ عَنْ مُسْتَمِعِ الْقُرْاٰنِ بَلْوَی الدُّنْیَا وَیُدْفَعُ عَنْ قَارِئِ الْقُرْاٰنِ سُوْءُ الْاٰخِرَۃِ وَاِسْتِمَاعُ آیَۃٍ مِّنْ کِتَابِ اللہِ عَزَّ وَجَلَّ خَیْرٌ مِنْ کَنْزِ الذَّھَبِ وَلَقِرَاءَۃُ آیَۃٍ مِنْ کِتَابِ اللہِ اَفْضَلُ مِمَّا تَحْتَ الْعَرْشِ لِاَنَّہٗ کَلَامُ اللہِ تَکَلَّمَ بِہٖ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ الْخَلْقَ۔ (مسند الفردوس ج ۵ ص ۲۵۹)

ترجمہ: قرآن سننے والے سے دنیا کی مصیبت دور کردی جاتی ہے۔ اور جو قرآن پڑھتا ہے وہ آخرت کی بلاؤں اور عذابوں سے محفوظ رہے گا۔ اور ایک آیت کلام اللہ کا سننا سونے کے خزانے سے بہتر ہے۔ اور قرآن شریف کی ایک آیت کا پڑھنا اس سے بھی زیادہ بہتر ہے جو عرش الٰہی کے نیچے ہے۔ کیونکہ قرآن اللہ کا کلام ہے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی پیدائش سے پہلے اس کے ذریعہ کلام فرمایا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی قرآن سنا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ سے فرمایا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے:

اِقْرَأْ عَلَیَّ قُلْتُ اَقْرَأُ عَلَیْكَ وَعَلَیْكَ اُنْزِلَ قَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَہٗ مِنْ غَیْرِیْ فَقَرَأْتُ سُوْرَۃَ النِّسَاءِ۔

ترجمہ: مجھے قرآن پڑھ کر سنا، میں نے عرض کی یارسول اللہ میں آپ کو قرآن پڑھ کر سناؤں حالانکہ قرآن تو آپ پر ہی نازل ہوا ہے۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا بے شک میں پسند کرتا ہوں کہ دوسرے سے قرآن پاک سنوں۔ تو میں نے سورہ نساء پڑھنا شروع کی۔ یہاں تک کہ میں اس آیت پر پہنچا "فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَھِیْدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰی ھٰؤُلَاءِ شَھِیْدًا۔ (یعنی وہ حال کیسا ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور تجھے ان سب پر گواہ لائیں گے۔) تو جب میں نے یہاں تک قرآن پڑھ کر سنایا تو اس آیت کی تلاوت سماعت فرمانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

حَسْبُكَ الْاٰنَ فَالْتَفَتُّ اِلَیْہِ فَاِذَا عَیْنَاہُ تَذْرِفَانِ۔ یعنی اب بس کرو، میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف اپنا منہ پھیرا اور آپ کے چہرۂ اقدس کو دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ (مشکوٰۃ ص ۱۹۰)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ قرآن سننے کی بھی بڑی فضیلت ہے اور سننے میں بھی اجر وثواب عطا کیا جاتا ہے اور اس میں بڑی حکمت ہوتی ہے، سمجھنے اور غور کرنے کا موقع بھی حاصل ہوتا ہے اسی لیے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قرآن سنا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قرآن پڑھ کر سنایا بھی۔ تو گویا قرآن سننا اور سنانا دونوں سنت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے تو جو کوئی قرآن سنے یا سنائے تو اسے سننے اور سنانے اور سنت رسول پر عمل کرنے کا بھی ثواب ملے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قرآن پڑھ کر بھی سنایا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابی ابن

کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَقْرَاَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ قَالَ اَللّٰہُ سَمَّانِیْ لَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَقَدْ ذُكِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ نَعَمْ فَذَرَفَتْ عَیْنَاہُ۔

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے قرآن پڑھ کر سناؤں۔اس پر حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مارے خوشی کے عرض کی حضور! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے سامنے میرا نام لیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام لیا ہے۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر عرض کی یارسول اللہ کیا اللہ تعالیٰ کے حضور میرا نام ذکر لیا گیا ہے؟ تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں! اے ابی ابن کعب! اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام لیا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں قرآن پڑھ کر سناؤں اور تو قرآن سننے کی سعادت حاصل کرو۔ یہ سن کر حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہنے لگے کہ اللہ عزوجل نے ان کا نام لیا ہے۔(مشکوٰۃ ص ۱۹۰)

حضرات گرامی! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن سنانے کے لیے صرف حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتخاب اس لیے فرمایا کہ وہ ان چھ نفوس قدسیہ اور خوش نصیبوں میں سے ہیں جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں ہی قرآن پاک یاد کر لیا تھا۔اور بہت اعلیٰ درجے کے قاری تھے۔معلوم ہوا کہ جو قاری اور حافظ قرآن ہوتا ہے سعادت ونیک بختی اس کا استقبال کرتی ہے۔اور اللہ عزوجل کی نظر رحمت اس کی طرف ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے خوش نصیبوں کا ذکر اپنی بارگاہ میں بھی فرماتا ہے۔

اس لیے میرے دوستو! قرآن کی تعلیم حاصل کیجئے اور اپنے بچوں کو حافظ قرآن بنائے اور رمضان شریف کی راتوں میں مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ تراویح کی نماز ضرور ادا کیجئے تاکہ قرآن سننے کی سعادت وبرکت اور اجروثواب حاصل ہو جائے۔

صحابہ نے قرآن سننے اور سنانے کی مجلس منعقد کی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں ضعفاء مہاجرین یعنی مہاجرین صحابہ میں جو غریب ومحتاج تھے ان کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا۔

ان غریب صحابہ میں سے بعض حضرات کی غربت وتنگ دستی کا عالم یہ تھا کہ ان کے پاس پورے جسم چھپانے کے لیے بھی کپڑے نہیں تھے۔ میں ان کے درمیان بیٹھا ہوا تھا اور قاری قرآن ہمارے سامنے قرآن پاک پڑھ رہا تھا (اور ہم لوگ ان کا قرآن پڑھنا سن رہے تھے)۔

اِذْجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَقَامَ عَلَیْنَا فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ سَكَتَ الْقَارِئُ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَا كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ قُلْنَا كُنَّا نَسْتَمِعُ اِلٰی كِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ اُمِرْتُ اَنْ اَصْبِرَ نَفْسِیْ مَعَھُمْ قَالَ فَجَلَسَ وَسْطَنَا لِیَعْدِلَ بِنَفْسِہٖ فِیْنَا ثُمَّ قَالَ بِیَدِہٖ ھٰكَذَا فَتَحَلَّقُوْا وَبَرَزَتْ وُجُوْھُھُمْ لَہٗ فَقَالَ اَبْشِرُوْا یَا مَعْشَرَ صَعَالِیْكَ الْمُھَاجِرِیْنَ بِالنُّوْرِ التَّامِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ اَغْنِیَاءِ النَّاسِ بِنِصْفِ یَوْمٍ وَذٰلِكَ خَمْسُمِاَةِ سَنَةٍ۔

ترجمہ: یعنی اچانک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے اور ہمارے درمیان کھڑے ہو گئے۔ جب قرآن پاک کی تلاوت کرنے والا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تشریف فرما دیکھا تو خاموش ہو گئے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم غلاموں کو سلام کیا اور فرمایا تم لوگ کیا کر رہے تھے؟ ہم نے عرض کی ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) کی تلاوت سن رہے تھے۔اس پر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمام تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا کیے جن کے بارے میں مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ان کے ساتھ دل جمعی سے بیٹھوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان بیٹھ گئے تاکہ آپ اپنی ذات کو برابر حیثیت والے انسان کی طرح ظاہر کریں۔(یعنی منصب نبوت ورسالت اور اونچے مقام ومرتبہ پر فائز ہونے کے باوجود ہم غلاموں کے بیچ بیٹھ گئے) پھر آپ نے اپنے دست مبارک سے اشارہ فرمایا تو صحابہ کرام حلقہ باندھ کر آپ کے اردگرد بیٹھ گئے، ان کے چہرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ظاہر تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے فقراء مہاجرین کے گروہ! تمہیں قیامت کے دن مکمل نور (پوری روشنی) کی بشارت دیتا ہوں، تم لوگ دولت مند لوگوں سے جنت میں آدھا دن پہلے داخل ہو جاؤ گے اور یہ آدھا دن پانچ سال کا ہوگا۔(مشکوٰۃ ص ۱۹۱)

حضرات گرامی! اس حدیث پاک سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔(۱) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلاوت قرآن کرنے اور سننے والوں کو محبوب رکھتے ہیں اور خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی مجلس میں تشریف

رکھتے تا کہ قرآن کی تلاوت سنیں۔(۲)حضور اکرم ﷺ ان لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کو پسند فرماتے ہیں جو حالت فقر ومحتاجی کے باوجود اللہ عزوجل کا ذکر کرتے ہیں اور قرآن شریف ایک دوسرے کو پڑھ سناتے ہیں اور سننے کا شرف حاصل کرتے ہیں (۳) جو لوگ غربت وتنگ دستی کے باجود اللہ عزوجل کے ذکر اور اس کی عبادت سے غافل نہیں رہتے اللہ تعالیٰ انہیں خصوصی انعام و اکرام سے نوازے گا اور قیامت کے دن ایک خاص نور عطا فرمائے گا۔(۴) مؤمن فقیروں کا قیامت کے دن حساب آسان ہوگا اور مالداروں سے پہلے وہ جنت میں داخل ہوں گے۔

قرآن سننے سے نیکیاں ملتی ہیں اور گناہ مٹتے ہیں

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول رؤوف ورحیم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا:

مَنِ اسْتَمَعَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللهِ ظَاهِرًا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ۔ وَمَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللهِ فِي صَلَاةٍ قَاعِدًا كُتِبَتْ لَهُ خَمْسُونَ حَسَنَةً وَمُحِيَتْ عَنْهُ خَمْسُونَ سَيِّئَةً وَرُفِعَتْ لَهُ خَمْسُونَ دَرَجَةً ۔ وَمَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللهِ قَائِمًا كُتِبَتْ لَهُ مِأَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِأَةُ سَيِّئَةٍ وَرُفِعَتْ لَهُ مِأَةُ دَرَجَةٍ وَمَنْ قَرَأَ فَخَتَمَهُ كَتَبَ اللهُ عِنْدَهُ دَعْوَةً مُسْتَجَابَةً اَوْ مُؤَخَّرَةً۔ (کنز العمال ج۱ ص ۵۴۲)

ترجمہ: جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف سنا اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی، دس خطائیں مٹا دی جائیں گی اور دس درجات بلند کیے جائیں گے۔ اور جس نے بیٹھ کر نماز میں قرآن پڑھا اس کے لیے ہر حرف کے عوض پچاس نیکیاں لکھی جائیں گی، پچاس گناہ مٹادئے جائیں گے اور پچاس درجے بلند کیے جائیں گے۔ اور جس نے حالت قیام میں نماز کے اندر قرآن کا ایک حرف پڑھا اس کے لیے اس کے عوض سو نیکیاں لکھی جائیں گی، سو گناہ مٹادئے جائیں گے اور سو درجات بلند کیے جائیں گے۔ اور جس نے اتنا پڑھا کہ ختم تک پہنچ گیا تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائے گا خواہ تاخیر کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا

مَنِ اسْتَمَعَ اِلَى آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ مُضَاعَفَةٌ وَمَنْ تَلَا آيَةً مِنْ كِتَابِ اللهِ كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (کنز العمال ج۱ ص۵۱۸)

ترجمہ: جس نے کتاب اللہ کی ایک آیت غور سے سنا اس کے لیے ایک ایسی نیکی لکھی جائے گی جس کا ثواب کئی گنا عطا کیا جائے گا۔ اور جس نے کتاب اللہ کی ایک آیک کی تلاوت کی تو وہ اس کے لیے قیامت کے دن نور ثابت ہوگی۔

قرآن سننا سونے کا پہاڑ صدقہ کرنے سے بہتر ہے

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَسِمَاعُ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ اَعْظَمُ اَجْرًا مِنْ مِثْلِ صَبِيْرٍ يَتَصَدَّقُ بِهِ وَلَقِرَاءَةُ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ اَفْضَلُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ دُوْنَ الْعَرْشِ۔

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے قرآن کی ایک آیت سننا سونے کا پہاڑ صدقہ کرنے سے زیادہ ثواب رکھتا ہے، اور ایک آیت کا پڑھنا عرش الٰہی کے تلے تمام چیزوں سے افضل ہے۔ (کنز العمال ج۱ ص ۵۵۳ حدیث نمبر ۲۳۹۸)

حضرت فضیل کی توبہ کا واقعہ

حضرات گرامی! آپ نے حضرت فضیل بن عیاض کی توبہ کا واقعہ بارہا سنا ہوگا کہ پہلے وہ بہت بڑا ڈاکو تھے بلکہ ڈاکوؤں کے سردار تھے۔ مگر ان کو بھی توبہ کی توفیق ملی تو قرآن شریف کی آیت کریمہ سننے کے بعد ہی ملی۔ اور جیسے ہی انہوں نے اللہ کے مقدس کلام کی ایک آیت سنی ان کے دل کی دنیا میں انقلاب آیا اور جن لوگوں کا سامان لوٹا تھا سب لوٹا دیے اور معافی بھی مانگی اور اسی دن سے رہزنی بند کردی اور سچے دل سے توبہ کرکے اللہ والوں کی صحبت میں رہنے لگے، علم دین کی مجلسوں میں بیٹھنے لگے اور پھر اللہ نے وہ مقام عطا فرمایا کہ وقت کے بلند پایہ ولی بن گئے۔

واقعہ یوں ہے کہ ایک سوداگر کا تجارتی قافلہ کہیں جا رہا تھا۔ جانے سے پہلے لوگوں نے اس سوداگر سے کہا مناسب ہے کہ ایک سرکاری حفاظتی دستہ ساتھ لے کر چلو کیونکہ راہ میں

فضیل راہزنی کرتا ہے۔سوداگر نے جواب دیا میں نے سنا ہے کہ وہ رحم دل اور خدا ترس آدمی ہے۔سوداگر نے حفاظتی دستہ کی بجائے ایک خوش آواز قاری کو اجرت پر لے کر اونٹ پر بٹھادیا اور روانہ ہوگیا۔قاری دن ورات راستہ میں تلاوت قرآن کرتا رہا یہاں تک کہ یہ قافلہ اس مقام تک پہنچ گیا جہاں یہ یعنی فضیل بن عیاض گھات لگائے بیٹھے تھے۔اتفاق سے قاری نے یہ آیت تلاوت کی "اَلَمْ یَأْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ"(الحدید ۱۶) یعنی کیا ابھی تک مومنوں کے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ وہ ذکر الٰہی اور حق کی طرف سے نازل کیے ہوئے احکام کے آگے اپنے دلوں کو جھکائیں۔حضرت فضیل نے جب یہ سنا تو ان کے دل پر رقت طاری ہوگئی۔فضیل کے دل پر فضل خدا نے غلبہ دکھایا اور اسی لمحہ انھوں نے رہزنی (ڈاکہ ڈالنے) سے توبہ کرلی۔جن کے مال لوٹے تھے ان کے نام لکھ رکھے تھے ان سب کو راضی کیا۔اس کے بعد مکہ مکرمہ چلے گئے اور عرصہ تک وہاں مقیم رہے۔اور بکثرت اولیاء اللہ سے ملاقاتیں کیں پھر وہ کوفہ آگئے اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجلس مبارک میں مدت تک رہے۔(کشف المحجوب مترجم ص ۱۴۵)

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

معترف ہے اک زمانہ عظمت قرآن کا
رہبر صادق یہی ہے دہر میں انسان کا

معلوم ہوا کہ جہاں قرآن پاک سننے سے اللہ تعالیٰ بے شمار فضیلت وبرکتیں عطا فرماتا ہے،گناہ معاف فرمادیتا ہے،درجے بلند فرماتا ہے وہیں اس کتاب مقدس کی تلاوت سننے کی برکت سے سیدھے راستے کی ہدایت بھی نصیب ہوتی ہے۔اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَ یُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِیْرًا۔ (الاسراء ۹)

بے شک یہ قرآن سیدھا راستہ بتاتا ہے اور ان ایمان والوں کو خوشخبری دیجئے جو نیک عمل کرتے ہیں ان کے لیے بڑا اجر ہے۔

جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهٗ
وما علینا الا البلاغ

تینتیسویں تقریر

شب بیداری کی فضیلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ○ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْعَابِدِیْنَ الرَّاكِعِیْنَ السَّاجِدِیْنَ ○ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْمُتَوَاضِعِیْنَ الْخَاشِعِیْنَ ○ اما بعد

فاعوذباللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا (الفرقان آیت نمبر ۶۴)

کسے معلوم کہ شان رخ شمس الضحیٰ کیا ہے
جمال روے محبوبی کی آخر انتہا کیا ہے
برستی ہے سحاب نور بن کر کشت ظلمت پر
تعالی اللہ گیسوئے محمد کی گھٹا کیا ہے
بلال و بوذر وسلمان وحیدر سے کوئی پوچھے
تیرے عشاق کا دنیا میں انداز وفا کیا ہے
جسے نیند آگئی اشرف شہ عربی کے دامن میں
اسے کیا فکر کہ ہنگامۂ روز جزا کیا ہے

(اشرف العلما مفتی اشرف القادری)

معزز سامعین کرام! آج میری تقریر کا عنوان "شب بیداری کی فضیلت و برکت" ہے۔آیئے کچھ سننے اور سنانے سے قبل ہم تمامی حضرات عقیدت ومحبت کے ساتھ شاھد و مشھود،قاصد ومقصود،حامد ومحمود،قبلۂ کونین،سرکار امام القبلتین،فاتح بدر وحنین،وجہ امن و چین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ ناز میں درود شریف کا نذرانہ

پیش کریں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ

حضرات گرامی! اللہ تعالیٰ نے روزانہ پانچ نمازیں اپنے مومن بندوں پر فرض فرمایا ہے ، جو بندۂ مومن ان نمازوں کی پابندی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے اور اس کے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔ پنج وقتہ فرض نمازوں کے علاوہ نفل نمازیں ایسی عبادت وبندگی ہیں جن کے سبب اللہ تعالیٰ راتوں کو اٹھ کر نفل نمازیں پڑھنے والے کو اپنی بارگاہ کا قرب عطا فرماتا ہے اور اعلیٰ مقام اور بلند درجات پر فائز فرمادیتا ہے۔ نفل نمازوں کے ذریعہ راتوں کو جاگنے والے پر اللہ کا خصوصی کرم ہوتا ہے اور بے شمار فضل وکمال اور اجر وثواب عطا فرماتا ہے۔ راتوں کو جاگ کر عبادت و بندگی کرنے والا کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا۔ (سورۃ الفرقان آیت نمبر ۶۴)

ترجمہ: اور جو رات گذار دیتے ہیں اپنے رب کے لیے سجدہ اور قیام کرتے ہوئے۔

فرض کے بعد بہترین نماز

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آقا کریم نبی رؤف ورحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَفْضَلُ الصِّیَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمِ وَاَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِیْضَةِ صَلَاةُ اللَّیْلِ۔ (ترغیب وترہیب ج ۱ ص ۴۲۳، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

ترجمہ: رمضان شریف کے بعد سب سے افضل روزہ اللہ کے مہینہ محرم الحرام کا روزہ ہے اور فرض نمازوں کے بعد سب سے بہترین نماز راتوں کی (نفل) نمازیں ہیں۔

راتوں میں پڑھی جانے والی نفل نمازوں کے فائدے

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَلَیْکُمْ بِقِیَامِ اللَّیْلِ فَاِنَّهٗ دَاْبُ الصَّالِحِیْنَ قَبْلَکُمْ وَقُرْبَةٌ اِلَی اللّٰهِ وَمَنْهَاةٌ

عَنِ الْاِثْمِ وَتَکْفِیْرٌ لِّلسَّیِّئَاتِ وَمَطْرَدَةٌ لِّلدَّاءِ عَنِ الْجَسَدِ۔

(کنز العمال ج ۷ ص ۷۸۶)

ترجمہ: رات کو جاگ کر عبادت کیا کرو کہ تم سے پہلے کے صالحین (نیک لوگوں) کا طریقہ اور معمول ہے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے قرب ونزدیکی کا ذریعہ اور گناہوں سے باز رہنے کا سبب ہے، گناہوں کا کفارہ اور جسمانی مرض کا علاج ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا:

عَلَیْکُمْ بِصَلٰوةِ اللَّیْلِ وَلَوْ رَکْعَةً وَاحِدَةً فَاِنَّ صَلَاةَ اللَّیْلِ مَنْهَاةٌ عَنِ الْاِثْمِ وَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی وَتَدْفَعُ عَنْ اَهْلِهَا حَرَّ النَّارِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَاِنَّ اَبْغَضَ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰهِ ثَلَاثَةٌ اَلرَّجُلُ یُکْثِرُ النَّوْمَ بِالنَّهَارِ وَلَمْ یُصَلِّ مِنَ اللَّیْلِ شَیْئًا وَالرَّجُلُ یُکْثِرُ الْاَکْلَ وَلَا یُسَمِّی اللّٰهَ عَلٰی طَعَامِهٖ وَلَا یَحْمَدُهٗ وَالرَّجُلُ یُکْثِرُ الضِّحْكَ مِنْ غَیْرِ عَجَبٍ فَاِنَّ کَثْرَةَ الضِّحْكِ تُمِیْتُ الْقَلْبَ وَتُوْرِثُ الْفَقْرَ۔ (مسند الفردوس ج ۳ ص ۱۸ کنز العمال حدیث نمبر ۲۱۴۳۱)

ترجمہ: رات کی نفل نمازوں کی پابندی کرو اگرچہ ایک رکعت ہی پڑھو۔ (یعنی رات کی تنہائی میں کچھ عبادت ضرور کرو) کیونکہ رات میں نماز پڑھنا گناہوں سے روکتا ہے، اور اللہ عز وجل کی ناراضگی کی آگ ٹھنڈی ہوجاتی ہے، شب بیداری کرنے والا قیامت کے دن آتش دوزخ کی گرمی سے محفوظ رہے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک مخلوق میں تین لوگ بہت ناپسند ہیں۔ (۱) وہ شخص جو دن میں زیادہ سوتا ہے اور رات میں کچھ بھی نماز نہ پڑھے۔ (۲) جو زیادہ کھائے اور بسم اللہ کہہ کر نہ کھائے اور کھانا سے فارغ ہونے کے بعد الحمد للہ نہ کہے (۳) زیادہ ہنسنے والا کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کردیتا ہے اور محتاجی کا سبب ہوتا ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا:

عَلَیْکُمْ بِصَلَاةِ اللَّیْلِ فَاِنَّهٗ قُرْبَةٌ لَّکُمْ اِلٰی رَبِّکُمْ عَزَّ وَجَلَّ وَاِنَّ اللّٰهَ یُبَاهِیْ بِکُمْ مَلَائِکَتَهٗ وَیُحَبِّبُکُمْ اِلٰی خَلْقِهٖ وَیَدْفَعُ عَنْکُمُ الْبَلَاءَ وَمَیْتَةَ السُّوْءِ وَیُطْفِئُ عَنْکُمْ حَرَّ النَّارِ۔ (مسند الفردوس ج ۳ ص ۱۸، کنز العمال حدیث نمبر ۲۱۴۲۸)

ترجمہ: رات میں نفل نمازیں پڑھا کرو کیونکہ رات میں نماز پڑھنا تمہیں تمہارے رب

سے قریب کر دے گا۔ اور اللہ عزوجل اپنے فرشتوں میں تم پر فخر کا اظہار فرماتا ہے اور تمہیں مخلوق کی نظر میں پیارا بنا دے گا اور تم سے بلائیں اور بری موت کو ٹال دے گا اور تم سے آگ کی گرمی کو بجھا دے گا۔

محترم حضرات! ان احادیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ رات میں فرض نمازوں کے علاوہ نفلی عبادتوں اور نفل نمازوں کے ذریعہ اپنی راتوں کو گزارنی چاہیے اور حسب توفیق رات میں اٹھ کر اللہ کی عبادت کر کے اس کی رضا حاصل کرنی چاہیے۔ کیونکہ رات میں نفل نماز پڑھنے کے بے شمار فائدے ہیں جن میں سے کچھ فائدوں کو ابھی ابھی آپ نے احادیث کریمہ کی روشنی میں سماعت فرمایا۔ یعنی:

(۱) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے اور اس سے بڑھ کر سعادت کی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے قرب ونزدیکی سے نوازے۔

(۲) رات کو جاگ کر عبادت کرنا عبادت کرنے والے کو گناہوں سے روک دیتا ہے۔

(۳) اللہ عزوجل خوش ہو کر گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔

(۴) جسمانی بیماریوں سے شفا عطا فرماتا ہے۔

(۵) اللہ رب العزت کے غضب وناراضگی سے نجات ملتی ہے۔

(۶) دوزخ کی آگ نہیں جلائے گی۔

(۷) اللہ تعالیٰ فرشتوں کی جماعت میں فخر ومباہات اور خوشی کا اظہار فرماتا ہے کہ دیکھو میرا بندہ رات کو اٹھ کر میری عبادت وبندگی کر رہا ہے۔

(۸) اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو جو رات کی تاریکی میں اٹھ کر اللہ کی عبادت کرتا ہے اسے مخلوق کی نظر میں محبوب بنا دیتا ہے مخلوق میں اس کی مقبولیت کا اعلان فرما دیتا ہے۔

(۹) بلاؤں کو دور فرما دیتا ہے۔

(۱۰) اور بری موت یعنی برے خاتمہ سے محفوظ فرماتا ہے یعنی مرتے وقت ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ ایمان پر خاتمہ عطا فرماتا ہے۔ اور یہ سب سے بڑھ کر نعمت ودولت ہے کہ مرتے وقت انسان کا ایمان سالم اور محفوظ رہے۔

تو اتنے فائدے اور فضیلت وبرکت قیام اللیل یعنی رات میں اٹھ کر اللہ عزوجل کی

عبادت وبندگی کی ہے۔ اور اس کے علاوہ اور بھی فائدے ہیں۔

مقام خلت

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلاً اِلاَّ لِاِطْعَامِهِ الطَّعَامَ وَاِفْشَائِهِ السَّلاَمَ وَصَلاَتِهِ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ۔ (تنبیہ الغافلین ص ۲۶۲)

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جو اپنا خلیل بنایا، دوستی کے خاص مقام سے نوازا تو انہیں یہ مقام اس ادا پر ملا کہ بھوکوں کو کھانا کھلاتے تھے، ہر مسلمان کو سلام کرتے تھے اور ان کا یہ معمول تھا کہ جب ساری دنیا سو جاتی تو آپ رات کے سناٹے میں اپنے رب کی عبادت کرتے، پوری رات خداوند قدوس کی بندگی میں گزار دیتے۔

دوزخ حرام

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے آقا ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب سے فرمایا:

نَادِ يَا عُمَرُ فِي النَّاسِ اَنَّهُ مَنْ مَاتَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مُخْلِصًا مِنْ قَلْبِهِ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَحَرَّمَ عَلَى النَّارِ۔ (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۳۰)

یعنی اے عمر! لوگوں میں اعلان کر دو کہ جو سچے دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوا دنیا سے پردہ کر جائے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرما دے گا اور جہنم کی آگ اس کے لیے حرام فرما دے گا۔

یہ کرم نہیں تو کیا ہے

یہ بڑی سعادت وخوش نصیبی کی بات ہے اس انسان کے لیے جسے اللہ رب العزت کی عبادت وبندگی اور شب بیداری کی توفیق مل جائے اور خاص طور پر جسے رمضان المبارک کی بیس رکعت ادا کرنے اور رب کے حضور قیام ورکوع اور سجدہ کی توفیق ملتی ہے۔ یہ تو بیس رکعت

نماز تراویح ہے جسے صرف دو رکعت پڑھنے کی توفیق مل جائے اس کے لیے اس سے بڑھ کر اور سعادت کی کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ:

حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا:

مَا اُعْطِيَ عَبْدٌ عَطَاءً خَيْرًا مِنْ اَنْ يُؤْذَنَ لَهٗ فِيْ رَكْعَتَيْنِ يُصَلِّيْهِمَا۔

(تنبیہ الغافلین ص ۱۵۹)

یعنی کسی شخص کو اس سے بڑھ کر اور کوئی تحفہ عطا نہیں کیا گیا جسے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت مل جائے۔

یعنی دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت ایسا انعام وتحفہ ہے کہ اس کے مقابلے سارا تحفہ ہیچ ہے اور تمام تحفوں سے بڑھ کر تحفہ دو رکعت نماز کی توفیق ہے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا اُوْتِيَ عَبْدٌ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا خَيْرًا لَّهٗ مِنْ اَنْ يُؤْذَنَ لَهٗ فِي الدُّنْيَا رَكْعَتَيْنِ۔

(کنز العمال ج ۷ ص ۱۷۷)

ترجمہ: دنیا میں کسی شخص کو اس سے بہتر کوئی بھلائی نہیں دی گئی کہ اسے دنیا میں دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت مل جائے۔

ذوق عبادت

حضرت امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

لَوْ خُيِّرْتُ بَيْنَ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ لَاخْتَرْتُ الرَّكْعَتَيْنِ عَلَى الْجَنَّةِ لِاَنَّ فِي الرَّكْعَتَيْنِ رِضَا اللّٰهِ تَعَالٰى وَفِي الْجَنَّةِ رِضَائِيْ۔ (ایضا)

یعنی اگر مجھے اس بات کا اختیار دیا جائے کہ یا تو دو رکعت نماز پڑھنا اختیار کرو یا جنت اختیار کرو۔ تو میں جنت کو اختیار نہ کر کے دو رکعت نماز پڑھنے کو اختیار کروں گا۔ کیونکہ دو رکعت نماز پڑھنے میں میرے رب عزوجل کی رضا وخوشنودی ہے جب کہ جنت میں میری رضا ہے۔

سبحان اللہ یہ ہے ہمارے بزرگوں کا ذوق عبادت اور ایک ہم ہیں کہ رات و دن اللہ عزوجل کی نعمتیں کھاتے ہیں، اور اذان سن کر فرض نمازوں کے لیے مسجد کی طرف جانے کی

توفیق نہیں ہوتی۔

ایک حدیث میں میرے آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلًا عَلَى اللّٰهِ بِقَلْبِهٖ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔

یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف کامل طور پر متوجہ ہو کر پورا دل لگا کر دو رکعت نماز ادا کرتا ہے تو وہ شخص اپنے گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ وہی نماز رب تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہوتی ہے جو خشوع وخضوع کے ساتھ اور اللہ کی رضا کے لیے پڑھی جاتی ہے۔ چنانچہ:

حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ يُقْبِلُ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَوَجْهِهٖ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ۔ (مسلم ج ۱ ص ۲۱۰، حدیث نمبر ۲۳۴، ترمذی ج ۱ ص ۷۸ حدیث نمبر ۵۵، صلاح الامۃ فی علو الہمۃ ج ۱۵ ص ۲۳)

یعنی جو مسلمان اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر دو رکعت نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے اور پوری توجہ کے ساتھ ادا کرتا ہے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

جنت کا درخت

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَخْرُجُ مِنْ اَعْلَاهَا حُلَلٌ وَمِنْ اَسْفَلِهَا خَيْلٌ مِنْ ذَهَبٍ مُسْرَجَةٌ مُلْجَمَةٌ مِنْ دُرٍّ وَيَاقُوْتٍ لَا تَرُوْثُ وَلَا تَبُوْلُ لَهَا اَجْنِحَةٌ خَطْوُهَا مَدُّ الْبَصَرِ فَيَرْكَبُهَا اَهْلُ الْجَنَّةِ فَتَطِيْرُ بِهِمْ حَيْثُ شَاؤُوْا فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَسْفَلَ مِنْهُمْ دَرَجَةً يَا رَبِّ بِمَا بَلَغَ عِبَادُكَ هٰذِهِ الْكَرَامَةَ كُلَّهَا؟ قَالَ فَيُقَالُ لَهُمْ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ بِاللَّيْلِ وَكُنْتُمْ تَنَامُوْنَ وَكَانُوْا يَصُوْمُوْنَ وَكُنْتُمْ تَاْكُلُوْنَ وَكَانُوْا يُنْفِقُوْنَ وَكُنْتُمْ تَبْخَلُوْنَ وَكَانُوْا يُقَاتِلُوْنَ وَكُنْتُمْ تَجْبُنُوْنَ۔ (ترغیب وترہیب

ج۱ص۴۲۵)

ترجمہ: بے شک جنت میں ایک درخت ہے جس کے اوپر سے زیور نکلیں گے اور اس کے نیچے سے سونے کا ایک ایسا گھوڑا نکلے گا جس پر موتی اور یاقوت کا زین اور لگام لگی ہوگی۔ وہ جنتی گھوڑا نجاست اور گندگی نہیں کرے گا۔ وہ گھوڑا پر والا ہوگا، اس کا قدم وہاں تک پہنچے گا جہاں تک نگاہ پہنچے گی۔ جنتی اس پر سوار ہو کر اڑیں گے اور جہاں چاہیں گے اس پر سوار ہو کر جائیں گے۔ یہ منظر دیکھ کر ان سے نیچے درجہ والے جنتی عرض کریں گے مولیٰ! تیرے ان بندوں کو یہ مقام و مرتبہ کیسے ملا؟ تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا وہ راتوں کو نماز پڑھتے تھے جبکہ تم پوری رات سو کر گزار دیتے تھے، وہ روزہ رکھتے تھے اور تم کھاتے تھے، وہ راہ خدا میں اپنے مال خرچ کرتے تھے اور تم مال خرچ کرنے میں بخیلی کرتے تھے اور وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے تھے اور تم بزدلی دکھاتے تھے۔

فرض کا ثواب نفل سے زیادہ ہے

معزز سامعین کرام! یہ فضیلت و ثواب نفل نمازوں کی ہے تو اب اندازہ لگائیے کہ فرض نمازوں کی پابندی کرنا اور ان نمازوں کے ان کے وقتوں پر ادا کرنے کا کتنا ثواب ہوگا۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ مَنْ حَافَظَ عَلٰی ھٰؤُلَاءِ الصَّلٰوتِ الْخَمْسِ الْمَکْتُوبَاتِ فِی جَمَاعَۃٍ کَانَ اَوَّلَ مَنْ یَّجُوزُ عَلَی الصِّرَاطِ کَالْبَرْقِ اللَّامِعِ وَحَشَرَہُ اللّٰہُ فِی اَوَّلِ زُمْرَۃٍ مِّنَ التَّابِعِیْنَ وَ کَانَ لَہُ فِی کُلِّ یَوْمٍ وَّ لَیْلَۃٍ حَافَظَ عَلَیْھِنَّ کَاَجْرِ اَلْفِ شَہِیْدٍ قُتِلُوا فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ۔

(مجمع الزوائد ج۲ ص۱۲۷، المعجم الاوسط حدیث نمبر ۶۶۴۱)

ترجمہ: جو ان پنج وقتہ فرض نمازوں کی جماعت کے ساتھ پابندی کرے گا تو سب سے پہلے چمکتی بجلی کی طرح پل صراط سے گزرنے والا ہوگا، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں جانے والے پہلے گروہ کے ساتھ اٹھائے گا اور ہر روز کی نماز کی پابندی کے بدلے اسے ایک ہزار ایسے شہیدوں کا ثواب عطا فرمائے گا جنہوں نے اپنا سر اللہ کی راہ میں کٹوایا ہوگا۔

مگر آج مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ نفل تو نفل فرض نمازوں سے کوسوں دور ہو گئے

ہیں، مسجدوں کو ویران کر دیے، اللہ کے گھر سے اذان کی صدائیں آرہی ہیں اور مسلمان کان بند کیے ہوئے ہیں۔ ہفتہ میں ایک دن جمعہ کی نماز یا سال میں عید و بقرعید کی نماز پڑھ لیتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ اب مزید نمازوں کی ضرورت ہی نہیں معاذ اللہ

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

جَزَی اللّٰہُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا ھُوَ اَھْلُہٗ
وما علینا الا البلاغ

چونتیسویں تقریر

فضائل عشرۂ ذی الحجہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْوَدُوْدِ الْغَفُوْرِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی عَبْدِہٖ وَرَسُوْلِہِ الشَّکُوْرِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ دَافِعِی الْفِتَنِ وَالشُّرُوْرِ۔ امابعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الـــــــــرحیم

وَالْفَجْرِ وَلَیَالٍ عَشْرٍ (الفجر ۱۔۲)

ترجمہ: اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی قسم (کنزالایمان)

قائد اہل سنت، نباض قوم وملت، رئیس التحریر حضرت علامہ محمد ارشد القادری علیہ الرحمۃ والرضوان گنبد خضرا کے مکیں کے عشق ومحبت میں مست ہوکر فرماتے ہیں ؎

جمال نور کی محفل سے پروانہ نہ جائے گا   مدنیہ چھوڑ کر اب ان کا دیوانہ نہ جائے گا
جناب مصطفی کی عظمتوں سے منحرف ہوکر   یہ دعوائے مسلمانی کبھی مانا نہ جائے گا
نہ ہوگر داغ عشق مصطفی کی چاندنی دل میں   غلام باوفا محشر میں پہچانا نہ جائے گا
پہنچ جائے گا ان کا نام لے کر خلد میں ارشد   تہی دامن سہی ناز غلامانہ نہ جائے گا

معزز سامعین! جس آیت کریمہ کی میں نے تلاوت کی ہے اس کی روشنی میں کچھ عرض کرنے سے پہلے حصول برکت کے لیے ہم تمامی اہل سنت ایک آواز ہوکر عقیدت ومحبت کے ساتھ نبی مکرم، نور مجسم، شاہ دو عالم، شفیع معظم، مالک رقاب امم، برہان اتم، یسین وطہ، ہادی وداعی، بشیر ونذیر، سراج منیر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وصحبہ بارک وسلم کی بارگاہ ناز میں درود شریف پیش کریں اور پڑھیں باآواز بلند:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

رفیقان ملت اسلامیہ! اسلامی کیلنڈر کا بارہواں اور آخری مہینہ ذی الحجہ شریف ہے۔

ذوالحجہ شریف اتنا محترم اور مکرم مہینہ ہے جو بے شمار فضائل و برکات اور یادگاروں سے لبریز ہے۔ یہ مہینہ حج کے مہینوں میں آخری مہینہ ہے۔ اس مبارک ومقدس مہینے کی ہر ساعت رحمت و برکت اور نور ونکہت میں ڈوبی ہوئی ہے۔ خصوصیت کے ساتھ پہلی تاریخ سے لے کر دسویں تاریخ تک کے جو دن ہیں ان کی فضیلت وعظمت کیا کہنے! ان دس رات اور دس دنوں کو عشرۂ ذی الحجہ کہتے ہیں ان دنوں کی عظمت و رفعت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید کی سورۂ فجر میں ان دس راتوں کی قسم یاد فرمائی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالْفَجْرِ وَلَیَالٍ عَشْرٍ (الفجر ۱۔۲) یعنی قسم اس صبح کی اور دس راتوں کی۔

حضرت جابر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت قتادہ، حضرت عکرمہ، حضرت مسروق، حضرت مجاہد اور حضرت عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین نے فرمایا کہ دس راتوں سے مراد ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے لیکر دسویں تاریخ کی دس راتیں ہیں۔ اَقْسَمَ بِھِنَّ لِفَضْلِھِنَّ عَلٰی سَائِرِ الْاَیَّامِ۔ اللہ تعالیٰ نے تمام دنوں پر ان دس راتوں اور دنوں کو فضیلت بخشی ہے اس لیے ان راتوں کی قسم کھائی ہے۔ (درمنثور ج، ص ۴۰۰)

اس آیت کریمہ اور اس کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ عشرۂ ذی الحجہ یعنی ذی الحجہ شریف کی پہلی دس راتیں اور دس دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت محبوب اور پسندیدہ ہیں، ان دنوں اور راتوں میں کی جانے والی نیکیاں عبادتیں، ریاضتیں اللہ کو بہت پسند ہیں اور ان نیکیوں پر بے شمار اجر و ثواب عطا کیا جاتا ہے۔

حضرت سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سَیِّدُ الشُّھُوْرِ شَھْرُ رَمْضَانَ وَاَعْظَمُھَا حُرْمَۃً ذُوالْحِجَّۃِ۔

(غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۲۴)

ترجمہ: تمام مہینوں کا سردار رمضان المبارک کا مہینہ ہے اور سب مہینوں میں زیادہ عزت وعظمت والا ذی الحجہ کا مہینہ ہے۔

عشرۂ ذی الحجہ میں نیک اعمال اللہ عزوجل کو بہت پسند ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا مِنْ اَیَّامٍ اَلْعَمَلُ الصَّالِحُ فِیْھِنَّ

اَحَبُّ اِلَی اللہِ مِنْ ھٰذِہِ الْاَیَّامِ الْعَشَرَۃِ قَالُوا وَلاَ الْجِھَادُ فِی سَبِیْلِ اللہِ قَالَ وَلاَ الْجِھَادُ فِی سَبِیْلِ اللہِ اِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِہٖ وَمَالِہٖ فَلَمْ یَرْجِعْ مِنْ ذٰلِکَ بِشَیْئٍ۔

(مشکوٰۃ ص ۱۲۸، فتح الباری ج ۲ ص ۴۵۷)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ذی الحجہ کے دس دنوں کے سوا کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں نیکیاں اللہ کو زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہوں۔ یعنی ذی الحجہ کے دس دنوں میں کی جانے والی نیکیاں تمام دنوں کی بہ نسبت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کی اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں۔ مگر کوئی شخص اپنی جان و مال کا نذرانہ لے کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلے اور پھر ان میں سے کچھ لے کر واپس نہ لوٹے تو اس جہاد کا ثواب بھی زیادہ ہے۔

اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اَفْضَلُ اَیَّامِ الدُّنْیَا اَیَّامُ الْعَشْرِ قِیْلَ وَلَا مِثْلُھُنَّ فِی سَبِیْلِ اللہِ قَالَ وَلَا مِثْلُھُنَّ فِی سَبِیْلِ اللہِ اِلَّا رَجُلٌ عُفِرَ وَجْھُہٗ فِی التُّرَابِ۔ (مجمع الزوائد ج ۴ ص ۳)

ترجمہ: دنیا کے دنوں میں سب سے زیادہ فضیلت وعظمت والے دن ذی الحجہ کے دس دن ہیں۔ عرض کیا حضور! جہاد فی سبیل اللہ بھی ان دنوں کی طرح فضیلت والا نہیں ہے؟ ارشاد فرمایا نہیں۔ مگر اس شخص کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کی نیکی جو اللہ کی راہ میں لڑتے لڑتے شہید ہو جائے۔

عبادت و روزے

سامعین محترم! ان دو احادیث کریمہ سے آپ نے ذی الحجہ کے دس دنوں کی فضیلت و بزرگی کا اندازہ لگا لیا ہوگا کہ اللہ رب العزت نے ان دنوں کو جو مقام عطا کیا ہے وہ کسی دوسرے دن کو نہیں۔ اس لیے ذی الحجہ کا چاند جیسے ہی نظر آئے فوراً عبادت و بندگی اور روزے رکھنے میں مصروف ہو جانا چاہیے۔ اس لیے ان دنوں میں رزہ رکھنے اور راتوں میں عبادت کرنے کا بے حد ثواب ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ اَیَّامٍ اَحَبَّ اِلَی اللہِ اَنْ یُّتَعَبَّدَ لَہٗ فِیْھَا مِنْ عَشْرِ ذِی الْحِجَّۃِ یَعْدِلُ صِیَامُ کُلِّ یَوْمٍ مِنْھَا بِصِیَامِ سَنَۃٍ وَقِیَامُ کُلِّ لَیْلَۃٍ مِنْھَا بِقِیَامِ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ۔

(مشکوٰۃ ص ۱۲۸، شعب الایمان ج ۳ ص ۳۵۵)

ترجمہ: ذی الحجہ کے دس دنوں میں اللہ تعالیٰ کے لیے کی جانے والی عبادت وبندگی اللہ رب العزت کے نزدیک دوسرے تمام دنوں سے بڑھ کر محبوب اور پسندیدہ ہیں۔ ہر دن کے روزہ کا ثواب ایک سال کے روزے کے برابر دیا جاتا ہے اور ان دس راتوں میں سے صرف ایک رات کی عبادت کا ثواب شب قدر کی عبادت وبندگی کے برابر ہے۔

اللہ اکبر! جب ایک دن کے روزے اور ایک رات کی عبادت کا یہ مقام اور اس قدر اجر و ثواب ہے تو جو انسان پوری دس رات اور بقرہ عید کے دن کو چھوڑ کر باقی دنوں میں روزے رکھے تو اللہ رب العزت اسے کتنا اجر وثواب عطا فرمائے گا۔

ایک روزے کا ثواب سال بھر کے برابر

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ صَامَ اَیَّامَ الْعَشْرِ کَتَبَ اللہُ لَہٗ بِکُلِّ یَوْمٍ صَوْمُ سَنَۃٍ۔ (غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۲۵)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو ایام عشر کے روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اسے ایک دن کے روزہ کے بدلے ایک سال کے روزے کا ثواب عطا فرمائے گا۔

چار چیزیں حضور ﷺ ترک نہیں فرماتے تھے

اور خود حضور سرور کائنات ﷺ کا معمول تھا کہ جب عشرۂ ذی الحجہ آتا تو حضور روزہ رکھتے اور ان دنوں کا روزہ ترک نہیں فرماتے تھے۔ چنانچہ

ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: اَرْبَعٌ لَمْ یَکُنِ النَّبِیُّ ﷺ یَتْرُکُھُنَّ صَوْمُ عَشْرِ ذِی الْحِجَّۃِ وَعَاشُوْرَاءَ وَثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ مِنْ کُلِّ شَھْرٍ وَرَکْعَتَانِ

قَبْلَ الْغَدَاةِ۔ (غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۲۵ مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۰)

ترجمہ: چار چیزیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ترک نہیں فرماتے تھے۔ (عشرۂ ذی الحجہ کے روزے (۲) عاشورہ یعنی دسویں محرم کا روزہ (۳) ہر مہینے کے تین روزے (یعنی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ کے روزے) (۴) اور فجر کی فرض سے پہلے دو رکعت سنت۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اَحْیَا لَیْلَةً مِّنْ لَیَالِی عَشْرِ ذِی الْحِجَّةِ فَکَاَنَّمَا عَبَدَ اللّٰهَ عِبَادَةَ مَنْ حَجَّ وَ اعْتَمَرَ طُوْلَ سَنَتِهٖ وَمَنْ صَامَ فِیْهَا یَوْمًا فَکَاَنَّمَا عَبَدَ اللّٰهَ سَائِرَ سَنَتِهٖ۔

(غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۲۵)

ترجمہ: جس نے ذی الحجہ کی دس راتوں میں سے ایک رات شب بیداری کی تو گویا اس نے پورے سال حج وعمرہ کرنے والے کی طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ اور جس نے ایک دن روزہ رکھا گویا اس نے پورے سال اللہ عزوجل کی عبادت وبندگی کی۔

ایام عشر کی فضیلت کی وجہ

معزز سامعین اہل سنت! ایک بات کی وضاحت کردینا چاہوں گا کہ ذی الحجہ کے پہلے دس دنوں اور راتوں کو جو فضیلت وبزرگی حاصل ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ ان دس دنوں میں دو دن ایسے ہیں جن کی وجہ سے باقی آٹھ دنوں کو فضیلت وکمال اور عزت وکرامت ملی ہے۔

اور وہ دو دن عرفہ کا دن یعنی نویں ذی الحجہ جس کو حج کا دن بھی کہا جاتا ہے اور دوسرا دن دسویں ذی الحجہ جس کو قربانی کا دن کہا جاتا ہے۔ ان دو دنوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑی قدر و مقبولیت اور اہمیت وفضیلت حاصل ہے۔

حضرت عبد الرحمن بن زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ صَامَ یَوْمَ عَرَفَةَ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ لِسَنَتِهٖ۔

(غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۳۷)

ترجمہ: جو عرفہ کے دن یعنی نویں ذی الحجہ کو روزہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ایک سال،

اگلے اور پچھلے ایک سال کے گناہ بخش دے گا۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

صِیَامُ یَوْمِ عَرَفَةَ کَفَّارَةُ سَنَتَیْنِ سَنَةٍ مَاضِیَةٍ وَسَنَةٍ مُسْتَقْبِلَةٍ۔ (ایضا)

عرفہ کے دن کا روزہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ گزرے ہوئے ایک سال اور آنے والے ایک سال کا۔

اور امام المحققین علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رد المحتار میں ایک بہت ہی پیاری حدیث نقل فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

اَفْضَلُ الْاَیَّامِ یَوْمُ عَرَفَةَ اِذَا وَافَقَ یَوْمَ جُمُعَةٍ وَهُوَ اَفْضَلُ مِنْ سَبْعِیْنَ حَجَّةً۔

(رد المحتار علی الدر المختار ج ۳ ص ۵۲۸ مطبوعہ زکریا بک ڈپو)

ترجمہ: دنوں میں بہترین دن عرفہ کا دن ہے، خصوصیت کے ساتھ جب اس دن جمعہ بھی پڑے۔ اور یہ ستر حج سے بھی بڑھ کر ہے۔

چار منتخب چیزیں

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دنوں میں سے چار دنوں کو منتخب فرمالیا ہے۔

(۱) جمعہ کا دن: فِیْهَا سَاعَةٌ لَا یُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ یَسْاَلُ اللّٰهَ تَعَالٰی شَیْئًا مِّنْ اَمْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ اِیَّاهُ۔

یعنی جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی ساعت اور گھڑی رکھی ہے کہ اس ساعت کو جو بندہ پالے اور اس میں اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرماتا ہے۔

(۲) یوم عرفہ: یعنی نویں ذی الحجہ کا دن جو مسلمانوں کے لیے حج کا دن ہے۔ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ عَرَفَةَ یُبَاهِی اللّٰهُ تَعَالٰی مَلَائِکَتَهٗ فَیَقُوْلُ یَا مَلَائِکَتِیْ اُنْظُرُوْا اِلٰی عِبَادِیْ جَاؤُا شُعْثًا غُبْرًا قَدْ اَنْفَقُوا الْاَمْوَالَ وَ اَتْعَبُوا الْاَبْدَانَ اَشْهِدُوْا اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ۔

یعنی عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اپنے بندوں پر فخر کرتے ہوئے فرماتا ہے اے میرے فرشتو! میرے بندوں کی طرف دیکھو کہ پراگندہ بال اور غبار آلود لباس میں میری بارگاہ میں آئے ہیں۔ انہوں نے میری رضا کی خاطر مال و دولت خرچ کیا اور اپنے بدن کو مشقت میں ڈالا۔ اے فرشتو! گواہ ہو جاؤ میں نے ان کی مغفرت و بخشش فرما دی ہے۔

(۳) یوم نحر یعنی قربانی کا دن: فَاِذَا کَانَ یَوْمُ النَّحْرِ وَ قَرَّبَ الْعَبْدُ قُرْبَانَهٗ فَاَوَّلُ قَطْرَةٍ قُطِرَتْ مِنَ الْقُرْبَانِ تَکُوْنُ کَفَّارَةً لِّکُلِّ ذَنْبٍ عَمِلَهُ الْعَبْدُ۔

یعنی جب قربانی کا دن آتا ہے تو بندہ اپنی قربانی کے ذریعے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں قرب و نزدیکی حاصل کرتا ہے تو قربانی کے جانور کے خون کا پہلا قطرہ جو ٹپکتا ہے بندہ کے ہر گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

(۴) یوم الفطر یعنی عید کا دن: اللہ کے بندے رمضان بھر روزے رکھنے کے بعد جب عید کے لیے عیدگاہ کی طرف نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے:

اِنَّ کُلَّ عَامِلٍ یَطْلُبُ اَجْرَهٗ وَ عِبَادِیْ صَامُوْا شَهْرَهُمْ وَخَرَجُوْا مِنْ عِیْدِهِمْ یَطْلُبُوْنَ اَجْرَهُمْ اُشْهِدُ کُمْ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ وَیُنَادِی الْمُنَادِیْ یَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ اِرْجَعُوْا فَقَدْ بُدِّلَتْ سَیِّئَاتُکُمْ حَسَنَاتٍ۔

یعنی ہر مزدور اپنی مزدوری طلب کرتا ہے، میرے بندوں نے مہینہ بھر روزے رکھے، اب وہ اپنی مزدوری طلب کرنے کے لیے عیدگاہوں میں آئے ہیں۔ تم گواہ ہو جاؤ کہ میں نے مغفرت و بخشش کی صورت میں انہیں ان کا اجر اور مزدوری عطا کر دیا ہے۔ پھر ایک منادی ندا دیتا ہے: اے امت محمد! ﷺ اب تم لوٹ جاؤ تمہاری برائیاں نیکیوں میں بدل دی گئی ہیں۔ (تنبیہ الغافلین ص ۱۹۰)

ایک جوان کا واقعہ

معزز حضرات! ایام عشر یعنی ذی الحجہ شریف کے پہلے دس دن اور رات کی فضیلت و عظمت اور ان دنوں کے روزے اور راتوں کی عبادت و بندگی بات چل رہی تھی اور اس سلسلے میں آپ کئی احادیث نبویہ سماعت فرما چکے ہیں۔ آیئے اب اس سلسلے میں زمانہ رسالت مآب

کے ایک نوجوان کا واقعہ سنتے چلیے اس سے پہلے ایک بار درود شریف سنایئے۔

درود شریف: اللھم صل علیٰ سیدنا مولانا محمد معدن الجود و الکرم و علیٰ اٰلہ بارك وسلم

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک نوجوان جو گانا گایا کرتا تھا اس کے بارے میں مشہور تھا کہ جب ذی الحجہ شریف کا چاند نظر آتا تو وہ روزہ رکھنا شروع کر دیتا۔ یہ بات حضور رحمت عالم ﷺ تک پہنچی۔ سرکار مدینہ ﷺ نے اس نوجوان کو بلایا آقا علیہ السلام کا حکم پاتے ہی وہ نوجوان خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا: مَا یَحْمِلُكَ عَلٰی صِیَامِ هٰذِهِ الْاَیَّامِ؟ اے نوجوان! ان دنوں کے روزے رکھنے پر تمہیں کس بات نے ابھارا؟ تمہارے دل میں ان دنوں کے روزے رکھنے کا جذبہ کیسے پیدا ہوا؟ اس نے عرض کی میرے ماں باپ حضور کے قدموں پر قربان ہو جائیں۔ یارسول اللہ! یہ دن حج اور اس کے ارکان ادا کیے جانے کے ہیں۔ پوری دنیا سے مسلمان خانہ کعبہ کا حج کرنے کے لیے آتے ہیں، اللہ کے گھر کا طواف کرتے ہیں، صفا مروہ کے درمیان سعی کرتے ہیں، مزدلفہ میں ٹھہرتے ہیں، عرفات میں نمازیں ادا کرتے ہیں، مقام ابراہیم کے پاس دوگانہ پڑھتے ہیں، رمل کرتے ہیں، جمرہ پر جاتے ہیں شیطان کو کنکری مارتے ہیں، منیٰ میں قربانی پیش کرتے ہیں، احرام باندھتے ہیں، حجر اسود کو چومتے ہیں، حج کے ارکان ادا کرتے ہیں اور مقامات مقدسہ پر جا کر رب سے دعائیں مانگتے ہیں تو میں روزے اس لیے رکھتا ہوں کہ شاید حج کے ارکان ادا کرنے والے خوش نصیب بندگان خدا اپنی دعاؤں میں مجھے بھی شریک کر لیں (اور مجھ پر بھی ان کی دعاؤں کے صدقے اللہ تعالیٰ اپنے رحم و کرم اور فضل و نعمت کی بارش نازل فرمائے اور ہمارے گناہوں کے میل ڈھل جائیں بس اسی نیت سے ان دنوں کے روزے رکھتا ہوں یہ سن کر) نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

فَاِنَّ لَكَ بِکُلِّ یَوْمٍ تَصُوْمُهٗ عَدْلُ مِاَةِ رَقَبَةٍ وَ مِاَةِ بُدْنَةٍ وَ مِاَةِ فُرُسٍ تَحْمِلُ عَلَیْهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ التَّرْوِیَةِ فَلَكَ فِیْهَا عَدْلُ اَلْفِ رَقَبَةٍ وَ اَلْفِ بُدْنَةٍ وَ اَلْفِ فُرُسٍ تَحْمِلُ عَلَیْهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ عَرَفَةَ فَلَكَ بِهَا عَدْلُ اَلْفَیْ رَقَبَةٍ وَ اَلْفَیْ بُدْنَةٍ وَ اَلْفَیْ فُرُسٍ تَحْمِلُ عَلَیْهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَهُوَ صِیَامُ

سَنَتَيۡنِ سَنَةٍ قَبۡلَهَا وَسَنَةٍ بَعۡدَهَا ۔ (تنبیہ الغافلین ص۱۸۸،غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۲۴)

ترجمہ: تجھے ہر دن کے روزے کے بدلے سو غلام آزاد کرنے، سو اونٹ قربانی کرنے اور سامان سے لدے ہوئے سو گھوڑے راہ خدا میں جہاد کرنے والوں کے لیے بھیجنے کا ثواب عطا کیا جائے گا۔ جب ترویہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ کا دن ہوگا تو اس دن کے روزے کا ثواب ایک ہزار غلام آزاد کرنے ،ایک ہزار اونٹ قربان کرنے اور ایک ہزار سامان سے لدے ہوئے گھوڑے راہ خدا میں جہاد کرنے والوں کو دینے کا ثواب لکھا جائے گا۔اور عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کے دن کے روزے کا ثواب دو ہزار غلام آزاد کرنے، دو ہزار اونٹ قربان کرنے اور سامان سے لدے ہوئے دو ہزار گھوڑے اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے مجاہدوں کو دینے کے برابر ہے۔اور عرفہ کے دن کا روزہ اگلے پچھلے دو سال کے روزے کے برابر ہے۔

اللہ اکبر! کتنا کریم اور سخی ہے وہ پاک پروردگار عالم جس نے ذی الحجہ کے دس دنوں کو ایسی عظمت ورفعت سے نوازا ان دنوں میں کیے جانے والے عملوں پر اجر وثواب اس قدر عطا فرماتا ہے کہ جس کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا اور نہ اسے شمار کیا جا سکتا ہے۔اعلیٰ حضرت سرکار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ؎

وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا
ہم مفلس کیا مول چکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے

جَزَی اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهۡلُهٗ

وما علینا الا البلاغ

پینتیسویں تقریر

ایام عشر کے معمولات و وظائف

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الۡوَدُوۡدِ الۡغَفُوۡرِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى عَبۡدِهٖ وَرَسُوۡلِهِ الشَّكُوۡرِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحۡبِهٖ دَافِعِي الۡفِتَنِ وَالشُّرُوۡرِ ۔ امابعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَالۡفَجۡرِ وَلَيَالٍ عَشۡرٍ (الفجر ۱۔۲)

ترجمہ: اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی قسم (کنزالایمان)

تمہارے دل میں نبی کا خیال ہے کہ نہیں — یہ سب سے اونچا سوال ہے کہ نہیں
سنا ہے میلہ لگا ہے حسین چہروں کا — ان میں نبی کا بلال ہے کہ نہیں
شفاعت کریں گے حشر میں چن چن کر — شفیع محشر آمنہ کا لعل ہے کہ نہیں
نام سن کر ہی بریلی کے رضا کا — نجدی کا چہرہ پیلا لال ہے کہ نہیں

سامعین محترم! اس سے پہلے میں ذوالحجہ شریف کے دس دنوں اور دس راتوں کی فضیلت وبرکت قرآن واحادیث کی روشنی میں بیان کر چکا ہوں۔آج ان شاء اللہ ایام عشرہ کے معمولات و وظائف پر مع فضائل وبرکات کچھ روشنی ڈالوں گا۔یعنی ان مقدس دس دنوں کے خاص معمولات اور وظیفے بیان کیے جائیں گے۔آیئے پہلے ایک بار عقیدت ومحبت کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ، محبوب رب علا، سیاح لامکاں، نبی رفیع الشاں جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ ناز میں صلاۃ وسلام کا ہدیہ پیش کریں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَنۡزِلۡهُ الۡمَقۡعَدَ الۡمُقَرَّبَ عِنۡدَكَ يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ

رفیقان گرامی! ماہ ذی الحجہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت عزت وعظمت اور حرمت ومنزلت عطا فرمائی ہے اور اسی لیے اس ماہ میں کیے جانے والے اعمال خاص طور پر ان دس دنوں اور

راتوں میں کیے جانے والے عملوں کو اللہ تعالیٰ بہت پسند فرماتا ہے اور ان عملوں کو قبول فرما کر بے شمار اجر و نیکیاں عطا فرماتا ہے، جن راتوں کی قسم اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید میں یاد فرمایا ہے۔ اس لیے ہمیں ان راتوں اور دنوں کی قدر کرنی چاہیے، گناہوں سے بچ کر ان دنوں میں اچھے اعمال اور راتوں میں عبادت کرنی چاہیے۔ روزہ صدقہ، خیرات اور ذکر و اذکار سے ان دنوں اور راتوں کو آباد کرنا چاہیے۔ ایسا حکم میرے اور آپ کے آقا جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ نے دیا ہے اور اسی کے مطابق صحابہ کرام کا عمل رہا ہے، جو ہمارے لیے مشعل راہ اور باعث فلاح و نجات ہے۔

چار مخصوص عمل

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں:

عَلَيْكُمْ بِصَوْمِ اَيَّامِ الْعَشْرِ وَاِكْثَارِ الدُّعَاءِ وَالْاِسْتِغْفَارِ وَالصَّدَقَةِ فِيْهَا فَاِنِّيْ سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ مُحَمَّدًا ﷺ يَقُوْلُ اَلْوَيْلُ لِمَنْ حُرِمَ خَيْرَ اَيَّامِ الْعَشْرِ، عَلَيْكُمْ بِصَوْمِ التَّاسِعِ خَاصَّةً فَاِنَّ فِيْهِ مِنَ الْخَيْرَاتِ اَكْثَرَ مِنْ اَنْ يُّحْصِيَهَا الْعَادُّوْنَ۔ (تنبیہ الغافلین ص ۱۸۹)

ترجمہ: کہ ایام عشر یعنی ذی الحجہ کے دس دنوں کے روزے اپنے اوپر لازم کرلو (دسویں تاریخ کو چھوڑ کر کیونکہ اس دن روزہ رکھنا جائز نہیں ہے) اور کثرت کے ساتھ دعائیں کرو، گناہوں کی بخشش طلب کرو اور ان دنوں میں خوب صدقہ و خیرات کرو۔ کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے "ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جو ان دنوں کی برکتوں اور بھلائیوں سے محروم رہا" حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمان رسول ﷺ سنانے کے بعد فرماتے ہیں کہ خاص کر نویں ذی الحجہ کا روزہ تو ضرور رکھو۔ کیونکہ اس دن اتنی بھلائیاں ہیں کہ جنھیں کوئی شمار کرنے والا شمار نہیں کرسکتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان دس دنوں سے افضل کوئی دن نہیں اور کسی دن کا عمل اس سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ نہیں ہے۔ فَاَكْثِرُوْا فِيْهِنَّ مِنَ التَّهْلِيْلِ وَ التَّكْبِيْرِ فَاِنَّهَا اَيَّامُ

التَّهْلِيْلِ وَ التَّكْبِيْرِ وَذِكْرِ اللّٰهِ وَاِنَّ صِيَامَ يَوْمٍ مِنْهَا بِصِيَامِ سَنَةٍ وَالْعَمَلُ فِيْهِنَّ يُضَاعَفُ بِسَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ۔ (در منثور ج ۱۵ ص ۴۰۲، شعب الایمان ج ۳ ص ۳۵۸)

ترجمہ: اس لیے تم ان دنوں میں تہلیل و تکبیر خوب زیادہ پڑھو (یعنی کثرت کے ساتھ لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کا وظیفہ پڑھو) کیونکہ یہ لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر اور ذکر اللہ کے دن ہیں۔ ان میں سے ایک دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے۔ اور ان میں کیے جانے والے عمل کا ثواب سات سو گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔

سبحان اللہ جب ان دس دن میں کیے جانے والے اعمال اور اذکار کی اتنی بڑی فضیلت ہے اور اتنا زیادہ ثواب عطا کیا جاتا ہے یقینا وہ خوش نصیب ہوگا جو ان دنوں کو پائے اور عبادت و بندگی اور ذکر و اذکار کے ذریعہ نیکیوں کا انبار جمع کرلے۔ روزے رکھے، گناہوں سے مغفرت طلب کرے، دعا کرے، صدقہ و خیرات کرے اور ذکر اللہ میں مشغول رہے۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ اَيَّامٍ اَعْظَمَ عِنْدَ اللّٰهِ وَلَا اَحَبَّ اِلَيْهِ فِيْهِنَّ مِنَ الْعَمَلِ مِنْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ الْعَشْرِ فَاَكْثِرُوْا فِيْهَا التَّكْبِيْرَ وَالتَّحْمِيْدَ وَالتَّهْلِيْلَ۔ (تنبیہ الغافلین ص ۱۸۹)

ترجمہ: ذی الحجہ کے دس دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت عظمت والے دن ہیں اور اللہ کو بہت پسند ہیں۔ تو ان دنوں میں لا الہ الا اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر خوب کثرت سے پڑھو۔

وضاحت

ان دونوں احادیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ ایام عشر یعنی پہلی ذی الحجہ سے لیکر دسویں ذی الحجہ تک کے دن بڑی عظمت و فضیلت والے ہیں۔ ان دنوں میں نیک اعمال کا ثواب سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ ان دنوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر و یاد میں گذار کر ان دنوں کی برکت اپنے دامن میں سمیٹنا چاہیے۔ اور جن وظائف کی فضیلت آقا نے بیان فرما کر نیکی اور ثواب کی ہمیں دعوت دی ہے ان کو اپنانا چاہیے۔

خاص وظیفے

پیارے آقا ﷺ نے ان دس دنوں کے تین خاص اذکار و وظائف بیان فرمایا ہے۔

جن کے فضائل وفوائد اور برکات بے شمار ہیں ان کی کثرت کرنی چاہیے اور ہو سکے تو ایک اور وظیفہ سبحان اللہ کا بھی اضافہ کر لیں کہ اس کی بھی بے حد وحساب فضیلت وبرکت ہے۔

پہلا وظیفہ تہلیل: یعنی لا الہ الا اللہ ہے۔

حدیث میں ہے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: لِكُلِّ شَيْءٍ مِفْتَاحٌ وَمِفْتَاحُ السَّمٰوَاتِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه۔

(مسند الفردوس ج ۳ ص ۲۳۰)

ترجمہ: یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر چیز کی کنجی ہے اور آسمانوں کی کنجی لا الہ الا اللہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو لا الہ الا اللہ کہے گا اس کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور اس پر اللہ کی طرف سے رحمتیں اترتی ہیں اور اس کی دعا اللہ تک پہنچ جاتی ہے۔

دوسرا وظیفہ تکبیر: یعنی اللہ اکبر ہے۔

حدیث میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ كَبَّرَ وَاحِدَةً كُتِبَ لَهٗ عِشْرُوْنَ وَمُحِيَتْ عَنْهُ عِشْرُوْنَ۔

(جامع کبیر ج ۱۰ ص ۸۱، مستدرک ج ۱ ص ۵۱۳)

ترجمہ: جو ایک بار اللہ اکبر کہتا ہے تو اس کے لیے بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور بیس گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔

تیسرا وظیفہ تحمید: یعنی الحمد للہ ہے۔

حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وَمَنْ حَمِدَ وَاحِدَةً كُتِبَ لَهٗ ثَلَاثُوْنَ وَمُحِيَتْ عَنْهُ ثَلَاثُوْنَ۔

(جامع کبیر ج ۱۰ ص ۸۱، مستدرک ج ۱ ص ۵۱۳)

ترجمہ: جو ایک بار الحمد للہ کہتا ہے اسے تیس نیکیاں عطا کی جاتی ہیں اور اس کے تیس گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔

چوتھا وظیفہ تسبیح: یعنی سبحان اللہ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَمَنْ سَبَّحَ وَاحِدَةً كُتِبَ لَهٗ عِشْرُوْنَ وَمُحِيَتْ عَنْهُ عِشْرُوْنَ۔ (جامع کبیر ج ۱۰ ص ۸۱، مستدرک ج ۱ ص ۵۱۳)

ترجمہ: اور جو ایک بار سبحان اللہ کہتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ بیس نیکیاں اور ثواب عطا فرماتا ہے اور اس کے بیس گناہ مٹا دیتا ہے۔

اور سبحان اللہ اور الحمد للہ کی فضیلت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ اِلَّا خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهَا طَائِرًا يَتَعَلَّقُ بِبَعْضِ اَرْكَانِ الْعَرْشِ فَيَقُوْلُهَا حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ وَيَكْتُبُ لَهٗ اَجْرُهَا۔ (مسند الفردوس ج ۴ ص ۹)

ترجمہ: جو بندہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے منہ سے ایک پرندہ پیدا فرماتا ہے جو عرش کے پائے کو پکڑ کر قیامت تک یہی کلمہ کہتا رہے گا اور اس بندے کے لیے اس کا ثواب لکھا جاتا رہے گا۔

یوم عرفہ کی نماز

ذی الحجہ کے دس دنوں میں سے ایک بہت ہی عظمت والا دن عرفہ کا دن یعنی نویں ذی الحجہ ہے۔ نویں ذی الحجہ کو ذکر اور عبادت میں گزارنا بڑا ثواب ورحمت کا کام ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عرفہ کے دن دو رکعت نماز نفل اس ترکیب سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ تین بار پڑھے اور ہر بار فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھے اور سورہ فاتحہ ختم کرنے کے بعد آمین کہے۔ پھر قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ تین مرتبہ، سورہ اخلاص ایک مرتبہ اور ہر بار بسم اللہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَشْهِدُوْا اَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهٗ ذُنُوْبَهٗ۔ گواہ ہو جاؤ میں نے اس کے گناہوں کو بخش دیا ہے۔ یہ بھی کریں:

پیارے اسلامی بھائیو! ذی الحجہ کے دس دنوں میں جہاں روزے رکھیں، نفل پڑھیں، دعا واستغفار کریں، صدقات وخیرات، تلاوت اور ذکر واذکار کریں وہیں بیماروں کی عیادت ومزاج پرسی بھی کریں، مومن بھائی کو کپڑا پہننے کو دیدیں، جنازہ میں شرکت کریں، مجلس ذکر وعلم میں بھی بیٹھیں اور یتیموں کے سر پر دست شفقت ومحبت بھی پھیریں۔ اس لیے کہ ان اعمال کا

بہت زیادہ ثواب اور فضیلت ہے۔

غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۲۷ میں ہے:

وَمَنْ عَادَ فِيهَا مَرِيضًا فَكَأَنَّمَا عَادَ أَوْلِيَاءَ اللهِ وَبُدَلَاءَهُ وَمَنْ شَيَّعَ جَنَازَةً فَكَأَنَّمَا شَيَّعَ جَنَازَةَ شُهَدَاءِهِ وَمَنْ كَسَا مُؤمِنًا كَسَاهُ اللهُ تَعَالٰى مِنْ حُلَلِهٖ وَمَنْ لَطُفَ فِيهَا بِيَتِيمٍ لَطُفَ اللهُ تَعَالٰى بِهٖ فِي الْقِيَامَةِ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهٖ وَمَنْ حَضَرَ مَجْلِسًا مِنْ مَجَالِسِ الْعِلْمِ فَكَأَنَّمَا حَضَرَ مَجَالِسَ أَنْبِيَاءِ اللهِ وَرُسُلِهٖ۔

ترجمہ: جس نے ان دنوں میں کسی بیمار کی تیمارداری کی گویا اس نے اولیاء اللہ اور ابدال کی تیمارداری کی۔ جس نے کسی جنازہ میں شرکت کی گویا اس نے شہیدوں کے جنازہ میں شرکت کی۔ اور جو کسی مومن کو کپڑا پہنائے اللہ تعالیٰ اس کو جنتی لباس پہنائے گا۔ جو کسی یتیم پر رحمت کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے عرش کے سایہ کے نیچے اس پر لطف ومہربانی کی بارش نازل فرمائے گا۔ اور جو کسی علمی مجلس میں شرکت کرے تو گویا اس نے اللہ عز جل کے نبیوں اور رسولوں کی مجلس میں شرکت کی۔

ایام عشر کی تعظیم کے فائدے

محترم حضرات! عشرۂ ذی الحجہ کی فضیلت وعظمت اور برکت قرآن واحادیث کی روشنی میں سماعت کر چکے ہیں اس لیے اب مسلمانوں پر ضروری ہے کہ ان دنوں کا احترام اور تعظیم کریں اور ان کی بے حرمتی سے بچیں۔ تاجدار بغداد، شہنشاہ اولیا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ

مَنْ أَكْرَمَ هٰذِهِ الْأَيَّامَ الْعَشَرَةَ أَكْرَمَهُ اللهُ تَعَالٰى بِعَشْرِ كَرَامَاتٍ۔ جو شخص ان دس دنوں کا ادب واحترام کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو دس اعزاز واکرام اور انعام سے نوازے گا۔

(۱) اَلْبَرَكَةُ فِي عُمْرِهٖ۔ اس کی عمر میں برکت عطا فرمائے گا۔

(۲) وَالزِّيَادَةُ فِي مَالِهٖ۔ اس کے مال ودولت میں اضافہ فرمائے گا۔

(۳) وَالْحِفْظُ لِعِيَالِهٖ۔ اور اس کے اہل وعیال کی حفاظت فرمائے گا۔

(۴) وَالتَّكْفِيرُ لِسَيِّئَاتِهٖ۔ اس کی برائیوں کو مٹادے گا۔

(۵) وَالتَّضْعِيفُ لِحَسَنَاتِهٖ۔ اس کی نیکیوں کو بڑھادے گا۔

(۶) وَالتَّسْهِيلُ لِسَكَرَاتِهٖ۔ اس کی موت کے وقت آسانی پیدا فرمادے گا۔

(۷) والضِّيَاءُ لِظُلُمَاتِهٖ۔ قبر وحشر کی تاریکیوں میں روشنی عطا فرمائے گا۔

(۸) وَالثِّقْلُ لِمِيزَانِهٖ۔ اس کے نیکیوں کے پلڑے کو وزنی بنادے گا۔

(۹) وَالنَّجَاةُ مِنْ دَرَكَاتِهٖ۔ جہنم اور اس کے طبقات سے نجات دے گا۔

(۱۰) وَالصُّعُودُ عَلٰى دَرَجَاتِهٖ۔ اس کے درجات بلند فرمادے گا۔

(غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۲۷ مطبوعہ دار الالباب دمشق)

جَزَى اللهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ أَهْلُهُ

وما علينا الا البلاغ

نظم برائے خطبات برکات

علم وفن کا ہے سمندر خطبات برکات
فکر کا ہے ایک گوہر خطبات برکات

کیوں نہ یہ مقبول اہل علم کی نظروں میں ہو
ہے خزینۂ عشق سرور خطبات برکات

مثل کوکب جگمگاتا ہے ہر اک پنہ سدا
چاروں جانب ہے معطر خطبات برکات

وب کر عشق نبی میں جب اٹھا ہے یہ قلم
تب بنا نایاب گوہر خطبات برکات

ہورہا ہر بزم میں چاروں طرف چرچا یہی
ہے خطیبوں کا یہ رہبر خطبات برکات

واہ کیا زور قلم ہے حضرت بو العطر کی
نجدیوں کے واسطے ہے خنجر خطبات برکات

رب کعبہ کی قسم کہتا ہے یہ ادنیٰ بلال
خُلق آقا کا ہے پیکر خطباب برکات

طالب دعا: محمد بلال برکاتی نیپالی

دعاے مغفرت

☆ دادا مرحوم محمد صاحب جان، دادی مرحومہ ختیون خاتون، چچی مرحومہ جمیلہ خاتون میرے مرحوم نانا اور نانی مرحومہ ☆ کوشیلہ خاتون مرحومہ والدۂ حضرت مولانا عبدالرحیم برکاتی حنفی (تاراپٹی) عالی جناب ولی محمد سکرون کی والدۂ مرحومہ اور والد مرحوم اور جن اسلامی بھائیوں نے دامے درمے قدمے سخنے اعانت فرمائی ان سب کے مومنین اہل خاندان مرحومین اور تمام امت مسلمہ کی مغفرت وبخشش اور ترقی درجات کے لیے اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کی مغفرت وبخشش فرمائے اور جنت الفردوس میں کا اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔آمین بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ وعلیٰ آلہ وسلم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ ِالنَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْحَبِیْبِ الْعَالِی الْقَدْرِ الْعَظِیْمِ الْجَاهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِیْ عِلْمِ اللهِ صَلَاةً دَائِمَةً بِدَوَامِ مُلْكِ اللهِ-
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ

التجا

تمام علماے کرام اور طلباے عظام سے مخلصانہ عرض ہے کہ میرے معذور بیٹے محمد معین الدین عرف محمد دلشاد کی صحت وتندرستی کے لے خصوصی دعا فرمائیں اور اس فقیر بےنوا کی مغفرت وبخشش اور روز محشر مصطفی ﷺ کے دامن کرم کی ٹھنڈی ہوا کی۔

اللہ کریم تمام امت مسلمہ کی بے حساب بخشش فرمائے اور اپنے حبیب اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے۔اور میرے والد محترم مولانا محمد ضمیر الدین قادری اور میری مشفقہ والدہ تقدس مآب عظیمہ خاتون کا سایہ میرے سر پر تادیر قائم فرمائے۔آمین بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ وعلیٰ آلہ وسلم

ابو العطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی